نحن نقص علیک احسن القصص (القرآن)

ماہِ کنعان

مصنف

صاحبزادہ سید افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے ۔ فیصل آباد

Marfat.com

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ (القرآن)

ماہِ کنعانؑ

مُصنّف

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے ۔ فیصل آباد

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	——	ماہِ کنعان
مؤلف	——	صاحبزادہ سید افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ
طابع	——	سید حمائت رسول قادری
تعداد صفحات	——	496
باراوّل	——	یکم اپریل 1993ء
باردوم	——	دسمبر 2002ء
تعداد	——	1100
کمپوزنگ	——	words maker Lhr
مطبع	——	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	——	روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون:7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد

Marfat.com

فہرست

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
۱	انتساب	۵
۲	آغاز	۱۱
۳	تعارف	۱۴
۴	حسن یوسف علیہ السلام	۲۲
۵	حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶
۶	خواب کی حقیقت	۳۰
	خواب کی دوسری قسم	۳۵
۸	ماہِ کنعان	۳۹
۷	شانِ نزول	۴۰
۹	چند حقائق	۵۶
	اجرامِ فلکی	۵۶
۱۰	حسد کی مذمت	۶۳
۱۱	بہن اور بھائی	۷۱
۱۲	حضرت یوسف علیہ السلام پر بھائیوں کا ظلم	۸۳
۱۳	اندھیرا کنواں	۸۸
۱۴	مردِ صالح	۹۵
۱۵	خون آلود قمیص	۱۰۵
۱۶	حضرت یوسف علیہ السلام اور بھیڑیے کی گفتگو	۱۱۱
۱۷	مدین کا سوداگر	۱۲۰
۱۸	وادئ کنعان سے مصر تک	۱۲۸
۱۹	عظمتِ ماں	۱۳۱
۲۰	شہر تابستان میں داخلہ	۱۳۹
۲۱	شہر قدوس میں ورودِ مسعود	۱۴۰
۲۲	مصر شہر میں ورودِ مسعود	۱۴۳
۲۳	مصر کا بازار اور یوسف علیہ السلام کا سودا	۱۴۸
۲۴	بازغہ شہزادی	۱۵۱
۲۵	بی بی زُلیخا	۱۵۵
۲۶	جمالِ یوسف علیہ السلام کا سودا	۱۶۱
۲۷	ایک ایمان افروز نکتہ	۱۷۲
۲۸	عصمت حضرت یوسف علیہ السلام	
۲۹	برہان کیا تھی؟	۱۸۲
۳۰	حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کا نکاح	۲۱۷
۳۱	جیل	۲۴۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۲	درسِ توحید	۲۵۴	۳۷	وزارتِ خزانہ	۳۲۰
۳۳	ماہِ کنعان کا سپردل تاجر	۲۶۲	۳۸	ملاپ	۳۳۷
۳۴	والیٔ مصر کا خواب اور		۳۹	خون کا رشتہ	۳۶۳
	یوسف علیہ السلام کی رہائی	۲۷۹	۴۰	اختتام	۴۲۱
۳۵	قید سے رہائی	۳۰۱	۴۱	خصوصی معاونین حضرات	۴۳۸
۳۶	جیل کی کہانی میری زبانی	۳۰۵	۴۲	گزارش	۴۹۲

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس مایہ ناز کتاب ماہِ کنعان کی نسبت اپنے بڑے بھائی صاحبزادہ پیر و علامہ **سید محمد یعقوب شاہ** صاحب کی طرف منسوب کرتا ہوں۔ اور میں ایسا کر کے قلبی مسرت و راحت پانے کے ساتھ ساتھ کونین کی سعادت بھی حاصل کر رہا ہوں۔ وہ بھائی صاحب کہ جن کا دستِ شفقت ہر وقت اور ہر حال میں میرے سر پر سایہ فگن رہتا ہے اور جو میرے ہر دکھ درد اور غم ناک اندھیروں میں روشنی کی کرن بن کر مجھے حوصلہ دیتے رہتے ہیں۔

پچھلے سال میں بیمار ہوا تو فیصل آباد کے ہسپتالوں سے لے کر لاہور کے شیخ زید کے بیمار خانہ تک میری تیمارداری اس انداز سے کی کہ اچھے بھلے اور تجربہ کار ڈاکٹر معلوم ہوتے تھے۔

اور جو میرے علم دین کے حصول کے دوران ابتداء سے لے کر انتہا تک آغاز سے لے کر انجام تک اور ملتان کی بستی بوسن کے مدرسہ فیض العلوم سے لے کر ہندوستان کے شہر مراد آباد کے عظیم مدرسہ جامعہ نعیمیہ تک میری ہر ضرورت پوری کرتے رہے۔

تعلیمی معیار اتنا بلند کہ فارسی میں منشی فاضل، اُردو میں ادیب فاضل اور انگریزی میں ایم۔اے ہونے کے ساتھ ساتھ عربی میں قرآن و حدیث کے علمی و تحقیقی نکات سے پوری طرح دسترس رکھتے ہیں۔

اور ملکی و غیر ملکی سیاسی شطرنج کی ہر چال سے آشنا اور فیل۔خیل اور پیادہ کی ہر بات سے واقف اور تحریکِ پاکستان کے صف اوّل کے مجاہد۔

Marfat.com

یہاں تک کہ انگریزی عہد حکومت میں ایشاپور (کلکتہ) میں محکمہ دفاع یعنی اسلحہ ساز فیکٹری میں ملازم ہونے کے باوجود مسلم لیگ کا پرچم اٹھائے رکھتے تھے اور خواجہ ناظم الدین مرحوم' سید حسین شہید سہروردی مرحوم' مولانا فرید احمد مرحوم اور مولانا تمیز الدین مرحوم کے دوسرے مسلم لیگی رہنماؤں کے ساتھ مل کر پاکستان کے حصول کے لئے گلی گلی تقریریں کیں۔

مگر افسوس کہ۔

نیرنگئ سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

آج کوئی دنیادار' دولتمند' سرمایہ دار' کوئی خان بہادر اور کوئی چوہدری مرتا ہے تو صبح اخباروں کی سرخیاں کچھ یوں ہوتی ہیں۔

قائداعظم کا ساتھی فوت ہو گیا۔ مسلم لیگ کا عظیم رہنما ہمیں داغ مفارقت دے گیا اور تحریکِ پاکستان کا بے لوث رضا کار ہم سے جدا ہو گیا۔

مگر اس میدان کے صحیح' سچے اور وفادار مجاہد' غازی اور سرفروش کارکن کا کبھی ہمارے نام نہاد قومی پریس میں ان کا نام نہیں آیا۔

چونڈہ: جہاں 1965ء میں ٹینکوں کی سب سے بڑی اور خوفناک جنگ لڑی گئی وہاں انجمن تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام سالانہ تبلیغی جلسہ تھا۔

حضرات: یاد رہے کہ اس انجمن کی بنیاد میرے والد گرامی مناظر اسلام محقق و محدث اور سرکارِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز تھے یعنی علامہ سید محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی جو آج تک قائم ہے ہزاروں کا مجمع تھا جس میں اکثرت مجلس احرار کے رضا کاروں کی تھی جو پاکستان کے مخالف تھے۔

دنیائے اسلام کے عظیم خطیب مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی تقریر تھی۔

شاہ صاحب کی کرسی پر بیٹھ گئے اور سامنے ایک بے تکا سا اور بڑا سا میز پڑا تھا۔

Marfat.com

شاہ صاحب نے بلند آواز سے کہا۔

''میز میرے آگے سے اٹھالو''

حکم کی تعمیل کی گئی۔ مگر میز اٹھانے والے رضا کاروں کی زبان سے یہ نکل گیا۔

کہ —— اٹھاؤ پاکستان کا جنازہ''!

ہم دونوں بھائی ایک کونہ میں خاموش بیٹھے تھے۔

مگر یکدم ایک پرجوش آواز مجمع کو چیرتی ہوئی شاہ صاحب کے کانوں تک جا پہنچی۔

کہ —— واپس لو اپنے الفاظ وگرنہ تقریر نہیں ہونے دی جائے گی —— مجمع میں ایک شور برپا ہوگیا۔ میں گھبرا گیا کہ مجمع مخالف ہے اور مجلس احرار کے رضا کار کلہاڑیوں سے مسلح ہیں۔

رضا کاروں نے ہلڑ بازی اور دنگا فساد کرنے کی کوشش کی تو دو چار آوازیں پاکستان زندہ باد کی اور بھی آنے لگیں۔

شاہ صاحب معاملہ فہم تھے اور ایسی واہیاتیاں وہ کئی بار دیکھ چکے تھے۔

فوراً —— کرسی سے اٹھے۔ بالوں کو جھٹکا دیا اور بلند آواز سے پکارا —— خاموش —— بن کے رہے گا پاکستان!

اس نوجوان نے جس جوش سے اپنے مسلم لیگی ہونے کا ثبوت دیا ہے میں اسے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

یہ تھا تحریک پاکستان کا غازی —— مسلم لیگ کا رہنما اور قائداعظم کے نظریۂ پاکستان کی بھرپور حمایت کرنے والا —— علامہ سید محمد یعقوب شاہ صاحب۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہادر قیادت میں دنیا کے نقشہ پر پاکستان کا نام ابھرا —— تو پاکستان آ گئے۔

اور پھر واہ کی اسلحہ ساز فیکٹری کے ایک بہت بڑے افسر کی حیثیت سے ریٹائر

Marfat.com

ہو کر خالص دین پسند۔ مذہب پرست اور مبلغ اسلام بن گئے —— اور پھر وہیں کی نوجوان نسل کے لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآنِ مجید کے درس کے ذریعہ خدا اور رسول کے احکامات امر ونہی اور حقوق العباد کا سبق دینے لگے اور گھر گھر جا کر جہاں دین و مذہب اور نیکی و شرافت کی ایک کرن بھی نہ ہوتی تھی وہاں حق و صداقت اور رشد و ہدایت کی شمعیں روشن کرنے لگے۔

اور پھر آہستہ آہستہ اپنی ذاتی قابلیت اور خاندانی ذہانت کے باعث راولپنڈی اور آزاد کشمیر کے ریڈیو سٹیشن پر آنے لگے۔ اور مشکل سے مشکل موضوعات اور گہرے سے گہرے مسائل کو بڑی خوش اسلوبی سے حل کرنے لگے!

آج کل مرزا طاہر بیگ کے ساتھ مباہلہ کرنے کا شوق ملک کے کئی علماء کرام کے دلوں میں پیدا کر رکھا ہے۔ اس فرقۂ ارتادیہ کے رہنماؤں کے ساتھ کئی بار پہلے بھی کئی مباہلے ہو چکے ہیں، جن میں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری اور، مولانا سید محمد مسعود الہروی پیش پیش تھے۔ علامہ سید محمد یعقوب شاہ صاحب جن دنوں ایشاپور —— بنگال میں سرکاری ملازم تھے انہی ایام میں ایک مرزائی ڈاکٹر غلام علی کے ساتھ ان کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔

ایک دن اس مرزائی ڈاکٹر نے مباہلہ کی دعوت دے دی کہ جھوٹا پہلے مر جائے گا۔ اور سچا بعد میں فوت ہوگا۔

علامہ صاحب نے یہ دعوت قبول کر لی اور اللہ کریم کی شانِ قدرت کے قربان کہ وہ مرزائی ڈاکٹر تو سات دن کے اندر ہی مر گیا اور میرے بھائی صاحب علامہ سید محمد یعقوب شاہ صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ابھی تک زندہ ہیں —— اور اللہ انہیں تادیر قائم اور زندہ رکھے۔ آمین

اور پھر ہر دو سال کے بعد اپنے خرچ پر پورے یورپ کا تبلیغی دورہ کے ذریعہ یورپ کے کفر و باطل کی تاریکیوں میں حق و اسلام کی شمع روشن کرنے اور وہاں کی غلیظ

Marfat.com

اور نجس بودو باش کی ظلمتوں میں طہارت و نفاست کے چراغ جلانے اور ضلالت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں نیکی و شرافت کی روشنی پھیلانے اور وہاں کے باشندوں کو اسلامی اقدار سے روشناس کرانے کے لئے چلے جاتے ہیں اور پھر ساتھ ہی علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر کی عملی تفسیر بن کر سامنے ہیں کہ۔

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آداب سحر خیزی

اور —— اس شعر کا عملی نمونہ کا سبق مسلمانوں کو دیتے ہیں۔

کہ —— خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
کیونکہ —— سرمہ میری آنکھوں کا خاکِ مدینہ و نجف

حضرت شاہ صاحب نے اس رمضان المبارک میں تراویح کی نماز ناروے کے قریب ایک گاؤں میں پڑھائیں جہاں پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

پچھلے سال دنیائے عیسائیت کے مذہبی پیشوا پوپ جان سے ملے تو اس نے امن عالم کا علمبردار ہونے کا خطاب دیا۔ ایران گئے تو وہاں کی وزارت نے انسانی حقوق کے چمنستان کا نگہبان ہونے کی سند دی اور جہاں بھی گئے تو وہاں کے دانشوروں' دانشمندوں اور صاحب بصیرت لوگوں نے انہیں مبلغ اسلام کہا۔ سیاح سمجھا۔ مورخ جانا۔ اور درویش کے لقب سے سرفراز کیا۔

مگر یہ کتنے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ درویش لاہوری اقبال مرحوم کے کلام کے اس مفسر اور مردِ مومن کو نہ حکومت کے نمائندے جانتے ہیں اور نہ ہی ہمارے عوام۔

آؤ۔ ذرا دیکھو تو سہی۔ چہرہ جلال و جمال کا آئینہ۔ پیشانی محبت و الفت کی محراب' دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لبریز' سینہ درد و سوز سے بھرپور اور آنکھیں فغانِ سحر خیزی سے نمناک۔

اور کبھی محراب و منبر کی زینت اور کبھی تسبیح و مصلیٰ کی رونق —— مزاج میں شگفتگی و

Marfat.com

تازگی۔ طبیعت میں مذاق ومزاح اور گفتگو میں شرینی ومٹھاس۔

نہ حسد کی بیمار۔ نہ بغض کی مرض۔ نہ کینہ کا عارضہ اور نہ ہی بدخواہی کا مظاہرہ۔

اور سب سے بڑی بات یہ کہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کے خلیفہ مجاز بھی ہیں اور پھر اسی پاک نسبت کے باعث اور اسی روحانیت کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے بعد طہارت و پاکیزگی اور زہد وتقویٰ کا یہ عالم ہو چکا ہے کہ جب کبھی میرے غریب خانہ کو رونق بخشنے کے لئے تشریف لاتے ہیں تو چھوٹے سے سفری بقچہ میں ایک تھالی۔ ایک گلاس۔ ایک پیالی اور ایک چھوٹی سی لٹیا وضو کے لئے ساتھ لے آتے ہیں۔

اور پھر مرغ پلاؤ۔ مچھلی۔ فالودہ اور کھیر کے علاوہ اور کوئی چیز بازار کی نہیں کھاتے۔

اقبال مرحوم کے یہ اشعار بھی علامہ شاہ صاحب پر صادق آتے ہیں۔ کہ

گزر اوقات کر لیتا ہے وہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کیلئے ذلت ہے کارِ آشیاں بندی

اور

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

اور

دیں آذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
اور کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

قارئین کرام۔ حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد یعقوب شاہ صاحب کے اس مختصر سے تعارف کے بعد میں پھر اپنی کتاب ماہ کنعان کے پہلے حصہ کا انتساب ان کی خدمت میں پیش کر کے اپنے لئے فخر اور برکت سعادت سمجھتا ہوں۔

(سید افتخار الحسن)

Marfat.com

آغاز

مکتبہ رشد و ہدایت کی اس پیشکش سے پہلے بھی دین اسلام کے مقتدر علمائے کرام اور بلند پایہ مصنفین نے احسن القصص یعنی قرآن مجید کے اس سوہنے قصے کو اپنے اپنے حسن ذوق اور قلبی کیفیات کے مطابق مزین کیا ہے جن میں حضرت حجتہ الاسلام و المسلمین امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ —— مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ علیہ اور مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست نظر آتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان میں احسن القصص لکھی اور اسے اپنے عجیب و غریب حقائق و نکات سے آراستہ کیا۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فارسی زبان میں قرآن کریم کے اس مقدس قصہ کو یوسف زلیخا کا نام دے کر اس میں عشق و محبت کی چاشنی بھر دی اور پھر مولوی غلام رسول عالم پوری نے اس سوہنے قصے کو پنجابی زبان سے رنگین کر کے ہر شعر میں ایسا درد بھر دیا کہ پڑھنے والوں کی آنکھوں میں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے

اور یاد رہے کہ مولوی غلام رسول کی احسن القصص یعنی یوسف و زلیخا امام غزالی کی ہی احسن القصص کا لفظی ترجمہ ہے اور مولانا عبدالرحمٰن جامی کی یوسف و زلیخا کے مطالب و معانی پر مشتمل ہے۔

مثلاً —— بی بی زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آخری بار حضرت یوسف علیہ

Marfat.com

السلام کو خواب میں دیکھا اور پتہ وٹھکانہ پوچھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ یوں ہے۔

احسن القصص امام غزالی ص ف ۹۸ —— اَخبِرنِیْ اَیْنَ اَطْلُبُکَ —— اے میرے محبوب کہاں تلاش کروں تجھے؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا:

اُطْلُبْنِیْ بِمِصْرِ فَاِنِّیْ مَلِکُ مِصْرِ —— کہ مجھے مصر میں تلاش کرنا کیوں کہ میں مصر کا بادشاہ ہوں!

مولوی غلام رسول اس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

پہلے نام ٹھکانہ اپنا مینوں دس شتابی
پڑھ پڑھ نام تیرا دم کرساں جاوے دلوں بیتابی
ہیں توں کون کتھے گھر تیرا جگ وچ کہ سدا ویں
دے جواب سوال میرے دا فیر متاں چھل جاویں
فرمایا جے تدھ زلیخا ایہا دل دا بھا ناں
میں ہاں آپ عزیز مصر دا میرا مصر ٹکاناں

(یا)

احسن القصص امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۳۴ —— حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن زینب نے خواب میں بھیڑیوں کو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام پر حملہ کر رہے ہیں۔

فَرَاتْ زَیْنَبُ اُخْتَ یُوْسُفَ فِیْ مَنَامِهَا کَاَنَّه
وَقَعَ بَیْنَ الذِّیَابِ وَ هُمْ یُهْنِسُوْنَه'

مولوی صاحب اسے یوں بیان کرتے ہیں۔

آہی یوسف دی ہمشیرہ گھر وچہ ستی ہوئی
ویر گیا نہ معلم اسنوں ڈٹھی خواب انہوئی

Marfat.com

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۳۵۔۔۔

فَقَالَ لَهَا يَعْقُوبَ لِمَ تَبْكِيْن

قَالَتْ عَلٰى سَاعَةِ اُخْرٰى تَبْكِىْ اَنْتَ مَعِىْ

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹی سے پوچھا۔۔۔ تو کیوں روتی ہے؟ تو بیٹی نے جواب دیا کہ تھوڑی دیر کے بعد آپ بھی میرے ساتھ روئیں گے۔۔۔

مولوی صاحب اس المیہ کو اس طرح سے لکھتے ہیں۔

کیوں فرزند کریں تو زاری رودن وقت کیائی
یوسف میرا جھب مڑ آسی نہ روغم نہ کائی
یوسف گیا ڈٹھا میں جاندا صبر نہ ملے کدائیں
نال میرے توں روندا رہی جان رہے یا نائیں

مولوی صاحب خود اس حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

اس مطلب وچہ خاص قرآنوں سورۃ یوسف والی
سمجھ تفسیر حدیث نبیوں کہے امام غزالی
ایہ تفسیر غزالی وچوں اکثر مطلب پائے
حال زلیخا جامی کولوں جیوں سننے وچ آئے

مولانا جامی اور مولوی غلام رسول نے نہ صرف امام غزالی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قرآن مجید کے اس سوہنے قصہ احسن القصص کو حقیقت و معرفت کا رنگ دے کر خوبصورت بنا دیا ہے بلکہ اس میں محبت کی چاشنی الفت کی مٹھاس اور عشق حقیقی کی لذت پیدا کر کے درد و سوز۔ ہجر و وصال اور کیف و مستی کے جذبات سے بھی بھرپور کر دیا ہے۔

☆☆☆..............☆☆☆

Marfat.com

تعارف

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختصر سا خاکہ یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان کی روح کو پیش کیا۔ مولانا جامی کی پہچان یہ ہے کہ فنافی الرسول ہوکر اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گم ہوکر جب محبوب خدا علیہ السلام کے روضۂ اقدس کی زیارت سے سرفراز ہونے کیلئے مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین میں قدم رکھتے ہیں تو والئی مدینہ کو حکم دیا گیا کہ میرے عاشق زار کو شہر سے باہر ہی روک لیا جائے ورنہ جس دیوانگی کے عالم میں وہ آرہا ہے اس کی دلداری کے لئے مجھے گنبد خضرا سے باہر آنا پڑے گا۔

ہاں—— وہی جامی جو کبھی نسیم سحر کے ذریعے اپنے محبوب خدا کی بارگاہِ عالیہ میں پیغام پہنچاتے ہیں۔

نسیما جانب بطحا گزر کن
زاحوالم محمد راخبر کن!
توئی سلطانِ عالم یا محمد
ز روئے لطف سوئے من نظر کن
مشرف شدز لطفش گرچہ جامی
الٰہی ایں کرم بار دگر کن

Marfat.com

اور کبھی ہجر رسول میں آنسو بہاتے ہوئے یوں فریاد کرتا ہے۔

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

اور کبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے تابی کے عالم میں نظر رحمت کی بھیک مانگتا ہے۔

زرحمت کن برحالِ زارم یا رسول اللہ
غریبم' بے نوائم' خاکسارم یارسول اللہ

ہاں —— وہی جامی جنہوں نے تحفتہ الاحرار۔ نفحات الانس اور شواہد النبوۃ جیسی ایمان افروز اور روحانیت سے بھرپور تصنیفات کے ساتھ ساتھ علم نحو کی گراں قدر اور مشہور زمانہ کتاب شرح ملا جامی لکھ کر علم وفن کی دنیا پر ایک عظیم احسان کیا ہے! لیکن —— یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان کی کتاب شرح جامی رحمہ اللہ تعالیٰ دیوبندی اور اہل حدیث حضرات کے دینی مدرسوں میں بھی بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے مگر اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلک وعقیدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔

ایسے بے ادب اور گستاخ لوگ یا رسول اللہ کہنے والے کو مشرک کہتے ہیں —— اور جامی ہر قدم پر یا رسول اللہ پکارتا دکھائی دیتا ہے اور ہر شعر کو یا رسول اللہ سے مزین کرتا ہے۔

ایسے علماء کو چاہئے کہ یا تو اس حق پرست اور ولی کامل کی کتاب شرح ملا جامی اپنے مدرسوں میں پڑھائی چھوڑ دیں اور یا پھر اس کے عقیدہ کو صحیح مان لیں اور مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا حسین خاکہ کچھ یوں ہے——

میں پروردہ عشق سخن دا جاں غفلت وچہ آیا
مدت وچہ حجاب غماں دے میرا وقت وہایا

درد وسوز کی آگ میں دن رات جلنے والا یہ عاشق مزاج انسان کامل عالم پور کی

Marfat.com

جامع مسجد کا امام اور بچوں کو قرآن حکیم پڑھانے والا ایک نیک سیرت استاد تھا۔

آپ کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد سید روشن علی بھی تھا ایک دن مولوی صاحب آگے آگے اور شاہ صاحب پیچھے پیچھے مسجد کی طرف جارہے تھے —— مولوی صاحب نے جوتے اتارے اور شاہ صاحب سے فرمایا۔

شاہ جی میرے جوتے بھی اٹھالانا۔

شاہ صاحب نے حکم کی تعمیل کی۔

رات کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مولوی غلام رسول کو نصیب ہوئی —— فرمایا

مولوی صاحب —— اب میری اولاد سے بھی جوتیاں اٹھوانے لگے ہو ——

ساری رات مولوی صاحب شرمندگی میں آنسو بہاتے رہے صبح ہوئی تو سید روشن علی شاہ صاحب کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگی —— اور ساتھ ہی دست بستہ عرض کی کہ شاہ صاحب یہ آپ کا مجھ پر احسان ہے کہ آپ کی معرفت مجھے آپ کے نانا جان کی زیارت نصیب ہوگئی۔ چوں کہ مولوی صاحب شاہ صاحب کی وجہ سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پاک اور جلوۂ حسن زیبا سے مشرف ہوئے تھے اس لئے مولوی صاحب کے دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کی بھی عزت اور محبت زندگی کا حسین خاکہ بن گئی۔

اور ہر صبح نماز سے پہلے شاہ صاحب کے پاؤں کو بوسہ دینا ان کے نیک اعمال کا ایک حصہ بن گیا۔

پھر سید روشن علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پٹواری بن کر مالوہ چلے گئے اور ایک سال تک ان کی طرف سے کوئی خبر اور کوئی چٹھی نہ آئی ——

بھلا مولوی صاحب اتنی لمبی جدائی کا صدمہ اور ہجر و فراق کا غم کیسے برداشت کرسکتے تھے —— اپنا غم دور کرنے اور افسردہ دل کی بھڑاس نکالنے کیلئے شاہ صاحب

Marfat.com

کی طرف کئی چٹھیاں لکھیں اور قاصد کے ذریعہ انہیں ارسال کرتے رہے۔

مولوی صاحب کی وہ درد بھری چٹھیاں آج بھی زبان زدِ خاص و عام ہیں اور آج بھی دردِ دل اور سوز دروں رکھنے والے حضرات انہیں پڑھ کر قال مقال کی دنیا سے گزر کر مستی وحال کے عالم میں کھو جاتے ہیں

قارئین کرام بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی چٹھی:

ندیوں پار وگ چٹھیئے لئیں خبراں کہے پئے معاملے دور والے
ساڈے نیں وچھنڑے رت بھنے لہریں یارو گاوندے ندی نالے
ندیوں پار وسیندیا بیلیا او تیراں انقاندے ڈٹھے عجیب چالے
تیرے درد فراق دیاں شورشاں نے ترساوندے میں وچہ نیر گالے

دوسری چٹھی:

جے توں یار میرا ول کریں پھیرا ایس جندوا کجھ اعتبار ناہیں
خاکی پتلا کلاوا پنجرا اے اڈیا بھور تے فیر ورکار ناہیں
جے توں چار دن مالوہ چھڈ آویں کھس جاوئی تیری پٹوار ناہیں
نوکر دس توں کس سرکار دا ایں پرے سیدوں ہور سرکار ناہیں

غرضیکہ —— قرآن مجید کے اس احسن القصص یعنی سوہنے قصے میں امام غزالی جیسے مجدد وقت —— مولانا جامی جیسے ولی کامل اور مولوی غلام رسول جیسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات نے اتنا سوز و گداز بھر دیا ہوا ہے کہ پڑھنے والے ہر صاحب دل اور صاحب ایمان انسان کے لئے ہر منزل پر حقیقت و معرفت کی ایک ایسی قندیل روشن کی ہوئی ہے کہ دل کی ہر دھڑکن ایک پرسوز نغمہ بن کر قلب وجگر کی تاروں سے عشق و محبت کا ساز بجتا سنائی دیتا ہے——!

ان تینوں حضرات کے علاوہ بھی موجودہ دور کے ایک عظیم شاعر جناب دائم اقبال

Marfat.com

نے اس حسین قصہ کو پنجابی زبان میں اپنے پاکیزہ تخیل کے ذریعہ نظم کا خوبصورت رنگ بھر کر احسن القصص کو سُچے موتیوں کی ایک حسین لڑی بنا دیا ہے اور درد بھرے اشعار میں اتنا سوز سمو دیا ہے کہ پڑھنے والوں کے دلوں سے ایک غمناک آہ نکل کر آنکھوں کے راستہ آنسوؤں کی جھڑی بن کر بہتی ہوئی نظر آتی ہے۔

مثلاً —— حضرت یعقوب علیہ السلام' حضرت یوسف علیہ السلام کی مصنوعی خون آلود قمیض سونگھتے ہیں تو اس جانگداز منظر کو دائم اقبال مرحوم یوں پیش کرتے ہیں۔

ہتھ پکڑ قمیص رنگدار خونی نبی سچ دا قول پکار دا اے
خون اپنا خون پچھان لیندا ایہہ خون نہیں یوسف دلدار دا اے
نالے گرگ وی کناں رحیم ہیسی کڑتہ نال پیار اتاردا اے
کھا گیا یوسف سر پیر تائیں اپر کڑتے نوں دند نہ ماردا اے
چیرے بدن تے رکھے بچا کڑتہ ایہہ کم نہ گرگ خونخوار دا اے
ایہہ مکر فریب مینوں جاپدا اے کڑتہ سچ تے کوڑ نتاردا اے

یاد رہے کہ دائم مرحوم کے یہ اشعار کئی مستند تفسیروں کا ترجمہ ہے جسے دائم صاحب نے قلبی واردات کی صحیح عکاسی کرتے ہوئے فن شاعری اور تخیل کی بلندی پروازی کی آخری منزل کا راستہ بتا دیا ہے حیران ہوں کہ جناب صائم چشتی صاحب اور سردار حسین صاحب سردار چشتی ابھی تک کیوں خاموش ہیں اور ان دونوں نے ابھی تک قرآن حکیم کے اس سوہنے قصہ کو شاعری کا روپ دے کر کیوں نہیں نکھارا حالانکہ یہ دونوں عظیم شاعر شاعری کے میدان میں تیز رفتار گھوڑے دوڑانے بھی جانتے ہیں اور اپنے عرش پرواز تخیل کے ذریعے اہل ایمان اور درد آشنا لوگوں کی نبض بھی پہچانتے ہیں۔

تفسیر کبیر —— تفسیر روح البیان —— تفسیر مظہری ——
تفسیر نسفی —— تفسیر معالم التزیل اور تفسیر کنزالایمان کے علاوہ اور بھی قرآن

Marfat.com

مجید کے صدیوں پرانے مفسرین اور علماء حق پرست نے احسن القصص کی تفسیر کرتے ہوئے ایسے ایسے گوہر نایاب اس اتھاہ سمندر سے نکالے ہیں اور بصیرت افروز حقائق اور دل کش معانی و مطالب کے سنہری موتیوں کے ہار بنا کر ملت اسلامیہ کے گردنوں میں ڈالے ہیں کہ خار دار جھاڑیوں میں الجھنے کی نوبت نہیں آتی —— دوسری طرف ان بے ادبوں مفسروں —— گستاخ مصنفوں اور گمراہ مبلغوں کو دیکھئے جنہوں نے قرآن پاک کے اس احسن القصص کو اتنے گھناؤنے انداز میں پیش کیا ہے کہ پڑھنے والے کا دل و دماغ گمراہ کن الجھن میں الجھ کر رہ جاتا ہے اور بے مقصد ولایعنی اور واہیات سوالات پیدا کر کے اور انبیاء علیہم السلام کی عزت و تکریم کے دامن پر گناہ و معصیت کا سیاہ داغ لگا کر دنیائے عیسائیت کو موقعہ فراہم کر رہے ہیں کہ وہ اسلام اور انبیاء علیہم السلام کی عظمت و آبرو پر حملہ آور ہوتے رہیں——

مثلاً —— حضرت یعقوب علیہ السلام کو اگر علم ہوتا کہ میرا بیٹا یوسف کہاں ہے تو چالیس برس تک اس کے غم و فراق میں روتے کیوں رہتے۔

اور کہیں حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے نکاح کا انکار کر کے عوام میں ضلالت و گمراہی کا سامان پیدا کرتے ہیں——

مولانا مودودی صاحب نے تو اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں اپنے قلم کی سیاہی سے اپنی سیاہ باطنی کا ثبوت دیتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا ہے——

کہ بھلا یوسف علیہ السلام ایک ایسی عورت سے کیسے نکاح کر سکتے تھے جس کی فحاشی کا انہیں ذاتی طور پر تجربہ ہو چکا تھا۔ مجھے ایسے نام نہاد اور بے علم مفسروں کی گمراہ کن تفسیروں پر افسوس آتا ہے کہ یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اگر قرآن مجید کے اس احسن القصص سوہنے اور مقدس قصہ میں کہیں ذرہ بھر بھی لغزش ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس قصہ کو احسن القصص نہ فرماتا۔

اور ایسے بے ادب مصنفین کو اتنا بھی علم نہیں کہ حضرت زلیخا کی عصمت کی چادر پر

Marfat.com

فحاشی کا داغ لگانے سے خداوند کریم کے علیم بالذات الصدور ہونے کی نفی ہو جاتی ہے کہ اپنے ایک برگزیدہ رسول کی نسبت ایک فاحشہ عورت سے کر کے اور پھر احسن القصص کا نام دیتا ہے۔

اور ایسے بدمذہب مبلغین کو اتنی بھی خبر نہیں کہ حضرت زُلیخا اپنے زمانے کے ایک بہت بڑے شہنشاہ طیموس کی اکلوتی اور حسین و جمیل بیٹی ہے جو ناز و نعمت سے بھرپور دسترخوان پر پل کر —— سونے چاندی کے خوبصورت کھلونوں سے دل بہلا کر —— شاہی محلات کے نقش و نگار کے حسین نظارے —— دیکھ کر ہزاروں کنیزوں کی مسحور کن لوریاں سن کر اور شرم و حیاء کے رنگین پردوں کے جھرمٹ میں اپنی عمر کی نو بہاریں گزار کر بھرپور اور خوبصورت جوانی کی حدود میں داخل ہوتی ہے۔

اور پھر اسی عمر میں خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دیکھ کر فریفتہ ہو جاتی ہے —— اور پھر کسی دنیادار کی محبت اور کسی عیاش انسان کے عشق میں نہیں بلکہ اللہ کریم کے ایک برگزیدہ نبی —— خدا تعالیٰ کے ایک سرکردہ رسول اور رب العزت کے ایک معصوم پیغمبر کے عشق میں یہاں تک فنا ہو جاتی ہے اور شوقِ وصال میں اتنی گم ہو جاتی ہے کہ مصر کا تاج و تخت ٹھکرا کر —— دنیا کی حکومت چھوڑ کر —— اور زمانہ کی بادشاہت سے دستبردار ہو کر اور ہزاروں لونڈیوں کی خدمت و اطاعت سے منہ موڑ کر اور زرق برق شاہانہ لباس اتار کر اپنی ایک پرانی دائی کو ساتھ لے کر پھٹا پرانا لباس زیب تن کر کے جنگل میں ایک بوسیدہ سی جھونپڑی میں دن رات یوسف کے نام کا وظیفہ پڑھتی ہے ——

اور پھر جسے گلاب کے پھول میں یوسف کی خوشبو آتی ہو۔ تاروں کی لو میں یوسف کی پیاری صورت دکھائی دیتی ہو اور جس کے خون کے ہر قطرہ سے یوسف کا نام سنائی دیتا ہو ایسی عورت پر فحاشی و بدکاری کا الزام لگانا ضلالت و گمراہی نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

Marfat.com

ایسے واہیات اور بازاری قسم کے سوالوں کے جوابات تو انشاء اللہ کریم آگے چل کر دیئے جائیں گے —— یہاں صرف اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ قرآن مجید میں لفظ فاحشہ نہیں—— بلکہ فحشا ہے

عمر کی آخری منزل —— صحت کی کمزوری—— ضعیفی کا سایہ—— ذہن کی نارسائی—— علم کی کوتاہی اور جوان شہزادہ کی موت کا غم——

میں اس قابل کہاں کہ قرآن مجید کے ایک لفظ کا بھی صحیح مطلب ومعنہ بیان کر سکوں چہ جائیکہ احسن القصص یعنی سورۃ کی تفسیر لکھوں

تاہم پھر بھی مرشد کی نگاہ اور ماں کی دعا جو ہر وقت میرے شامل حال رہتی ہے کے سہارے کوشش کروں گا کہ اس سوہنے قصہ کو احادیث وتفاسیر کی مستند کتابوں کے حوالوں کے زیور سے آراستہ کر کے اسے خوبصورت بنادوں!

Marfat.com

حسنِ یوسف علیہ السلام

القرآن ـــــ ہاں وہی حسن یوسف جسے دیکھ کر مصر کی امیر زادیوں اور پاکباز عورتوں نے اپنے ہوش وحواس گنوا کر اور محو جمال ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور بے خودی کے عالم میں پکار اٹھی تھیں کہ یہ کوئی بشر نہیں ہے بلکہ کوئی مکرم فرشتہ ہے۔

مَاھٰذَا بَشَراً ط اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْم ٥

ہاں ـــــ وہی حسن یوسف جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مشکوات شریف ص ۵۲۸ باب فی المعراج ـــــ کہ شبِ معراج کو جب میں تیسرے آسمان پر پہنچا تو ـــــ فَاِذَا اَنَا بِیُوْسُفَ اِذْ ھُوَ اُعْطِیَ شَطْرُ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِیْ وَدَعَالِیْ بِخَیْرٍ ـــــ پس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے بہت ہی حسن عطا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ (بحوالہ مسلم شریف جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۹۱ الخصائص الکبریٰ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۵۲، نزہت المجالس جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۳۶، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۳۴۴)

یہ محدثین کرام اور علمائے حق رحمۃ اللہ علیہم امام الانبیاء صلی اللہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث پاک نقل کرتے ہیں ـــــ کہ

Marfat.com

رَاَیْتَ فِیْهَا شَابًّا کَالْقَمَرِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا.

کہ شب اسرا میں نے ایک حسین وجمیل اور چاند سے چہرہ والا جوان دیکھا میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ خوبصورت جوان کون ہے؟

قَالَ یُوْسُفُ فَدَنَوْتُ مِنْهُمْ وَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدًّا عَلَّی اَحْسَنَ تَحِیَّةَ

جواب ملا —— حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ میں ان کے قریب ہوا —— السلام علیک کہا۔

انہوں نے اچھے انداز میں مجھے جواب دیا۔

وَقَالَ عِکْرَمَةُ فَضْلُ یُوْسُفَ فِی الْحُسْنِ عَلَی النَّاسِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ عَلَی النُّجُوم ——

اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حسن یوسف کی فضیلت دوسرے انسانوں پر ایسی ہے جیسی فضیلت چودھویں رات کے چاند کی تاروں پر ہے۔

وَقَالَ اِبْنُ اِسْحٰقَ ذَهَبَ یُوْسُفُ وَاُمُّه' بِثُلُثَیِ الْحُسْنِ

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت راحیل رضی اللہ عنہا کا حسن دنیا کے حسن کا تیسرا حصہ ہے۔

اور یہ حسن کی دولت انہیں ان کی دادی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے ملی تھی ——

ہاں —— وہی حسن یوسف جس کی تلاش میں یمن کا سوداگر مالک ابن زغر پچاس سال تک سرگرداں رہا۔

ہاں —— وہی حسن یوسف —— جس کا نظارہ کرنے کیلئے بازغہ شہزادی ستر اونٹوں پر مال و دولت لے کر آتی ہے اور یوسف کے قدموں میں نچھاور کر کے کفر کی ظلمت سے نکل کر اسلام وایمان کی روشنی سے دامن بھر لیتی ہے۔

Marfat.com

ہاں —— وہی حسن یوسف جسے دیکھ کر شہر عریش کے بت پرست لوگ بتوں کو توڑ کر وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں سربسجود ہو گئے اور پکار اُٹھے'

سیس جھکا کے عرضاں کردے اے نوری سلطاناں

حد بشریت تھیں ودھ گیاں تیریاں اچھیاں شاناں

ہاں —— وہی حسن یوسف جو کبھی مصر کے بازاروں میں بے حجاب ہو جاتا تو اس کی شعاعوں سے شہر کے درودیواریوں روشن ہو جاتے جیسے سورج کی کرنیں آسمان سے پڑتی ہیں —— ہاں —— وہی حسن یوسف جو کبھی مصر کے بازاروں میں بے حجاب ہو جاتا تو اس کی شعاعوں سے شہر کے درودیواریوں روشن ہو جاتے جیسے سورج کی کرنیں آسمان سے پڑتی ہیں۔

ہاں —— وہی حسن یوسف جس کی رعنائیوں کو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر انہیں اپنی ساری انسانی مخلوق دکھائی —— تو

چوں آدم سوئے آں مجمع نظر کرد

زہر جمع تماشائے دگر کرد

اور جب حضرت آدم علیہ السلام نے انسانی مخلوق کی طرف نظر کی تو ہر طرف ایک نیا ہی رنگ دکھائی دیا۔

بچمش یوسف آمد چوں یکے ماہ

نہ ماہ و خورشید اوج عزت و جاہ

کہ ناگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے چاند کی طرح سے چمکنے والی یوسف علیہ السلام کی صورت دکھائی دی —— جس کی عزت وعظمت کو چاند اور سورج بھی نہیں چھو سکتے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا۔

Marfat.com

یا رب ایں نہال از گلشن کیست
تماشا گاہِ چشم روشن کیست

کہ اے رب دو جہاں یہ گلاب کا پھول کس کے باغ کا ہے۔
اور یہ حسین وجمیل جوان کس کی آنکھوں کا نور ہے۔
اللہ کریم کی طرف سے جواب آیا

خطاب آمد کہ نور دیدۂ تست
فرخ بخش دلِ غم دیدۂ تست

کہ یہ تیری ہی آنکھوں کا نور اور تیرے ہی غمزدہ دل کا سرور اور راحت بخشنے والا ہے۔

زباغستانِ یعقوب ایں نہالیست
ز صحرائے خلیل اللہ غزالیست

کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے باغ کا پھول اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے صحرا کا ایک ہرن ہے۔
یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس خاندان اور نبوت کے گھرانے کا ایک فرزند ہے۔
یعنی یوسف علیہ السلام——
ہاں—— وہی حسن یوسف نے زلیخا کو خواب میں جلوہ دکھا کر عشق ومحبت جیسے رشتہ کو قرآن مجید میں احسن القصص کا عنوان دیا۔

Marfat.com

حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآنِ مجید اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ عام محدثین و مفسرین اور اہل ایمان کا متفقہ فیصلہ — عقیدہ اور ایمان ہے کہ حسن یوسف علیہ السلام سے حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل — برتر اور اکمل ہے۔

حسن مصطفیٰ علیہ السلام اللہ کا نور

حسن مصطفیٰ علیہ السلام ہمیشہ چمکنے والا چراغ!

اور — حسن مصطفیٰ تجلیاتِ الٰہیہ کا مرکز

گویا کہ — حسن مصطفیٰ علیہ السلام سورج اور حسن یوسف علیہ السلام اس کی ایک شعاع —

حسن مصطفیٰ علیہ السلام چاند اور حسن یوسف علیہ السلام اس کی ایک کرن —!

اور حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور کا چمکتا ہوا چراغ اور حسن یوسف علیہ السلام اس کی لو —

کتاب مطالع المسرات فی شرح دلائل الخیرات صفحہ ۳۹۱ امام محمد المہدی بن احمد بن علی بن یوسف الفاسی رحمۃ اللہ علیہ — وَحُسْنُ یُوْسُفَ وَغَیْرِہٖ جُزْءٌ مِنْ حُسْنِہٖ — کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن اور دوسرے حسن — حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کی ایک جز ہیں۔

ترمذی شریف جلد۲ صفحہ نمبر ۲۰۵ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۸

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ — قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَاَنَّ

Marfat.com

الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن مصطفیٰ علیہ السلام سے زیادہ حسین کوئی شے نہیں دیکھی ـــــ گویا کہ سورج آپ کے چہرۂ انور سے طلوع ہوتا تھا۔

یا سورج آپ کے رُخِ انور پر کھیلتا تھا۔

شمائل ترمذی صفحہ نمبر ۲ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۸ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات چودھویں رات کا چاند پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔

فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ

اور میں کبھی حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا اور کبھی چاند کو ـــــ

لیکن میرے نزدیک حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ حسین تھا!

بخاری شریف جلد ا صفحہ ۵۰۲ ترمذی شریف شمائل صفحہ ۲

کسی نے حضرت براء ابن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:-

کَانَ وَجْهُه النَّبِیِّ مِثْلَ الْیفِ ـــــ قَالَ لَابَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ ـــــ کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک تلوار کی طرح صاف تھا؟

جواب دیا نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا ـــــ قِطْعَةُ قَمْرٍ ـــــ چاند کا ٹکڑا۔

اس لئے کہ تلوار میں گولائی نہیں ہوتی اور چاند میں گولائی ہوتی ہے اور چہرہ کی گولائی خوبصورتی اور حسن میں زیادتی کی طرف اشارہ ہے۔

کل چودھویں کی رات تھی
شب بھر رہا چرچا تیرا
کچھ نے کہا یہ چاند ہے
کچھ نے کہا چہرہ تیرا

Marfat.com

ہم بھی وہاں موجود تھے
ہم سے بھی پوچھا گیا
ہم ہنس دیئے اور چپ رہے
منظور تھا پردہ تیرا

المواہب اللدنیہ۔مطبوعہ بیروت

قال القطبی لم یظہر لنا تمام حسنہ لانہ لو ظہر لنا تمام حسنہ لما طاقت اعیننا روئیتہ

کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن ہمارے لئے ظاہر نہیں کیا گیا—— کیونکہ اگر حضور علیہ السلام کا پورا حسن ہمارے لئے ظاہر کر دیا جاتا تو کسی کی آنکھ میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین چہرہ کو دیکھ سکے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

نشر الطیب صفحہ ۱۳۳ مولانا اشرف علی تھانوی

لم یظہر جمالہ کما ہو —— کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال جیسے تھا ویسے ظاہر نہیں کیا گیا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور پرنور علیہ السلام پر ۲۴ ہزار بار آئے—— اور پھر

معراج کی شب جبریل سے کہنے لگے خیر الامم
تو نے دیکھے ہیں جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
عرض کی جبریل نے شاہا مجھے تیری قسم

آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتا ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

Marfat.com

سید مہر علی شاہ صاحب:——

سُبْحَانَ اللّٰہ مَا اَجْمَلَکَ مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

اور——

میں وہ شاعر نہیں کہ چاند کہہ دوں ان کے چہرہ کو
میں اُن کے نقش پا پہ چاند کو قربان کرتا ہوں

اور——

لکھ دنیا تے سوہنے ہون میرے مدنی نال نئیں رَلدے
کن فیکون تے کل دی گل اے میرے آقا دے پیار ازل دے
یوسف نبی وچہ مصر وکاوے جدوں زور عشق دے چل دے
سبھ صدقہ محبوب میرے دا کوہِ طور تے دیوے بل دے

☆----☆----☆----☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواب کی حقیقت

قرآن حکیم کے اس سوہنے قصہ احسن القصص کو دل و دماغ میں پاکیزہ تخیلات پیدا کر کے اور اپنے ناپاک لباس کو آنسوؤں کے قطروں سے دھو کر اگر پڑھا جائے تو دوسرے کئی بصیرت افروز حقائق کے علاوہ یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ سوہنا قصہ چند خوابوں میں گھومتا ہے اور اس کی بنیاد ہی خوابوں پر ہے۔

القرآن —— اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ ۝

کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے ابا جان! میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ تارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کرتے ہیں۔

(۲) القرآن —— وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّىْۤ اَرٰىنِىْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْۤ اَرٰىنِىْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور اس کے ساتھ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو جوان اور بھی داخل ہوئے —— ان میں سے ایک بولا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑتا ہوں ——

اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں

Marfat.com

جن میں سے پرندے کھاتے ہیں۔

ہمیں اس کی تعبیر بتایئے ــــــ بے شک ہم تمہیں نیکوکار اور احسان کرنے والا دیکھتے ہیں۔

(۳) القرآن ــــــ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ ــــ

اور مصر کے بادشاہ نے کہا کہ میں نے خواب میں سات گائیں دیکھی ہیں موٹی و فربہ اور سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں سوکھی اور سات بالیں ہری۔

(۴) پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن زینب کو جو خواب آئی۔

احسن القصص امام غزالی صفحہ ۳۴ ــــــ

خَرَأَتْ اُخْتُ یُوْسُفَ فِیْ مَنَامِهَا ــــــ

(۵) پھر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔

احسن القصص صفحہ ۹۶ ــــــ وَاَنَّهَا رَاَتْ صُوْرَةَ یُوْسُفَ فِیْ مَنَامِهَا.

(۶) پھر یمن کے سوداگر مالک بن زغر نے یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔

احسن القصص صفحہ ۵۳ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔

اَنَّ مَالِكَ بِنْ زَغَرْ لِیَكُنَ بِمِصْرَ فَرَاٰی، فِیْ مَنَامِهٖ فِیْ صِغْرِهٖ كَاَنَّهٗ خَائِضٌ بِاَرْضِ كِنْعَانِ فَزَلَتْ الشَّمْسُ مِنَ السَّمَآءِ وَدَخَلَتْ فِیْ كُمِّهٖ ــــــ

کہ مالک بن زغر مصر کا رہنے والا تھا اس نے بچپن میں خواب دیکھا کہ کنعان گیا ہوا ہے وہاں آسمان سے سورج اُتر کر اس کے دامن میں آ گیا ہے۔

قرآن حکیم ــــــ امام غزالی کی احسن القصص اور دوسری تفسیروں کے حوالوں

Marfat.com

سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس مقدس قصہ کا تعلق خوابوں سے ہے اور اس کی اصل بنیاد بھی پاکیزہ رویاء صالحہ پر ہے۔

تمام حق پرست محدثین ــــ حق گو مفسرین اور حق بیں علماءِ کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی الٰہی پر اور حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔

مثلاً ــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا حکم دیا گیا جسے اللہ کے خلیل نے بیٹے کو ان الفاظ میں حکم سنایا۔

اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ ــــ کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔

حفیظ جالندھری مرحوم:۔

کہا بیٹا کہ میں نے آج شب اک خواب دیکھا ہے
کتابِ زندگی کا اک نرالا باب دیکھا ہے

سورۃ الفتح ــــ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّوْیَاءِ بِالْحَقِّ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ میں بمعہ صحابہ کرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا ہوں ــــ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ــــ فتح عظیم کی بشارت دی گئی جو فتح مکہ پر پوری ہوئی۔

بخاری شریف جلد۲ صفحہ ۱۰۳۳۔

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ تعالٰی عنہا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِیَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْیِ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃَ فِی النَّوْمِ:

اُم المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ اوّل ابتداء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی الٰہی نیک اور اچھی خوابوں کے ذریعہ آیا کرتی تھی۔

ترمذی شریف جلد۲ صفحہ ۵۱

حضرت ابی سعید الخذری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

اَصْدَقُ الرُّؤْيَآءِ بِالْاَسْحَارِ —— کہ سحر کے وقت جو خواب آئے وہ زیادہ سچی ہوتی ہے۔

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۵۲ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا:

کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ اُن کے لئے دنیا میں خوشخبری ہے؟

تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هِیَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ اَوْ تُرٰی لَهٗ —— کہ یہ سچی اور نیک خوابیں ہیں جو مردِ مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھائی جاتی ہیں۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۹۴' بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۴ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —— اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ کہ اچھی خواب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور بری خواب شیطان کی طرف سے —— اور جب کوئی اچھی اور نیک خواب دیکھو —— فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ يُحِبُّ —— تو اپنے کسی اچھے دوست کے سوا اور کو نہ بتاؤ اور جب کوئی بری اور مکروہ خواب دیکھو تو شرِ شیطان سے پناہ مانگو اور تین بار بائیں جانب تھوک دو —— وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا مَنْ تَضُرُّه —— اور کسی نقصان پہنچانے والے شخص کو نہ بتاؤ —— اور کروٹ بدل لینی چاہیے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔

لَا تُحَدِّثْ اِلَّا حَبِيْبًا اَوْ لَبِيْبًا —— کہ کسی اچھے نیک سیرت اور خیر خواہ دوست کے سوا کسی اور کو خواب نہ بتانی چاہیے۔

Marfat.com

کیوں؟ —— اس لئے کہ اگر اچھی —— خوبصورت اور نیک خواب کسی اچھے اور خیر خواہ دوست کو بتائے گا تو وہ سن کر خوش ہوگا اور اس میں حسد و بغض اور عداوت و دشمنی پیدا نہ ہوگی۔

وَلِذَالِکَ اَمَرَ یَعْقُوْبُ یُوْسُفَ بِکِتْمَانِ رُؤْیَا عَلٰی اِخْوَتِہٖ —— اور اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فرمایا تھا —— کہ یہ سہانی —— پیاری —— خوبصورت اور نیک خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا۔

تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۳۷ قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی طبرانی کی صحیح سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ کَلَام" یُکَلِّمُ الْعَبْدُ رَبَّہٗ فِی الْمَنَامِ —— !

کہ مردِ مومن خواب میں اپنے رب سے کلام کرتا ہے۔

ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۸۷ حضرتِ ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلرُّؤْیَا ثَلَاث" فَبُشْرَایٌ مِنَ اللّٰہِ وَحَدِیْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِیْفُ مِنَ الشَّیْطَانِ —— ایک روایت میں تَخْرِیْنُ الشَّیْطَانِ —— بھی آیا ہے۔

کہ خواب تین قسم کی ہوتی ہے۔

تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۱۳۷ ——

اَوَّلُ فَھِیَ الْھَامُ وَاَعْلَامُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی لِعَبْدِہٖ عَلٰی شَیْءٍ مِمَّا فِی خَزَائِنِ الْغَیْبِ اَدْعَلٰی شَیْءٍ مِنْ مُمْکِنَاتِ صِفَاتِہٖ وَاَحْوَالِہٖ وَدَرَجَاتُ الْقُرْبِ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰی تَکُوْنُ لَہٗ بُشَارَۃٌ.

کہ خواب کی پہلی قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کے خزانوں اور ہونے جانے والے ممکنات اور اپنے قرب کے درجات خواب دیکھنے والے پر ظاہر کرتا ہے!

Marfat.com

اور یہی حسین —— نیک اور ایمان افروز خواب اس کے لئے جنت کی خوشخبری بن جاتی ہے!

خواب کی دوسری قسم:

حدیث النفس ہے اور وہ یہ ہے —— مِنۡهَا مَا تَرَاهُ النَّفۡسُ مِنۡ صُوۡرَةِ الۡاَشۡيَاءِ الَّتِیۡ رَأَتۡهَا فِی الۡيَقۡظَةِ —— کہ انسان جو کچھ اپنی قوتِ متخیلہ سے دن کو دیکھتا ہے جاگتے ہوئے وہی رات کو خواب میں نظر آ جاتا ہے۔

تیسری قسم خواب کی یہ ہے تخویف الشیطان —— یا تحزین الشیطان اور وہ یہ ہے:

مَا اَلۡقَاهُ الشَّيۡطَانُ فِیۡ خَيَالِهٖ وَتَمَثَّلَ لَهٗ تَخۡوِيۡفًا اَوۡمَلَاعَبَتِهٖ —— کہ شیطان خوف و ہراس اور ڈرانے والی اشیاء کی تمثیل خواب میں انسان کو دکھاتا ہے —— فَاِنَّ الشَّيۡطَانَ يَجۡرِیۡ مِنَ الۡاِنۡسَانِ مَجۡرِ الدَّمِ —— کیوں کہ شیطان خون کی طرح انسان کے جسم میں دوڑتا ہے۔

تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۳۸ اَوۡرُؤۡيَا الصُّلۡحَاءِ اَعۡنِیۡ الۡاَوۡلِيَاء الَّذِيۡنَ زَكَّوۡا اَنۡفُسِهِمۡ بِالرِّيَاضَاتِ وَاَزَالُوۡا عَنۡهَا الۡكُدۡرَاتِ الۡجِبۡلَّةِ وَتَنَزَّهُوۡا عَنۡ ظُلُمَاتِ الذُّنُوۡبِ وَالۡاٰثَامِ وَتَجَلّٰی بِوَاطِنِهِمۡ بِاقۡتِبَاسِ اَنۡوَارُ النُّبُوۡتِ صَالِحَة" صَادِقَة" فَرُؤۡيَا الۡاَوۡلِيَاء شَبِيۡهَة" بِالۡوَحِیۡ —— یعنی صلحاء و اولیاء کی خواب وحی الٰہی کے مشابہ ہوتی ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کر لیتے ہیں اور فطری کدورتوں سے دِل کو صاف کر لیتے ہیں اور گناہوں کی تاریکیوں میں مبتلا نہیں ہوتے اور باطن کو انوارِ نبوت سے روشن کرتے ہیں۔

عام انسانوں —— پھر عام مسلمانوں اور صلحاء و اولیاء کے درمیان خوابوں کا یہی فرق ہے کہ ان کے خواب گندے تخیلات —— غلیظ تصورات —— دن کے کاروبارِ حیات اور شیطان کے پیدا کردہ وسوسوں میں گم ہو کر رات کو خواب میں دیکھتے ہیں کہ

Marfat.com

دشمن حملہ کر رہا ہے —— سانپ ڈنک مارنے آ رہا ہے —— مکان کو آگ لگ گئی ہے —— یا ڈاکو سامان لوٹ رہے ہیں۔

لیکن اولیاء کرام کے قلوب چونکہ تجلیاتِ الٰہیہ سے منور اور انوارِ نبوت سے روشن ہوتے ہیں اور وہ عبادت و ریاضت کے ذریعہ اپنے نفس کو شیطان کے غلبہ سے محفوظ رکھتے ہیں اور گناہ و معصیت کی ظلمتوں میں گم نہیں ہو جاتے اور ہر وقت ان کی نگاہوں میں جلوۂ حسن محبوب رہتا ہے اس لئے ان حضرات کو رات کو خواب میں جنت کے باغات دکھائی دیتے ہیں —— گنبد خضرا نظر آتا ہے۔

نہیں —— بلکہ زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوتے ہیں —— مثلاً —— نزہت المجالس جلد۲ صفحہ ۱۸۲ علامہ عبدالرحمٰن صفوری' زُرقانی جلد ا' الریاض النضرۃ —— کَانَ اِسْلَامُہٗ شَبِیْھًا بِالْوَحْیِ —— کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام وحی الٰہی کے مشابہ ہے ——

کہ وہ ملکِ شام میں تجارت کی غرض سے گئے —— فَرَاَرُؤیَا انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹ کر میرے دامن میں آ گیا ہے!

وَقَصَّھَا عَلٰی بُحَیْرا —— صبح ہوئی تو شام کے راہب بحیرا کو خواب سنائی ——

بحیرا راہب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سر سے پاؤں تک بڑے غور اور نہایت ہی تعجب سے دیکھا —— اور پوچھا ——

راہب —— مِنْ اَیْنَ اَنْتَ —— تو کہاں سے آیا ہے۔

ابوبکر —— مِنْ مَّکَّۃَ —— مکہ مکرمہ سے آیا ہوں!

راہب —— مِنْ اَیِّ قَبِیْلَۃٍ —— تو کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔

ابوبکر —— مِنْ قَبِیْلَۃِ قُرَیْشٍ —— قبیلہ قریش سے ہوں۔

راهب —— اَنْ صَدَّقَ اللّٰہُ الرُّؤیَاکَ ——

Marfat.com

کہ اللہ تمہاری خواب سچی کرے گا۔

فَاِنَّهٗ يَبْعَثُ اللّٰهُ نَبِيًّا مِنْ قَوْمِكَ تَكُوْنُ وَزِيْرُهٗ فِيْ حَيَاتِهٖ وَخَلِيْفَةَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ

کہ تمہارے قبیلہ قریش میں سے آخری نبی مبعوث ہوگا اور تم اس نبی کی زندگی میں اس کے وزیر ہوگے اور اس کے وصالِ پاک کے بعد اس کے خلیفہ ہوگے۔

پھر جب نبی اکرم مبعوث ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے —— اور عرض کی ——

يَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِيْلُ عَلٰى مَا تَدَّعِيْ —— کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے نبوت کا دعویٰ فرمایا ہے اس کی دلیل کیا ہے؟

قَالَ —— اَلرُّؤْيَا الَّتِيْ رَاَيْتَ بِالشَّامِ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ خواب جو تو نے شام میں دیکھی ہے۔

پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کو گلے لگا لیا اور زبان سے کلمہ شہادت بول کر حلقہ بگوش اسلام اور صاحبِ ایمان ہو گئے۔

اس وقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس سال کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۹۶ —— **عَنْ اَبِيْ خُزَيْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ —— اَنَّهٗ رَاٰى فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ اَنَّهٗ سَجَدَ عَلٰى جَبْهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاضْطَجَعَ لَهٗ وَقَالَ صَدِّقْ رُؤْيَاكَ فَسَجَدَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ.**

حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کر رہے ہیں!

صبح کو انہوں نے حضور علیہ السلام کو اپنی خواب کی خبر دی —— تو دُرِ یتیم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سیدھے لیٹ گئے اور فرمایا:

خزیمہ اپنی خواب سچی کر لے۔

ان احادیثِ مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض خوابیں ایسی ہوتی ہیں کہ رات کو خواب دیکھی اور صبح کو اس کی تعبیر ظاہر ہوگئی۔

اور بعض خوابیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن کی تعبیر بیس سال کے بعد اور کبھی چالیس سال کے بعد ظاہر ہوتی ہے —— جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر —— اور پھر نیک —— اچھی —— خوبصورت اور ایمان افروز خوابوں کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتداء بھی نیک خوابوں کے ذریعہ ہوئی ——

بخاری شریف جلد۲ صفحہ نمبر۱۰۳۳۔ بَابُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ —— عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ —— قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ ——

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی الٰہی کی ابتداء اچھی اور خوبصورت خوابوں سے ہوئی۔

اب کہ ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جیسے مرجھائے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

*****.............................*****

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ کنعان

میری تحقیق کے مطابق سورۃ یوسف علیہ السلام کی تفسیروں کے علاوہ جو مستقل کتاب اس مقدس موضوع پر سب سے پہلے لکھی گئی وہ جناب حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احسن القصص ہے۔

اور اس کتاب کی مقبولیت، شہرت، عظمت اور ہر دل کے لئے پسندیدہ ہونے کی میرے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دنیائے سنیت کے ایک بہت بڑے عالم دین، عظیم محدث، بلند پایہ محقق، مقتدر منصف، مستند مدرس اور شیریں گفتار خطیب جو میرے اُستاد بھائی بھی ہیں۔

یعنی جناب مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی تحریر جو میرے پاس محفوظ و موجود ہے —— جس پر ۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۳ ہجری بمطابق ۳ جون ۱۹۶۳ء عیسوی دوشنبہ کی تاریخ درج ہے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب اپنے وقت اور اپنے زمانے میں دنیائے سنیت کے لئے علم و تحقیق کا ایک قیمتی خزانہ تھے —— جنہوں نے جاء الحق، شانِ حبیب الرحمٰن اور تفسیر نعیمی لکھ کر سنی عوام پر ایک احسانِ عظیم کیا ہے جنہوں نے پڑھ کر عالم، خطیب ار واعظ حضرات رہتی دنیا تک فیض حاصل کرتے رہیں گے۔

Marfat.com

شانِ نزول

قرآن مجید کی یہ سورۃ پاک مکی ہے۔ اس میں بارہ رکوع ہیں۔ ایک سو گیارہ آیات ہیں اور سات ہزار اک سو چیاسٹھ حروف ہیں۔

۱- تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۱- امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲- تفسیر روح البیان چھوٹی تقطیع جلد ۱۲- علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

۳- تفسیر المظہر ی جلد ۵ صفحہ ۱۴۳- قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۴- تفسیر کنز الایمان- اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

۵- اِنَّ الیَھُودَ سَالُوا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَنْ قِصَّۃِ یُوسُفَ —— (یا)

تفسیر روح المعانی علامہ السید المحمود آلوسی جز ۱۲ صفحہ ۱۵۲

۶- تفسیر کشاف ۷- تفسیرح روح المعانی ۸- ابن کثیر ۹- تفسیر خازن ۱۰- تفسیر جامع البیان طبری——

اَحبَارُ الیَھُودِ قَالَ لِلرّؤسَاءِ المُشرِکِینَ سَلُوْ مُحَمَّدً صَلَی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لِمَا ذَا اِنتَقَلَ آلِ یَعقُوبَ عَلَیہِ السَّلَامِ مِن الشَّامِ اِلیٰ مِصرَ وَ عَنْ قِصَّۃِ یُوسَفُ فَفعَلُوْ ذَالِکَ فَزَلَتْ ھٰذِہِ السُّورَۃِ

کہ یہودیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ کیا ہے۔

یا—— یہودی علماء نے مشرکین مکہ کے سرداروں سے کہا کہ تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کنعان سے مصر کیسے اور کیوں گئی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ کیا ہے؟ انہوں نے ایسا ہی

Marfat.com

کیا تو یہ سورۃ نازل ہوئی۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہودیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بذات خود اور مشرکین مکہ کے ذریعہ یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ وہ جانتے تھے اور دیکھتے تھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے ایک حرف تک بھی نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا ہے۔ اور نہ ہی یہ تورات وانجیل اور زبور و صحائف آسمانی سے واقف ہے۔

اس لئے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصۂ یوسف سے بے خبر ہوگا لیکن وہ کفر و باطل کے اندھیروں میں زندگی بسر کرنے اور ضلالت و گمراہی کے دریا میں ڈوبے ہوئے انسان یہ نہیں جانتے تھے کہ دنیا میں نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا اور انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ رسول کا حقیقی استاد اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور وہ اس حقیقت سے بھی ناواقف تھے کہ یہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم امی لقب یعنی بے پڑھا پانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کل کی بدولت ساری ارضی و سماوی —— فرشی و عرشی اور لوح و قلم کی کائنات کا علم رکھتا ہے اور۔

اَلرَّحْمٰنُ —— عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ کے تحت حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بہت پہلے ہی اس نبی علیہ السلام کے سینۂ اقدس کو ظاہری و باطنی علوم کا خزینہ بنا دیا گیا تھا!

اور اس بینظیر و بے مثال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کرنے کے ساتھ ہی اس کے منصبی فرائض میں دوسرے ہزاروں حقائق بیان کرنے کے ساتھ ساتھ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کا ایمان افروز درس بھی نسل انسانی کو دیتا رہے

یعنی کتاب وحکمت کی تعلیم دینا اللہ کریم نے ایک ایسے نبی کے سپرد کر دیا جسے قرآن امی کے عظیم لقب سے یاد کرتا ہے۔

مطلب یہ کہ اسلام کے دشمن اور رسول کے باغی یہودی نہیں جانتے تھے کہ یہ امی یعنی نہ پڑھا ہونے کے باوجود اعجازِ نبوت کے طور پر عالم عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ ہے۔

پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کے قصۂ مبارک کو یہودیوں اور مشرکوں کو بیان فرمایا تو انہوں نے قرآن حکیم کے اس سوہنے قصہ احسن القصص

Marfat.com

کو تورات کے موافق و مطابق پایا لیکن وہ پھر بھی ایمان کی دولت سے سرفراز نہ ہو سکے۔

(۱) الر —— تفسیر روح البیان —— ای —— اَنَا اللّٰہ —— اَرٰی وَاَسۡمَعُ سُوَالَھُمۡ اِیَّاکَ عَنۡ ھٰذِہِ الۡقِصَّۃِ ——

کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس قصہ کے متعلق جو لوگ آپ پر سوال کرتے ہیں میں انہیں دیکھتا ہوں اور ان کے سوالوں کو سنتا بھی ہوں۔

(۲) وَاَنَا اللّٰہُ اَرٰی صَنِیۡعَ اِخۡوَۃِ یُوۡسُفَ وَمُعَامَلَتِھِمۡ مَعَہٗ —— اور معاملہ کیا میں سب کچھ دیکھتا ہوں اور جانتا ہوں۔

(۳) یَشِیۡرُ بِالۡفِ اِلَی اللّٰہِ وَ بِاللَّامِ اِلٰی جِبۡرِیۡلَ وَ بِالرَّاءِ اِلَی الرَّسُوۡلِ مَااَنۡزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی لِسَانِ جِبۡرِیۡلَ عَلٰی قَلۡبِ الرَّسُوۡلِ دَلَالَۃُ الۡکِتَابِ مِنَ الۡمَحۡبُوۡبِ اِلَی الۡمُحِبِّ لِیَھۡتَدِیَ الۡمُحِب بِالۡبَیَان طریق الوصول الی المحبوب.

یعنی الف کا اشارہ اللہ کی طرف ہے اور —— لازم کا اشارہ حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف ہے اور ر کا اشارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کی زبان یا جبریل کی معرفت اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منور پر یہ کلام نازل فرمایا —— تاکہ محب اپنے محبوب حقیقی تک جانے کیلئے صحیح راستہ پالے۔

تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۝ —— کہ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

مُبِیۡنُ الۡحَقِّ مِنَ الۡبَاطِلِ وَالۡحَرَامُ مِنَ الۡحَلَالِ!

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ —— کہ اس سورۃ میں حلال وحرام کے حدود —— حق و باطل کے نشانات اور نیکی و بدی میں پہچان کرانے کے لئے روشن اور غیر مشتبہ حقائق و احکام بتائے گئے ہیں۔

مطلب یہ کہ ان آیات مبارکہ کے ذریعہ حق و باطل میں امتیاز اور حرام و حلال کی پہچان اور اچھائی و برائی میں فرق نمایاں طور پر بتا دیا گیا ہے اور کئی طرح کے حقائق اور کئی قسم کے احکام روشن کر دیئے گئے ہیں تاکہ سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا انسان ان کی روشنی سے منزل مقصود تک پہنچ جائے اور ضلالت و گمراہی کے تاریکیوں میں ڈوبا ہوا آدمی اس شمع سے رشد و ہدایت کا نور پا سکے۔

Marfat.com

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

بے شک ـــــ ہم نے اسے عربی میں قرآن اتارا کہ تم سمجھو! یعنی ـــــ ہم نے قرآنِ مجید کو عربی زبان میں نازل فرمایا۔

مطلب یہ کہ اللہ کریم اس بات پر قادر تھا کہ قرآن حکیم کو عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں بھی نازل کرسکتا تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔

کیوں ـــــ اس لئے تا کہ اے عرب کے رہنے والو اور اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر سوال کرنے والو تم یہ نہ کہہ سکو کہ قرآن مجید کی زبان ہم نہیں جانتے! قرآن مجید نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مقدس قصہ کو احسن القصص فرمایا ہے۔

یعنی ـــــ سوہنا قصہ ـــــ

کیوں ـــــ تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۳۵ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۲ تفسیر کنز الایمان

سَمَّاهَا اَحْسَنُ الْقَصَصِ لِاِشْمَالِهٖ عَلٰی الْعَجَائِبُ وَالْعِبَر ـــــ والحكم سير الملوک والملاليک والعلماء و مکر انسا ـــــ والصر على البلاء د الايذاء الاعداء ـــــ

کہ یہ قصہ اس لیے احسن القصص ہے کہ یہ عجیب وغریب حقائق سے بھرپور ـــــ حکمتوں اور عبرتوں سے لبریز ـــــ دین و دنیا کے احوال سے روشن ـــــ بادشاہ اور رعایا کے حقوق سے مزین ـــــ علماء و فضلا کی عظمت سے معمور ـــــ عورتوں کے خصائص وعادات اور ان کے مکروفریب کے نشانات سے بھرا پڑا ہے۔

اور مصائب کے وقت صبر وشکر کرنے کا اجر اور دشمنوں کی طرف سے ایذا رسانی اور اس پر قابو پانے کے طریقوں کا نفیس بیان ہے۔

اور پھر اس قصہ میں چند فوائد کا احسن طریقہ سے ذکر کیا گیا ہے۔

فائدہ نمبر ا یہ ہے کہ ـــــ

انه لادافع لقضاءِ الله تعالٰى ولا مانع من قدرة الله تعالٰى وَاِنَّه تعالٰى اذا قضى للانسان بخير و مكرمة فلو ان اهل العلم اجتمعوا عليه لم يقدرو اعلىٰ دفعه.

کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل اور تبدیل نہ ہونے والا ہوتا ہے ـــــ اور کوئی شے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے فیصلے اور اس کی قدرت کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ اگر کسی انسان کے لئے کوئی اچھا اور مکرم فیصلہ کر لیتا ہے تو دنیا کے تمام علماء کرام جمع ہو کر بھی اگر کوشش کریں کہ اللہ کریم کے اس فیصلہ کو روک سکیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

فائدہ نمبر ۲ یہ ہے:

دلالتها علیٰ ان الحسد سبب الخذلان والنقصان —— کہ حسد کرنا شرمندگی، ذلت اور نقصان کا سبب ہوتا ہے۔

جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حسد کر کے مٹانا ہے کے باعث انہیں طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کیا—— مارا پیٹا—— کنویں میں ڈالا—— قتل کر دینے کا فیصلہ بھی کر لیا اور پھر کھوٹے سکوں کے عوض انہیں بیچ کر چالیس سال باپ۔ بھائی اور بہن سے جدا رکھا۔

لیکن آخر انہیں ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں بھکاری بن کر جانا پڑا اور شرمندگی۔ ذلت اور نقصان اٹھانا پڑا۔

فائدہ نمبر ۳ یہ ہے کہ: اِنَّ الصَّبْرَ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ

کہ کسی مصیبت—— مشکل اور ایذاء کے وقت صبر کرنا خوشی و مسرت کی کنجی ہے—— اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ—— کہ اللہ کریم صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جیسے کہ—— حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے نورِ نظر حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے صدمہ اور ہجر و فراق کے غم کو نہایت ہی صبر و استقلال اور سکون و حوصلہ سے برداشت کیا تو اللہ کریم کی طرف سے انعام کے طور پر صلہ یہ ملا کہ ان کی ساری اولاد کنعان سے مصر چلی گئی اور وہاں پورے جاہ و جلال اور بڑی ہی شان و شوکت سے زندگی بسر کرنے لگی۔

اور—— ان کے ساتھ ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی آلام و مصائب اور مشکلات کے راستہ کو صبر کے ساتھ طے کیا جس کا بدلہ انہیں یہ ملا کہ تخت و تاج کے مالک و وارث بنے اور یہی نوشتۂ تقدیر تھا اور یہی ان کی آخری منزل تھی۔

اور پھر انہیں نبوت کے عظیم منصب کے ساتھ ساتھ مصر کی بادشاہت بھی عطا کر

Marfat.com

دی گئی۔

ابن ماجہ شریف صفحہ ۳۰۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو وَجَدَ رِیحاً طِیبَۃً ـــ فَقَالَ یَاجِبرِیلُ مَاھٰذِہِ الرِّیحُ ـــ بھینی بھینی خوشبو پائی۔

جبریل علیہ السلام سے پوچھا۔

یہ خوشبو کیسی اور کس کی ہے؟

جبریل علیہ السلام نے جواب دیا

هٰذِهٖ رِیحُ قَبرِ الْمَشَاطَتِه وَابنَیهَا وَزَوجِهَا

ـــ خصاص کبریٰ جلد ا صفحہ ۱۶۰ ـــ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

کہ یہ دل لبھانے والی پیاری پیاری خوشبو اس عورت کی اور اس کے دونوں بچوں اور اس کے خاوند کی قبر سے آ رہی ہے جو فرعون کی بیٹی کو کنگھی کیا کرتی تھی۔

ایک دن اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اس کی زبان سے نکل گیا ـــ تَعِسَ فِرعَونُ ـــ کہ فرعون ہلاک ہو گیا ـــ فَاَخبَرَت اَبَاھَا۔

بیٹی نے اس کی خبر اپنے باپ فرعون کو دی۔

نزہت المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ ـــ کنگھی گری تو مشاطہ نے کہا۔ تَعِسَ مَن کَفَرَ بِـــاللہِ ـــ کہ اللہ کی توحید کا انکار کرنے اور اس کے ساتھ کفر کرنے والا ہلاک ہو گیا۔

فرعون نے یہ سنا تو اس عورت کو دونوں لڑکوں کو اور اس کے خاوند کو بھی قتل کروا دیا۔

فرعون کی بیٹی نے اپنی مشاطہ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر کہا ـــ

اَلَکِ اِلٰـــہٌ غَیـــرَ اَبِـــی ـــ کہ میرے باپ کے علاوہ تیرا کوئی اور رب بھی ہے؟ ـــ

مشاطہ نے جواب دیا ـــ ہاں

اِلٰھِی وَالٰہ اَبِیکَ وَالٰہ السَّمٰوٰت والارض الٰہ

واحد ـــ کہ میرا اور تیرے باپ کا اور زمین و آسمان کا ایک ہی اللہ اور رب ہے!

فرعون نے اس عورت کو بلایا اور پوچھا کہ میری بیٹی نے جو تیرے متعلق خبر دی ہے کیا وہ سچ ہے؟

مشاطہ نے جواب دیا —— نَعَمْ —— ہاں

فرعون نے اسے سخت ایذا و سزا دی' لوہے کی سلاخیں اس کے ہاتھوں میں گاڑ دیں لیکن بڑے ہی صبر و تحمل اور سکون و شکر سے اس نے اس عذاب کو برداشت کیا جس کا اجر و صلہ اس مشاطہ کو یہ ملا کہ اس کی قبر کی مٹی کی سہانی خوشبو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو جنت میں پائی۔

نزہت المجالس جلد اصفحہ ۵۶ جب فرعون کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کی اطلاع ملی تو اس نے قصاب کو بلایا اور حکم دیا —— اضع بها كما تضع بالشاة اذ ذبحتها —— کہ جس طرح تو بکری ذبح کرتے وقت کیا کرتا ہے وہی آسیہ کے ساتھ کر —— فرشتوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ آسیہ فرعون کی طرف سے دیئے گئے عذاب میں مبتلا ہوگئی ہے اس کی مدد فرما ——

فرشتوں کو جواب ملا:

قَالَ اِنَّهَا قَدْ اِشْتَاقَتْ اِلیٰ لِقَائِنَا —— کہ یہی میری ملاقات کا شوق رکھتی ہے!

نزع کا وقت آیا تو آسیہ کے لبوں پر جنبش آئی۔ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا۔

اس کے ہونٹ ہل رہے ہیں —— اس سے پوچھ کیا چاہتی ہے۔

عرض کیا —— تَطْلُبُ بَیْتًا —— تجھ سے جنت میں گھر مانگتی ہے۔

فرشتے بول اٹھے ——

بَلَاؤُهَا شَدِیْدٌ وَصَبْرُهَا کَثِیْرٌ وَ سَوَالُهَا حَقِیْرٌ ——

کہ اس کا عذاب سخت ہے۔ صبر بڑا ہے۔ اور سوال چھوٹا ہے!

Marfat.com

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔

یَا رَب بن لی عندکَ بَیتًا فِی الْجَنَّۃَ

کہ اے میرے رب اپنی طرف سے میرے لئے جنت میں ایک مکان بنا دے۔

آسیہ نے دیکھا تو سفید موتیوں کا محل جنت میں نظر آیا۔

قارئین کرام —— صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ انسان کی زندگی میں جہاں خوشیوں کا چمن مہکتا ہے وہاں غموں کی خزاں بھی آتی ہے —— جہاں مسرتوں کی چاندنی دل کو لبھاتی ہے وہاں دکھوں کا اندھیرا بھی مسلط ہوتا ہے اور جہاں ہنسی و مسکراہٹوں کے چراغ جلتے ہیں وہاں ظلمتوں کے سائے بھی چھا جاتے ہیں۔

غرضیکہ —— زندگی کے سفر میں پھولوں کی کیاریاں بھی آتی ہیں اور خار دار جھاڑیاں بھی ——

لوگ وصل کی لذت سے سرفراز بھی ہوتے ہیں اور جدائی کے غم سے افسردہ بھی۔ اور جس گھر سے دلہن کی ڈولی نکلتی ہوتی ہے وہاں سے جنازہ بھی اٹھتا ہے۔

جیسا کہ میرے ساتھ ہوا۔

ایک سوموار کو صاحبزادی کی شادی تھی اور بارات آنے والی تھی —— رشتہ دار اور مریدین دور دور سے میل بن کر آئے ہوئے تھے —— گھر میں رونق اور گہما گہمی تھی ایک خوبصورت جشن کا سماں تھا کہ نوشتۂ تقدیر نے ایک دیوار کھڑی کر دی کہ جمعۃ المبارک کو جوان شہزادہ موت کی آغوش میں چلا گیا۔

اور پھر جس گھر سے ڈولی نکلنی تھی وہاں سے جنازہ اٹھایا گیا۔

لیکن اگر کوئی انسان ایسے پریشان کن حالات اور مصائب و آلام کو صبر و تحمل سے برداشت کرے تو پھر ایسے ہی انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے اور اللہ کریم اسے دنیا کی ہر خوشی و مسرت اس کے دامن میں ڈال دیتا ہے۔ جیسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اور

Marfat.com

فرعون کی بیٹی کی مشاطہ کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان پاک سے **فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ** جیسے روح پرور الفاظ کی ہی برکت تھی کہ انہیں بیٹے کی جدائی کے بعد ملاپ کی خوشی نصیب ہو گئی اور بیٹے کو نبوت کا تاج اور مصر کی حکومت مل گئی۔

القرآن —— **اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سَاجِدِيْنَ٥**

(ترجمہ) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ —— اور یاد کروائے میرے محبوب علیہ السلام جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا۔

اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے —— سورج اور چاند دیکھے ہیں —— انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

یاد رہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر شریف اس وقت بارہ سال کی تھی —— جمعۃ المبارک اور شب قدر تھی کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ تارے —— سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

گیارہ تاروں سے مراد ان کے بھائی ہیں اور سورج سے مراد ان کے باپ اور چاند سے مراد ان کی والدہ یا خالہ مراد ہے! کیوں کہ ان کی والدہ حضرت راحیل تو وفات پا چکی تھیں۔ اور اگر خالہ بھی مراد لی جائے تو بھی درست اور صحیح ہوگا اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ کو بھی ماں کا درجہ دے رکھا ہے۔

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲ مشکوات شریف صفحہ ۴۲۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اِنِّىْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِىْ مِنْ تَوْبَةٍ.

Marfat.com

کہ میں ایک عظیم گناہ کر بیٹھا ہوں۔

میرے لئے توبہ کرنے کی کیا صورت ہے؟

قَالَ —— هَلْ لَکَ مِنْ اُمٍ —— قَالَ لاَ ——

حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟

عرض کی نہیں ——

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا ——

هَلْ لَکَ مِنْ خَالَةٍ ——

کہ ماں نہیں تو نہ سہی —— تیری کوئی خالہ ہے ——

یعنی ماں کی بہن ——

قَالَ —— نَعَمْ —— اس آدمی نے جواب دیا ہاں —— یعنی میری خالہ ہے

قَالَ —— فَبَرَّهَا ——

رحمت دو جہاں علیہ السلام نے فرمایا —— اپنی خالہ سے نیکی کر —— خالہ کی خدمت کر اور اس کی عزت کر تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔

مطلب یہ کہ ماں کی بہن یعنی خالہ کی عزت و خدمت اور اس کے ساتھ نیکی کرنے سے بھی گناہوں کا کفارہ بن کر توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

ترمذی شریف کے الفاظ اس حدیث پاک کے علاوہ یہ بھی ہیں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْخَالَتُه بِمَنْزَلَتِه الْاُمِ —— کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہیں۔

یا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ مرحومہ کو قبر پاک سے زندہ کیا گیا تاکہ یوسف کی خواب کی تعبیر صحیح ہو جائے۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۶۶

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ اَحْیَاهَا وَاَنْشَرَهَا مِنْ قَبْرِهَا حَتّٰی سَجَدَتْ لَهُ

Marfat.com

تَحْقِيقًا لِرُؤْيَا يُوْسُفَ

سوال: اہل فلسفہ اور مادیت کے پرستار لوگ کہتے ہیں کہ سجدہ کرنے کے لئے عقل وشعور کا ہونا ضروری ہے اور سورج' چاند اور ستارے جمادات میں سے ہیں اور جمادات میں عقل وشعور نہیں ہوتا لہٰذا ان کا سجدہ کرنا ایک مفروضہ ہے؟

جواب نمبر ا: اعلانِ نبوت سے قبل نبی کو رؤیائے صالحہ یعنی سچی نیک — صالحہ اور حقیقت پر مبنی خوابیں آتی ہیں اور چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی نبی بننے والے تھے اس لئے انہیں یہ صالحہ خواب آئی۔

جواب نمبر ۲: اہل فلسفہ اور مادی دنیا میں بسنے والے حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر جمادات میں عقل وشعور نہ ہوتا تو ابوجہل کی مٹھی میں پتھر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکار کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت نہ دیتے۔ لا الہ گفت الا اللہ گفت

مدارج النبوت جلد ا صفحہ نمبر ۱۰۹ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ۔ مثنوی شریف

احمد و بوجہل دربت خانہ رفت

کہ ایک دن احمد مصطفیٰ علیہ السلام اور ابوجہل بت خانہ چلے گئے — لیکن

اودر آئید سر نہر چوں امتاں

ایں درآئید سرنہد اور ابتاں

کہ ابوجہل گیا تو اس نے بتوں کو سجدہ کیا مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو ہر بت نے انہیں سجدہ کیا اگر پتھروں کے بتوں میں عقل وشعور نہیں تھا تو وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر کیوں جھک گئے۔

جواب نمبر ۳ مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ مشکوات شریف صفحہ ۵۲۴

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم علیہ السلام نے

Marfat.com

فرمایا ——اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرً مَکَّۃَ کَانَ یُسَلِّمُ عَلٰی قَبْلَ اَنْ اُبْعَثُ —— کہ میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے پہلے مجھے سلام کہا کرتا تھا۔ (حجر اسود)

جواب نمبر ۴: ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۳

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک دن احمد مجتبیٰ علیہ السلام کے مدینہ منورہ کے گردونواح میں گزر رہا تھا۔ فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَھُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامْ.

جواب نمبر ۵: مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۵۴۰ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ حضرت موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، رسول کریم علیہ السلام بچپن میں حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کے ملک میں گئے۔

شام کے راہب نے استقبال کیا اور نبی اکرم علیہ السلام کا دست مبارک پکڑ کر کہنے لگا۔

ھٰذَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ —— ھٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ —— یَبْعَثَہُ اللّٰہُ رَحْمَتَہٗ لِلْعَالَمِیْنَ —— کہ یہ دو جہانوں کے سردار ہیں —— اور یہ رب دو جہان کے رسول ہیں اور انہیں اللہ کریم نے دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔

تو راہب نے جواب دیا —— لَمْ یَبْقَ شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا —— کہ کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں تھا جو انہیں سجدہ نہ کرتا ہو۔ اور یہ کسی نبی کو ہی سجدہ کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۶: نبی اکرم علیہ السلام کی انگلی کے اشارہ سے ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا اور انگلی کے اشارہ ہی سے چاند پھٹ گیا۔

Marfat.com

القرآن الحکیم ـــــ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ وَالْقَمَرُ ـــــ مسلم شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۷۲ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین مکہ کے سوال پر کہ اگر تو نبی ہے تو آسمان پر چاند کو توڑ دے انشق الْقَمَرُ عَلٰی عھد رَسُول اللّٰہِ عَلَیہ السَّلَامِ

عَنْ اَنسُ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ ـــــ اِنْشِقَاقُ الْقَمرِ مَرَّتَین کہ چاند دوبار ٹوٹا ـــــ

خصائص الکبریٰ جلد ۲ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ نمبر ۳۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عصر کی نماز جو قضا ہو چکی تھی اسے ادا پڑھانے کے لئے سورج عصر کے وقت پر آ گیا۔

سورۃ یٰسین ـــــ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا ـــــ اور چاند کے لئے چلنے کے لئے منزلیں ہیں۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۝ اور چاند کے لئے چلنے کے لئے دو منزلیں ہیں۔

خصائص الکبریٰ جلد نمبر ا صفحہ ۴۵ امام الحافظ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں بیدار میں محبوب خدا علیہ السلام کی ۷۵ دفعہ زیارت نصیب ہوئی اخرج البیہقی والبطر انی وابونعیم وابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ان تمام محدثین کرام نے حضرت عثمان ابن العاص سے روایت بیان فرمائی ہے کہ میری ماں نے مجھے بتایا جو امام الانبیاء علیہم السلام کی ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں ـــــ وَاِنِّی لَاَنْظُرُ اِلیٰ النُّجُوْمِ تَدْنُوْ اِلَیَّ لَا قَوْلُ لَیَتَعَنَّ عَلَیَّ ـــــ کہ میں نے اچانک ستاروں کی طرف دیکھا کہ وہ اتنے قریب آ گئے ہیں کہ میں سمجھی کہ وہ میرے اوپر گرنے لگے ہیں۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن ـــــ کہتا ہے کہ سورج' چاند' ستارے اور پتھر جمادات

Marfat.com

میں سے ہیں اور جمادات کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں —— جنبش و حرکت نہیں کرتے اور ادھر ادھر چلتے پھرتے نہیں اور کلام بھی نہیں کرتے لیکن قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ سورج چلتا ہے —— چاند چکر لگاتا ہے۔ ستارے گردش میں ہیں اور پتھر اپنی جگہ پر حرکت کرتے ہیں اور کلام بھی کرتے ہیں ——

تو اگر ان میں عقل و شعور نہیں ہے تو پھر سورج کا لوٹ آنا —— چاند کا پھٹ جانا —— ستاروں کا زمین پر اتر آنا اور پتھروں کا حرکت میں آ کر نبی علیہ السلام کو سلام کہنا کیسے ہو سکتا ہے۔

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی خواب بیان کرتے ہوئے رَاَیْتُ —— اور رَاَیْتُھُمْ یہ لفظ دو بار کیوں استعمال کیا اور تکرار لفظی سے کیا فائدہ؟

جواب نمبر ۱: پہلے لفظ رَاَیْتُ صرف مشاہدہ تک کیلئے ہے اور دوسرا لفظ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ مشاہدہ کے ساتھ حقیقت بیان کرنے پر محمول ہے۔

جواب نمبر ۲: حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو خواب بتائی کہ میں نے سورج۔ چاند اور گیارہ ستارے دیکھے ہیں تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا —— کَیْفَ رَاَیْتُ —— کہ تو نے کیسے دیکھا اور انہیں کس حال میں دیکھا تو باپ کے اس جواب میں عرض کی —— رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۞ —— کہ انہیں مجھے سجدہ کرتے دیکھا ہے ——

سوال: اگر سورج اور چاند سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین ہیں تو پھر انہیں ستاروں کے بعد کیوں لایا گیا؟

جواب: والدین کی فضیلت و عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے۔

مثلاً —— ایمان کی صفت ایک یہ بھی ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ

یہاں ملائکہ اور کتابوں کا ذکر پہلے ہے اور رسولوں کا بعد میں مگر پھر ان کی فضیلت

Marfat.com

وعظمت میں کوئی فرق نہیں آیا تو اسی طرح گیارہ ستاروں کے بعد سورج اور چاند کا ذکر لانا باپ اور ماں کی شان وعزت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۳، تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۶۲، الخصائص الکبریٰ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۹۳، تفسیر جامع البیان جز ۱۱ صفحہ ۹۱۔۹۰ ابی جعفر محمد بن حریر الطبری، تفسیر روح البیان جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۰

اِنَّ یہودُیًا جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَام فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ عَلَیْہِ السَّلَامَ اَخْبِرْنِی عَنِ النُّجُوْمِ الَّتِی رَاھُنَّ یُوْسُفُ ــــ وَسَاجِدَۃٌ لَہٗ وَمَا اَسْمَاءُ ھُمْ ــــ کہ نبی اکرم علیہ السلام کے پاس ایک یہودی آیا اور کہا یا محمد علیہ السلام مجھے ان ستاروں کی خبر دو جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اور جنہیں یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا۔

محبوبِ خدا علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اَخْبَرْتُکَ ھَلْ تَسْلِمَ ــــ کہ اگر میں نے ان ستاروں کے نام بتا دیئے تو کیا تو اسلام۔ لے آئے گا۔

قَالَ نَعَمْ ــــ

یہودی نے کہا ــــ ہاں

رسول معظم علیہ السلام نے فرمایا ان کے نام یہ ہیں

(۱) جریان (۲) ولذبال (۳) والطارۃ (۴) وقابس (۵) وعمودان (۶) والفلیق (۷) والمصبح (۸) والضروح (۹) والفرغ (۱۰) وناب (۱۱) ذوالکتفین)

پیارے رسول علیہ السلام کی زبانِ حق سے ستاروں کے یہ نام سن کر وہ یہودی پکار اٹھا ــــ

وَاللہِ ھٰذَاالْاَسْمَاءُ ھُمْ ــــ کہ اللہ کی قسم ان کے نام یہی ہیں

یاد رہے ــــ کہ ہمارے وہ غیب دان نبی جو ان ستاروں کے نام بھی جانتے ہیں

Marfat.com

جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا پھر ان کے علم غیب کا انکار کرنا ضلالت وگمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔

مشکوات شریف صفحہ نمبر ۵۶۰ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس میری گود میں تھا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کیا آپ کی امت میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے جس کی اتنی نیکیاں ہوں جتنے کہ آسمان کے تارے؟ تو رسول اکرم علیہ السلام نے فرمایا —— نَعَمْ —— ہاں —— حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔

عرض کی —— فاین حسنات ابی بکر —— کہ میرے باپ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتنی نیکیاں ہیں۔

ارشاد فرمایا —— ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غار ثور والی ایک نیکی ایک طرف اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام نیکیاں ایک طرف۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ سلم آسمان کے تاروں کی تعداد بھی جانتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں کی تعداد بھی۔

یہ بھی یاد رہے کہ نیکیوں کا تعلق ظاہر سے بھی ہے اور باطن سے بھی —— تو یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آ گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان کے ظاہر کا بھی علم تھا اور اس کے باطن کا بھی۔

****

Marfat.com

چند حقائق

اجرامِ فلکی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں سے کچھ لوگ ستاروں کی پوجا کرتے تھے اور کچھ سورج کی پرستش۔ کچھ انسان چاند کو خدا مانتے تھے اور کچھ افراد پتھروں کی مورتیاں بنا کر ان کے آگے اپنے سر جھکاتے تھے۔

کفر والحاد کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے والوں اور شرک و باطل کی تاریکیوں میں صراط مستقیم بھول جانے والوں کو حق و صداقت کی روشنی عطا کرنے اور رشد و ہدایت کا راستہ دکھانے کے لئے اپنی پیغمبرانہ صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے جو انداز اختیار کیا قرآن مجید میں اس حسن انداز کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً

پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام۔ آیت نمبر ۷۷۔۷۸

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ج —— قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ —— قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ٥

پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا —— ایک تارا دیکھا۔ فرمایا —— اسے میرا رب ٹھہراتے ہو —— جب وہ ڈوب گیا —— فرمایا —— مجھے خوشی نہیں اے ڈوبنے والے —— یعنی جو طلوع ہو کر ڈوب جائے وہ میرا رب نہیں ہو سکتا۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا —— قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ج

Marfat.com

پھر جب چاند چمکتا دیکھا — بولے اسے میرا رب بتاتے ہو — فَلَمَّا اَفَلَ — جب وہ بھی غروب ہو گیا — فرمایا اگر میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ.

یعنی پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا — بولے اسے میرا رب کہتے ہو — یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ بھی ڈوب گیا — فرمایا — اے میری قوم میں بیزار ہوں — میں بری ہوں اور میں ان اشیاء سے دور ہوں جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو (هٰذَا رَبِّیْ — ای فی زعمکم واعتقادکم)

کہ کیا تمہارے گمان اور اعتقاد میں یہ ستارے' چاند اور سورج میرے رب ہیں؟ —

بے عقل لوگو! تم ہر روز دیکھتے ہو کہ ستارے۔ چاند اور سورج روشن ہو کر اور طلوع ہو کر ڈوب جاتے ہیں اور جو طلوع ہو کر غروب ہو جائیں وہ رب کیسے ہو سکتے ہیں — اور کیا میں بھی تمہاری طرح ان اجرام فلکی کو رب مان لوں۔

اور پھر جب قوم کے بڑے بڑے سرداروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل کر ہمارا سالانہ میلہ دیکھو تو آپ نے تارا دیکھ کر فرمایا —

اِنِّیْ سَقِیْمٌ — کہ میں بیمار ہونے والا ہوں علم کلام میں اسے توریہ کہتے ہیں —

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے گیارہ ستارے' سورج اور چاند کو سجدہ کرتے دیکھا تو اپنے باپ سے خواب بیان کر کے اپنے نبی و رسول ہونے اور اپنی شان و عظمت ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ اس زمانہ کے تاروں' چاند اور سورج کی پرستش کرنے والے جاہل لوگوں' بے عقل انسانوں اور کفر و ضلالت کے جال میں پھنسے

Marfat.com

ہوئے اللہ کے بندوں کو سمجھانا بتلانا بھی مقصود تھا کہ جن کی تم پرستش کرتے اور جنہیں تم اللہ و خدا تسلیم کرتے ہو وہ تو مجھے سجدہ کرتے ہیں۔

اور پھر اسی خلیل علیہ السلام کی پشت مبارک اور انہیں کی اولاد پاک میں سے حبیب اللہ یعنی حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں اور انہوں نے انگلی کے اشارہ سے چاند توڑ کر ڈوبے ہوئے سورج کو واپس موڑ کر اور ستاروں کی گردش کو شب معراج روک کر بتا دیا کہ وہ ستارے' سورج اور چاند جو میری انگلی کے اشارہ کو برداشت نہیں کر سکتے وہ تمہارے رب کیسے ہو سکتے ہیں قرآن حکیم کا فیصلہ ستاروں کے متعلق یہ ہے—— وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْن —— اور هُوَ الَّذِى جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْدُوْا فِى ظُلُمَاتِ الْبَرِ وَالْبَحْرِ —— کہ ہم نے ستارے اس لئے پیدا کئے ہیں کہ رات کے اندھیروں اور خشکی وتری کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے مسافروں کو صحیح راستہ دکھا دیں۔ سمندروں میں رات کو کشتیاں چلانے والے ملاح ستاروں کو دیکھ کر ہی اپنا راستہ متعین کرتے ہیں۔

ہر مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست کرنے کیلئے مغرب کے وقت قطب تارہ کو ہی دیکھ کر سیدھا کیا جاتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۵۵۳ حضرت ابی بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رفع یعنی النبی علیہ السلام نے آسمان کی طرف سر اٹھایا—— اور وحی کے انتظار اور اپنے بلند مقامات کو دیکھنے کے شوق میں اکثر آسمان کی طرف سر اٹھایا کرتے تھے——

فقال النجوم اَمَنَتهُ السَّمَاء —— کہ ستارے آسمانوں کے لئے امن کا سبب ہیں——

الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۶' امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ —— عَنْ اَنَسِ بنِ مَالک —— قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ النُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ——

Marfat.com

پھر حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو بھی تاروں سے تشبیہ دی ہے۔
مشکوات شریف صفحہ ۵۵۴ اور اللہ کریم نے بھی اپنے محبوب علیہ السلام کے صحابہ کو بمنزلہ تاروں کے فرمایا ہے۔

قرآن وحدیث کے ان روشن حقائق کے بعد بھی اگر کوئی ستارہ شناس نجومی یہ کہتا ہے کہ کچھ تارے منحوس ہوتے ہیں غلط ہیں۔

کیونکہ اگر کچھ ستارے منحوس ہوتے تو نہ خداوند کریم قرآن مجید میں تارے کی قسم اٹھاتا ـــــ اور نہ اپنے محبوب پاک علیہ السلام کے صحابہ کرام کو بمنزلہ تاروں کے فرمایا اور نہ ہی نبی اکرم علیہ السلام اپنے صحابہ کے متعلق یہ فرماتے۔

اصحابی کا النجوم ـــــ کہ میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں۔ جس کا بھی دامن پکڑلو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

اِنَّ اَصحَابَکَ عِندِی بِمَنزِلَتِہ النَّجُومِ ـــــ

اور پھر سید الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کے ۷۳ فرقوں میں سے جنتی اور نجات پانے والا فرقہ وہ ہوگا جو مَا اَنَا عَلَیہِ وَاَصحَابِیْ کہ جس مسلک عقیدہ اور دین پر میں اور میرے اصحابہ کرام ہیں۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی خوبصورت ـــــ پاکیزہ اور ایمان افروز خواب سنائی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس انوکھی نرالی اور دلکش خواب کی تعبیر اور اس خواب کے آئندہ پیش آنے والے واقعات وحالات کا پوری طرح علم رکھتے ہوئے فرمایا۔

القرآن الحکیم ـــــ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقصُص رُءیَاکَ عَلٰی اِخوَتِکَ فَیَکِیدُوا لَکَ کَیدًا ؕ اِنَّ الشَّیطٰنَ لِلاِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِینٌ" ○

کہا اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔ بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

Marfat.com

وَکَذٰلِکَ یَجۡتَبِیۡکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ وَیُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَعَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ کَمَاۤ اَتَمَّہَا عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ.

اور اسی طرح تیرا رب چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا چن لے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔ یعنی تیرا رب تجھے مقبول و برگزیدہ کرے گا اور تجھے خوابوں کی تعبیر کا علم ہو جائے گا

مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ" حَکِیۡمٌ" ۝

کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام پر اپنی نعمتوں کا ظہور فرمایا اسی طرح خداوند دو جہاں تجھے بھی اپنی نعمت سے سرفراز فرمائے گا۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۵۰ انعمت سے مراد یہ ہے خلاصہ من المحن —— یعنی رنج والم سے تجھے خلاصی دے گا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے اس نعمت کی تشبیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ:

ھو انعام اللہ تعالیٰ علی ابراھیم بانجائہ من النار وعلیٰ ابنہ اسحق بتخلیصہ من الذبح.

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا انعام یہ ہوا کہ انہیں آگ سے نجات دی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچالیا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی ورسول کو اللہ کریم سے انعام واکرام عطا ہوتے ہیں۔

مثلاً —— حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ امام الانبیاء علیہ السلام کے وسیلہ سے قبول فرمائی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو طویل بیماری کے بعد شفا بخشی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم وستم اور دریائے نیل کی طوفانی موجوں سے نجات دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں اور ارادہ قتل کو ناکام بنا کر زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

Marfat.com

لیکن ــــ جب خداوند کریم کے اپنے محبوب پاک علیہ السلام کی باری آئی تو ہزاروں لاکھوں' کروڑوں اور بے شمار نعمتیں عطا کرنے کے بعد ان کے حق میں اپنا آخری حتمی اور تبدیل نہ ہونے والا فیصلہ سنا دیا ــــ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ــــ کہ اے ایمان والو میں نے تمہارے دین کو اپنے محبوب علیہ السلام کی معرفت مکمل کر دیا ہے' اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا ہے۔

یہی نہیں ــــ بلکہ میرا محبوب علیہ السلام میری سب سے بڑی نعمت ہے۔

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب بیان کرنے سے کیوں منع فرمایا؟

جواب: اس لئے کہ ــــ اَنَّ یَعْقُوْبَ عَلَیْهِ السَّلَامَ کَانَ شَدِیْدُ الْحُبِّ لِیُوْسُفَ وَاَخِیْهِ

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت بنیامین سے بہت ہی زیادہ محبت تھی ــــ وَحَسَدُوْ اِخْوَتُه' اور جانتے تھے کہ اگر یوسف علیہ السلام نے یہ خواب بھائیوں پر ظاہر کر دی ــــ تو ــــ

اِنَّهُمْ یَعْرِفُوْنَ تَاوِیْلَهَا ــــ اور وہ اس خواب کی تعبیر و تاویل جان جائیں گے اور پھر حسد و بغض کی بنا پر یوسف علیہ السلام پر ظلم و ستم کریں گے۔

احسن القصص امام غزالی صفحہ ۲۱- حضرت یعقوب علیہ السلام خواب سن کر ــــ فَبَکیٰ یَعْقُوْبُ بُکَاءُ شَدِیْدًا ــــ رونے لگے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کی ــــ یَا اَبَتِ هٰذَا مَوْضِعُ" اطْرَبِ لَا مَوْضِعُ الْکَرْبِ ــــ

اے ابا جان ــــ یہ مقام تو خوشی و مسرت کا ہے کسی مصیبت و بلا کا مقام نہیں ہے پھر آپ روتے کیوں ہیں؟

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ــــ بیٹا ہر خوشی کے بعد غم ہوتا ہے۔ وَمَا

Marfat.com

تَاْوِیْلَھَا —— کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خوف سے کہ کہیں یہ خواب بھائیوں کو نہ بتا دے جواب دیا

فَاِنَّ رُؤْیَا النَّھَارِ لَا تُصِیْحُ —— کہ دن کی خواب سچی نہیں ہوتی۔

عرض کی —— ابا جان اگر آپ کو مجھ سے واقعی محبت ہے تو اس میری خواب کی تعبیر بتلائیے۔

جواب دیا —— کہ گیارہ ستاروں سے مراد تیرے گیارہ بھائی ہیں اور سورج سے مراد میں ہوں۔ اور چاند سے مراد تیری خالہ ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حسد کی مذمت

القرآن الحکیم —— قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ —— آپ فرما دیجئے۔ میں اس رب کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ —— اور حسد کرنے والے کے شر سے جو وہ مجھ سے جلے —— جسد کرے۔

مشکوات شریف صفحہ ۴۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ——

قال ایاکم والحسد —— فان الحسد یاکل الحسنات کمال تاکل النار الحطب ——

کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا —— کہ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح سے کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

احسن القصص صفحہ ۲۶ —— الحسود لایشم رائحته الجنة —— حسد کرنے والا جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھے گا۔

ان موسیٰ علیہ السلام لقهه ابلیس علی طریق الطور —— کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور کی راہ میں شیطان ملا —— حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا اسے مارنا چاہا —— تو شیطان نے کہا۔

یا موسیٰ اِنّی لااخشی العصا وَلکن احشی قلبها فیه الصفا ——

کہ اے موسیٰ میں تیرے عصا سے نہیں ڈرتا البتہ مومن کے دل سے ڈرتا ہوں جو پاک وصاف ہو۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

یاعدد اللہ ما علامۃ الصفا —— اے اللہ کے دشمن دل صفا کی کیا نشانی ہے؟

قال ترک الحسد —— انتظار الوصد —— کہ حسد کو چھوڑنا اور صراط مستقیم کا انتظار کرنا۔

شیطان نے پھر کہا —— اے موسیٰ علیہ السلام میری چار باتیں یاد رکھنا۔

(۱) اِیَّاکَ: والحسد —— حسد سے اپنے آپ کو بچانا اور —— قابیل نے ہابیل سے حسد کیا تو وہ کافر ہوگیاہ

(۲) وَاِیَّاکَ وَالکِبَرَ —— اور تکبر سے بچنا۔ کیوں کہ میں تکبر کے سبب ملعون ہوا۔

(۳) وَاِیَّاکَ اَنْ تَخلُوْ بِامرَاۃٍ لَیْسَ بَیْنَکُمْ ثَالِثٌ" فَاِنِّیْ ثَالِثُکُمَا —— کہ جب تک تیسرا آدمی نہ ہو کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہ بیٹھنا۔ کیونکہ جہاں صرف ایک عورت ہو وہاں تیسرا میں ہوتا ہوں۔

شیطان جب چوتھی بات کرنے لگا تو —— فنزل ملک من السماء —— آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا —— اس کی چوتھی بات نہ سننا۔ اور یہ بات حق ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

تفسیر کنز الایمان۔ مجدد دین ملت حضرت مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ —— حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوال کی تمنا کرے۔ حسد انسان کی بدترین صفت ہے اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو ابلیس سے سرزد ہوا۔ اور زمین پر قابیل سے ہاں —— البتہ —— دو وجوہات سے حسد کرنا جائز ہے۔

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵ ابن ماجہ شریف صفحہ ۳۲۰ —— حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سالم بیان کرتے ہیں —— کہ رسول اکرم علیہ السلام نے فرمایا —— لَاحَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ" اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنْفِقُ مِنْہُ اٰنَاءَ الَّیْلِ وَاٰنَاءَ

Marfat.com

النَّهَارِ وَرَجُل'' اٰتَاهُ الْقُرْآنِ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ الَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ (هٰذ حديث صحيح)

کہ ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اس مال سے رات دن اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے ـــــ تو دوسرا آدمی بھی یہ تمنا کرے کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے بھی اتنا مال دے تو میں بھی اس کی راہ میں خرچ کرتا رہوں۔

دوسرا وہ شخص جسے رب تعالیٰ قرآن پاک کی دولت سے سرفراز فرمائے اور وہ دن رات اس کی تلاوت میں کھڑا رہے ـــــ تو دوسرا آدمی بھی یہ خواہش کرے کہ مجھے بھی اللہ کریم یہ دولت عطا فرمائے تو میں بھی دن رات قرآن کی تلاوت میں مشغول رہوں۔

سوال: جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منع کر دیا تھا کہ اپنی یہ خواب بھائیوں کو نہ بتانا اور پھر اس کی قباحت وخرابی بھی بیان کر دی تھی تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو خواب کیوں بتائی؟

ـــــ یہ تو باپ کے حکم سے روگردانی اور نافرمانی ہوگئی۔

جواب: تفسیر روح البیان صفحہ ۲۰۹، ۲۱۵، تفسیر کشاف، امام جاء اللہ محمود بن عمر زمخشری جلد ۲ صفحہ ۴۴۵ علم يعقوب ان يوسف يكون نبيا ـــــ تفسیر کنز الایمان صفحہ ۳۳۹۔ تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۶۲۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۵ ـــــ يجتبيك ـــــ ويصطفيك ـــــ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے نبوت کیلئے چن لے گا اور منصب رسالت کیلئے برگزیدہ کریگا۔

احسن القصص صفحہ ۲۸ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو جب اس خواب کا پتہ چلا تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے پڑ گئے اور پوچھنے لگے ـــــ كَيْفَ رَاَيْتُ الرُّؤْيَا ـــــ کہ تو نے کیا خواب دیکھا ہے۔

فَنَكَسَ يُوْسُفُ رَاسَهٗ طَوِيْلاً ـــــ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا سر جھکا

Marfat.com

لیا اور دیر تک اس فکر و سوچ میں ڈوبے رہے کہ اگر خواب بتاتا ہوں تو باپ کے وعدہ اور حکم کے خلاف ہوتا ہے اور اگر خواب چھپاتا ہوں تو یہ جھوٹ ہوگا۔ اور نبی جھوٹا نہیں ہوتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو خواب اس لئے بتا دیا تھا کہ باپ سے معافی مانگ کر انہیں تو راضی کرلوں گا لیکن جھوٹ بول کر نبوت کے دامن پر داغ نہیں آنے دوں گا۔ اور پھر خواب ظاہر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی ـــــ قَالُوْ الـه بِحَقِ آبَائِکَ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبُ اِلَّا اَخْبِرتَنَا بِرُوْیَاکَ ـــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں یہ کہا کہ تجھے اپنے آباء واجداد حضرت ابراہیم حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی عظمت کی قسم ہمیں خواب بتا دے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا اور سنا کہ بھائی میرے آبا واجداد اور خصوصاً میرے باپ کا واسطہ دے کر مجھ سے خواب پوچھنا چاہتے ہیں تو انہوں نے یہ سمجھ کر خواب بتا دی کہ اگر باپ نے پوچھا کہ تجھے خواب بتانے سے منع کیا گیا تھا تو تو نے کیوں بتائی تو میں کہہ دوں گا کہ آپ کی عظمت، آپ کی نبوت اور آپ کی خلت کا لحاظ رکھتے ہوئے۔

خواب بیان کرنے کے ساتھ ہی وہی ہوا جس کا حضرت یعقوب علیہ السلام کو ڈر تھا ـــــ بھائیوں کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ ہمارا باپ ہم سے زیادہ یوسف علیہ السلام و بنیامین سے محبت و پیار کرتا ہے بلکہ ان دونوں کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے حالانکہ ہم ایک جماعت کی حیثیت رکھتے ہیں، کیوں نہ یوسف علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے۔ اور یا کسی دور دراز زمین میں پھینک دیا جائے۔

سوال: ایسے برے ارادے انہوں نے کیوں کیے؟

جواب نمبر ا: تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ اِنَّهُمْ کَانُوْا اَکْبَرَ سِنًّا مِنْهُمَا ـــــ کہ وہ

ان دونوں یعنی یوسف و بنیامین سے عمر میں بڑے تھے۔

جواب نمبر۲: انهم كانو اكثر قوة واكثر قيامًا بمصالح الاب منهما —— کہ وہ ان دونوں سے قوت و طاقت اور باپ کیلئے مصلحت و اچھائی وہ زیادہ جانتے تھے۔

جواب نمبر۳: اِنَّهُمْ قَالُوْ نَحْنُ الْقَائِمُوْنَ بدفع المفاسد والآفات —— کہ وہ کہتے تھے کہ کسی وقت بھی پیدا ہونے والے فتنہ وفساد اور مصائب و آلام کو روکنے اور دفع کرنے اور انہیں نفع پہنچانے کیلئے ہم ہر وقت تیار و مصروف رہتے ہیں پھر ہمارا باپ ہم سے زیادہ ان دونوں سے محبت و پیار کیوں کرتا ہے؟

جناب امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی عمر میں بھی بڑے تھے اور تجربہ کار بھی زیادہ تھے —— قوت و طاقت کے مالک بھی تھے اور نفع و نقصان کو جانتے تھے' اچھائی و برائی کو بھی سمجھتے تھے اور یوسف و بنیامین سے عقل و فراست میں بھی بہت آگے تھے۔

لیکن —— حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کرنے کیلئے کئی وجوہات تھیں۔

(۱) اِنْ كَانَ صَغِيْرًا اِلَّا اَنَّهُ يَخْدَمُ اَبَاهُ بَانْوَاعِ مِنَ الْخَدَمِ —— کہ اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام چھوٹے تھے لیکن ایک خادم کی طرح سے اپنے باپ کی کئی طرح سے خدمت کرتے تھے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن امام رازی کے قول کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ دوسرے بھائی تو اپنے باپ سے اکثر علیحدہ و دور رہتے تھے سیر و تفریح اور شکار کھیلنے میں مشغول رہتے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر وقت اپنے باپ کے پاس رہتے اور خدمت میں مصروف رہتے تھے —— اور حضرت یعقوب علیہ السلام اسی خدمت کے لحاظ سے زیادہ محبت و پیار رکھتے تھے ——

Marfat.com

(۲) اَنَّ اُمَّھُمَا مَاتَتْ وَھُمَا صِغَار" —— کہ ان دونوں کی والدہ فوت ہو چکی تھیں اور یہ دونوں چھوٹے تھے۔

(۳) لانَّہ' کَان یَریٰ فِیْہِ آثار الرشد وَالنجابته مالم یَجد فی سَائِر الاولاد ——

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام میں رشد و ہدایت اور حق ونجابت یعنی نبوت و رسالت کے آثار دیکھ لئے تھے جو دوسری اولاد میں نہیں تھے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن —— کہتا ہے کہ یہ ایک فطری امر ہے کہ ہر باپ اپنے چھوٹے بیٹے سے دوسروں سے زیادہ محبت کرتا ہے اور پھر جب کہ کسی بیٹے کی پیشانی پر نبوت کا نور جلوہ فگن اور رسالت کی شمع فروزاں ہو تو والہانہ محبت کا دریا اور بھی موجزن ہو جاتا ہے۔

الغرض —— حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہماری تمنا و خواہش ہے کہ کل یوسف کو ہمارے ساتھ باہر بھیج دو —— میوے کھائے گا' کھیلے گا' سیر وتفریح کرے گا اور شکار کھیلے گا۔ وَاِنَّا لَہ' لَنَا صِحُوْنَ —— وَاِنَّا لَہ' لَحَافِظُوْنَ —— اور آپ ہماری بات پر یقین کیوں نہیں کرتے اور یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں ہمارا اعتبار کیوں نہیں کرتے ——

حالانکہ —— ہم یوسف کے ہمدرد اور خیر خواہ اور محافظ ونگہبان ہیں بیٹوں کی اس درخواست اور یقین دہانی کے باوجود بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا اس لئے کہ وہ بیٹوں کے مکر وفریب اور حسد وعداوت کو نورِ نبوت سے جان چکے تھے۔

احسن القصص صفحہ ۱۳۱ اور جواب دیا۔

Marfat.com

لاافصل فَانّه حبیبی وَ قُرَّةَ عینی وان فراق الجیب عِنْد المحبوب شَدِیْدًا——

کہ میں یوسف علیہ السلام کو جدا نہیں کروں گا—— کیونکہ یوسف میرا حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور محبوب کے لئے حبیب کا فراق بڑا سخت اور تکلیف دہ ہوتا ہے

القرآن —— اور فرمایا——

اِنِّیۡ لَیَحۡزُنُنِیۡ اَنۡ تَذۡهَبُوۡا بِهٖ وَاَخَافُ اَنۡ یَّاۡكُلَهُ الذِّئۡبُ وَاَنۡتُمۡ عَنۡهُ غَافِلُوۡنَ —— کہ یہ میرے لئے حزن وغم کا باعث ہوگا کہ تم یوسف لے جاؤ اور مجھے خوف اور ڈر ہے کہ اسے بھیڑیا کھا جائے—— اور تم سارے اس سے بے خبر و غافل رہو۔

احسن القصص صفحہ ۳۱ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے انہیں غافل کہا—— کیوں؟

اس لئے کہ —— لئلا یا خذهم الله تعالٰی بافعالهم —— تا کہ اللہ کریم ان سے ان کے فعل کا بدلہ نہ لے۔

لَاَن اللّٰه تعالٰی یاخذ العبد فِیْ حالته الغفلة وانسیان فی العصرن —— کہ جو گناہ بندہ سے غفلت اور بھول سے ہو جائے اللہ کریم اس کا بدلہ نہیں لیتا —— انتم عنه غافلون —— میں کئی ارشادات مضمر ہیں۔

(۱) غافلون عن والده وحبه —— کہ تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ باپ کو اپنے بیٹے سے کتنی محبت ہے۔

(۲) غَافِلُوْنَ عَنْ افعالکُم —— کہ تم اپنے فعل سے غافل ہو

(۳) غافلون عن امر یوسف وسَعادَتِهٖ ومُمْلِکَتِهٖ —— کہ تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ یوسف نبی اور مصر کا بادشاہ بننے والا ہے۔

Marfat.com

(۴) غافلون عن الذلة بَیْنَ یَدَیْہِ —— کہ تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ ایک دن تم اس کے سامنے ذلیل ہو گے۔

(۵) تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ تم بھکاری اور سوالی بن کر اس کے پاس جاؤ گے۔

(۶) غافلون عن عفو فی حسد کُمْ و کید کم —— کہ تم اس حقیقت سے غافل ہو کہ یوسف تمہارے مکر و فریب اور حسد کو بخش دے گا۔

سوال: اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو یوسف علیہ السلام کو بیٹوں کے ساتھ کیوں بھیجتے؟ بدعقیدہ و بے ادب لوگوں کی طرف سے سوال کیا جاتا ہے۔

جواب: وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ —— میں جواب ہے کہ وہ بات جو بیٹوں نے کل رات کو واپس آ کر باپ سے کہنی تھی کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے وہی بات حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک دن پہلے فرما دی کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا نہ کھا لے۔

الغرض —— حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی انہیں سیر و تفریح اور شکار کے بہانے ساتھ لے گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان کے دروازہ پر اپنے لخت جگر کے انتظار میں کھڑے رہے۔

جب تک انہیں باپ نظر آتا رہا یوسف علیہ السلام سے پیار و محبت سے پیش آتے رہے اور شفقت کا اظہار کرتے رہے لیکن جب باپ کی نظروں سے غائب ہو گئے تو پھر قہر و غضب پر اتر آئے۔

•••-------•••-------•••-------•••

Marfat.com

بہن اور بھائی

احسن القصص صفحہ ۳۴-۳۵ — فرات زینب اخت یوسف فی منامها کانه وقع بین الذیاب — حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن زینب نے خواب میں دیکھا کہ بھائی خونخوار بھیڑیوں میں گھرا ہوا ہے — اور بھیڑیے اس پر حملہ کر رہے ہیں۔

ومضت الیٰ ابیها باکیۃ — اور وہ بے تاب ہو کر اٹھی اور روتی ہوئی باپ کے پاس گئی، اور پوچھا کہ میرا بھائی یوسف کہاں ہے؟

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ سیر و تفریح اور شکار کو گیا ہے شام کو واپس آ جائے گا۔

بیٹی نے پھر کہا — فبئسَ مَافعلتَ — ابا جان آپ نے اچھا نہیں کیا اتنا کہہ کر بھائیوں کی طرف دوڑ پڑی اور جب ان سے جا ملی۔

اَمسکتُ بِیُوسُفَ وَتعلّقتُ بِذَیلِهٖ — تو زینب یوسف کے دامن سے چمٹ گئی۔ فقالت لا افارقک ایدا — اور کہنے لگی کہ میں تجھ سے کبھی جدا نہیں ہونگی — اور میں تجھے ہرگز نہ جانے دوں گی —

بھائی یوسف نے بہن کو حوصلہ دیا کہ کوئی بات نہیں میں شام کو واپس آ جاؤں گا —

پھر وہ روتی ہوئی واپس آ گئی

فَقَالَ لَهَالِمَ تَبْکِیْن — باپ نے پوچھا کہ تو روتی کیوں ہے؟

Marfat.com

قَالَتْ علیٰ سَاعةٍ اُخریٰ تَبْکی اَنْتَ معی——

عرض کی——تھوڑی دیر کے بعد آپ بھی میرے ساتھ روئیں گے۔

پہلے بیان کے مطابق حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی احسن القصص لفظی ترجمہ ہے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لکھی ہوئی احسن القصص کا۔ اس لئے اس جان گداز واقعہ اور پرسوز قصہ کو مولوی صاحب یوں لکھتے ہیں۔

آہی یوسف دی ہمشیرہ گھر وچہ ستی ہوئی
دیر گیا نہ معلم ان نوں ڈھٹس خواب انہوئی
جنگل دے وچہ یوسف تائیں گھیر لیا بگھیاڑاں
یوسف روندا باجھ قراروں تکدا طرف اجاڑوں
تے بگھیاڑ بلے کر پوندے پوندے کھاون تائیں
گرد بگردوں یوسف گھیریا گھیریا درد بلائیں
روندی اٹھی یوسف کتھے سنیا کھڑیا بھایاں
دوڑی آئی باپ ڈٹھا سو کھڑا اڈیکاں لائیاں

بی بی زینب یوسف علیہ السلام کی بہن نے باپ سے پوچھا میرا بھائی یوسف کہاں ہے؟

باپ نے جواب دیا۔

باپ کہے اوہ سیر کرن نوں جنگل طرف سدھایا
دختر رو قراروں کہیا بابا قہر کمایا
ایہہ گل کہہ نسی دل بھائیاں مل بھائیاں نوں روئی
یوسف ڈٹھا ٹریا جاندا دامن پکڑ کھلوئی
میں ویراتیں جان نہ ویساں بھلائیں تد جانا
باپ سنے میں روندی رہساں کر جا کجھ ٹکانا

Marfat.com

تیرے باجھوں میں مرجا ساں تے کی باپ کریگا
بنیامین تیرے وچہ درداں میرے وانگ مریگا

حضرت یوسف علیہ السلام نے بہن کو تسلی دی اور گلے لگا کر کہا بہن فکر نہ کرو میں شام کو واپس آ جاؤں گا۔

مگر بہن کو بھائی کی محبت نے بے چین کر رکھا تھا اور اسے چالیس سال کا وچھوڑا دکھائی دے رہا تھا۔

اسے صبر و قرار کہاں——

پھر دامن سے لپٹ گئی اور بھائی کو آغوش میں لے کر پکار اٹھی—— کہ

بازاں سنگ جواڈیاں کونجاں فیر کدوں گھر آیاں
گرگاں نال جو چرن غزالاں اوہناں مار مکایاں
خوشی گئی غم سرتے آیا گیا سی بدل زمانہ
اج کنعان نظر وچہ ساڈے ہوسی ماتم خانہ

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب یوسف زلیخا میں اس دردناک منظر کو یوں پیش کرتے ہیں۔

چوں یوسف را بداں گرگاں سپردند — فلک گفتہ کہ گرگاں برہ بردند

کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان بھیڑیا خصلت بھائیوں کے سپرد کر دیا تو آسمان بول اٹھا کہ بھیڑیوں نے ایک بکری کے معصوم بچہ کو پکڑ لیا ہے۔

قرآن مجید نے بہن اور بھائی کے مقدس اور ایمان افروز واقعہ کو نہایت ہی پرسوز انداز میں بیان فرمایا ہے—— کہ فرعون کے ظلم وستم اور بچوں کو قتل کر دینے کے سفاکانہ عمل کے خوف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب موسیٰ علیہ السلام کو ایک صندوق میں بند کر کے خداوند تعالیٰ کے حکم سے دریائے نیل کی

Marfat.com

طوفانی لہروں کے سپرد کیا —— تو قرآن مجید کی پیاری زبان کھلی۔

سورۃ القصص، سورۃ طٰہٰ:۔ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ——

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا جس کا نام مریم تھا کہ اس صندوق کے پیچھے چلی جا —— پھر وہ دور سے اس صندوق کو دیکھتی رہی جس میں اس کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام بند تھے —— اور فرعون کے تمام اراکین سلطنت نہیں جانتے تھے!

سورۃ طٰہٰ کے الفاظ یہ ہیں —— اِذْ تَمْشِيْ اُخْتُكَ —— کہ جب چلی تیری بہن —— حاصل کلام یہ کہ —— صندوق کے ساتھ ساتھ دریائے نیل کے کنارے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم رضی اللہ عنہا نہایت ہی بے چینی اور بے قراری کے عالم میں ساتھ ساتھ دوڑتی جاتی تھی

اور جب کبھی وہ صندوق دریائے نیل کی خوفناک لہروں میں ابھر آتا تو بہن کا دل خوشی سے اچھل پڑتا اور جب وہ صندوق تباہ کن تھپیڑوں میں ڈوب جاتا تو بہن کا دل بھی ڈوب جاتا تھا۔

مگر —— چونکہ اس صندوق میں اس وقت کا دنیا کا ہادی —— اس زمانہ کا رسول اور اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت تھی —— اس لئے

تھپیڑوں پر تھپیڑے کھا رہی تھی
مگر کشتی سلامت جا رہی تھی

آخر وہ صندوق بخیر وخوبی فرعون کے شاہی محلات میں جا پہنچا۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریا سے صندوق نکلوایا —— اسے کھولا تو دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انگوٹھا چوس رہے تھے انہیں دودھ پلانے کے لئے مصر کی دایوں کو بلایا گیا۔ ہر دائی نے اپنا اپنا دودھ پیش کیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام منہ پھیر

Marfat.com

لیتے ـــــ

القرآن ـــــ وَحَرَمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ ـــــ کہ ہم نے پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر مصر کی دایوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی یہ جان چکے تھے اور انہیں علم ہو چکا تھا کہ اللہ کریم نے مجھ پر مصر کی دایوں کا دودھ حرام کر دیا ہوا ہے۔

بہن مریم بھی بے تابی کی حالت میں وہاں پہنچ گئی اور اس نے جب دیکھا کہ بھائی کسی کا دودھ نہیں پیتا تو مجمع کو چیرتی ہوئی آگے بڑھی اور بولی۔

فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ ـــــ

کہ کیا میں تمہیں ایسے گھر والے نہ بتادوں کہ جو تمہارے اس بچہ کو پال دیں اور وہ گھر والے اس بچہ کے خیر خواہ ہیں۔

ان سب نے بہن کی یہ بات تسلیم کر لی اور اجازت دے دی کہ کوئی ایسی دائی لا دے جس کا دودھ یہ بچہ پی لے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن حضرت مریم پھر خوشی و مسرت کے عالم میں واپس دوڑتی ہوئی اپنی ماں کے پاس آئی ـــــ اور کہا

بھائی کسی دائی کا دودھ نہیں پیتا جلدی اٹھ اور فوراً چل تاکہ میرا بھائی دودھ پی لے کہیں ایسا نہ ہو کہ شدت پیاس سے تڑپنے لگے۔

(کنز الایمان) ـــــ چنانچہ وہ ان کی خواہش پر اپنی والدہ کو بلا لائیں ـــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی گود میں تھے ـــــ اور دودھ کے لئے روتے تھے ـــــ فرعون آپ کو شفقت کے ساتھ بہلا رہا تھا۔

جب آپ علیہ السلام کی والدہ آئیں اور آپ نے ان کی خوشبو پائی تو آپ کو قرار آ گیا ـــــ اور آپ نے ان کا دودھ منہ میں لے لیا۔

Marfat.com

فرعون نے کہا تو اس بچہ کی کون ہے یعنی کیا لگتی ہے کہ تیرے سوا اس بچہ نے کسی اور کے دودھ کو منہ تک نہیں لگایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جواب دیا کہ میں ایک عورت ہوں ــــ ہمیشہ پاک وصاف رہتی ہوں۔ میرا دودھ خوشگوار ہے اور جسم خوشبودار ہے اس لئے جن بچوں کے مزاج میں نفاست ہوتی ہے وہ اور عورتوں کا دودھ نہیں پیتے ــــ میرا دودھ پی لیتے ہیں۔

فرعون نے بچہ انہیں دے دیا اور دودھ پلانے پر انہیں مقرر کر کے فرزندار جمند کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے دشمن اور انا ربکم الاعلیٰ ــــ کا اعلان کرنے والے فرعون کے شاہی محلات سے بچ کر اپنے گھر واپس آ گئے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس دل گداز واقعہ اور ایمان افروز قصہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واپس اپنے گھر لانے کا سہرا ان کی بہن مریم کے سر ہے ــــ وہی اپنے پیارے بھائی کی محبت میں دیوانی ہو کر کبھی دریائے نیل کے کنارے دوڑتی پھرتی نظر آتی ہے اور کبھی بھائی کے پیار میں گم ہو کر فرعون کے شاہی محلات میں ایک دائی کا پتہ بتاتی دکھائی دیتی ہے۔

بہن پرانا واقعہ ہے اور میں نے بھی پرانے بزرگوں سے سنا ہے کہ ــــ

قتل کے ایک مقدمہ میں ایک عورت کا خاوند' بھائی اور لڑکا عدالت میں پیش ہوئے جج نے اس عورت سے کہا کہ ــــ میں تینوں میں سے ایک کو بری کر دیتا ہوں جس کے سر پر چاہے ہاتھ رکھ دے۔

عورت اٹھی اور بھائی کا بازو پکڑ لیا۔

جج نے پوچھا ــــ ایسا کیوں؟

عورت نے جواب دیا۔

Marfat.com

خاوند مر گیا تو اور کرلوں گی —— لڑکا سولی چڑھ گیا تو اور پیدا کرلوں گی۔

لیکن بھائی نہیں ملے گا۔

نہ ماں ہے نہ باپ۔ بھائی اب کہاں سے آئے گا۔

جج نے اس عورت کا بھائی کے متعلق یہ حقیقت افروز بیان سنا اور اس کے جذبہ و ایثار کو دیکھا تو دوسرے دو بھی بری کر دیئے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک رضاعی بہن شیما رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت بھری اور ایمان افروز داستان بھی سنئے۔

کتاب الوفاء صفحہ ۱۰۷ جلد ا علامہ المحدث عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ‘ حجتہ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۶۰ الشیخ الامام العامتہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ‘ مدارج النبوت اردو جلد۲ صفحہ ۸۴۸ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت حلیمہ سعدیہ کی مبارک آغوش میں آئے تو حلیمہ کے گھر میں دین و دنیا کی برکت آ گئی۔ دونوں جہانوں کی رونق آ گئی۔ پوری دنیا کی دولت اسے حاصل ہوگئی‘ سوکھی‘ پھنڈرا اور لاغر بکریوں میں دودھ کی نہریں جاری ہوگئیں اور اس کے کھجوری چھپر کا فرشتے طواف کرنے لگے۔

حلیمہ کے اس کھجوری چھپر میں بی بی شیما بھی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دودھ پیتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خونی بہن نہ ہونے کے باوجود بھی اپنے رضاعی بھائی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کی متوالی اور ان کے خوبصورت رخساروں پر چمکنے والے انوار پر فریفتہ تھی اور وہ اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرنے کی خاطر اپنی گود میں لے کر فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں لوری دیتی رہتی تھی۔

هٰذَا اَخٌ لِّیْ لَمْ تَلِدْهُ اُمِّیْ

وَلَیْسَ مِنْ نَّسْلِ اَبِیْ وَ اُمِّیْ

Marfat.com

يَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا

وَعُطَهُ عَزًا يَدُوْمُ اَبَدًا

کہ یہ میرے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں میری ماں نے نہیں جنا اور میری ماں کے بطن سے پیدا نہیں ہوئے

اور یہ میرے بھائی میری ماں باپ کی نسل میں سے نہیں ہیں اور اے ہمارے رب میرے بھائی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی اور زندہ رکھ اور انہیں ہمیشہ کے لئے عزت وتوقیر اور احترام ووقار عطا فرما پھر—— جنگ حنین میں حضرت شیما کے قبیلہ کے کچھ آدمی قیدی بن کر حضور علیہ السلام کے پاس چلے گئے' قبیلہ کے معزز لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر قیدیوں کو رہا کروانے کا فیصلہ کیا۔

شیما کو پتہ چلا تو کہا——

میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔

لوگوں نے پوچھا کہ تو کیوں جائے گی اور وہاں جا کر کیا کرے گی۔

شیما نے سید افتخار الحسن کی زبان سے جواب دیا۔

میں مسلماناں دے نبی نوں جانی آں بڑا رحم تے کرم کمان والا
آپ بہندا کھجور دی صف اتے تے چادر دشمناں تھلے وچھان والا
خالی آئے سوالی نوں موڑدا نئیں ہتھیں آپ خزانے لٹان والا
گنہگاراں دی لج اے ہتھ اوہدے روز حشر دے امت بخشان والا

لوگ—— مدینہ منور پہنچے——

والئی دو جہان حجرۂ اقدس میں آرام فرما تھے! دروازے پر غلام پہرہ دے رہے تھے۔

شیما اندر داخل ہونے لگی تو دربانوں نے روکا—— شیما نے بڑے فخر سے اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا

وَاعْلَمُوْ اَنِّیْ اُخْتُ نَبِيِّكُمْ —— کہ جان لو کہ میں تمہارے نبی کی بہن ہوں۔

Marfat.com

غلاموں نے سنا تو دروازہ کھول دیا۔

فِلَمَّا الّی بِہٖ عَرَفَھَا فَاَغْنَاھَا!

شیما اندر گئی —— رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہچان لیا —— اپنی چادر مبارک بچھا دی اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے —— اپنی رضاعی بہن شیما کو بیٹھنے کا اشارہ کیا —— اور پھر پوچھا!

بہن شیما کیوں آئی ہو؟

جواب دیا اپنے قبیلے کے قیدی رہا کروانے آئی ہوں!

شفیق امت نے بہن کے سر پر شفقت کا دست مبارک رکھا اور فرمایا ——

بہن کوئی قاصد بھیج دینا تھا!

بہن بولی!

بچپن کے بچھڑے ہوئے تھے سوچا کہ ملاقات بھی ہو جائے گی اور قیدی بھی چھوٹ جائیں گے!

فرمایا —— اس یقین کے ساتھ آئی ہو! عرض کی —— ہاں ——

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے —— آواز دی اور غلاموں کو بلا کر فرمایا۔

کہ —— قیدیوں کے معاملات میں اس سے پہلے میں تم سے مشورہ لیا کرتا تھا۔

لیکن آج میری بہن سوالی بن کر میرے دروازے پر آئی ہے کسی سے مشورہ نہیں لوں گا۔

میری بہن کے تمام قیدی رہا کر دیئے جائیں!

حکم کی تعمیل ہوئی ——

مدراج النبوت کے الفاظ یہ ہیں۔

حضور علیہ السلام نے بہن شیما کو دیکھا تو فرط محبت میں پکار اٹھے —— مرحبا اور پھر وہ مسلمان ہو گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہن کو تین غلام —— دو

Marfat.com

باندیاں ـــــ پندرہ اونٹ اور بہت سی بکریاں دے کر واپس کیا ـــــ فَاَغْنَاهَا ـــــ یعنی بہن کو غنی کر کے واپس کیا۔

حضرات محترم وقارئین کرام!

آؤ آخر میں آپ کو اسلام کی ایک عظیم بیٹی اور جذبہ ایثار سے بھرپور ایک بہن کی درد بھری داستان سناؤں جو اپنے تقدس اور شرم و حیاء کے لحاظ سے دین میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی پیار، حوصلہ منداور بہادر بہن تھی نام جس کا سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور لقب جس کا ثانی زہرا تھا۔

وہ بہن جس نے معرکہ حق و باطل میں کربلا کے میدان میں مجاہدانہ کردار ادا کیا اور پھر مدینہ پاک کی دیواروں سے لے کر کربلا کے ریگستان تک اور پھر کربلا سے لے کر شام کے قید خانہ تک اپنے بھائی حسین علیہ السلام کا ساتھ دیا!

مدینہ کے گورنر ولید نے حضرت امام پاک کو دربار میں بلایا اور یزید لعین کا خط پیش کیا جس میں بیعت لینے پر زور دیا گیا تھا۔

حضرت حسین علیہ السلام نے خط پڑھا اور وہ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ کیا جواب دوں کہ نانے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز گنبد خضرا سے ٹکراتی ہوئی اور مدینہ کی سدا بہار فضا کو چیرتی ہوئی ان کے کانوں میں پہنچی ـــــ لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ ـــــ کہ کسی گنہگار فرمانروا کی اطاعت ـــــ کسی عیاش حکمران کی فرمانبرداری اور کسی زانی وشرابی شہنشاہ کی قیادت مسلمانوں پر حرام ہے!

ولید نے پوچھا ـــــ یا امام

یزید کی بیعت ـــــ

فرمایا ـــــ نہیں!

امام عالی مقام واپس آ گئے ـــــ نہیں کہہ کر!

Marfat.com

بہن نے پوچھا——

کیا بات ہوئی؟

جواب دیا—— نہیں کہہ آیا ہوں!

پوچھا—— بہن آپ کا ارادہ کیا ہے!

جواب دیا نہیں!

فرمایا—— سوچ لو بہن!

بہن نے پورے وثوق—— پورے عزم اور پورے حوصلہ سے۔

جواب دیا—— حسین تمہاری رگوں میں علی کا خون ہے اور میرے سینہ میں فاطمہ کا دودھ ہے۔

تمہارے سر پر نانے کی دستار ہے اور میرے سر پر اماں زہرہ کی چادر ہے اور —— اور اب دنیا کی کوئی طاقت ہماری نہیں کو—— ہاں میں تبدیل نہیں کر سکتی۔

اور پھر جب میدان کربلا میں حق و باطل کی جنگ۔ نیکی و بدی کی لڑائی اور ہدایت وضلالت کے درمیان خونریزی شروع ہوئی تو یہی بہن سیدہ زینب صلوٰۃ اللہ علیہا بھائی حسین کے پاس آئی۔

بھائی نے پوچھا بہن کیوں آئی ہو؟

جواب دیا——!

سوالی بن کے آئی ہوں تمنا پوری کر دینا
سخی ماں کے سخی بیٹے میری جھولی کر بھر دینا
جہاں میں بھائی بہنوں کا ہمیشہ مان رکھتے ہیں
بہن کی ہر تمنا کو عزیزانِ جان رکھتے ہیں
مجھے بھی آج میداں میں سخاوت کی اجازت دے
اور میرے بچوں کو بھی آقا شہادت کی اجازت دے

Marfat.com

اور پھر بھائی کے آگے اپنے دونوں لختِ جگر عون و محمد پیش کر دیئے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ بہن اور بھائی کا رشتہ ایک ایسا خونی رشتہ ہے کہ جس کے ہر قطرے سے محبت و پیار کی خوشبو مہکتی دکھائی دیتی ہے خلوص و ایثار کا جذبہ موجزن نظر آتا ہے۔ اور ایک دوسرے پر مر مٹنے کا غیر فانی نقش ابھر کر آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتا ہے۔

اور بہن جب محبت بھری آواز سے جب اپنے بھائی کو ویر کہہ کر بلاتی ہے تو جنت کے حوریں بھی اس آواز پر جھوم اٹھتی ہیں اور حسرت بھری نگاہوں سے جنت کے پھولوں کے ہار گلے میں ڈال کر پکار اٹھتی ہیں کہ —— کاش ہمارا بھی کوئی بھائی ہوتا۔

☆☆☆.................☆☆☆

Marfat.com

یوسف علیہ السلام پر بھائیوں کا ظلم

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۹، تفسیر نسفی جزو ۲ صفحہ ۱۶۱، تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴، احسن القصص صفحہ ۳۶، کنز الایمان

جب تک انہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نظر آتے رہے حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کرتے رہے اور شفقت سے ہر ایک اپنے کندھے پر اٹھاتا رہا اور جونہی باپ کی آنکھوں سے اوجھل ہوا یوسف علیہ السلام کو زمین پر پٹخ دیا ــــ وَجَعَلَ هٰذَا اَخٌ یَضْرِبُہٗ ــــ ہر بھائی انہیں مارنے لگا ــــ فَیَسْتَغِیْثُ بِالْاٰخِرِ فَیَضْرِبُہٗ ــــ وہ فریاد کرتے اور دوسرے کے پاس جاتے تو وہ بھی مارنا شروع کر دیتا۔

وَلَا یَرٰی فِیْهِمْ رَحِیْمًا فَضَرَبُوْہُ ــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں میں سے کوئی بھی رحم کرنے والا نہ دیکھا ــــ اور وہ انہیں مارتے رہے ــــ حَتّٰی کَادُوْ یَقْتُلُوْنَہٗ ــــ یہاں تک کہ قریب تھا کہ انہیں قتل کر دیتے ــــ وَھُوَ یَقُوْلُ ــــ یَایَعْقُوْبُ لَوْ تَعْلَمُ مَایَضَعُ بِاِبْنِکَ اور حضرت یوسف علیہ السلام فریاد کرتے، آوازیں لگاتے اور پکارتے کہ اے میرے ابا جان کاش کہ آپ جانتے کہ آپ کے بیٹے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

تفسیر مظہری کا بیان اس طرح ہے۔

Marfat.com

فَالْقُوْهُ عَلَى الْاَرْضِ وَقَالُوْ يَاصَاحِبَ الرُّوْيَا الْكَاذِبَةِ اَيْنَ الْكَوَاكِبَ الَّتِي رَائِتهم لَكَ سَاجِدِيْنَ حَتّٰى يَخْلِصُوْكَ مِنْ اَيْدِيْنَا ——

پس انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر پھینک دیا اور کہنے لگے —— اے جھوٹی خوابیں بیان کرنے والے وہ ستارے کہاں ہیں جو تجھے سجدہ کرتے تھے —— انہیں کہو کہ آج وہ تجھے ہم سے رہائی دلائیں۔

وَجَعَلَ يَبْكِي بُكَاءً شَدِيْدً وَيُنَادِيْ يَا اَبَتَاه —— اور حضرت یوسف علیہ السلام زور سے روتے اور پکارتے کہ اے ابا جان اس دردناک منظر کو دیکھ کر یہودا کو رحم آ گیا اور دوسرے بھائیوں سے کہنے لگا کہ تم نے یہ وعدہ اور فیصلہ کیا تھا کہ اسے قتل نہیں کریں گے۔ لہٰذا قتل کے ارادہ سے باز رہو اور اسے اس اندھیرے کنوئیں میں پھینک دو۔

قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَالْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ (القرآن)

جب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اسے قتل نہ کرو بلکہ اسے کسی اندھیرے کنوئیں میں پھینک دو کوئی مسافر اسے لے جائے گا۔

نام اس کا یہودا تھا۔

احسن القصص صفحہ ۳۶ —— فجرو شمعون ارادان يقتله فتعلق بذيل روهيل فطرحه وضربه —— کہ شمعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے چھری نکال لی۔

حضرت یوسف علیہ السلام روہیل کے دامن سے لپٹ گئے لیکن اس نے بھی دور پھینک دیا مارنے لگا اور ہر بھائی نے ایسا ہی سلوک کیا اور ظلم وستم کی انتہا کر دی

فَضَحِكَ عِنْدَ ذَالِكَ يُوْسُفَ —— حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت

Marfat.com

ہنس پڑے ——

فَقَالَ لَہٗ یَھُودا ویَحْکَ یا ھٰذَا لَیْسَ مکان الضحک —— یہودا نے کہا —— اے یوسف یہ مقام ہنسنے کا نہیں —— تو کیوں ہنسا ہے ——

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ——

بَیْنِی و بَیْنَ اللہ لی سر —— کہ یہ میرے اور اللہ کے درمیان ایک راز ہے۔

جواب دیا کہ ایک دن میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ جس کے ایسے قوی —— طاقتور اور بہادر بھائی ہوں اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا اور اس پر کوئی بھی قابو نہیں پاسکتا۔

مطلب یہ —— کہ جن بھائیوں پر میں نے فخر کیا تھا —— بھروسہ کیا تھا اور مان کیا تھا آج وہی بھائی میرے دشمن بن گئے ہیں اور مجھے قتل کرنے لگے ہیں۔

فلما قال ذالک وقعت الرحمۃ فی قلب یھودا —— حضرت یوسف علیہ السلام نے جب یہ کہا تو یہودا کے دل میں رحم پیدا ہو گیا اور یوسف سے کہا کہ میرے دامن میں چھپ جا ——

میں تیرا محافظ ونگہبان ہوں ——

اور پھر بھائیوں سے مخاطب ہو کے کہا ——

ان اردتم قتلہ فاقتلونی ——

کہ اگر تم یوسف کو قتل کرنا چاہتے ہو تو پہلے مجھے قتل کرو۔

سب نے یہودا کی بات مان لی اور اسے اندھیرے کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہو گئے۔ اور اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام قتل ہونے سے بچ گئے۔ اور ماہِ کنعان غروب ہونے سے محفوظ ہو گیا۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی اس جانگداز حادثہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

گہی آں برسرو دوشش گرفتے
گہی آں تنگ اندر آغوشش گرفتے

کہ جب تک بھائیوں کو حضرت یعقوب علیہ السلام نظر آتے رہے کبھی وہ یوسف کو سر اور کندھوں پر اٹھاتے اور کبھی آغوش میں لے کر پیار کرتے۔

چوں پابر دامن صحرا نہاوند
برو دست جفا کاری کشاوند

اور جب باپ آنکھوں سے غائب ہو گیا اور وہ جنگل و بیابان میں پہنچے تو یوسف پر ظلم و جفا کرنے لگے۔

زدوشِ مرحمت بارش فگندند
میانِ خارہ و خارش فگند ند

اور پھر محبت و پیار کے کندھوں سے بڑی بے رحمی سے زمین پر دے پٹکا اور ایک سخت پتھر اور خاردار جھاڑی پر پھینک دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بلند آواز سے پکارا اور فریاد کی۔

کجائی اے پدر آخر کجائی
زحال من چنیں غافل چرائی

کہ میرے ابا جان آپ کہاں ہیں اور میرے حال سے کیوں غافل ہیں

بیا بنگر مراتا درچہ عالم بدست ایں حسوداں پائمالم

اے ابا جان —— آؤ اور دیکھو کہ میں کس عالم میں ہوں اور اپنے حسد کرنے والے بھائیوں کے ہاتھوں پائمال اور خستہ حال ہو رہا ہوں۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اس ظلم و ستم اور المناک واقعہ کی منظر کشی اس طرح سے کرتے ہیں۔

جاں پوشیدہ ہوئے نظروں یوسف سٹیا دھرتی
تن نازک جاں ڈگا درددوں کیا کہاں سرورتی
پکڑ بھراواں مار چپیڑاں لال کیتے رخسارے
چک چک ماریا دھرتی اتے زخم لگے تن سارے
یوسف کہندا مارو ناہیں باپ سنے رومری
رحم کروتسی میرے اُتے رب تساں تے کرسی

Marfat.com

اندھیرا کنواں

فَلَمَّا ذَهَبُوْ بِهٖ وَاَجْمَعُوْآ اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَايَشْعُرُوْنَ ○ —— (القرآن)

پھر جب اسے لے گئے اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اس اندھے کنوئیں میں ڈال دیں —— اور ہم نے اسے وحی بھیجی کہ ضرور تو انہیں ان کا کام جتا دے گا ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے۔

تفسیر مظہری جلد۲ صفحہ۲۲۳ —— خَضَرَ شَدَّاد —— کہ وہ کنواں شداد نے بنوایا تھا۔

احسن القصص صفحہ۳۸ اَنَّ الْجُبَّ الَّذِیْ اُلْقِیْ فِیْهِ یُوْسُفَ حَضَرَ شَدَّادُ بْنُ عَاد۔

کہ وہ کنواں جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا شداد بن عاد کا تیار کردہ تھا۔

وَکَانَ یُسَمّٰی جُبُّ الْاَحْزَانِ —— اور اسے غموں کا کنواں کہا جاتا تھا —— اور یہ کنواں حضرت یعقوب علیہ السلام کی قیام گاہ سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر تھا۔

اور یہ کنواں اُردن کے ایک جنگل میں سرِراہ واقع تھا۔

بَیْنَ مدین و مصر —— مدین اور مصر کے درمیان تھا۔

کنز الایمان —— یہ کنواں کنعان سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر حوالی بیت

Marfat.com

المقدس سرزمین اردن میں واقع تھا۔ اوپر سے اس کا منہ تنگ تھا اور اندر سے فراخ۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور قمیص مبارک اتار کر کنوئیں میں ڈال دیا جب وہ اس کی نصف گہرائی تک پہنچے تو رسی چھوڑ دی تا کہ آپ پانی میں گر کر ہلاک ہو جائیں۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام بحکم الٰہی پہنچے اور انہوں نے آپ کو ایک پتھر پر بٹھا دیا اور آپ کے ہاتھ کھول دیئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قمیص مبارک جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو رخصت کرتے وقت تعویذ بنا کر گلے میں پہنائی تھی اسے کھول کر آپ کو پہنا دی۔ بس پھر کیا تھا اس اندھیرے کنوئیں میں روشنی ہو گئی —— سبحان اللہ —— انبیاء علیہم السلام کے مبارک اجساد میں کیا برکت ہے کہ ایک قمیص جو بدن مبارک سے مس ہوئی اس نے اندھیرے کنوئیں کو روشن کر دیا۔

تفسیر کشاف جلد۲ صفحہ ۴۴۹۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۹ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب انہیں کنوئیں میں ڈالنے لگے تو —— فَنَزَعُوْ قَمِیْصَهٗ انہوں نے قمیص مبارک اتار لی۔ تا کہ اسے خون میں ڈبو کر باپ کو دکھائیں گے —— فَقَالَ لَهُمْ رُدُّوْا اِلَیَّ قَمِیْصِیْ —— حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میری قمیص مجھے واپس لوٹا دو کیونکہ میں نے ساری زندگی کبھی ننگا بدن نہیں کیا۔

فقالوا ادع الشمس والقمر والاحد عشر کوکب لتونسک —— وہ بولے سورج، چاند اور گیارہ تاروں کو بلا تا کہ تیری مدد کریں اور ہم سے تجھے چھڑا لیں۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن —— کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور تفاسیر و احادیث کے مطابق تو گیارہ تارے یہی بھائی تھے جو آج یوسف کو ایذا و دکھ پہنچا رہے ہیں۔

اور وہ بھی جانتے تھے کہ گیارہ تارے ہم ہی ہیں۔

پھر جب وہ اسے اندھیرے کنوئیں کے قریب لے آئے اور اسے کنوئیں میں

Marfat.com

ڈال دیا۔ رسی کاٹ دی ——— وَ کَانَ فِی الْبِرِ اَمَاء " ——— کنوئیں میں پانی تھا۔

ثُمَّ آوی اِلیٰ صخرۃ فقام بہا ——— پھر وہ ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قمیص مبارک جو حضرت اسحاق علیہ السلام سے ہوتی ہوئی حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچتی تھی۔

فَجَاءَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامِ فَاَخْرَجَہُ وَاَلْبَسَہ' ———

پس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور وہ قمیص نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنا دی۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب اس اندھیرے کنوئیں میں گرنے لگے تو بارگاہِ رب العزت میں یہ فریاد کی کہ ———

یاشاھدا غیر غائب و یا قریبًا غیر بعید و یا غالبا غیر مغلوب اجعل لی من امری فرجاء و فخرجا۔ (تفسیر کشاف جلد۲ صفحہ۴۵۲)

تفسیر نسفی جلد۲ صفحہ۱۶۵ ——— وَکَانَ ما ؤُہ مِلْحًا فَعَذُبَ حِیْنَ اُلْقِیَ یُوْسُفَ فِیْہِ ——— کہ اس اندھیرے کنوئیں کا پانی کڑوا' کھارا اور نمکین تھا لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام اس میں گئے تو ان کی برکت سے پانی میٹھا ہو گیا۔

زلعل خوش گوار و شکر آئین   شداں شورابہ ہمچو شہد شیرین

شداز نور رخش آں چاہ روشن   چوں شب روئے زمیں از ماہ روشن

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے پرلطف و پربہار چہرہ کے باعث اس کنوئیں کا کھارا پانی شہد کی طرح سے میٹھا ہو گیا۔ اور ان کے رخ انور کے نور سے وہ اندھیرا کنواں ایسے روشن ہو گیا جیسے زمین کا خطہ چاند کی سنہری کرنوں سے روشن ہو جاتا ہے۔

برکت لب سمجھ پانی شیریں ہو گیا وچہ دم دے
آب صفا پر لذت ہو یا برکت نال قدم دے
یوسف دی خوشبویوں اس دی دور ہوئی بدبوئی
وانگ چراغ بدن دے نوروں جاگہ روشن ہوئی

Marfat.com

وَاَوْحَیْنَا اِلَیْہِ ـــــ اور ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی ـــــ اکثر علماء حق اور عظیم مفسرین کرام نے اس وحی سے مراد وحیٔ نبوت لی ہے۔ اگر اختلاف ہے تو اس بات میں کہ یوسف علیہ السلام اس وقت بالغ تھے یا نابالغ تو ـــــ بعض محققین کا کہنا ہے ـــــ کان فی ذالک الوقت بالغاد کان سنہ سبع عشر سنۃ ـــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت بالغ تھے اور ان کی عمر شریف سترہ سال تھی اور بعض نامور علماء دین کہتے ہیں ـــــ

انہ کان صغیرا الا ان اللہ تعالیٰ اکمل عقلہ وجعلہ صالحا بقبول الوحی والنبوۃ کما فی حق عیسیٰ علیہ السلام ـــــ

کہ بے شک وہ نابالغ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل وفراست کو مکمل کر دیا تھا۔ اور ان میں وحی ونبوۃ کے فرائض قبول کرنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا کر دی ہوئی تھی ـــــ جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا گیا ہے۔

یعنی انہوں نے صغر سنی میں ہی وحی اور اپنی ماں کا اشارہ سمجھ کر مخالفین اور حضرت مریم علیہ السلام پر الزام لگانے والے یہودیوں کو فرما دیا تھا۔ انی عبداللہ ـــــ

اگرچہ ابھی حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا لیکن پھر بھی نبوت کے اعلان سے پہلے ہی انہیں تسلی دینے اور ان کے غم کا ازالہ کرنے تسکین قلب اور وحشت ودہشت کو دور کرنے کے لئے وحی کے ذریعہ انہیں محبت کا پیغام دیا گیا۔

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے لئے ہے ـــــ وَاَوْحَیْنَا اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی ـــــ وَاَوْحٰی ربک الی النحل ـــــ اور اس وحی و پیام کو وَھُمْ لَایَشْعُرُوْنَ فرما کر پوشیدہ رکھنے کی خاص وجہ یہ تھی کہ اگر بھائیوں کو پتہ چل جاتا کہ یوسف علیہ السلام کو نبوت عطا ہونے والی ہے اور اسے رسالت کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز کیا جائے گا تو ان میں حسد کی آگ اور بھی تیز ہو جاتی اور پھر یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے سے باز نہ آتے۔

Marfat.com

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر یوں لکھتے ہیں۔

رل مل بھائیاں یوسفؑ اتوں جامے پکڑ اتارے
بدن مبارک ننگا ہویا فلک چڑھے لشکارے
ستر ڈٹھا جاں ننگا یوسفؑ آہیں بھر بھر رویا
شرم زدہ ہو منتاں کردا دامن پکڑ کھلویا

اور فریاد کی —— کہ اے میرے پیارے بھائیو مجھ پر رحم کرو —— مجھے کیوں مارتے ہو —— میرا کوئی قصور بتاؤ —— میں نے ہمیشہ تمہارا ادب کیا ہے اور تمہارے ہر حکم کی تعمیل کی ہے۔

تم بڑے ہو میں چھوٹا ہوں اور معصوم ہوں اور میری ماں بھی نہیں ہے مجھ پر ظلم نہ کرو اور اگر میرا باپ مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں ہے میرے باپ سے پوچھو —— اور خدا کے لئے میری قمیص مجھے واپس کردو —— کنوئیں کے پانی میں گر کر اور ڈوب کر مر جاؤں گا تو غسل تو اس پانی سے ہو جائے گا کفن کہاں سے ملے گا۔

رہنے دو میری قمیص اور واپس کردو میری قمیص میرے کفن کے کام آئے گی ——

لیکن ان پتھر دل انسانوں میں رحم کا چراغ نہ جل سکا اور کنوئیں میں ڈال دیا اور ابھی آدھا فاصلہ پر ہی گئے تھے کہ انہوں نے رسہ بھی کاٹ دیا۔

ادھر ان کا یہ ظلم وستم اور ادھر اللہ کریم کا یہ لطف وکرم ایوان قضا وقدر سے حکم ہوا —— یاجبریل علیہ السلام!

عرض کی —— یارب جلیل —— جو حکم ہوگا اس کی تعمیل ہوگی۔

فرمایا —— اٹھو اور سدرہ پر میری حمد وثنا کا وظیفہ چھوڑ کر کنعان کے اس اندھیرے کنوئیں میں فوراً پہنچ کر میرے یوسف کو پانی میں گرنے سے پہلے اپنے پروں پر اٹھالو ——

Marfat.com

سن کے حکم فرشتہ نسیا سدرہ تھیں یکباری
اکھ جھمکن تھیں پہلے پہنچا کر کے تیز اڈاری

حضرت جبریل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو پانی میں گرنے سے پہلے ہی اپنے پروں پر اٹھالیا—— قرآن پاک اسی کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔

وَاَوْحَیْنَا اِلَیْہِ——

قارئین کرام—— غور فرمائیے—— بے ادب اور گستاخ اور فلسفہ و مادیت کے جال میں پھنسے ہوئے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک آن واحد میں عرش پر کیسے چلے گئے جب کہ وہ جسم کثیف رکھتے ہیں۔

صاجزادہ سید افتخار الحسن ایسے بے ہودہ قسم کے لوگوں سے پوچھتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کروڑوں میل کا فاصلہ طے کر کے آن واحد میں سدرہ سے کنوئیں میں کیسے آ گئے جب کہ جبریل کا جسم—— جسم لطیف ہے۔

اور پھر ان پاگلوں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس جسم کثیف کب تھا۔

وہ تو مجسمہ نور تھے اور نور میں کثافت کہاں ہوتی ہے اور پھر نور بھی اللہ تعالیٰ کا۔

اور پھر میں ایسے بے دین—— بدمذہب اور بدعقیدہ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ —— حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر جو ایک فقیر بھی تھا اور اس کے پاس کتاب کا علم بھی تھا——

سات سو میل کے فاصلہ سے بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے کیسے لے آیا؟——

ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ——

کا جواب دیں۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی اس روشن حقیقت کو اس طرح

Marfat.com

بیان کرتے ہیں

رسید از سدرہ جبریل امیں زود
زبازوی ولے آں تعویذ بکشود
ازاں پس گفت اے مہجور و غمناک
پیامت می رسانند ایزد پاک

کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرہ سے بہت ہی جلدی اس کنوئیں میں پہنچے اور حضرت یوسف علیہ اسلام کے بازو سے وہ تعویذ اتار کران کے گلے میں ڈال دیا اور کہا ــــ کہ اے ہجر وغم کے دریا میں ڈوبے ہوئے یوسف علیہ السلام میں اللہ کریم کی طرف سے تمہارے لئے خوشی ومسرت اور کنوئیں سے نکلنے کا پیغام لے کر آیا ہوں۔

☆----☆----☆----☆

Marfat.com

مردِ صالح

احسن القصص صفحہ ۳۸ —— امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں قرآن مجید کے سوہنے قصہ کو اپنے قلبی واردات کی گہرائیوں سے نہ صرف تفسیر کی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کئی ایک حقیقت افروز نکات۔ عجیب وغریب حکایات اور دل کش ودلچسپ فکاہات سے بھی مزین کیا ہے!

مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ ——

وَكَانَ فِیْ زَمَانِہٖ رَجُل " صَالِح " یُقَالُ لَہٗ یَھُوْدَا قَرَأَ فِیْ صُحَفِ شِیْثِ عَلَیْہِ السَّلام قِصَّةَ یُوسُفَ.

کہ اس زمانہ میں ایک۔ درویش اور صالح مرد تھا —— اور اس نے حضرت شیث علیہ السلام کے صحیفہ آسمانی میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مبارک پڑھا تھا ——

وَكَانَ رَجُل " صَالِح " مِنْ قَوْمِ ھُوْدَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامِ

اور مردِ درویش حضرت ہود علیہ السلام کی قوم میں سے تھا۔

وَكَانَ مستجاب الدعوت ——

اور اس کی دعائیں قبول ہوتی تھیں بارگاہ رب العزت میں ——

Marfat.com

جب اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سوہنے قصہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال پڑھا تو اللہ کریم کی بارگاہ میں اس نے یہ دعا کی ——

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اسالک ان توخرنی فی حیاتی حَتّٰی اریٰ یوسف

کہ اے بار الٰہ جب تک میں حسن یوسف نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے —— اور میری زندگی اس وقت تک ختم نہ ہو۔

اس مرددرویش کی یہ دعا قبول ہوئی ——

وھتف بہ ھاتف ان امض الی اجب الذی حضر شداد بن عادو اسکن فیہ حتّٰی یاتیک یوسف ——

اور ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے مرد صالح کنعان کے اس اندھیرے کنوئیں میں چلا جا جسے شداد بن عاد نے تعمیر کروایا ہوا ہے —— اور اسی کنوئیں میں اپنا بسیرا کرلے یہاں تک کہ یوسف علیہ السلام تیرے پاس آجائے گا۔

اور اس مردِ صالح کی عمر بارہ سو سال تھی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری سن کر اس کنوئیں میں چلا آیا —— اور عبادت الٰہی میں دن رات مشغول ہو گیا —— قدرت کی طرف سے اسے دن رات کے کھانے کے لئے صرف ایک انار ملتا تھا جس میں اتنی غذائیت تھی کہ وہ سیر ہو جاتا تھا۔

اور اس ظلمت کدہ یعنی اندھیرے کنوئیں میں اسے بتی کی ضرورت پیش نہ آئی تھی کیونکہ قدرت کی طرف سے اس اندھیرے کنوئیں میں ایک روشن قندیل لٹکا دی گئی تھی ——

فَلَمَّا بلغ یوسف قعر الجب فھزمن مکانِہٖ وضمہ الٰی صَدرِہٖ

اور پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں گہراؤ میں پہنچے تو وہ مرد صالح اپنی جگہ سے اٹھا اور یوسف علیہ السلام کو سینے سے لگا لیا۔ اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا ——

Marfat.com

یا نبی اللہ —— اے اللہ کے نبی اور یا حبیبی —— اور اے میرے حبیب —— اے میرے دل کی خوشبو اور میرے دل کے سرور اور میرے دل کے چین و قرار مدت سے اس اندھیرے کنوئیں میں تیرا حسن و جمال دیکھنے کی غرض سے اور تیرے دیدار کی تمنا لئے بیٹھا ہوں۔

لاتشک عن اخوتک الیٰ احد فان اللّٰہ تعالیٰ ——

اور کسی سے اپنے بھائیوں کی شکایت نہ کرنا۔ کیونکہ اللہ کریم نے تجھے میرے شوق دید کو پورا کرنے کیلئے تجھے یہاں بھیجا ہے —— اور تیرے بھائیوں کو میری ملاقات کا سبب بنایا ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن —— کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف عام انسانوں سے ہی نہیں بلکہ اپنے مقبول اور برگزیدہ بندوں اور خصوصاً انبیاء علیہم السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کئی طرح کے امتحانات میں مبتلا کر کے دیکھتا ہے۔ اور اس کے دیکھنے کے کئی رنگ ہیں۔ کئی روپ ہیں اور کئی ڈھنگ ہیں۔

وہ کبھی اپنے پہلے نبی و نائب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کی پر بہار اور مسرور کن فضاؤں میں سیر کر کے دیکھتا ہے اور کبھی تین سو سال تک رلا کر دیکھتا ہے! اور کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ڈال کر دیکھتا ہے اور کبھی انہیں شعلوں کو نرگس کے پھولوں کا گلستان بنا کر دیکھتا ہے۔

اور کبھی وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پاکیزہ دودھ پلا کر دیکھتا ہے اور کبھی ان کے سر اقدس کو نیزے پر چڑھا کے دیکھتا ہے۔

اور وہ کبھی اپنے محبوب پاک علیہ السلام کو غارِ ثور میں چھپا کر دیکھتا ہے —— کبھی میدان احد میں دانت تڑوا کے دیکھتا ہے اور کبھی شب اسریٰ میں عرش پر بلا کے دیکھتا ہے۔

Marfat.com

اسی طرح وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کبھی کنعان کے اندھیرے کنوئیں میں ڈلوا کے دیکھتا ہے — کبھی چند کھوٹے سکوں کے عوض بکا کے دیکھتا ہے اور پھر کبھی یوسف کو مصر کے سنہری تخت پر بٹھا کے دیکھتا ہے۔

حضرات گرامی! — یہ قدرت کا ایک کرشمہ سازی ہے ورنہ کہاں کنعان کا اندھیرا کنواں اور کہاں مصر کا سنہری تخت!

احسن القصص صفحہ ۳۵۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ایک لطیف سا نکتہ بیان کرتے ہیں کہ پڑھنے اور سننے والے اہل ایمان کیلئے تو نہ مٹنے والا ایک خوبصورت نقش ہے اور اہل کفر کے لئے عبرت آموز سبق!

اجتمع اهل نُوح علیٰ قتلِهٖ ففرق الله تعالیٰ جَمْعَهُمْ.

کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جب انہیں قتل کرنے پر متفق و آمادہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو درہم برہم کر دیا۔

واجتمع آل نمرود عَلیٰ قتلِ ابرَاهِيم ففرق الله جَمْعَهُمْ

کہ نمرود اور اس کی رعیت نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا تو اللہ کریم نے انہیں بھی منتشر کر دیا۔

واجتمع آل فرعون عَلیٰ قتل موسیٰ ففرق الله تعالیٰ جمعهم

کہ فرعون اور اس کی قوم نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دینے کا متفقہ فیصلہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں تفرقہ ڈال دیا۔

اور جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا تو اللہ کریم نے انہیں بھی درہم برہم کر دیا۔

وَاجتمع اهل مكة عَلیٰ قتل مُحمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ففر اللّٰهُ تعالیٰ جَمْعَهُمْ —

اور جب اہل مکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر متفق ہو گئے تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اہل مکہ کو بھی باز رکھا۔

وَانت کذایا مومن اذا جمعت الشیاطین علیک ففرق اللّٰہ تعالیٰ

—— اور اسی طرح اے مردِ مومن جب شیاطین کے گروہ تجھے بہکانے اور گمراہ کرنے پر جمع ہو جاتے ہیں تو اللہ کریم شیاطین کی اس جماعت کو پراگندہ و متفرق کر دیتا ہے!

جیسا کہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے کہ میرے مخلص بندوں پر شیطان کا داؤ نہیں چل سکتا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن —— کہتا ہے کہ مذکورہ انبیاء علیہم السلام کو دشمنوں کے ارادۂ قتل سے محفوظ رکھنے کا طریقہ کار اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار فرمایا ——

کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے ذریعہ عظیم طوفان سے بچایا —— حضرت ابراہیم علیہ پر آتش نمرود کو ٹھنڈا کر کے اور پھولوں کی گلزار بنا کر جلنے سے محفوظ رکھا ——

اور —— حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے نرغہ سے ایک مکان کی چھت پھاڑ کر انہیں زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

اور اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کا ارادہ کر کے آنے اور مکان کا محاصرہ کرنے والوں کو سورۃ یٰسین کی ایک پھونک پر اندھا کر دیا اور والئی دو جہان علیہ السلام کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں مدینہ پہنچا دیا۔

وَیَا اَھلَ مَکَّۃَ لَیسَ لَکُم عَلیٰ قَتلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سَبِیلُ " فَاِنَّہُ نَبِیٌ " —— وَّرَسُولُ " وَّحَبِیبِیُ ——

اور اہل مکہ تم میرے محبوب کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ میرا نبی ہے —— رسول اور میرا حبیب ہے۔

ویاشمعون لیس لک علیٰ قتل یوسف سبیل فانہ نبی —— اور اے شمعون تو بھی یوسف کو قتل نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ میرا نبی ہے۔

Marfat.com

وابلیس لیس لک علی اضلال المؤمنین سبیل فانھم اولیائی——

اور اے شیطان تو بھی اہل ایمان کو گمراہ نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ میرے دوست ہیں۔

سوال: دیوبندی حضرات کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم ہوتا کہ میرا بیٹا یوسف کنوئیں میں ہے تو اسے وہاں سے نکال لیتے!

جواب: تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۱—— **انہ کان عالما بانہٗ حی!** —— کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا بیٹا یوسف زندہ ہے

اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کا علم دو طرح سے تھا——

ایک یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی تھے اور ہر نبی اللہ کریم کی طرف سے عطا کردہ علم کا عالم ہوتا ہے۔

دوسری —— یہ —— کہ ان کے اپنے قول کے مطابق کہ یوسف علیہ السلام پر ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا۔

مثلاً —— **یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک**——

کہ رب تعالیٰ تجھے نبوت و رسالت کے لئے چن لے گا اور تجھے خواب کی تعبیروں کا علم سکھائے گا۔

تو حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ جب تک میرے بیٹے یوسف علیہ السلام پر یہ دونوں فرائض منصبی عطا نہیں ہو جاتے اسے موت نہیں آئے گی اور وہ زندہ رہے گا۔

کیوں کہ قرآن مجید میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے تین الفاظ کا ذکر ہے جو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں بیان

Marfat.com

فرمائے اور انہیں الفاظ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے نبوت و رسالت کی خوشخبری اور نشان دہی کی گئی۔

یجتبیک ربک —— ای بالنبوۃ

ویعلمک من تاویل الاحادیث —— المراد منہ تعبیر الرویاء

یا —— تاویل الاحادیث فی کتب اللہ تعالٰی والاخبار امرویتہ عن الانبیاء المتقدمین۔

یا —— الاحدیث جمیع حدیث —— الحوادث الٰی قدرہ اللہ تعالٰی ——

اے میرے بیٹے یوسف —— تیرا رب تجھے نبوت کیلئے چن لے گا بتاویل الاحادیث سے مراد تمام آسمانی کتابوں میں جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں اور وہ خبریں جو دن رات چلتی رہتی ہیں ان کی خبر ——

اور یا زمانہ تک کے وہ حوادث جو اللہ تعالٰی کی قدرت سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں ان کا پتہ بتایا۔

ویتم نعمتہ علیک —— النعمتہ ھھنا بالنبوۃ —— کہ اس نعمت سے مراد یہاں نبوت ہی ہے۔

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۴۵ امام جاد اللہ زمخشری —— عَلِمَ یَعْقُوْبُ اَنَّ یُوْسُفَ یَکُوْنَ نَبِیًا —— کہ حضرت یعقوب علیہ اسلام کو علم تھا کہ میرا بیٹا یوسف نبی ہوگا۔

تفسیر نسفی جز ۳ صفحہ ۱۶۲ —— عَلِمَ یَعْقُوْبُ اَنَّ یُوْسُفَ یَکُوْنَ نَبِیًا ۔ تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۴۲ —— یجتبک ربک —— ای لِلنُّبُوَّۃِ وَالْمُلْک —— والامور العظام —— کہ اللہ کریم تجھے نبوت۔ بادشاہت اور عظیم کارناموں کیلئے چن لے گا۔

Marfat.com

ویتم نعمته علیک —— بالنُبوَّۃ —— اس نعمت سے مراد بھی نبوت ہے۔

تفسیر روح البیان صفحہ ۲۰۹ وصفحہ ۲۱۵ —— یجتبک ویصطفیک —— لما هو اعظم منها کاالنبوة بنعمته باریضم اِلٰی النُبوّۃ —— یعنی تیرا رب تجھے نبوت کے لئے چن لے گا۔

مذکورہ بالا مستند تفسیروں کے علاوہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نبوت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں نبی ہونے کا لفظ ادا ہوا ہے۔

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۶۷۹ عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنه وعن ابی هریرة رضی اللہ عنه سُئِلَ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْه وسلم ای الناس اکرم —— قال اکرمهم عنداللہ اتقاکم —— قالو الیس عن هذا انسالک —— قال فاکرم النّاس یوسف نبی اللّٰہ ابن نسبی اللّٰہ ابن خلیل اللّٰہ

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھا گیا کہ —— انسانوں میں سے زیادہ عزت وتکریم والا کون سا انسان ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زیادہ متقی و پرہیز گار ہو

عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ایسے ہی آپ سے نہیں پوچھا یعنی ہمارا سوال عام لوگوں کے متعلق نہیں ہے۔

تو پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

سب سے زیادہ تکریم وعزت والے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ جو اللہ کے نبی ہیں اللہ کے نبی کے بیٹے ہیں۔ اللہ کے نبی کے بیٹے کے بیٹے ہیں اور اللہ کے خلیل کے بیٹے ہیں۔

Marfat.com

ان احادیث وتفاسیر سے جب یہ پتہ چل گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نبوت ورسالت کے عظیم منصب پر فائز ہونے والے تھے اور انہیں خوابوں کی تعبیر کا علم عطا ہونے والا تھا اور ان پر اللہ کی بارہا نعمتوں کا اہتمام ہونے والا تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام پر ہونے والے انعامات کا پوری طرح یقین تھا—— اور یوسف علیہ السلام پر ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ یوسف کنوئیں میں ہے۔

اور نکالا اس لئے نہیں کہ وہ دوبارہ پھر حضرت یوسف علیہ السلام پر اس کے بھائی ظلم وستم اور جبر وتشدد کریں گے اس لئے کہ وہ کنوئیں میں ہی رہے تو اچھا ہے۔

اور انہیں اللہ کریم کے ان وعدوں پر یقین تھا کہ جب تک یوسف کو منصب نبوت سے سرفراز نہیں کیا جاتا اور جب تک اسے خوابوں کی تعبیر کا علم عطا نہیں کیا جاتا اور جب تک یوسف پر نعمتوں کا پورا اہتمام نہیں کر دیا جاتا اللہ کریم خود اس کی حفاظت و نگہداشت کرے گا۔

وَ کَذٰلِکَ کَانَ عَالِمًا بِاِبْنِہٖ حَی" سَلِیْم"——

اور ان مذکورہ وجوہات کی بناء پر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا بیٹا یوسف صحیح سلامت ہے!

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۱ وَھُمْ لَایَشْعُرُوْنَ —— کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی اس وحی الٰہی کو نہیں جانتے تھے اور کنوئیں میں جو وَاَوْحینا الیہ ہوا یوسف پر اس وحی الٰہی کو بھائیوں سے پوشیدہ رکھنے میں یہ فائدہ حاصل ہے—— لو انھم عرفوہ فربما ازداد حسدھم فکانو یقصدون قتلہ —— اگر وہ جان جاتے ہیں یوسف نبی بننے والا ہے تو ضرور اس کے قتل کا قصد کرتے!

کنز الایمان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ—— وَکَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ —— یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی

Marfat.com

بندے کو برگزیدہ کر لینا یعنی چن لینا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی بندے کو فیض ربانی کے ساتھ ساتھ مخصوص کرے جس سے اس کو طرح طرح کے کرامات و کمالات بے سعی و محنت حاصل ہوں یہ مرتبہ انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کی بدولت ان کے مقربین و صدیقین شہداء و صالحین بھی اس نعمت سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔

علم و حکمت عطا کریگا اور کتب سابقہ اور احادیث انبیاء کے غوامض کشف فرمائے گا۔

نبوت عطا فرما کر جو اعلیٰ منصب میں سے ہے۔

*****..............................*****

Marfat.com

خون آلود قمیص

القرآن - سورۃ یوسف - حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی رات کو عشاء کے وقت روتے ہوئے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس آئے —— اور باپ سے کہا کہ ہم تیراندازی کرتے یا دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش میں دور نکل گئے تھے اور یوسف کو سامان کی حفاظت کے لئے سامان کے پاس چھوڑ گئے تھے —— فَاَکَلَهُ الذِّئْبُ —— پس اسے یعنی یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔

اور آپ ہماری بات پر یقین نہیں کریں گے چاہے ہم سچے ہوں۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک پر جھوٹا خون لگا لائے۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ط فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ط

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو اس بے معنی اور بے مقصد گفتگو کے جواب میں فرمایا۔ کہ یہ سب کچھ تمہاری کہانی من گھڑت ہے بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے لیے بنالی ہے۔

تشریح —— تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۰-۱۱۱ تفسیر الکشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۱ - تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۱۶۵ احسن القصص ۴۸ - ۴۹ - کنز الایمان صفحہ ۳۴۰ - ۳۴۱ - تفسیر روح البیان صفحہ ۲۲۶

حضرت یوسف علیہ السلام کنعان کے اس اندھیرے کنوئیں میں تین دن تک رہے اور ان کا بھائی یہودا ان کے لئے چوری کھانا لاتا۔ چوری اس لئے کہ وہ جانتا تھا

Marfat.com

کہ اگر میری اس رحم دلی کا دوسرے بھائیوں کو پتہ چل گیا تو پھر میری خیر نہیں۔

کیونکہ دوسرے بھائیوں کے دلوں میں حسد و بغض کی آگ اتنی بھڑک چکی تھی اور یوسف کے خلاف اتنی نفرت و عداوت پیدا ہو چکی تھی کہ یوسف کی حمایت و اعانت کسی صورت میں بھی انہیں قبول نہیں تھی۔

اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ روانہ کر کے خود کنعان شہر کے دروازہ پر انتظار میں کھڑے رہے۔

اور ادھر —— بھائیوں نے انھم ذبحو اسخلته ولطخوبدمها وزل عنهم ان یمزقوہ ——

کہ انہوں نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اور اس کے خون میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک رنگین اور ڈبوئی —— لیکن وہ قمیص کو پھاڑنا بھول گئے!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے اس غمگین لمحات کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

رلت پئی سب رندے پندے گھردی طرف سدھائے
بیٹھا باپ اڈیکے اگے دل وچہ شوق سوائے

کہ میرا یوسف بھائیوں کے ساتھ ہنستا کودتا شکار کھیل کر، تیر اندازی کر کے اور سیر سے خوش ہو کر واپس آئے گا۔

مگر جب انہوں نے بیٹوں کی آہ و زاری اور چیخ و پکار کی آواز سنی تو گھبرا کے اٹھے اور انتہائی بے چینی، بے قراری اور پریشانی کے عالم میں دروازہ سے آگے چلے گئے۔ اور سمجھ گئے کہ ہجر و فراق کا طویل سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور بیٹوں کا حسد اور مکر و فریب اپنا کام کر گیا ہے جس کی وجہ سے اب مجھے کئی سال تک یوسف کے وچھوڑے میں رونا پڑے گا۔

بیٹے قریب آئے۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اپنا محبوب بیٹا۔ نورِ نظر

Marfat.com

بیٹا۔ لختِ جگر بیٹا۔ دل کا قرار بیٹا اور ضعیفی کا سہارا بیٹا یوسف بھائیوں میں نظر نہ آیا تو —— پوچھا —— اَینَ یُوسُف —— کہ میرا یوسف کہاں ہے؟

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے الفاظ میں اسے یوں لکھتے ہیں۔

کہ ——

یوسف کتھے دسدے ناہیں میرا نور خزانہ
وچ تساں او شمع نئیں دسدی دل جسدا پروانہ

اور پریشان ہو کر پوچھا۔

مَالَکُمْ یَابُنَیَّ —— کہ اے میرے بیٹو تمہیں کیا ہوا اور تم روتے کیوں ہو۔

ھَلْ اَصَابَکُمْ فِیْ غَنَمِکُمْ شَیْءٌ —— کیا تمہاری بکریوں کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔

وَمَا فَعَلَ بیوسف —— اور میرے بیٹے یوسف کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ ——

تو بیٹوں نے باپ کے سوالات کا ایک ہی جواب دیا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے

وَلَمَّا سَمِعَ بَخَبرِ یُوْسُفَ صَاحَ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ ——

کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ المناک خبر سنی تو بلند آواز سے رونا شروع کر دیا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ پوچھنا کہ کیا تمہاری بکریوں کو کوئی نقصان پہنچا ہے بیٹوں کو یہ بتانا مقصود تھا کہ میں جانتا ہوں کہ تم یوسف کی قمیص بکری کے خون سے رنگین کر کے لائے ہو۔ تم کہتے ہو نہیں —— حالانکہ نقصان تو ہوا ——

فَقَالَ اَیْنَ الْقَمِیْصُ —— فرمایا وہ خون میں ڈوبی ہوئی قمیص کہاں ہے؟

بیٹوں نے پیش کر دی ——

فَاَخَذَہٗ وَاَلْقَاہُ عَلٰی وَجْھِہٖ وَبَکٰی حَتّٰی خَضِبَ وَجْھُہٗ بِدَمِ

Marfat.com

الْقَمِيْصِ——

حضرت یعقوب علیہ السلام اس قمیص کو پکڑ کر اپنے چہرہ پر رکھا اور رو دیئے یہاں تک کہ ان کا چہرہ مبارک قمیص پر لگے ہوئے خون سے رنگین ہو گیا اور بول اٹھے

تاالله ما رایت کالیوم ذئبا احلم من هذا اکل ابنی ولم یمز قمیصه——

کہ اللہ کی قسم ہے میں نے آج سے پہلے کوئی ایسا رحیم بھیڑیا نہیں دیکھا کہ جس نے میرے بیٹے یوسف کو تو کھالیا مگر اس کی قمیص نہیں پھاڑی

اس درد بھرے الفاظ کو جناب دائم اقبال مرحوم اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ہتھ پکڑ قمیص رنگدار خونی نبی سچ دا قول پکاردا اے
خون اپنا خون پچھان لیندا ایہہ خون نئیں یوسف دلدار دا اے
اوہ گرگ وی کیڈا رحیم ہیسی جامہ نال پیار اتار دا اے
کھا گیا یوسف سر پیر تائیں اپیر کڑتے نوں دند نہ ماردا اے
چیرے بدن تے لوے بچا کڑتہ ایہہ کم نئیں گرگ خونخوار دا اے
مینوں مکر سازی نظر آوندی اے تے فریب کسے فریب کار دا اے

مولوی غلام رسول مرحوم اس پر سوز واقعہ کو یوں لکھتے ہیں:

کھول قمیص کہے فرزنداں پیغمبر کنعانی
تسی کہو بگھیاڑے کھاد پت میرا نورانی
کھول قمیص ڈٹھا میں سارا دل میرے حیرانی
سچ کہو کی بھیت نیارا اس وچہ نئیں نشانی
نہ پیراہن خاک آلودہ نہ پھٹیا وچہ دندان
کیڈک گرگ پیارا اسدا نبی کہے فرزنداں
تن یوسف دے زخم نہ لایا نہ وچہ خاک رلایا
لاہ کڑتہ لے گیا وچہ جنگل پھر کس رنگ چڑھایا

Marfat.com

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احسن القصص صفحہ ۴۸ میں اس اندوہناک حادثہ کو تفصیل کے ساتھ یوں رقم طراز ہیں۔

فاخذ یعقوب القمیص وبکٰی حین راء علیہ الدم فلما قلبہ ضحک

حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی خون مکر میں ڈوبی ہوئی قمیص پکڑ لی اور جب اس پر خون لگا ہوا دیکھا تو رونے لگے۔ مگر جب انہوں نے قمیص کو الٹ پلٹ کیا تو ہنسنے لگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ حقیقت افروز اور معنی خیز حرکت دیکھ کر بیٹوں نے حیران ہوکر کہا۔

کہ — اے ابا جان' ایک ہی وقت میں رونا اور پھر اسی وقت میں ہنسنا دیوانوں کا کام ہے نعوذ باللہ' حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ — جب میں نے قمیص خون آلود دیکھی تو میں نے گمان کیا کہ بھیڑیا واقعی یوسف کو کھا گیا ہے تو مجھے رونا آ گیا' لیکن جب میں نے دیکھا کہ کرتہ صحیح سلامت ہے تو میں سمجھ گیا کہ میرا بیٹا یوسف زندہ ہے اس لئے کہ اگر بھیڑیا اسے کھاتا تو کرتہ ضرور پھٹا ہوا ہوتا۔

قالو یا ابانا انا فاتی بذالک الذئب — بیٹوں نے جواب دیا اے ہمارے باپ ہم آپ کو یقین دلانے کے لئے وہ بھیڑیا پکڑ کر لے آتے ہیں۔

قالُو نعم — فرمایا ہاں — ٹھیک ہے وہ بھیڑیا ضرور لاؤ۔

بیٹے جنگل میں گئے — **واصطادوا ذئبا ضعیا وکسر واثنایا** — اور وہاں سے ایک بوڑھا سا بھیڑیا پکڑ لائے اور اس کے دانت توڑ ڈالے تاکہ باپ کو یقین ہو جائے کہ اس بھیڑیے نے ضرور میرے یوسف کو کھایا ہے کیوں کہ اس کے دانت ٹوٹے ہوئے ہیں۔

قارئین کرام — صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ دیکھو تمام بھائی اللہ کے عظیم نبی کے بیٹے ہیں اور عقل و ہوش رکھتے ہیں — جوان اور بہادر ہیں اور وہ اس

Marfat.com

سے پہلے شرافت اور انسانیت کے جوہر سے بھرپور تھے لیکن اپنے ہی ایک ایسے بھائی کے خلاف حسد و بغض کے باعث عداوت و نفرت کے پتلے بن گئے جو دوسری ماں سے تھا اور حسن و جمال میں بے مثال تھا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ وہ نبی بننے والا تھا اور اسے اللہ کی طرف سے ہزاروں انعامات و تکریمات اور علوم کتب سابقہ کے علوم عطا ہونے کے ساتھ پہلے انبیاء علیہم السلام کے واقعات کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا جانا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان پر حسد نہ کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خود ہی اس آگ میں جل جائے اور دوسری ماں کے بطن سے جنم لینے والے بھائی پر بھی محبت و شفقت کا ہاتھ رکھنا چاہیے اور پھر جو چھوٹا بھی ہو اور حسین و جمیل بھی اور فرمانبردار بھی ہو اور اطاعت گزار بھی ایسے بھائی پر تو لطف و کرم کی بارش کر دینی چاہیے اس لئے کہ دوسری ماں کے بطن کو نہ دیکھا جائے اپنے باپ کے خون پر نظر رکھی جائے۔

****

Marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھیڑیے کی گفتگو

تفسیر کنز الایمان۔ نزہت المجالس جلد اصفحہ ۱۵۱ احسن القصص صفحہ ۹۴ تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۴۲۔

جب بھیڑیے کو زنجیروں سے باندھ کر بیٹوں نے باپ کے سامنے کر دیا ـــــ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

یا ایھا الذئب بئسما مافعلت حیث اکلت وجھا کاالبدر المنیر

ـــــ کہ اے بھیڑیے تو نے میرے چودھویں رات جیسے چہرہ والے یوسف کو کھا کر بہت برا کیا ہے!

مارحمت علیٰ ذالک الصغیر

تجھے اس معصوم بچے پر رحم نہ آیا

وما اشفقت علی الشیخ الکبیر

اور تجھے میرے بڑھاپے کا خیال نہ آیا۔

فانطقھہ اللہ تعالیٰ لسان الذئب ـــــ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ـــــ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بھیڑیے کو قوت گویائی عطا ہو گئی۔

قال انت اکلت یوسف .قال. لا

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا ـــــ تو نے میرے بیٹے یوسف کو کھایا ہے۔ بھیڑیے نے زبان کھولی اور جواب دیا

Marfat.com

نہیں۔ میں نے تو نہیں کھایا۔

قَالَ فَاَخْبَرَنِیْ اَوْلَادِیْ ——

فرمایا۔ میری اولاد نے مجھے خبر دی ہے۔

قال —— لا —— بھیڑیے نے عرض کی۔ آپ کی اولاد جھوٹ کہتی ہے۔

قال —— ولم قَالَ —— فرمایا تیرے نہ کھانے کی دلیل!

قال —— لِاَنَّ الْکَلَامَ الذِّئْبِ کَرَامَۃٌ" وَالْعَاصِیْ لَیْسَ مِنْ اَھْلِھَا

بھیڑیے نے ایک محققانہ اور ایمان افروز جواب دیا کہ بھیڑیے کا کلام کرنا کرامت ہے اور کسی درندے کا کسی انسان کے بچے کا بدن کھانا گناہ اور ظلم ہے اور ظالم اور گنہگار سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی۔ اور اگر میں نے یوسف کو کھایا ہوتا تو میں کلام نہ کرتا اور مجھ سے یہ کرامت ظاہر نہ ہوتی۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ لَحُوْمُ الْاَنْبِیَاءِ حَرَام" عَلَیْنَا ——

اور بھیڑیے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو سلام کہی اور پھر حتمی جواب دیا کہ ہم پر انبیاء کے بدن مبارک کو کھانا حرام ہے۔

حضرت یعقوب علیہ اسلام نے پھر پوچھا۔

مِنْ اَیْنَ اَنْتَ —— کہ تو کہاں سے آیا ہے —— یا تو کہاں رہتا ہے۔

قَالَ —— مِنْ مِصْرِ جِئْتُ اَطْلُبُ اَخَالِیْ بِارْضِ الشَّامِ ——

بھیڑیے نے جواب دیا۔ کہ میں مصر سے آرہا ہوں اور سرزمین شام جارہا ہوں۔ اپنے بھائی کی تلاش میں۔

اور مجھے بھیڑیوں نے خبر دی ہے کہ میرے بھائی کو وہاں کے بادشاہ نے پکڑ لیا ہے اور کل اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ولی سبعة عشر یومًا لم اکل شیاً —— مجھے آج سترہ دن ہو گئے ہیں بھائی کی رہائی کے لئے سفر کر رہا ہوں اور اتنے دنوں میں میں نے کوئی شے نہیں کھائی۔

پوچھا —— اے بھیڑیے تجھے میرے یوسف کی کوئی خبر ہے۔

Marfat.com

جواب دیا ہاں ——

فرمایاء اَخْبِرْنِیْ بِہٖ —— کہ مجھے اس کی خبر دے دو ——

قال —— النَّمَامِ لاَ یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ —— جواب دیا کہ میں چغل خور نہیں ہوں۔ اور چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

قال —— فانا الشفع فی اخیک عند الملک —— فرمایا —— میں تیرے بھائی کی رہائی کیلئے بادشاہ سے سفارش کروں گا۔

قال —— وانا اسال ربک ان یجمع بینک وبین یوسف —— بھیڑیئے نے کہا —— کہ میں بھی آپ کے رب سے سوال کروں گا کہ آپ کا اور آپ کے بیٹے یوسف کا ملاپ ہو جائے۔

تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۱۴۸ میں یہ مضمون کچھ اس طرح ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خون آلود قمیص دیکھی۔

وجعل یقلبہ' فرای اثر الدم ولا یزی فیہ شقاً ولا خرقاً —— اور پھر قمیص کو الٹ پلٹ کر کے اور پھول پھال کے دیکھا تو اس پر خون کے دھبے تو نظر آئے لیکن اسے پھٹا ہوا کسی حصہ میں نہ دیکھا۔

اور فرمایا —— اے میرے بیٹو

واللہ ما البصرت الذئب حلیمًا اذا کل ابنی والبقی قمیصہ.

اللہ کی قسم ہے میں نے آج تک ایسا حلیم ورحم دل بھیڑیا نہیں دیکھا جو میرے بیٹے کو تو کھا گیا اور قمیص کو باقی رکھا۔

بیٹے —— بھیڑیئے کو لے آئے اور باپ سے کہا —— ھٰذا الذی اکلہ —— کہ یہ ہے وہ بھیڑیا جس نے یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

یاذئب ءَ انت اکلت ولدی وشمرۃ فوادی —— کہ اے بھیڑیئے کیا تو نے میرے بیٹے یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے —— بھیڑیئے کو قدرت نے قوت گویائی

Marfat.com

عطا کر دی تو اس نے جواب دیا۔

تَاللّٰہِ مَارَأَیْتُ وَجْھَہ اِبْنَکَ قط —— کہ قسم ہے اللہ کی میں نے تو آپ کے بیٹے یوسف کی آج تک صورت تک نہیں دیکھی۔

قارئین کرام صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ بھیڑیئے نے تین جواب دیئے اور تینوں ہی حقائق پر مبنی ہیں!

پہلا —— لحوم الانبیاء علینا حرام —— کہ ہم پر انبیاء علیہم السلام کا بدن مبارک حرام ہے۔

مولوی غلام رسول مرحوم نے پنجابی زبان کا رنگ دیکر اور بھی رنگینی پیدا کر دی ہے۔ کہ

آتش، آب درندیاں ہر شے مڈھوں حکم ربانان
پیغمبر دا بدن مبارک روائیں اساں کھانان

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ مولوی غلام رسول صاحب نے بھیڑیئے کی ترجمانی خوب کی ہے۔

کیونکہ —— اگر آگ پر کسی نبی کے بدن کو جلانا حلال و جائز ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کے بھڑکتے ہوئے شعلے خوبصورت پھولوں کی گزار نہ بن جاتے اور اگر پانی پر نبی کے بدن کو ڈبونا جائز ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں ہی دریائے نیل کی طوفان موجود سے نکل کر فرعون کے شاہی محلات میں نہ پہنچ جاتے۔

اور اگر جنگل کے درندوں پر نبی کے بدن مبارک کو کھانا درست ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے تخت وتاج کے وارث نہ بنتے۔

اور۔ آتش۔ آب اور درندے تو رہے ایک طرف انبیاء کرام تو جس مٹی میں دفن ہوتے ہیں وہ مٹی انہیں نہیں کھاتی۔

جیسا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

مشکوات شریف ——— ان اللّٰہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰہ حی فیرزق ——— کہ تحقیق اللہ کریم نے مٹی پر انبیاء کے جسم مبارک کو حرام کر رکھا ہے ——— یعنی مٹی نبی کے بدن پاک کو نہیں کھاتی ——— اسی لئے ہر نبی اپنی اپنی قبر مبارک میں زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔

دوسرا ——— میں اپنے بھائی کی رہائی کے لئے مصر سے شام جا رہا ہوں ——— بھیڑیے کے اس جواب میں کتنا درد ہے اور کتنا سوز ہے اور اپنی نسل کے بھیڑیے اور جنگل کے درندے بھی ایک دوسرے کو بھائی سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے بھیڑیے کو قید سے رہائی دلانے کی کوشش میں مصر سے شام کا طویل سفر کیا جاتا ہے اور سترہ دنوں سے کچھ کھاتا نہیں۔

لیکن یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ جنگل کے درندے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر جنہیں قرآن مجید نے بھائی بھائی فرمایا ہے یعنی ———

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ——— یہ ایک دوسرے کے دشمن ہو چکے ہیں ——— کسی کو قتل کیا جا رہا ہے اور کسی مسلمان پر گولیوں کا مینہ برسایا جا رہا ہے اور کسی مسلمان کا گھر لوٹا جا رہا ہے اور کسی مسلمان کے گھر کو جلایا جا رہا ہے ———

اور سچ تو یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے دل پتھر ہو چکے ہیں۔ سینے سیاہ ہو چکے ہیں اور ان کے جسم چٹان بن چکے ہیں۔ رحم کا نام ونشان مٹ چکا ہے محبت کی دولت لٹ چکی ہے۔ انس کی چادر پھٹ چکی ہے اور ایک دوسرے سے پیار اور الفت کا جذبہ فنا ہو چکا ہے اور ہمدردی و خیر خواہی کا جوہر ختم ہو چکا ہے! شیر جنگل کا خونخوار درندہ ہے مگر دوسرے شیر کا گوشت نہیں کھاتا ——— بھیڑیا بیابان کا خوفناک درندہ ہے لیکن دوسرے بھیڑیے کا خون نہیں پیتا۔

شیر اور بھیڑیا تو ایک طرف ——— ایک کتا دوسرے کتے کے بدن کو نہیں کھاتا۔ مگر ایک انسان اور پھر مسلمان رشوت کے ذریعہ خون پی رہا ہے اور کہیں اشیاء میں ملاوٹ کر کے دوسرے مسلمان بھائی کا گوشت کھا رہا ہے غرضیکہ آپس میں خون خرابہ۔ قتل و

Marfat.com

غارت لوٹ کھسوٹ' مار دھاڑ' اور نفرت وعداوت جیسے سنگین جرائم مسلمانوں کا شیوہ بن چکے ہیں ایسے مسلمانوں سے جنگل کے درندے اچھے ہیں۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سلوک' اتحاد اور اتفاق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

مشکوات شریف صفحہ ۴۴۸ احمد وابوداؤد شریف کے حوالہ سے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —— لا یحل لمسلم ان ینبھر اخاہ فوق ثلاث فمن ھجر فوق ثلاث فمات دخل النار —— کہ ایک مسلمان کے لئے یہ حلال یعنی جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے اپنے مسلمان بھائی پر تین دن سے زیادہ ناراض اور علیحدہ رہے۔ اور جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو وہ دوزخ کی آگ میں جائے گا۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۲ مسلم اور بخاری کے حوالہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —— المسلم اخوا المسلم لا یظلمه ولا یُسْلِمُه' —— اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم کرے اور نہ ہی اسے ذلیل کرے۔

ومن کان فی حاجته اخیه کان اللّٰہ فی حاجته —— اور جو مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی کوئی حاجت وضرورت پوری کرے گا اللہ کریم اس کی حاجت وضرورت پوری کرتا رہے گا۔

اور جس مسلمان نے کسی دوسرے مسلمان کی کوئی مشکل حل کی اللہ کریم قیامت کے دن اس کی مشکلات آسان کردے گا۔

وَمن سَتَر مسلمًا ستر اللّٰہ یوم القیامة —— اور جس مسلمان نے کسی دوسرے مسلمان کی پردہ پوشی کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرے گا۔

قرآن وحدیث کے ان روشن دلائل اور اس درس کے بعد بھی مسلمانوں کے دلوں میں دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے ہمدردی وخیر خواہی اور محبت والفت اور

Marfat.com

جذبہ وایثار کا جوہر پیدا نہیں ہوتا تو پھر میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آج کے مسلمانوں سے جنگل کے درندے اچھے ہیں۔

تیسرا —— کہ میں چغل خور نہیں ہوں اور چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

بھیڑیے کا یہ کہنا بھی قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔

قرآن مجید۔ سورۃ الحجرات —— **لا یغتب بعضکم بعضا** —— کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو یعنی چغلی نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ جرم ایک دوسرے مسلمان بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔

مشکوات شریف صفحہ ۴۱۵ حضرت ابی سعید و جابر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —— **الغیبۃ اشد من الزناء** —— کہ کسی کی غیبت کرنی یا چغلی کھانی زنا سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔ غلاموں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت زنا سے زیادہ کیسے جرم ہے؟

تو جواب میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا —— **ان الرجل لیزنی فیتوب فیتوب اللہ علیہ** —— کہ زنا کرنے والا آدمی زنا کرنے کے بعد توبہ کرلے تو اللہ کریم اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں —— **فیغفر اللہ لہ** —— کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے لیکن چغل خوری کرنے والے کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ معاف نہ کرے جس کی چغلی کی گئی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت یوں ہے!

صاحب الزناء یتوب وصاحب الغیبۃ لیس لہ توبۃ —— کہ زانی کے لئے تو توبہ ہے مگر چغل خور کے لئے توبہ نہیں ہے۔

بخاری شریف جلد ا صفحہ ۳۴/۳۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے درمیان سے گزرے۔ عالم الغیب نبی پاک

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبروں میں سے دو انسانوں کی آواز سنیں ـــــ تو فرمایا۔

یعذبان فی قبورھما ـــــ کہ ان دونوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ پوچھا گیا۔ کہ ان کے عذاب کا سبب ـــــ تو فرمایا ـــــ **کان احدھما لا یستتر من بولہ و کان الآخر یمشی بانعمنتہ** ـــــ کہ ایک تو پیشاب کے قطروں سے گریز نہیں کیا کرتا تھا یعنی اس کے لباس اور جسم پر پیشاب کے قطرے گرتے تھے اور دوسرا چغل خور تھا۔

قارئین کرام ـــــ قرآن واحادیث کے ان سبق آموز اور ایمان افروز بیانات پر غور کیا جائے اور پھر اس بھیڑیے کے کلام کو سوچا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ بھیڑیا قرآن پاک کی تفسیر اور احادیث نبوی کی تشریح کر کے پوری نسل انسانی کو دعوتِ عمل دے گیا اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے ایک ایسی شمع روشن کر گیا کہ جس کی روشنی میں ایسے گھناؤنے اور ذلیل گناہوں سے بچ کر وہ شرافت و ہدایت کا راستہ اور نیکی واطاعت کی منزل پا سکتے ہیں۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ـــــ جنگل کے اس درندے یعنی خونخوار بھیڑیے نے حق اور سچ بیان کرنے کے ساتھ یوسف کے بھائیوں کا مکر وفریب اور ان کے جھوٹے خون کی بھی نشان دہی کر دی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ یوسف زندہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بھیڑیے کو جنت کا حق دار بنا دیا گیا۔

مثلاً ـــــ احسن القصص صفحہ ۵۰ ـــــ **سبعًا اشیا من غیر جنس بنی آدم ولا من جنس الجن یکون فی الجنۃ** ـــــ کہ نسل انسانی اور نسل جنات کے علاوہ سات اشیاء بھی جنت میں جائیں گی۔ ذئب یعقوب علیہ السلام، کلب اصحاب کہف، و ناقۃ صالح علیہ السلام، وحمار عیسیٰ علیہ السلام، وفیل اصحاب الفیل، ودلدل علی رضی اللہ علیہ وبغلۃ نبینا

Marfat.com

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا' اصحاب کہف کا کتا' حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی' حضرت عیسیٰ علیہ السام کا گدھا' اصحابِ فیل کا ہاتھی' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دلدل اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خچر!

نزہت المجالس جلد اصفحہ ۵۸ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ ——قال النسفی یدخل معهم الجنته—— کہ اصحاب کہف کا کتا اصحاب کہف کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا——وَکَذَالِکَ ناقته صالح وعجل ابراهیم وکبش اسماعیل وبقرة بنی اسرائیل —— وحوت یونس —— ونملته سلیمان وهد هد بلقیس —— وَناقته مُحَمد صلی اللّٰہ عَلَیْہ وسلم وحمار العزیز وذئب یعقوب علیه السلام —— اوراس کے علاوہ یہ حیوانات بھی اپنی اپنی نسبت کے لحاظ سے جنت میں جائیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا۔ حضرت اسماعیل علیہ اسلام کا دُنبہ۔ بنی اسرائیل کی گائے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔ بلقیس کا ہدہد۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا۔

امام ومجدد غزالی رحمۃ اللہ علیہ خوب کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھیڑیئے کوتو اس لئے لائے تھے کہ ہمارے مکروفریب کا پردہ رہ جائے گا اور ہمارا جھوٹا خون سچائی کی دلیل بن جائے گا۔

لیکن اگر انہیں یہ پتہ ہوتا کہ بھیڑیا بول پڑے گا اور ہمارا بھید کھول دے گا اور ہماری من گھڑت کہانی کو جھٹلا دے گا۔ تو اسے کبھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس نہ لاتے۔

•••---------•••---------•••---------•••

Marfat.com

مدین کا سوداگر

القرآن —— سورۃ یوسف —— اور پھر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے کنواں دیکھا تو قریب ہی ڈیرا لگا دیا پھر اپنے پانی لانے والے کو بھیجا —— تو اس نے اپنا ڈول کنوئیں میں ڈالا۔ تو وہ بلند آواز سے پکار اٹھا —— کہ یہ کتنی خوشی کی بات ہے کہ یہ تو ایک حسین لڑکا ہے۔

تفسیر نسفی جلد صفحہ ۱۶۵، تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۱۲۔ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۲ تفسیر کنز الایمان۔ احسن القصص صفحہ ۶۰ —— مدین کا ایک سوداگر جس کا نام مالک بن زعر الخزاعی تھا مدین سے کنعان کے راستے مصر جا رہا تھا۔

تسیر من قبل مدین الیٰ مصر و ذالک بعد ثلاثۃ ایام من القاء یوسف فی الجب —— یعنی تین دن کے بعد وہ آیا —— فاخطئو الطریق فزلوا قریبا منہ —— کہ وہ راستہ بھول چکے تھے تو انہوں نے کنوئیں کے قریب ہی ڈیرا لگا لیا۔

سید افتخار الحسن —— کہتا ہے کہ وہ راستہ بھولے نہیں تھے بلکہ انہیں راستہ بھلایا گیا تھا تاکہ وہ اس سورج کو بھی کنعان سے مصر اپنے ساتھ لے جائے جسے اس نے پچاس سال پہلے خواب میں اپنے دامن میں اترتے دیکھا تھا۔

تفسیر کبیر کے الفاظ یہ ہیں —— ولما ادلی الورد دلوہ کان یوسف کان فی ناحیتہ من قعر البئر تعلق بالجب فنظر الوارد الیہ ورای حسنہ نادیٰ

وقابل یابشریٰ هذا غلام——

کہ جب قافلہ کے ماشکی نے اپنا ڈول کنوئیں میں ڈالا تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں کی دیوار سے لگے بیٹھے تھے۔ یا کنوئیں کی ایک طرف' اور جب اس ماشکی نے حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بلند آواز سے پکار اٹھا——

کہ قافلہ والو تمہیں مبارک اور خوشخبری ہو کہ کنوئیں میں تو ایک حسین و جمیل لڑکا ہے ادھر ماشکی آواز دے رہا تھا اور ادھر یوسف علیہ السلام نے ڈول کی رسی پکڑ لی

تفسیر کشاف والا—— یوں لکھتا ہے کہ **فلما خرج اِذَ ھُوَ بغلام احسن مایکون**—— کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اس اندھیرے کنوئیں سے باہر آئے ایک لڑکے کی صورت میں تو ان کا حسن و جمال کمال کو پہنچا ہوا تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مالک ابن زغر نے جب خواب دیکھا تھا تو تعبیر بتانے والے نے مالک کو یہ خوشخبری بھی سنائی تھی کہ وہ غلام جو تیرے ہاتھ آئے گا وہ صرف غلام ہی نہیں ہو گا بلکہ تو اس کے سبب تونگر ہو جائے گا۔

ویبقی الغناء فی اولادِک الیٰ یوم القیامة وتنجومن النار برکتہٖ وتدخل الجنة بدعوتہٖ ویصیرلک اولاد کثیر ویبقیٰ اسمک وذکرک——

اور پھر تونگری و فراخی قیامت تک تجھ میں اور تیری اولاد میں رہے گی—— اور اس کی برکت سے تو جہنم کی آگ سے نجات پا جائے گا—— اور اس کی دعا سے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور تیری اولاد بھی بہت ہو گی اور تیرا نام اور ذکر رہتی دنیا تک قائم اور روشن اور باقی رہے گا۔ اسی سورج کو پانے اور اسی ماہ جبین حاصل کرنے کے لئے وہ کئی دفعہ کنعان آیا لیکن اس کی خواب کی تعبیر پوری نہ ہوئی——

آخر ہاتف غیبی نے آواز دی کہ تیری اور اس سراپا حسن کی ملاقات میں ابھی

Marfat.com

پچاس سال باقی ہیں۔

اور جب مالک ابن زغر تلاش کرتا ہوا تیسری مرتبہ کنعان کی سرزمین میں آیا —— تو اس نے دیکھا —— رای طیور تطیر حول الجب —— کہ پرندے اس کنوئیں کا طواف کر رہے ہیں۔ اور کنوئیں کے اردگرد اڑتے رہتے ہیں۔

تطوف کما یطوف الحاج بالکعبة —— اور پرندے اس کنوئیں کے اردگرد اس طرح سے اڑ رہے ہیں کہ جیسے حاجی لوگ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اصل میں فرشتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم وتکریم کے لئے بھیجا تھا۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہاں سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نبی جہاں بھی رونق افروز ہو جائے فرشتوں کے لئے وہ جگہ طوافِ کعبہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

و اسروہ بضاعته —— اسے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام قیمتی مال سمجھ کر چھپا لیا —— قافلہ والوں نے لنبیعه بمصر —— کہ اسے بھاری رقوم کے عوض فروخت کریں گے مصر جا کر۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنه —— الضمیر لاخوة یوسف —— کہ اسروہ —— میں ہ کی ضمیر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرف لوٹتی ہے۔ کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اصل حقیقت کو چھپاتے ہوئے مالک بن زغر سے یہ کہا —— ھذا غلام لنا آبق فاشتروہ منا —— کہ یہ ہمارا نافرمان غلام ہے ہم سے بھاگ آیا ہے۔ اگر تم اسے خریدنا چاہو تو خرید لو ہم سستا بیچ دیں گے —— وسکت یوسف فحافته ان یقتلوہ —— اور حضرت یوسف علیہ السلام اس خوف سے خاموش رہے کہ کہیں مجھے قتل نہ کر دیں۔ کیونکہ —— یہودا نے یوسف علیہ السلام کے کان میں کہہ دیا تھا —— ان اقررت بالعبودة نجوت ولا اخذ ناک منھم وقتلناک —— کہ اگر تو نے اپنے غلام ہونے کا اقرار کر لیا تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے

Marfat.com

ورنہ ان قافلہ والوں سے تجھے لے کر قتل کر دیں گے۔ قتل کے خوف سے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہہ دیا ——یامعشر التجار صدق —— کہ اے تجارت کرنے والو یہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ میں غلام ہوں۔

واشار الی اللہ تعالیٰ —— اور اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف کیا —— کہ میں اللہ کریم کا غلام ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ہر روز کنوئیں پر آتے اور یوسف علیہ السلام کو دیکھ جاتے تھے —— تین دن کے بعد جو انہوں نے دیکھا تو انہیں کنوئیں میں نہ پایا —— قافلہ میں گئے تو یوسف علیہ السلام کو وہاں کھڑے پایا۔

احسن القصص صفحہ ۵۷ وھو یھتز کما یھتز والورقة علی الشجرة —— کہ حضرت یوسف علیہ اسلام بھائیوں کو دیکھ کر خوف سے اس طرح کانپنے لگے کہ جیسے پتے درخت پر ہوا سے ہلتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے —— یوسف علیہ السلام نے پوچھا —— جبریل کیوں آئے ہو؟

جواب دیا کنوئیں سے نکلنے کی خوشخبری دینے آیا ہوں' اس ڈول میں بیٹھ جاؤ —— مقرب فرشتہ کی زبان سے اپنی رہائی پانے اور اندھیرے کنوئیں سے نکلنے کی خبر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور —— اللہ کریم کے اس لطف وکرم کا شکریہ ادا کیا۔

اور فرمایا —— جبریل علیہ السلام —— آج میں کنوئیں سے نکل کر اپنے باپ۔ بھائی بنیامین اور بہن کو ملوں گا —— اس ظلمت کدہ سے نکل کر روشنی حاصل کروں گا اور تین دن کی جدائی سے آزاد ہو کر وصل کی لذت کروں گا۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ سن کر عرض کی کہ یوسف علیہ السلام خوش نہ ہو اور باپ' بھائی اور بہن سے ملنے کی تمنا اور امید چھوڑ۔

Marfat.com

پوچھا—— تو پھر مجھے نکالنے کیوں لگا ہے؟

جواب دیا—— مولوی غلام رسول صاحب

وکن لگیں اج قیمت تیری مشتر یاندے پلے
گاہک تیرے مصروں آئے تے آپ خداوند گھلے
خزاں وگی کنعان ولایت رس چلیاں گلزاراں
تے اجڑے شہر مصر دے اندر لگیاں نے اون بہاراں

احسن القصص صفحہ ۴۵ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا—— قُمْ یَا یُوْسُفُ—— اے یوسف اٹھ کھڑا ہو۔

فَقَالَ—— اِلیٰ اینَ—— کہاں کے لئے

عرض کی—— فَاذْکُرْ یَوْمًا حِیْنَ نَظَرْتَ فِی الْمَرْآۃِ.

کہ کیا تجھے وہ دن یاد ہے جس دن تو نے شیشہ میں اپنی صورت دیکھی تھی۔

قَالَ نَعَمْ—— فرمایا ہاں یاد ہے۔

پوچھا اس وقت تمہارے دل میں کیا خیال آیا تھا؟

لَوْ کُنْتُ مَمْلُوْکًا لَمَا قَامَ اَحَدٌ بِثَمَنِی——

کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص بھی میری قیمت ادا نہ کر سکتا۔

عرض کہ—— اَلْیَوْمَ تَرَا قِیْمَتَکَ—— کہ آج اپنی قیمت دیکھ لے

القرآن—— پھر انہوں نے چند کھوٹے سکوں کے عوض یوسف کو بھائیوں نے بیچ دیا—— جن کی تعداد بیس تھی——

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوسف علیہ السلام کی اس قیمت پر یوں لکھتے ہیں۔

ولے ایں نرخ را یعقوب داند
زلیخا ایں خریداری تو اند
دہد گنج سعادت ناخرد مند
ستا ندزد کشیدہ درہمے چند

Marfat.com

کہ یوسف علیہ السلام کی قیمت حضرت یعقوب علیہ السلام ہی جانتے تھے اور اگر زلیخا یوسف کی خریدار ہوتی تو اپنے تمام خزانے قربان کر دیتی۔

مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بیع وشرہ کو اس طرح لکھتے ہیں۔

جے یعقوب کریندا قیمت مل زلیخا لیندی

جاں دیندی اواک دیداروں اجے پسند نہ پیندی

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب انہیں فروخت کر دیا تو مالک نے ان سے کہا——

اُکْتُبُوْ کِتَابًا بِاَیْدِیْکُمْ —— کہ مجھے اپنے ہاتھوں سے دستاویز لکھ دو—— بِاَنَّکُمْ بِعْتُمْ مِنِّی ھٰذَا لغُلَامَ بِکَذَا —— کہ ہم نے یہ غلام اتنی رقم کے عوض اس شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

فَکَتَبُوْا لَہٗ —— پس بھائیوں نے تحریر لکھ دی——

اور بھائی جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچ کر واپس جانے لگے تو مالک سے کہنے لگے——

اِرْبِطُوْ بِحَبْلٍ شَدِیْدٍ کَیْلَا یَھْرَبُ —— کہ اسے مضبوط رسی سے باندھ لو تا کہ یہ بھاگ نہ جائے۔

وَلَاتَحْمِلُہٗ بَلَدٍ اِلٰی بَلَدٍ اِلَّا مَغْلُوْلًا —— اور اس کے گلے میں طوق ڈالے بغیر ایک شہر سے دوسرے شہر تک نہ لے جانا۔ اور پاؤں میں بیڑیاں بھی پہنا دو۔ بھائیوں کو جاتے اور اپنی اس حالت کو دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت روئے۔

اور پھر مالک نے ایسا ہی کیا یعنی انہیں رسیوں میں جکڑ لیا۔

مالک نے کنعان کی سرزمین سے جب کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مالک سے کہا۔

اَیُّھَا التَّاجِرُلِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃٌ" —— کہ اے سوداگر میری تجھ سے ایک

Marfat.com

درخواست ہے کہ مجھے اپنے بھائیوں سے ملنے کی اجازت دیدیں شاید پھر کبھی ان سے ملنے کا موقعہ نہ ملے۔

فَقَالَ مَالِکٌ" مَااَکْرَمَکَ مَمْلُوْکًا —— کہ تو کیسا شریف اور بزرگ ذات غلام ہے کہ جن تیرے بھائیوں نے تجھ پر اتنا ظلم کیا۔ اتنا برا سلوک کیا اور چند کھوٹے سکوں کے عوض تجھے فروخت کر دیا اور تو پھر ان سے ملنا چاہتا ہے۔

قَالَ —— کُلُ اَحَدٍ یَفْعَلُ مَابِہٖ —— حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی لیاقت اور حیثیت کے مطابق کام کرتا ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسا کیوں کیا؟ اس لئے کہ وہ نبی بننے والے تھے اور انہیں نبوت عطا ہونے والی تھی اور ہر نبی اعلان نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی حسن سیرت' حسن اخلاق اور حسن کردار کا مالک ہوتا ہے اور شرافت وانسانیت کی دولت سے اس کا دامن بھرپور ہوتا ہے اور لطف وکرم کے قیمتی موتی اور رحمت وشفقت کے گرانقدر گوہر اس کی جھولی میں ہر وقت بکھر رہتے ہیں —— مالک نے حیران ہو کر انہیں بھائیوں سے ملاقات کرنے کی اجازت دیدی۔

بھائیوں نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف آتے دیکھا تو تیز تیز قدم اٹھانے لگے کہ شاید یہ مالک کو فریب دیکر دوڑ آیا ہے اور کہیں سودا واپس نہ ہو جائے —— گلے میں طوق تھا۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اور پاؤں میں بیڑیاں۔ لیکن پھر بھی شوقِ ملاقات میں وارفتہ ہو کر اٹھتے بیٹھتے گرتے اور آوازیں دیتے بھائیوں کی طرف چلے جا رہے تھے۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اس دردناک لمحہ کی یوں منظر کشی کی ہے۔

طوق گلے ہتھکڑیاں ہتھیں بیڑیاں پیریں پیاں
یوسف دوڑے دوڑ نہ ہووے اڈیاں اچڑ گیاں

Marfat.com

یوسف کرے بلند پکاراں اٹک ذرا مل جاؤ
اے فرزند و باپ میرے دیو رحم میرے پر کھاؤ

حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ درد بھری پکار اور سوز بھری آواز سن کر یہودا کو رحم آ گیا اور رک گئے اور اپنے بھائی کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت یوسف علیہ السلام آ گئے —— ملاقات کی اور ہر بھائی کے گلے لگ کر روئے —— اور فرمایا

رَحِمَکُمُ اللّٰہُ وَاِنْ لَمْ تَرْحَمُوْنِیْ —— اَعَزَّکُمُ اللّٰہُ وَاِنْ خَذَلْتُمُوْنِیْ —— حَفِظَکُمُ اللّٰہُ وَاِنْ بَعَیْتُوْنِیْ وَیَنْصُرُکُمُ اللّٰہُ وَاِنْ لَّمْ تَنْصُرُوْنِیْ ——

کہ اگر چہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا پھر بھی اللہ تم پر رحم کرے —— اور اگر چہ تم نے مجھ کو ذلیل کیا پھر بھی اللہ تمہیں عزت بخشے اور اگر چہ تم نے مجھے فروخت کر دیا پھر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ اور اگر چہ تم نے میری مدد نہیں کی پھر بھی اللہ تمہاری مدد کرے۔

ظلم کے مقابلہ میں کرم —— جبر کے مقابلہ میں صبر اور ستم کے مقابلہ میں پیار دیکھ کر بھائی شرمندہ ہوئے اور رونے لگے۔

باپ میرا پیغمبر رب دا اس دی خدمت کریو
بھن میری نوں رون نہ دینا ہتھ شفقت دا دھریو

اور پھر

باہوں پکڑ گیا لے تدھ نوں مالک یوسف تائیں
ڈیرا پٹ لیا کرواناں چھوڑ چلے سب جائیں

☆☆☆!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!☆☆☆☆

Marfat.com

وادیٔ کنعان سے مصر تک

احسن القصص صفحہ ۶۹' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر اور انہیں قیدی بنا کر یمن کا سوداگر مالک بن زغر وادیٔ کنعان سے شہر مصر کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی ماں مرحومہ حضرت راحیل کی قبر مبارک آئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بے خودی کے عالم میں اپنے آپ کو ماں کی قبر پر گرا دیا۔ اور نہایت ہی درد بھری آواز اور پرسوز لہجہ میں فریاد کی۔ اور روتے ہوئے پکارنے لگے۔

یَا اَمَاہ —— یَا رَاحِیْلُ فَرَّقُوْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَبِیْ —— یَا اَمَاہُ لَوْ رَاَتَیْنِیْ لَبَکَیْتَ رَحْمَۃً لِیْ —— کہ اے میری پیاری ماں —— اے راحیل۔ میرے بھائیوں نے مجھے باپ سے جدا کر دیا ہے —— اے ماں اگر تو مجھے دیکھتی تو بہت روتی۔

یَا اَمَاہ' —— لَوْرَاَتَیْنِیْ حِیْنَ نَزَعُوْا قَمِیْصِ وَفِیْ الْوَثَاقِ وَتَقَوْنِیْ فِی الْحُبِّ فَرِیْدًا وَالْقُوْنِیْ بِالْحِجَارَۃِ ——

اے ماں —— اگر تو مجھے اس وقت دیکھتی کہ جب میرے بھائیوں نے میرے بدن سے میری قمیص اتار کر مجھے ننگا کیا —— اور مجھے رسی سے باندھ کر اندھیرے اور گہرے کنوئیں میں ڈالا اور اوپر سے مجھ پر پتھر برسائے۔

وَفِیْ الْحَرِّ الشَّدِیْدِ اَمْشَوْفِیْ —— اور سخت گرمی میں مجھے پیدل چلایا —— وَعَلَی النَّاقَتِہٖ حَمْلُوْنِیْ کَمَا یَحْمِلُ الْاَسِیْرُ —— اور مجھے قیدیوں کی طرح اونٹنی

Marfat.com

پر سوار کرایا۔

اے میری ماں —— تو نے مجھے پیار کی لوریاں دے کر پالا —— تیری آغوش میرے لئے جنت کی بہار اور تیری چادر میرے لئے خدا کی رحمت کا سایہ تھی لیکن آج میں قیدی بن کر مصر جا رہا ہوں۔ خدا جانے پھر تیری قبر پر آنا نصیب ہو کہ نہ ہو۔ میرا بولیا چالیا معاف کر دے۔

بیٹے کی یہ دردبھری فریاد اور سوز بھری پکار سن کر ماں کی قبر تھرا اٹھی اور پھر تربت سے آواز آئی۔

فَسَمِعَ اَنِیْنًا مِنَ الْقَبْرِ وَ صَوْتًا —— پس پھر بیٹے نے ماں کی قبر سے دکھ بھری آواز سنی —— وَاقُرَّةَ عَیْنَاهُ —— وَاوَلَادَهُ —— وَثَمَرَ فُوَادِهٖ —— کہ اے میرے فرزند' میری آنکھوں کی ٹھنڈک —— میرے لختِ جگر اور میرے دل کے باغ کے پھول۔ صبر کے دامن کو تھام لے اور ہر مصیبت کو حوصلہ سے برداشت کر اللہ تعالیٰ تجھے اس کا اچھا اجر دے گا۔

اور بیٹا —— میں جانتی ہوں کہ تو قیدی بن کر جا رہا ہے —— اور میں دیکھ رہی ہوں کہ تیرے گلے میں طوق —— ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں لوہے کی زنجیریں ہیں۔

لیکن —— بیٹا

اس مقام پر دائم مرحوم کہتا ہے۔

باجھ مشکلاں حل نہ ہون نکتے حل کرے گا مشکل کشا بچہ
تیرے دادے خلیل نوں ویریاں نے بلدی بھٹھ اندر دتا پا بچہ
رب صبر دا اجر عطا کیتا بھٹھ دتی گلزار بنا بچہ
اسمٰعیل دی گردن تے چھری چلی رب اوہنوں وی لیا بچا بچہ

Marfat.com

توں وی حضرت خلیل دا پوترا ایں من رب دی جینویں رضا بچہ
کیہہ ہویا جے بھائیاں نے دکھ دتے مہربان ہے آپ خدا بچہ
اک روز توں مصر دا شاہ بن سیں جا ایہو آمیری دعا بچہ
تینوں جناں بھراواں نے ویچیا اے بن کے اون اکدن گدا بچہ

☆☆☆!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!☆☆☆

Marfat.com

عظمتِ ماں

ماں کی زیارت —— خدا کی عبادت

ماں کے قدم —— جنت کی دہلیز

ماں کے قدموں کا دھوون —— آبِ کوثر!

ماں کا دامن —— خدا کی رحمت کا خزانہ!

ماں کی رضا —— اللہ ورسول کی رضا!

حضرت امام حسن علیہ السلام نے ساری زندگی اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ صلوۃ علیہا کے ساتھ کبھی کھانا نہ کھایا —— خاتون جنت نے پوچھا۔

بیٹا —— میری تمنا ہے کہ تو میرے ساتھ کھانا کھائے مگر تو نے کبھی میری اس خواہش کو پورا نہیں کیا۔ اس کا سبب کیا ہے۔

فاطمہ کے نورنظر نے جواب دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ سے پہلے لقمہ کو اٹھالوں اور بے ادبوں میں سے ہو جاؤں۔

مشکوات شریف صفحہ ۴۲۰ وترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا —— اور عرض کی یا رسول اللہ علیہ السلام —— اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ! —— مجھ سے ایک گناہِ عظیم سرزد ہو گیا ہے کیا میرے لئے توبہ کی کوئی

گنجائش ہے؟

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا—— ھَلْ لَکَ مِنْ اُمٍ—— کہ کیا تیری ماں زندہ ہے؟

عرض کی نہیں——

فرمایا۔ ھَلْ لَکَ مِنْ خَالَۃٍ—— کہ کیا تیری خالہ ہے؟

جواب دیا—— ہاں!

حکم ہوا—— کہ خالہ کی اطاعت—— فرماں برداری اور اس سے نیکی و بھلائی کر—— تیرا عظیم گناہ معاف ہو جائے گا۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ارشاد نبویؐ سے ثابت ہوا کہ ماں کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے اور اسے خوش رکھنے اور اس کے ساتھ نیکی و بھلائی کرنے سے انسان کے گناہ کبیرہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

نزہت المجالس جلد ا صفحہ ۱۹۸، باب برالوالدین حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنے رب کو دیکھنے کی تمنا کی—— حکم ہوا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو!

کیوں، اس لئے—— کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جانے لگے تو ماں نے پوچھا کہ اگر تیرے جانے کے بعد مجھے تیری ضرورت پیش آجائے تو—— اَیْنَ اُطْلُبُکَ—— میں تجھے کہاں تلاش کروں؟

قَالَ عَلَی الْجَبَلِ—— جواب دیا کہ پہاڑ پر! موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ میرا سوال تو تجھے دیکھنے کے متعلق ہے اور تو نے حکم دیا ہے کہ پہاڑ کی طرف دیکھو اس کا سبب کیا ہے؟

جواب ملا—— کہ ماں کو کیا کہہ کے آئے ہو!

صاجزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ قرآن کریم کے اس مقدس واقعہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ماں کو یہ کہنا کہ اگر میری ضرورت پڑے تو مجھے پہاڑ پر تلاش

Marfat.com

کر لینا سے ثابت ہوتا ہے —— کہ —— جس طرف ماں کا دھیان ہوتا ہے اللہ کریم بھی اسی جانب اپنی ذاتی تجلی کو مرکز بنالیتا ہے۔

جیسا کہ —— امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے سینۂ مبارک کو ننگا کر کے اور یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا ——

اِنّی لَاَجِدُ رِیحَ الرَّحمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ —— کہ آج مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن یعنی دوست کی خوشبو آ رہی ہے۔

غلاموں نے عرض کی —— یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —— وہ کون ہے؟

فرمایا —— اویس قرنی ہے۔

پوچھا گیا —— اگر وہ آپ کا اتنا ہی عاشق ہے تو آپ کی زیارت و ملاقات کے لئے ابھی تک کیوں نہیں آیا؟

ارشاد فرمایا —— اپنی بوڑھی اور نابینی ماں کو چھوڑ کر نہیں آنا چاہتا!

گویا کہ ماں کے اطاعت گزار، خدمت گزار اور فرمانبردار بیٹے کو (رحمان) فرمایا ہے اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی ماں کی اطاعت و خدمت کا انعام یہ عطا فرمایا کہ قیامت کے دن لاکھوں گنہگار بندے ان کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔

اور پھر اپنا جبہ مبارک، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دے کر فرمایا کہ تم میں سے جو بھی اویس قرنی سے ملاقات کرے میرا یہ جبہ انہیں پہنا دینا۔

اعظم چشتی نے خوب ترجمانی کی ہے۔ کہ

جس دے پلے عمل نہ کوئی او کرے زیارت ماں دی
رب رسول نہ اوس تے راضی جیہڑا کرے نہ عزت ماں دی
ماں دی قدر اویس پچھاتی جس سمجھی عظمت ماں دی
اعظم نئیں اصحابی بنیا چھڈ کے خدمت ماں دی

Marfat.com

یعنی اگر حضرت اویس قرنی ماں کی خدمت چھوڑ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتے تو اصحابی کے مرتبہ پر فائز ہو جاتے لیکن انہوں نے اصحابی نہ بننا منظور کر لیا مگر ماں کی خدمت ترک کرنی منظور نہ کی۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی ترتیب دی ہوئی حدیث کی کتاب بخاری شریف صحیح بخاری کے نام سے پکاری جاتی ہے ایک دفعہ آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے۔

علاج کئے مگر بینائی واپس نہ آئی تو آپ کی والدہ مرحومہ نے تہجد کے نوافل پڑھ کر بارگاہ رب العزت میں التجا کی کہ اے خالق کائنات میرا بیٹا تیرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح مستند اور مقدس کتاب احادیث مطہرہ کو جمع کر رہا ہے اس کی بینائی واپس لوٹا دے۔

بس پھر کیا تھا ادھر ماں کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے اور ادھر امام بخاری کی بینائی واپس آ گئی اور آنکھیں روشن ہو گئیں۔

اور آپ کی والدہ کو دعا کرنے کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دی۔

تفہیم البخاری شیخ الحدیث علامتہ العصر اور میرے استاذی المکرّم جناب مولینا غلام رسول صاحب جامعہ رضویہ فیصل آباد——

ماں کی شان اور عظمت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے حافظ الحدیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الحاوی للفتاوی صفحہ ۲۳۳ میں نقل کیا ہے۔

لَوْ اَدْرَکْتُ وَاصبص اَوْ اَحَدَھُمَا وَاَنَا فِی الصَّلٰوۃِ الْعِشَاءِ وَقَدْ قِرَاْتُ فِیْھَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ تَنَادِیْ یَا مُحَمَّدُ الْاُجْبتھَالَبَّیْک

کہ اگر میرے والدین زندہ ہوتے یا میں ان سے ایک اور عشاء کی نماز پڑھ رہا

Marfat.com

ہوتا اور اس میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کر رہا ہوتا اور میری ماں اگر مجھے یا محمد کہہ کر آواز دیتی تو میں اسے جواب دیتا کہ اماں میں حاضر ہوں۔

حضرات غور فرمائیں کہ کہاں اللہ کی نماز اور کہاں —— ماں کی آواز —— اور کہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب۔

قارئین کرام —— میری بھی ماں تھی —— شب بیدار ماں —— تہجد گزار ماں —— ہر وقت تسبیح کے دانے شمار کرنے والی ماں اور ہر دم اور ہر گھڑی میرے لئے دعا کرنے والی ماں۔ میں جلسہ کے لئے باہر جاتا تو سجدہ ریز ہو کر میری واپس کی دعا کرنے والی ماں —— آج میری عزت' میری شہرت اور میری خطابت کا شہرہ میری ماں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

وہ صرف ایک پارسا عورت ہی نہیں تھیں بلکہ عالمہ' فاضلہ اور فقیہہ پر پوری طرح عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ عورتوں کے خصوصی مسائل پر بھی انہیں دسترس حاصل تھی۔

اور شاید ان کی عبادت وطہارت اور مرشد لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت ہی کا یہ صلہ انہیں ملا کہ ان کی موت ایسے ہوئی جیسے خاتونِ جنت کی۔ اور وفات کی تاریخ بھی وہی ملی جو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملی یعنی تیسرا روزہ۔

جمعرات کا دن تھا۔ لباس تبدیل کیا۔ غسل کیا۔ وضو کیا اور قبلہ رخ ہو کر سجدہ ریز ہو گئیں اور روح پرواز کر گئی۔

حضرات گرامی! —— ماں کے متعلق صاحبزادہ سید افتخار الحسن کا ایک ذاتی نظریہ یہ بھی ہے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کی بھی ماں ہوتی تو وہ ماں کے قدم چھوڑ کر اللہ کی جنت کبھی قبول نہ کرتے اس لئے کہ جنت تو ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ ٹھیک ہے اور قرآن پاک اس پر گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت عطا کی مگر دو چار مہینوں کے بعد انہیں جنت سے نکال بھی دیا لیکن بیٹا کتنا بھی نافرمان ہو ماں کبھی نہیں کہتی کہ میرے گھر سے نکل جا ——

Marfat.com

سردار حسین سردار شاعر اہل سنت و جماعت نے ماں کے متعلق خوب کہا ہے۔
——کہ

لکھاں ساک نے بندے دیوچہ دنیا پر ساک نئیں کوئی ماں دے ساک ورگا
پتر بھانویں زمانے دا ولی ہووے نئیں ماں دے پیراندی خاک ورگا

اور پروفیسر موہن سنگھ موہن نے بھی ماں کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے کیا ہی اچھا کہا ہے—— کہ

ماں جیہا گھن چھانواں بوٹا کدھرے نظر نہ آوے
جس تھیں چھاں اُدھاری لے کے رب نے سرگ بنائے
دنیا دا ہر بوٹا یارو جڑ سکیاں سک جائے
پر ایہہ ماں دا بوٹا لوکو پھل سکیاں سک جائے

سرگ—— یعنی جنت—— اور پھل—— یعنی بیٹا—— ہر جوان—— ہر بچہ اور ہر انسان کو میری نصیحت ہے کہ

چھاں جنتاں دی جیکر مانی آسائے ماں دے دامن وچہ جی لیا کر
اوہ آب کوثر دا مزہ جے چکھناں ای پیر ماں دے دھو کے پی لیا کر

سوداگر اور دوسرے قافلہ والوں کو جب حضرت یوسف علیہ السلام نظر نہ آئے تو تاجر نے ملیح اسود نامی اپنے ایک غلام کو تلاش کرنے کے لئے کہا—— کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام اسی کی سپرداری میں تھے۔

اسود تلاش کرتے کرتے جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو غصہ سے کہنے لگا——

اَخبرُونا مَوَالِیکَ بِاَنَّکَ سَارِق" کَذَّاب"

کہ تیرے آقاؤں نے ہمیں بتایا تھا کہ تو چور ہے—— جھوٹا اور بھاگنے والا ہے مگر ہم نے ان کی بات پر یقین نہیں کیا تھا۔

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہیں میں بھاگا نہیں ہوں — وَلٰکِنَّکُمْ مَرَرْتُمْ عَلٰی قَبْرِ اُمِّی رَاحِیْل — ہوا یہ کہ تمہارا گزر میری ماں راحیل کی قبر سے ہوا تو میں ماں کی قبر کو دیکھ کر بے اختیار ہو گیا اور ماں کی قبر سے لپٹ گیا۔

ثُمَّ اَنَّ الْاَسْوَدَ غَضَبَ عَلَیْہِ فَلَطَمَہٗ وَجْھَہٗ — اور پھر اسود حضرت یوسف علیہ السلام پر غضب ناک ہو گیا اور چہرۂ اقدس پر طمانچے مارے اور ان کے پاؤں پکڑ کر گھسیٹا۔ حضرت یوسف علیہ السلام بے ہوش ہو گئے اور بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہو گئے۔ اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی — کہ اے رب دو جہان اگر مجھ سے کوئی لغزش ہو گئی ہے تو میرے آباؤ اجداد کے صدقے مجھے معاف کر دے۔

بس پھر کیا تھا — حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان مبارک سے ادھر یہ الفاظ نکلے اور ادھر قافلہ پر ایک تباہ کن طوفان امڈ آیا — کہ شتر مرغ کے انڈوں کے برابر اولے پڑنے لگے اور سیاہ بادل گرجنے لگے۔ یہ خطرناک اور ہلاکت خیز طوفان دیکھ کر — قَالَ الْمَالِکُ یَاقَوْمُ اِنْ کَانَ مِنْکُمْ مُذْنِبٌ فَلْیَتُبْ اِلَی اللّٰہِ — کہ اے قوم — اگر تم میں سے کسی نے گناہ کیا ہے تو ہلاک ہونے سے پہلے اسے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہیے۔

اس پر اسود نے کہا کہ یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے اور میں نے ہی اس غلام یعنی حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم کیا ہے۔

پس پھر مالک حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گیا اور نہایت ہی عجز و انکساری سے عرض کی — یَا غُلَامُ اَظُنُّ بِاَنَّ بَیْنَکَ وَبَیْنَ رَبِّ السَّمَاءِ قُرْبَتَہٗ

کہ اے جوان میں جانتا ہوں کہ تیرے اور رب کے درمیان قربت و نزدیکی ہے

قَالَ نَعَمْ — فرمایا ہاں —

قَالَ فَارْحَمْنَا — التجا کی — ہم پر رحم کر

فَتَبَسَّمَ یُوْسُفُ — حضرت یوسف علیہ السلام مسکرائے اور طوفان کے ہٹ

Marfat.com

جانے کی دعا فرمائی ادھران کے لب ہلے اور ادھر سیاہ بادل چھٹ گئے' اولے پڑنے بند ہو گئے' بارش رک گئی' طلعت الشمس۔ اور سورج نکل آیا۔ اس کے بعد مالک کے دل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی عزت بڑھ گئی اور محبت پیدا ہو گئی اور پھر اس نے طوق اتار دیا۔ بیڑیاں توڑ دیں اور ہتھکڑیاں کھول دیں۔ بہترین لباس پہنایا اور سارے قافلہ سے کہہ دیا کہ تم میں سے کوئی بھی یوسف سے آگے نہ چلے۔

☆☆☆.................☆☆☆

Marfat.com

شہر تابستان میں داخلہ

وَکَانَ اَھلُھَا کُفرَۃ" —— اس شہر کے تمام لوگ کافر تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔

فَلَمَّا رَاوٗہ قَالُوْ مَنْ خَلَقَکَ —— قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ قَالُوْ اٰمَنَّا بِالَّذِیْ خَلَقَکَ ——

جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھا تو حیران ہو کر پوچھنے لگے۔

کہ تجھے کس نے پیدا کیا۔

فرمایا—— اللہ کریم نے—— جو وحدہ لاشریک ہے، جو دلوں کے بھید جانتا ہے جو زمین و آسمانوں کو پیدا کرنیوالا ہے جو معبود برحق ہے اور جو شکم مادر میں ہی صورتوں کا خالق ہے شہر کے تمام بتوں کے پجاری پکار اٹھے کہ ہم اس اللہ پر ایمان لائے جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ بتوں کو توڑ دیا اور وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اس حیرت انگیز واقعہ کو یوں نظم کیا ہے۔

جاں یوسف نوں ڈٹھا لوکاں حیرانی وچہ آئے
زن مرداں سبھ نکل کے شہروں یوسف طرف سدھائے
سیس جھکا کے عرضاں کردے اے نوری سلطاناں
حد بشریت تھیں ودھ گیاں حسن تیرے دیاں شاناں

Marfat.com

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ہر نبی کا فرض منصبی یہی ہوتا ہے کہ وہ کفر و شرک کے اندھیروں میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور اپنے کردار اور حسن و اخلاق کے ذریعہ توحید و اسلام کی شمع روشن کرے اور بتوں کے پجاریوں کو ایک معبود برحق کے آگے جھکائے۔

شہر قدس میں ورودِ مسعود

مالک بن زغر کی قیادت میں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشروئی میں یہ قافلہ دن رات سفر کرتے ہوئے شہر قدس میں پہنچے تو اس شہر کے امیر کو پہلے ہی خواب کے ذریعہ بتا دیا گیا تھا کہ تیرے شہر میں آج کی دنیا کا بہترین اور خوبصورت انسان آرہا ہے — کل اس کا استقبال پوری شان وشوکت سے کرنا اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا۔

صبح ہوئی تو امیر قدس نے استقبال اور پر تکلف ضیافت کا اہتمام کیا اور خود قافلہ کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکل آیا۔

ثُمَّ سَالَ اَهلَ القَافِلَةِ اَيُّكُمُ الْاَمِيْرُ — پھر اس نے قافلہ والوں سے پوچھا کہ تمہارا امیر کون ہے۔

فَاَشَارُوْ اِلٰى مَالِكِ بِنْ زَغْرٌ — انہوں نے مالک بن زغر کی طرف اشارہ کیا — قدس شہر کا امیر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ شخص تو ہر سال دو دفعہ میرے شہر میں تجارت کے لئے آتا ہے اور مجھے اس کا استقبال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا — آج کیا بات ہے؟

ابھی امیر یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک — نزل من السماء فارس" — آسمان سے ایک سوار نازل ہوا جو حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت پر مامور تھا — اور وہ ایک فرشتہ تھا! اس سوار نے امیر قدس کے کان میں کہا۔

Marfat.com

يَا اَمِيرُ الَّذِىْ اُمِرْتَ بِاِسْتِقْبَالِه فِى الْمَنَامِ ذَالِكَ الْغُلَامُ —— کہ اے امیر شہر جس کے استقبال کے لئے حکم دیا گیا ہے وہ یہ غلام ہے۔

قافلہ کے تمام مسافر جب شہر میں داخل ہو گئے تو امیر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا —— مَنْ اَنْتَ —— تو کون ہے؟

جواب دیا —— اَنَا الَّذِىْ اُمِرْتَ بِاِسْتِقْبَالِى —— کہ میں وہی ہوں جس کے استقبال کے لئے تجھے خواب میں حکم دیا گیا ہے۔

قَالَ مَنْ اَخْبَرَكَ —— امیر نے پوچھا تجھے کس نے بتایا

قَالَ الَّذِىْ اَمَرْتَ —— فرمایا جس نے تجھے میرے استقبال کا حکم دیا ہے۔

امیر نے کہا کہ مجھے تیرے حکم کی تعمیل کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ بتا تیرا حکم کیا ہے؟

فرمایا —— اَمْرُكَ اَنْ لَاتَعْبُدِ الْاَصْنَامَ —— کہ میرا حکم یہ ہے کہ تو بتوں کی پرستش چھوڑ دے تا کہ تو دوزخ کی آگ سے نجات پا جائے!

امیر نے کہا —— مجھے تیرا حکم اس شرط پر منظور ہے —— اِنَّكَ اِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِ سَجَدَلَكَ صَنَمِىْ —— کہ تو جب میرے بت کے پاس جائے تو وہ تجھے سجدہ کرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے منظور ہے!

فَلَمَّا دَخَلَ يُوْسُفُ فِىْ الْاَدَبِ سَجَدَلَه' الصنم فَتَحَرَّكَ وَتَقَطَّعَ —— پس جب حضرت یوسف علیہ السلام پھاٹک میں داخل ہوئے تو امیر کے بت نے انہیں سجدہ کیا —— پھر وہ حرکت میں آیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

فَاٰمَنَ الْاَمِيْرُ بِاللّٰهِ —— امیر اللہ پر ایمان لے آیا۔

مالک بن زعر حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ کہ اے اللہ کریم کے حسین و جمیل بندے اور اے خدا کی خوبصورت مخلوق میں نے سفر کے ہر موڑ پر تمہارے معجزات دیکھے ہیں —— میں فرشتوں کی تسبیح بھی سنتا رہا ہوں

Marfat.com

——اور تیرے سر پر بادلوں کا سایہ بھی دیکھتا رہا ہوں اور ہر منزل پر تیری حفاظت کے لئے ملائکہ کالشکر بھی دیکھتا رہا ہوں۔

اس لئے—— فَاحَبُّ اَنْ تَدْعُوْ اللّٰہَ لِیْ——

کہ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے لئے لڑکے کی دعا کرے کیونکہ میری کوئی اولادِ نرینہ نہیں ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ کریم نے اسے بارہ لڑکے عطا فرمائے—— بیوی کو چھ حمل ہوئے اور ہر حمل میں دو لڑکے پیدا ہوتے تھے۔

☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

مصر شہر میں ورود مسعود

خزاں وگی کنعان ولایت رس چلیاں گلزاراں
اجڑ شہر مصر دے اندر لگیاں آون بہاراں

یمن کا تجارتی قافلہ نفع بخش سودا لیکر سود مند سامان لے کر اور بہترین مال و متاع لے کر یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر مصر شہر کی حدود میں جب داخل ہوا اور دریائے نیل کے کنارے پہنچا تو مالک نے حضرت یوسف علیہ اسلام سے کہا کہ تم اپنا لباس اتار کر دریائے نیل میں غسل کرلو تاکہ تمہارے بدن سے سفر کا گرد و غبار دور ہو جائے اور تھکاوٹ بھی جاتی رہے۔

جمعہ کا دن تھا اور محرم پاک کی دس تاریخ تھی جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وادیٔ مصر میں آمد ہوئی۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے پوتے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے لخت جگر نے نہانے کے لئے اپنے بدن سے جب لباس اتارا تو بقول مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کیفیت یہ ہوگئی

کہ ـــــ

اٹھ یوسف وچہ نیل ندی دے لاہ جامہ چا وڑیا
فرشوں عرش گیا چمکارا نور فلک جا چڑھیا

Marfat.com

تر تر تاریاں لایاں یوسف نیل خوشی وچہ آیا
آب صفا وچہ مچھلیاں تر تر گردوں جوش رچایا
کر کے غسل ندی دے وچوں یوسف باہر آیا
سورج وانگ بدن دی چمکوں نور جگت وچہ چھایا

حضرت یوسف علیہ السلام سفری لباس اتار کر جب دریائے نیل میں اترے۔ فَجَعَلَتُ الْحِيتَانُ تَيَمزَ عَنْ ظَهْرِ يُوسُفَ يَلْمُسُه' —— تو دریا کی مچھلیاں بدن سے میل اتارنے لگیں اور پیٹھ مبارک ملنے لگیں۔

فَلَمَّا اَغتَسَل يُوسُفَ زَادَ اللّٰهُ حُسْنًا وَّ جِمَالاً ——

حضرت یوسف علیہ السلام غسل سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حسن و جمال کو اور بھی زیادہ کر دیا۔ مالک نے جب یہ ایمان افروز نظارہ دیکھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنے لگا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے سجدہ نہ کر سجدہ اسی کو لائق ہے جو معبود حقیقی اور خالق فرش و عرش ہے۔ مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زرق برق لباس پہنایا' سچے موتیوں کا ہار گلے میں ڈالا سر پر سونے کا تاج رکھا۔ کمر میں لعل و جواہرات سے جڑی ہوئی پیٹی باندھی اور سونے کے خوبصورت کنگن ہاتھوں میں پہنائے۔ فَاجْلَسَه' عَلٰی نَاقَةٍ —— اور پھر انہیں خوبصورت اور سجی سجائی اونٹنی پر سوار کر دیا۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس دل کش اور دلچسپ منظر کو یوں پیش کرتے ہیں

بیوسف گفت مالک کای دل آرائے
تو ہچوں خود کنارے نیل جائے
زخود کن گرد راہ راشت و موئے
زخاکت نیل را دہ آبروئے

مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اٹھو اور اپنے آپ کو دریائے نیل میں ڈال دو تاکہ تمہارے بدن سے راستے کا گرد و غبار مٹ جائے اور تو اپنی خاک بدن سے دریائے نیل کو عزت دو۔

بحکم مالک آں خورشید تاباں
بسوئے نیل شد عالی شتاباں

اور پھر مالک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام بہت ہی معزز اور عالی نسب لوگوں کی طرح نیل کی طرف چل دیئے۔

اور پھر جب وہ نہا کر نکلے۔

نمود آں دوش را براز عطف دامن
چناں کز دورِ گردوں صبح روشن

اور پھر جب ان کا سینہ مبارک ننگا ہوا تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے صبح روشن ہو گئی۔ یعنی جیسے کالی رات میں سورج نکل آیا ہو۔ اور ظلمت شب سے نور بکھیرتی ہوئی صبح تاباں نمودار ہو گئی ہو

کشاد ازہم مسلسل گیسواں را
بپا زنجیز بست آب رواں را

اور جب انہوں نے گھنگھریالی زلفوں کو کھولا تو دریائے نیل کا پانی چلنے سے رک گیا۔ اور پھر جب مالک نے انہیں بنا سنوار کر اور کمر بند مرصع بدن پر لپیٹی۔ اور

فرو آویخت زلفیں دلاویز
ہوائے مصر زاں شد عنبر آمیز

اور پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دل لبھانے والی سیاہ زلفیں شانوں پہ بکھریں تو پورے مصر کی ہوا عنبر و کستوری کی خوشبو میں ڈوب گئی۔

فَلَمَّا بَلَغَ یُوْسُفَ بَابَ مِصْرَ نَادَیٰ فِیْ مِصْرِ.

Marfat.com

اور پس جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے شہر کے دروازے پر پہنچے تو غیب سے منادی کرنے والے نے ندا دی جسے شہر کے ہر آدمی نے سنا —— یَا اَھْلَ مِصْرَ قَدْ جَاءَ کُمْ فَتٰی لَا یَلْقَاہُ اَحد" اِلَّا سَعِدَ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْہِ اَحَد" اِلَّا فَرِحَ ——

کہ اے مصر میں رہنے والے لوگو تمہارے پاس ایک نوجوان آیا ہے کہ جو بھی دیکھے گا نیک بخت ہو جائے گا اور جو بھی اس سے ملاقات کرے گا وہ ہر مقصد میں کامیاب و کامران ہو گا۔ اٹھو اور اس کی زیارت سے فیضیاب ہو کر نہ صرف دنیا میں سکون و راحت حاصل کر لو بلکہ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بھی نجات پا جاؤ۔

فَلَمَّا دَخَلَ یُوْسُفَ الْبَلَدِ تَرَنَّمَتِ الْاَطْیَار!

پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر میں داخل ہوئے تو پرندے خوشی میں چہچہانے لگے' سوکھے ہوئے درخت ہرے ہو گئے۔ بے پھل درختوں کو پھل لگ گیا۔ خزاں بہار میں بدل گئی۔ گلشن مہلک اٹھے —— لوگوں کے دلوں میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ اٹھی —— غمگین و اُداس دلوں کو سکون قلب حاصل ہو گیا۔ عوام الفت و محبت کے نشہ میں سرشار ہو گئے اور ہر ایک کو حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دیکھنے کی تمنا پیدا ہو گئی۔

چنانچہ مصر کے سارے لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کی خواہش لے کر مالک ابن زغر کے کیمپ میں پہنچ گئے۔

مالک نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ اکٹھے کیوں ہوئے ہوے۔

لوگوں نے بے قراری کے عالم میں جواب دیا!

قَالُوْ نُرِیْدُ اَنْ نَنْظُرَ اِلیٰ الْغُلَامِ الَّذِیْ اَتَیْتَ!

کہ ہم اس غلام کو دیکھنا چاہتے ہیں جسے تو خرید کر لایا ہے۔

فرشتہ نے مالک کے کان میں کہا کہ تو ان لوگوں سے کہہ دے —— مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْہِ فَلْیَاتِنَا بِدِیْنَارٍ۔

Marfat.com

کہ جو شخص اس غلام کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ایک دینار اپنے ساتھ لائے۔
مطلب یہ کہ میں کسی کو اس حسین و جمیل غلام کو مفت میں نہیں دکھاؤں گا۔
مصر کے تمام لوگ راضی ہو گئے اور بڑی بے تابی سے حسن یوسف کا نظارہ کرنے لگے——!

اس طرح سے مالک بن زغر کو چھ لاکھ دینار موصول ہوئے اور دوسرے دن دو دینار کے عوض مالک کو دس لاکھ دینار حاصل ہوئے۔

Marfat.com

مصر کا بازار اور یوسف کا سودا

دوسرے جمعۃ المبارک کو مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور بھی زینت بخشی —— چمک دار دیبا کا لباس پہنایا —— گیسوؤں میں موتی اور یاقوت پروئے، شاہانہ تاج پہنایا اور مشک و کافور سے ان کے بدن مبارک کو معطر کیا —— اور پاؤں میں سونے کی جوتیاں پہنائیں جن پر زمرد عقیق کے ٹکڑے جڑے ہوئے تھے۔ ایک گھوڑا تیار کیا جس کی رکابیں سونے کی تھیں —— مالک نے گھوڑے پر سوار کرا کے خود رکاب پکڑی اور ایک سنہری تخت پر بٹھایا اور پھر مالک نے منادی کرا دی —— کہ

آج دیدار بناں مل مل دا کرلو رج نظارے

پھر مڑ دخل ملے یا ناہیں دلبر دے دربارے

وَاِنَّمَا اَرَادَ مَالِکُ بِذَالِکَ لِیَعْظُمَ شَانُ یُوْسُفَ وَیَعْلُوْ مَکَانَہٗ وَیَشْهُرُہٗ فِی النَّاسِ ——

اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اس قدر بنانے سنوارنے، سجانے اور زیب و زینت بخشنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ انہیں محض غلام ہی نہ سمجھ لیں بلکہ یہ جان جائیں کہ یہ بہت سی کرامات و کمالات کا مالک اور بڑی ہی شان و عظمت کا وارث اور بلند مقام رکھنے والا ایک خوبصورت شہزادہ بھی ہے اور پھر مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کا خود ان الفاظ میں تعارف کرایا۔

Marfat.com

كُنْتُ اُسَافِرُ اِلَى الشَّامِ فَاَجِدُ فِي سَفَرِي تَعَبًا وَّخُسْرَانًا فِي مَالِي

کہ میں اس سے پہلے بھی شام کا سفر تجارت کے لئے کیا کرتا تھا لیکن دوران سفر مجھے بہت سی مصیبتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور مجھے مال میں کافی نقصان اٹھانا پڑتا تھا—— مگر جب سے میں نے یہ غلام خریدا ہے نہ مجھے سفر میں کوئی مشکل پیش آئی نہ ہی مال میں کوئی نقصان ہوا ہے۔ وَهٰذَا كُلُّهٗ بِبَرَكَةِ يُوْسُفَ —— اور یہ سب کچھ اس غلام یوسف علیہ السلام کی برکت سے ہوا۔

اس تعارف سے مالک کا مطلب یہ تھا کہ لوگوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے پر اکسایا جائے اور عوام میں اشتیاق بڑھے اور مصر کے شہری اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر اور عنبریں زلفوں میں گرفتار ہو کر اس کی قیمت بڑھانے سے دریغ نہ کریں۔

بالآخر مالک نے تمام پردے جو لٹکا رکھے تھے ہٹا دیئے جس سے حسن یوسف اپنی پوری رعنائیوں' دلفریبیوں اور خوبیوں کے ساتھ جلوہ ریز ہو گیا۔

فَلَمَّا رَاٰهُ النَّاسُ غَشِيَتْ اَبْصَارُهُمْ مِنْ نُوْرِ يُوْسُفَ وَخَرُّوْا لَهٗ سَاجِدِيْنَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَارَئِيْنَا مِثْلَكَ يَا غُلَامُ.

جب لوگوں نے جمال یوسفی کا نظارہ کیا تو غشی میں آ گئے اور بے اختیار ہو کر سجدہ میں گر گئے اور پکار اٹھے۔

کہ اے غلام ہم نے آج تک تیری مثل کوئی نہیں دیکھا!

فَاَضَاءَ وَجْهُ يُوْسُفَ كَمَا يُضِئُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ——

اور حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ مبارک ایسے چمک رہا تھا جیسے سورج اور چاند روشن ہوتے ہیں۔

وَذَالِكَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَفَعَ الْحِجَابَ الَّذِيْ بَيْنَ الْخَلْقِ وَبَيْنَ يُوْسُفَ —— اور اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ کریم نے یوسف اور مخلوق کے درمیان جو

Marfat.com

پردے حائل تھے وہ اٹھا دیئے گئے۔

حَتّٰی رَاؤہ کَمَا کَانَ عَلٰی صُوْرَۃِ الَّتِیْ خَلَقَ اللّٰہ تعالیٰ —— اور لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس اصلی صورت پاک میں دیکھا جس صورت پر اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا تھا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو بھی ان کی اصلی صورت دکھا دی جاتی۔ اور انہیں بھی ان کے چہرے اور حسن و جمال کا مشاہدہ کروا دیا جاتا تو شاید وہ ظلم و ستم نہ کرتے اور حضرت یوسف علیہ السلام بعد میں پیش آنے والے حادثات و مصائب سے بھی محفوظ رہتے۔

مگر نوشتہ تقدیر یہی تھا کہ یوسف ان دردناک حالات —— پریشان کن واقعات اور خوفناک حادثات سے گزر کر مصر کے تخت تک پہنچے۔

☆----☆----☆----☆

Marfat.com

بازغہ شہزادی

حجتہ الاسلام امام ابو حامد محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احسن القصص میں بازغہ شہزادی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ اسطالون عمالقہ کی بیٹی تھی اور حسن و جمال میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی اور اپنی قوم پر حکمرانی کرتی تھی —— جس شداد نے باغ ارم بنایا تھا اس کی نسل سے تھی! اور مصر کے قریب ہی کسی علاقہ کی شہزادی تھی جس کے حسن و جمال کا تذکرہ اور اس کی ناز بھری اداؤں کا نقشہ مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احسن القصص میں یوں بیان کرتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ مولوی غلام رسول کی احسن القصص امام غزالی کی احسن القصص کا نظم میں لفظی ترجمہ ہے

بازغہ نام دسے اک عورت سرور مصر نواحی
عادیاں دی سی قوم اوسے دی سرداری تے شاہی
جدوں نقابوں اکھیں کھولے تیر چھٹن وچہ غمزے
بھواں کماناں چشم دونا وک آب نشر وچہ رمزے
مال جمال جوانی خوشیاں پر دل کتے نہ ٹکدا
اس نے سنیا آج وچہ مصرے دلبر شامی وکدا

جناب مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب یوسف زلیخا میں بازغہ شہزادی کا ذکر کیا ہے —— لکھتے ہیں۔

Marfat.com

بملک مصر زیبا دختری بود
کہ نسل عادیاں را سروری بود

سونے اور چاندی کے بھرپور خزانے لعل و جواہرات کے ڈھیر اور دیبا و کمخواب کے لباس ایک ہزار خچروں پر بھر کر حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے اور خریدنے کا مصمم ارادہ سے مصر کی اس جوالا نگاہ کی طرف روانہ ہوگئی جہاں غلام فروخت ہوا کرتے تھے۔
فَلَمَّا دَنَتْ مِنْ یُوسُفَ —— جب حضرت یوسف علیہ السلام کے قریب پہنچی —— طَمَسَتْ بَصَرُهَا وَتَحَیَّرَ عَقْلُهَا —— اور حسن یوسف دیکھا' بھرپور اور پرکشش جوانی کا نظارہ کیا' دلفریب شباب کا مشاہدہ کیا اور قدرت کے اس حسین و جمیل شاہکار کی طرف نگاہ اٹھائی تو آنکھیں چندیا گئیں اور عقل حیران رہ گئی۔ ہوش و خرد گنوا بیٹھی اور دیوانوں کی طرح لڑکھڑانے لگی۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بازغہ نے کڈھ پردے وچوں جاں دونین وگائے
اگو وار نگاہ پئی پھر ہتھوں ہوش گوائے
کوئی نقاب نہیں کوئی حجاب نہیں
وہ سامنے ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

ہوش آیا تو پکار اٹھی۔
مَنْ اَنْتَ وَمَنْ خَلَقَکَ —— تو کون ہے؟ —— اور تجھے کس نے پیدا کیا؟ ——
وَاِنِّی قَدْ جِئْتُ بِمَالِی حَتّٰی اَشْتَرِیَکَ فَرَاَیْتُ الْاٰنَ اِنَّ مَالِی یُقَوِّمُ بِبَعْضِ ثَمَنِکَ
اور میں تو اتنا مال و متاع —— لعل و جواہرات کے خزانے اور ہزاروں دیبا کے لباسوں کے عوض تجھے خریدنے آئی تھی لیکن تیرے حسن و جمال کو دیکھ کر میں سمجھ گئی

Marfat.com

ہوں کہ دنیا کے سارے قیمتی خزانے بھی تیرے حسن کی ایک چمک کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔

حدیث یوسف و وصفش چو بشنید
بماہ روئے او مہرش چو بشنید

پیاپو کاراں گرد نواحی ہر جا شہر گرائیں
لے اموال وہا جن چلی بازغہ یوسف تائیں

بازغہ شہزادی نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا شہرہ سنا اور پتہ چلا کہ مصر کے بچے، جوان، بوڑھے اور عورتیں اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر بے خود و بے ہوش ہو جاتے ہیں تو اس کے دل میں بھی انہیں دیکھنے اور خریدنے کا شوق پیدا ہوا۔

جامیؔ

نصابِ قیمتش معلوم خود ساخت
ز ترتیب نصابش دل پرداخت

کہ بازغہ شہزادی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کے مطابق اور ان کی جوانی و خوبصورتی کے پیش نظر خود ہی ان کی قیمت لگالی کہ اگر مال و دولت کے علاوہ مجھے دل بھی قربان کرنا پڑا تو کر دوں گی۔

ہزار اشتر ہمہ پاکیزہ گوہر
پراز دیبا و مشک و گوہر و زر

ہزار اونٹوں پر قیمتی موتی، ریشمی لباس، کستوری، و لعل و سونا بھر کر مصر کی جانب روانہ ہوئی۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مال متاع خزانے سارے شتریں کڈھ لدائے
گھت وہیر چلی ول مصرے دل وچہ شوق سوائے

Marfat.com

یوسف دے اوفیر مقابل آپے آن کھلوئی
پنچھیاندے پر سڑدے جتھے تے اسنوں کد ڈھوئی

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سوہنیاں سوہنیاں زلفاں والیا کس استاد بنایوں
ناز لٹایا شاہ حسن دیا ایتھے کیوں کر آیوں
کس نے سازی صورت تیری سوہنی حد بیانوں
ہیں پیدائش خاک زمینوں یا کاشے آسمان

قَالَ لَهَا يُوْسُفُ اِنِّیْ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِیْ صَوَّرَنِیْ ـــــ حضرت یوسف علیہ السلام نے شہزادی بازغہ سے فرمایا کہ میں بھی رب العالمین کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہوں اور میری صورت بھی اسی نے بنائی ہے۔

قَالَتْ اٰمَنْتُ بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِیْ صَوَّرَكَ ـــــ بازغہ پکار اٹھی کہ جب رب العالمین نے تیری صورت بنائی ہے میں اس پر ایمان لاتی ہوں۔

وہ ایمان لے آئی اور اپنا سارا مال و متاع جو حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے لائی تھی فقیروں، مسکینوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا اور خود ایک جھونپڑی میں بیٹھ کر یاد خدا کرنے لگی اور پھر ساری عمر عبادت الٰہی میں گزار دی۔ ایمان لانے کے بعد اور حضرت یوسف علیہ السلام کو دوبارہ دیکھنے کے بعد جب واپس جانے لگی تو خوشی و مسرت میں جھوم جھوم کر یہ پکار اٹھی۔

توں ملیوں رب میل دِتو ای بہت احسان کیتوئی
وچہ گریباں جان میری دے زاد مراد سیتوئی
تیں جیہا میں مرشد ملیا ڈبدیاں تار گیوئی
ایس راہوں جو بھلیا پھردا مفت خوار گیوئی

☆----☆----☆----☆

Marfat.com

بی بی زلیخا

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ —— مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں اپنی اپنی تحقیق وتلاش کے مطابق بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا کی زندگی اور حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی محبت کی مقدس داستان اپنی واردات قلبی کے پیش نظر اور پورے ذوق وشوق طبع کے موافق پوری شرح وبسط سے لکھی ہے۔

اورقرآن مجید بھی یوسف زلیخا کے پاک قصہ کواحسن القصص کا نام دیتا ہے —— یادرہے کہ اگرحسن وعشق کی اس ایمان افیروز داستان میں دونوں میں سے کسی ایک میں بھی لغزش کا شائبہ تک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس قصہ کوسوہنا قصہ نہ فرماتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام تو نبی تھے ان کی طرف تو کسی وقت بھی ٹھوکر کھا جانے پر یقین کرنا کفر ہے زلیخا سے بھی کسی فحاشی کوتسلیم کرنا گمراہی ہے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احسن القصص میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ —— زُلَیْخَا اَنَّھَا کَانَتْ بِنْتُ مَلِک" مِنْ مُلُوْکِ الْمَغْرِبِ وَکَانَ اِسْمُہٗ طِیْمُوْسُ —— کہ مغرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ طیموس نامی گزرا ہے زلیخا اس کی بیٹی تھی —— وَلَمْ یَکُنْ فِیْ زَمَانِھَا اَحْسَنَ مِنْھَا —— اوراس زمانہ میں زلیخا سے بڑھ کراورکوئی حسین نہیں تھا —— نہ عورت اور نہ ہی مرد —— وَاَنَّھَا رَاَتْ صُوْرَۃَ یُوْسُفَ فِیْ منامِھا وَھُوَ قَائِم" عِنْدَھَا ——

Marfat.com

اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت پاک خواب میں دیکھی کہ وہ اس کے پاس کھڑا ہے۔ فَذَهَبَ عَقْلُهَا مِنْ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ —— پس حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دیکھتے ہی عقل جاتی رہی۔ اور بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوگئی۔ دن رات ان کی صورت کا تصور کر کے روتی رہتی۔ ہوش و خرد کھو بیٹھی۔ رنگ زرد ہوگیا۔ ہجر و فراق میں آہیں بھرتی۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ بھلا ایک نو سال کی نوخیز اور پاکدامن لڑکی اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر پر فریفتہ و عاشق ہو کر اپنی عمر کے چالیس سال اپنے محبوب کی یاد میں گزارتی ہے اور وصل و وصال کی امید میں ساری ساری رات تارے گن گن کر بسر کرتی ہے اور شب وصال اگر محبت میں وارفتگی کے عالم میں اپنے محبوب کا دامن پکڑ لیتی ہے تو اس پر فحاشی کا الزام کیوں؟

دامن بھی کسی آوارہ انسان کا غلیظ دامن نہیں بلکہ ایک نبی کا پاک دامن —— وَزُلَیْخَا كَانَتْ مِنَ الْمُحَبَّتِهٖ یُوْسُفَ نَسِیَتْ كُلَّ شَیْءٍ سِوَاهُ وَلَمْ تَسْمَعْ سِوَاهُ —— وَلَمْ تَنْظُرَ اِلٰی اَحَدٍ —— وَكَانَتْ لَاتَنَامُ اِلَّا لَحْظَةً —— وَلَاتَنَفَّسُ اِلَّا بِذِكْرِهٖ ——

کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام یعنی ایک نبی کی محبت میں سب کچھ بھول گئی تھی —— سوائے یوسف کے کسی کی بات نہ سنتی۔ نہ کسی کی طرف دیکھتی تھی۔ نہ سوتی تھی۔ اس کے ذکر کے سوا اور کوئی بات نہ کرتی تھی۔

وکانت تسمی کل شی بیوسف —— ہر شے کو یوسف کہہ کر پکارتی تھی —— وَاِذَا اَفْصَدَتْ یَقْطُرُ دَمُهَا عَلَى الْاَرْضِ فَیَقُوْلُ یُوْسُفَ —— اور جب فصد کرواتی تو خون کا قطرہ زمین پر گرتا اس میں سے یوسف کی آواز آتی تھی —— وَاِذَا رَفَعَتْ رَاسَهَا اِلَى السَّمَاءِ تَرَارِسُمِ یُوْسُفُ مَكْتُوْبًا بِالْكَوَاكِبِ —— اور جب رات کو آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتی تو تاروں میں یوسف کا نام لکھا ہوا دیکھتی تھی۔

Marfat.com

جَـنَـتْ فِيْ مُحَبَتِهٖ —— اس کی محبت کی دیوانی ہوگئی تھی اپنی خوبصورت بیٹی کی یہ حالت دیکھی تو باپ طیموس نے پوچھا—— بیٹی تیرا یہ حال کیوں ہوا؟

جواب دیا—— ابا میں نے خواب میں صورت دیکھی ہے جس کی مثل و مثال زمانہ بھر میں نہیں ہے وہ سوہنی او دلفریب صورت میرے دل میں سما گئی ہے اور اسی کی محبت میں گرفتار ہو چکی ہوں۔

دوسری بار پھر خواب میں حسن یوسف علیہ السلام کا مشاہدہ کرتی ہے تو—— پوچھتی ہے۔ کہ جس صورت گر نے تجھے یہ صورت عطا کی ہے تجھے اس ذات کی قسم بتا تو کون ہے؟

قَالَ اَنَا اِنْسَان" وَ اَنَالَكِ وَاَنْتَ لِیْ —— یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ایک انسان ہوں اور میں تیرے لئے ہوں اور تو میرے لئے ہے۔

زلیخا پھر عقل و ہوش گنوا بیٹھی اور دیوانوں کی طرح دن رات محبوب کی یاد میں تڑپنے لگی' باپ نے بیٹی کو پاگل سمجھ کر قید کر دیا۔ وہ ایک سال تک قید میں رہی۔

ثُمَّ رَأَتْ زَلَيْخَا يُوْسُفَ فِيْ مَنَامِهَا فِي السنة الثَالثه —— پھر زلیخا نے تیسری بار حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ اور یوسف علیہ السلام کا دامن پکڑ کر پوچھا—— اخبرنی این اطلیک —— بتا میں تجھے کہاں تلاش کروں؟

قَالَ لَهَا اُطْلُبْنِیْ بِمِصْرِ وَاَنَا مَلَكِ مِصْرَ —— جواب دیا کہ مجھے مصر میں تلاش کرنا کیونکہ میں مصر کا بادشاہ ہوں۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ بی بی زلیخا کا ذکر کچھ اس طرح سے کرتے ہیں۔

شاہ طیموس بڑا سدادے مغرب وچہ دیارے
مشتری ورے فلک دے خادم اوسدی ٹہل گزارے
اک دختر اس نام زلیخا پر انوار صفائی
حوراں اسدیاں خدمتگاراں پریاں چیز نہ کائی

Marfat.com

آگے مولوی صاحب زلیخا کے حسن و جمال کی تشبیہات و استعارات کے ذریعہ عجیب و غریب تعریف کرتے ہوئے اور اس کے بدن مبارک کے ایک ایک عضو کی رنگینی و خوبصورتی کو اپنے دل کی گہرائیوں اور جگر کے زخموں پر پٹی باندھنے کے لئے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ——

پئی زلیخا نیندر اندر دل دے پردے کھلے
جھل دِلا کجھ ہوون لگا زخم وجے تن ڈلے
اچن چیت جوان ڈٹھا سو واہ قربان جوانی
لٹکے زلف زنجیراں والی نور ورھے پیشانی

پھر آگے حسن یوسف کو لعل و جواہرات سے مزین کرتے اور سچے موتیوں کی جھالر سے زینت بخشتے اور زلیخا کی حالت زار اور محبوب کی جدائی میں دن رات رونے اور عشق سے پیدا ہونے والی بے تابیوں کا ذکر کرتے ہوئے تیسری بار خواب میں دیکھنے کا دل کش منظر یوں پیش کرتے ہیں کہ آخر زلیخا نے اپنے محبوب اور خدا کے نبی محبوب اللہ کے رسول محبوب اور رب کے پیغمبر محبوب کا ٹھکانہ پوچھ ہی لیا۔ ——

پہلے نام ٹھکانہ مینوں اپنا دس شتابی
پڑھ پڑھ نام تیرا دم کرساں دلوں چکی بے تابی
ہیں توں کون کتھے گھر تیرا جگ وچہ کی سدا ویں
دے جواب سوال میرے دا پھیر متاں چھل جاویں

حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا۔

فرمایا جے تدھ زلیخا ایہا دل دا بھاناں
میں ہاں آپ عزیز مصر دا میرا مصر ٹکاناں

بس پھر کیا تھا زلیخا کو ہوش آ گیا' دکھ مٹ گئے۔ دیوانگی جاتی رہی' رونا ہنسی میں بدل گیا' زنجیریں کٹ گئیں۔ قید سے رہائی مل گئی زندگی کی خزاں میں بہار آ گئی۔ اداسی

Marfat.com

دور ہوگئی اور چہرہ پر رونق برسنے لگی۔
باپ طیموس کو اطلاع دی کہ میری مرض دور ہوگئی ہے اور مجھے صحت حاصل ہوگئی ہے۔ باپ نے پوچھا یہ اداس اور غمگین دل پہ خوشی و مسرت کی لہریں کیوں اور تیری زندگی کے گلشن میں چلنے والی بادِ خزاں پر موسم بہار کا تسلط کیسے اور تیری خطرناک بیماری کا علاج کس نے کیا؟
بیٹی زلیخا نے جواب دیا —— کہ

نیل ندی دے کنڈھے وسدا مصر نصیباں والا
نہر بہشتوں نازل ہوئی جگ وچہ نیل اوجالا

کہ میرے ہر درد والم کا علاج کرنے والا مصر کا والی ہے۔
مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس خوش گوار موقعہ کے نشیب وفراز کے متعلق یوں رقم طراز ہیں! کہ دنیا کے سخنوری کے مطابق یوں کہتے ہیں کہ
کہ در مغرب زمیں شاہی نبا موس

ہمیزد کوس شاہی نام طیموس
زلیخا نام زیبا دختری داشت
کہ بار او ازہمہ عالم سری داشت

کہ دیار مغرب میں طیموس نامی ایک شہنشاہ گزرا ہے۔ جس کی ایک لڑکی تھی۔ نام اس کا زلیخا تھا اور باپ کو بہت ہی پیاری تھی۔ آگے جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زلیخا کے حسن و جمال کو اپنی پسندیدہ تشبیہات واپنے دلفریب استعارات میں اس کی تعریف کرتے ہوئے آگے چل کر کہتے ہیں کہ زلیخا نے حسن یوسف کا نظارہ خواب میں کیا تو عشق ومحبت کی آگ سینہ میں بھڑک اٹھی او پھر تیسری بار دیکھنے اور پتہ پوچھنے تک اس آگ میں جلتی رہی اور جمال محبوب کے تصور میں دن رات اداس وغمگین رہنے لگی۔
اور جب تیسری بار دیکھا تو پوچھا۔

Marfat.com

کہ اندوہِ مرا تو تاہیم دہ

زنامِ شہر خویش آگاہ ہیم دہ

کہ مجھے غم واندوہ کے ظلمت کدہ میں لانے والے مجھے اپنے شہر کے نام سے تو آگاہ کردے تاکہ میں تیرے شہر اور ٹھکانے کو یاد کر کے سارے غم واندوہ بھلا کر خوشی و مسرت کی روشنی پیدا کرسکوں!

محبوب نے جواب دیا۔

بگفتا گر بدیں کارت تمام ست

عزیز مصر و مصرم مقام ست

کہ اگر تیرا یہی مقصد ہے تو یاد رکھ میں عزیز مصر یعنی مصر کا بادشاہ ہوں اور مصر شہر ہی میرا ٹھکانہ ہے۔

***** .... *****

Marfat.com

جمالِ یوسف علیہ السلام کا سودا

بی بی زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگرچہ والئ مصر کی بیوی تو بن چکی تھی مگر اسے سکونِ قلب نہ مل سکا تھا۔۔۔ اور اگرچہ وہ مصر کے تخت و تاج کی وارث تو ہو چکی تھی لیکن اسے قرارِ دل حاصل نہ ہو سکا تھا اور اگرچہ اسے مصر کے شاہی خزانوں پر پوری گرفت تو مل چکی تھی لیکن اس کے دل کا خزانہ وصال یوسف علیہ السلام کے سنہری موتیوں سے خالی تھا۔ اور اگرچہ وہ مصر کے سدا بہار باغات اور خوبصورت چمنستانوں میں سیر تو کرتی تھی لیکن اس کے قلب کا گلشن اس بہار کو ترستا تھا جس کی تمنا میں اس نے چالیس سال گزار دیئے تھے۔ اسے نہ دن کو آرام تھا نہ رات کو چین، صبح ہوتے ہی صحرا و بیابانوں میں یوسف کی تلاش میں نکل جاتی اور شام ہوتی تو اپنے محبوب کی زلف سیاہ کی تاریکی میں ٹھوکریں کھاتی ناکام واپس لوٹ آتی تھی۔ اور کبھی دریائے نیل کے کنارے کھڑی ہو کر یوسف کا انتظار کرتی اور کبھی پہاڑوں پر جا کر بے خودی کے عالم میں بلند آواز سے یوسف کا نام پکارتی تو گنبد کی آواز میں یوسف علیہ السلام کا نام سن کر تڑپ اٹھتی تھی۔

وہ ڈار سے بچھڑی ہوئی کونج کی طرح کرلاندی اور گلاب کے پھولوں پر چہکنے والی بلبل کی مانند روتی

آتش ہجر و فراق کو آنسوؤں کے قطروں سے بجھانے کی کوشش کرتی تو وہ اور بھی بھڑک اٹھتی تھی۔۔۔

ادھر بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے انتظار میں صبح وشام تڑپتی رہتی تھی اور ادھر بقول مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ۔

یوسف آن مصر وچہ وڑیا تے اوہ لبھدی وچہ اجاڑاں
باجھ قراروں فرقت یاروں روندی وچہ پہاڑاں
لوگ رہے قربان مصر وچہ یوسف دے دیداروں
او بے خبر پھرے وچہ جنگل مصر آبادی پاروں
ایہہ ویرآن آبادی مصرے ایہہ روندی جگ ہسدا
بے مقصود پھرے ایہہ بھوندی اجڑی دا گھر وسدا

آخر کار ایک دن زلیخا کنیزوں کے ہمراہ اپنی مخصوص عماری پر سوار ہوکر مصر کے چمن کی سیر کر کے واپس لوٹی تو شہر کے بازار میں مصریوں کا ہجوم دیکھا تو کنیزوں سے پوچھا—— یہاں کیا ہو رہا ہے؟ اور لوگ یہاں کیوں جمع ہیں۔

حال پچھے ایتھے کیا اچنبہ باندیاں راز وسائے
یوسف نام بندہ کنعانی وکدا ہے ات جائے

پوچھا—— بکنے والا غلام اتنا ہی حسین ہے کہ مصری لوگ اسے خریدنے کے لئے مال و دولت لے آئے ہیں اور اس کا نظارہ کرنے کی خاطر ایک دوسرے پر گرتے جا رہے ہیں۔ بی بی زلیخا حیران تھی کہ پہلے بھی اس جگہ پر غلام بکتے رہے ہیں لیکن کبھی اتنی خلقت دیکھنے اور خریدنے کے لئے نہ آئی تھی اس غلام میں کون سی خوبیاں ہیں کہ مصر کے لوگوں کو جس نے اپنا دیوانہ بنا دیا ہے اور ہر مصری کے دل میں خریدنے کی تمنا پیدا کر دی ہے۔

اور پھر اپنی پرانی خدمت گزار اور وفا دار دائی سے کہا کہ ذرا عماری کا پردہ تو اٹھا تاکہ میں بھی اس بکنے والے غلام کو دیکھ لوں۔

دائی نے پردہ اٹھایا—— تو

Marfat.com

کرے وچار نظر کر ویکھاں ڈٹھس گھت نظارا
پئی نظر چھٹ گیاں آہیں لیا پچھن پیارا

تو پکار اٹھی——

شہر وکیں میں جنگل ڈھونڈاں ستے مل دکاویں
سائی جان جہان نہ قیمت ارزاں اجے دسیا ویں

احسن القصص میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس پرکیف نظارے کو یوں بیان کرتے ہیں——فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الْبَیْعِ اَرْسَلَهَا الْمَلِکُ —— کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بکنے کا دن آیا تو والئ مصر نے زلیخا کو بھی وہاں بھیج دیا کہ غلام کو دیکھ آئے جس کے حسن و جمال کا شہرہ سارے شہر میں پھیل گیا ہے۔

فَرَاٰهَا عَبْدٌ وَهِیَ لَاتَدْرِیْ مَنْ ذَالِکَ الْعَبْدُ.

پس پھر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو حیران رہ گئی—— اور وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ غلام کون ہے۔

پس پھر——حسن یوسف کا مشاہدہ کیا تو—— فَغَشِیَتْ عَلَیْهَا سَاعَتِه —— زلیخا بے ہوش ہوگئی اواس پر غشی طاری ہوگئی، ہوش آیا تو دائی نے پوچھا—— مالک —— زلیخا—— تجھے کیا ہوگیا؟

قَالَتْ هٰذَا زَوْجِیْ اَخْتَرْتُهٗ مِنَ الْعَالَمِیْنَ ——

زلیخا نے جواب دیا۔

کہ یہی میرا حقیقی شوہر ہے جس کو میں نے دونوں جہانوں میں سے پسند کیا اور جس کے انتظار میں میں نے چالیس سال بے قراری میں آنسو بہاتے ہوئے گزارے ہیں۔

مولوی صاحب مرحوم

لے مائی جو خوابے ڈٹھا اوہ وکدا ای مصر بازارے
میرا ہوکے لوکاں تائیں دیندا پیا نظارے

Marfat.com

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ —— ثُمَّ نَادَی الْمُنَادِیْ مَنْ یَشْتَرِیْ هٰذَا لْغُلَامَ پھر پکارنے والے نے پکارا —— اس غلام کو کون خریدنے گا؟

فَاَرْسَلَتْ زُلَیْخَا اِلَی الْعَزِیْزِ —— زلیخا نے ندا سنی تو عزیز مصر کی طرف پیغام بھیجا کہ جلدی آؤ اور اس غلام کو جتنی قیمت پر ہو خرید لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا خوبصورت غلام کوئی اور خرید لے۔

فَلَمَّا سَمِعَ التِّجَارُ رَغْبَةَ زَلَیْخَا فِی الْغُلَامِ اَمْتَعُوْمِنَ الزِّیَادَة

پس جب سوداگروں کو پتہ چلا کہ دوسرے گاہکوں کی طرح مصر کی زلیخا بھی اس غلام کو خریدنے کی خواہش رکھتی ہے تو وہ قیمت بڑھانے سے رک گئے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر کے بازار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بکنے کی کیفیت یون بیان کی ہے۔

چو یوسف شد بخوبی گرم بازار
شدندش مصریاں یکسر خریدار

کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی تمام خوبیوں' رعنائیوں اور دلفریبیوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے اور ان کے حسن و جمال کا بازار گرم ہوا تو مصر کے تمام لوگ یکدم ان کے خریدار بن گئے! لیکن جب مالک نے فرشتہ کے کہنے پر حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت سنائی تو۔

خریداران دیگر لب بہ بستند
پس زا نوی نو میری نشستد

دوسرے تمام خریداروں نے خاموشی اختیار کر لی اور ناامید ہو کر بیٹھ گئے۔

اور اسی لئے مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے —— کہ

جس نوں یارو کیندا لیھے قیمت ہووس پلے
اسدے جیہا نہ طالع والا اسدے کرم سولے

Marfat.com

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ——— ثم ان الملک قال لمالک ابن زغر بکم تبیع هذا الغلام؟

پھر والئی مصر نے مالک ابن زغر سے کہا کہ تو اس غلام کو کتنے میں فروخت کریگا ——— مالک نے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قیمت سنائی۔

بِوَزْنِہٖ ذَهَباً. وَبِوَزْنِہٖ فِضَّۃً. وَبِوَزْنِہٖ دُرًّا. وَبِوَزْنِہٖ یَاقُوْتًا. وَبِوَزْنِہٖ عَنْبرًا وَ اَفْرِیْشَمًا وَبِوَزْنِہٖ کَافُوْرًا.

کہ غلام کے ہم وزن برابر تول کر سونا' چاندی' موتی' یاقوت' ابریشم' عنبر اور کستوری ہموزن تول کرلوں گا۔

صوفی راقب رحمۃ اللہ علیہ جو پرانے زمانے کا نعت خواں شاعر تھا وہ تو کہتا ہے کہ محبوب کو خریدنے کے لئے' یہ سونا و چاندی' یہ لعل و جواہرات اور یہ عنبر و کستوری تو کوئی حقیقت نہیں رکھتے ——— بلکہ

جے سردتیاں مل جائے راقب او پیارا
بڑا ستا سودا خریدار نوں اے

قَالَ الْمَلِکُ قَدْ رَضِیْتُ بِذَالِکَ ——— پھر مالک مصر نے ابن زغر سے کہا کہ میں اس قیمت پر اس غلام کو خریدنے کے لے تیار ہوں۔

اور پھر ترازو کے ایک پلے میں حضرت یوسف علیہ اسلام کو بٹھا دیا گیا اور دوسرے پلے میں مصر کا شاہی خزانہ تلنے لگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام زیر لب مسکرائے اور حیران ہوئے اپنی قیمت دیکھ کر ——— کہ کہاں بیس روپے کھوٹے اور کہاں مصر کا خزانہ۔

جواب دیا ——— وہاں قیمت دینے والے تیرے بھائی تھے اور آج قیمت ڈالنے والا تیرا خدا ہے۔

پھر لوگ حیران رہ گئے یہ دیکھ کر ——— کہ

Marfat.com

شاہ مصر دا کل خزانہ تے تل گئی دولت ساری

پر نور نبوت والا پلا اجے وی دسدا بھاری

والئی مصر نے ابن زغر سے کہا کہ میں اس غلام کی قیمت ادا نہیں کر سکتا۔

مالک ابن زغر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کے حوالے کر دیا۔

فَکَانَ مَالِکُ لَمْ یَرَا یُوْسُفَ عَلیٰ صُوْرَۃِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْهَا ——— حتیٰ باعه ——— مالک ابن زغر نے بیچنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کو اصلی صورت میں نہیں دیکھا تھا۔

فَکَشَفَ اللّٰهُ تَعالیٰ الْحِجَابَ بَیْنَه، وَ بَیْنَ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ ——— پس اللہ کریم نے ان زغر اور یوسف کے حسن و جمال کے درمیان سے پردے اٹھا دیئے مالک ابن زغر قیمت دیکھ کر اور مال و دولت کے خزانے لے کر تو بہت ہی خوش ہوا لیکن جب اس نے یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھا تو چلانے لگا۔ وخر مغشیا ——— اور بے ہوش ہو کر گر پڑا کہ لوگوں نے سمجھا کہ مر گیا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا۔

مالک ——— کہ تجھے کیا ہو گیا۔

جواب دیا کہ اگر میں نے فروخت کرنے سے پہلے تجھے اصلی صورت میں دیکھ لیا ہوتا ——— تو تجھے کبھی نہ بیچتا۔

اے یوسف تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ کسی وقت میں تجھے بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔ آج اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے مجھے بتا دے کہ تو کون ہے؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا:

اَنَا الَّذِیْ رَاَیْتَنِیْ بِمِصْرِ فِیْ مَنَامِکَ فِیْ حَالِ صِغْرِکَ ——— کہ میں وہی ہوں جسے تو نے لڑکپن میں خواب میں دیکھا تھا کہ آسمان سے سورج اتر کر میری جھولی میں آ گیا ہے۔ اور معبروں نے تجھے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی تھی کہ ایک

Marfat.com

خوبصورت غلام تیرے ہاتھ آئے گا جس کی معرفت تیری تقدیر بدل جائے گی اور لعل و جواہرات کے خزانے تیرے دامن میں بھر دیئے جائیں گے اور تو بے بہا مال و دولت اور بیشمار متاع وثروت کا مالک بن جائے گا—— اور جہنم کی آگ سے بھی نجات پائے گا۔ میں وہی غلام ہوں—— میرا نام ''یوسف'' ہے! اور تو میری قیمت بیس درہم کھوٹے دیکر بہت خوش ہوا تھا۔ اور پھر تو نے مجھے قیدی بنا کے رکھا—— ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا دیں اور پاؤں میں لوہے کی زنجیریں پہنا دیں اور پھر تیرے نوکر نے مجھے طمانچے مارے اور میری ماں کی قبر پر مجھے فاتحہ بھی نہ پڑھنے دی۔

دائم مرحوم:

کول رکھ کے قدر نہ جاتیا اوہن ویچ کے لگان پچھتان یارا
میرے باپ تھیں پچھدوں مل میرا ابن دوں نفر نالے دربان یارا

مولوی صاحب مرحوم:

عہد جوانی گھر وچہ سُتے تینوں سُفنہ آیا
جھڑ سورج اسمانوں تیری وچہ آستین سمایا
جو تعبیر معبر کولوں پچھن گیوں کنعانے
اوہا عبد ایہی میں یارا سمجھیں نال دھیانے

مالک ابن زعر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کہ تجھے میرے پاس بیچنے والے کون تھے؟

جواب دیا میرے بھائی تھے۔

مالک نے پھر سوال کیا—— انہوں نے تجھے کیوں فروخت کیا؟

فرمایا—— لَاتَسْئَلَ عَنْهُمْ فَاِنِّیْ لَا اُخْبِرُکَ بِهِمْ —— کہ تو سوال نہ کر—— کیونکہ میں اپنے بھائیوں کا بھید ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہاں پر ایک ایمان افروز نکتہ بیان کرتے ہیں—— کہ

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام جو کہ اپنے آپ کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان کے پیش نظر کریم کہتے تھے تو جب انہوں نے اپنے بھائیوں کا راز افشاء نہیں کیا' حالانکہ بھائیوں نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تھی تو پھر اللہ جو کریموں کا بھی کریم ہے وہ اپنے گنہگار بندوں کا بھید کیوں کھولے گا۔

جیسا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مشکوات شریف صفحہ ۴۲۲ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں—— کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا—— وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ—— اور جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے گا۔ اللہ کریم اس کے گناہوں کو چھپائے گا۔ (متفق علیہ)

القرآن—— اور مصر کے جس شخص نے انہیں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا وہ اپنی عورت سے بولا کہ انہیں عزت سے رکھو۔ شاید ان سے ہمیں کوئی نفع پہنچے یا ان کو ہم اپنا بیٹا بنالیں۔ اور اس طرح ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین پر جما دیا۔

اور اس لئے کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں۔ یعنی خوابوں کی تعبیر کا علم۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ —— اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے۔ مگر اکثر آدمی نہیں جانتے

تفسیر کبیر' تفسیر کشاف' تفسیر روح البیان' تفسیر خازن' تفسیر نسفی اور ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

قِيلَ هُوَ قِطْفِيرُ. وَهُوَ الْعَزِيزُ الَّذِي كَانَ عَلٰى خَزَائِنِ مِصْرِ وَالْمَلِكُ يُوْمئِذٍ الرَّيَّانُ بِنُ الْوَلِيْدِ.

لِاِمْرَاتِهٖ. قِيلَ زُلَيْخَا. یعنی عزیز مصر کی بیوی کا نام زلیخا تھا۔

اَكْرِمِيْ مَثْوٰهُ —— اچھا لباس' اچھی خوراک' نفیس قیام گاہ' ستھرا ماحول اور معطر

Marfat.com

بستر اس کے لئے تیار کیا جائے

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اگرچہ ان دنوں سترہ سال کے خوبصورت بچہ تھے لیکن ان کے رخ انور سے جمال الوہیت اور حسن ربی جلوہ ریز تھا حکمت و دانش کی تمام خوبیاں ان کی پیشانی پر رقصاں تھیں اور عقل و فراست کے تمام کمالات ان کے حسین چہرہ پر نمایاں ہونے کے ساتھ ساتھ امور مملکت اور رموز سلطنت کو بہترین انداز میں سلجھانے کی تمام صفات ان کے پاکیزہ دل کی ہر دھڑکن خبر دے رہی تھی اور انہیں کمالات کو عزیز مصر نے پہچان لیا تھا اور بی بی زلیخا سے کہا تھا کہ ـــــ

عَسٰیٓ اَنۡ یَّنۡفَعَنَا ـــــ کہ شاید ان سے ہمیں نفع حاصل ہو۔

اَوۡ نَتَّخِذَہٗ وَلَدً ـــــ یا ان کو ہم اپنا بیٹا بنالیں۔

کیونکہ عزیز مصر کا کوئی لڑکا نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عزیز مصر زلیخا پر قادر نہ ہوتا تھا اور کئی سالوں کے بعد بھی زلیخا کنواری تھی۔

احسن القصص صفحہ ۱۰۲، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ وَکَانَ یَنَامُ مِنۡ جَانِبِہٖ وَلَمۡ یَقۡدِرُ اَنۡ یَصِلَ اِلَیۡھَا فَاِنَّھَا خُلِقَتۡ لِیُوۡسُفَ وَیُوۡسُفُ خَلِقَ لَھَا. کہ زلیخا کا خاوند عزیز مصر ایک طرف ہو کے سوتا تھا اور زلیخا پر نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے قدرت نہ رکھتا تھا۔ کیونکہ بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے پیدا کی گئی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۱۔۱۴۲ ـــــ وَوَجَدَھَا عَذۡرًا ـــــ کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نکاح کے بعد زلیخا کے پاس گئے تو اسے کنواری پایا۔

احسن القصص صفحہ ۲۳۰ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ حضرت یوسف و بی بی زلیخا دونوں کی تمنا و خواہش اور دونوں کی دعا سے اللہ کریم نے زلیخا کا بڑھاپا دور کر دیا، اور پھر وہی خوبصورتی وہی شباب، وہی جوانی، وہی رنگینی اور وہی ناز و ادا پیدا کر دیئے۔

Marfat.com

فَمَسَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهَا فَصَارَتْ اَحْسَنَ زَمَانِهَا حُسْنًا وَجَمَالًا وَ هِيَ بِكْرَة"——

حضرت جبریل علیہ السلام نے زلیخا کے بوڑھے بدن کو چھوا تو وہ اس زمانہ کی حسین ترین جوان لڑکی بن گئی۔ اور وہ کنواری تھی۔

صفحہ ۲۳۱ حضرت یوسف علیہ السلام نے بی بی زلیخا یعنی اپنی زوجہ محترمہ سے جب اس کا حال پوچھا تو۔

فَقَالَتْ اِنَّ قُطْفِيْرا اِذَا تَقَدَّمَ اِلَیَّ لَاَخَذَمِنِیْ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَیَّ —— زلیخا نے جواب دیا کہ قطفیر یعنی عزیز مصر جب میرے ساتھ مباشرت وخواہش نفسانی پورا کرنے کا ارادہ کرتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ اسے کسی نے پکڑ لیا ہے اور وہ مجھ پر قادر نہیں ہوتا تھا۔ مطلب یہ کہ زلیخا کنواری تھی۔

تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ —— ووجدها عذرا —— یعنی زلیخا کو کنواری پایا ——!

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۸۳ علامہ محمد بن عمر الزمخشری ووجدها عذرا —— اور حضرت یوسف علیہ السلام جب نکاح کے بعد اس کے قریب گئے تو حضرت بی بی زلیخا کو کنواری پایا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن اپنے مرشد لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس نگاہ اور اپنی والدہ مرحومہ کی متبرک دعا کی بدولت کہتا ہے کہ زلیخا چونکہ ایک نبی یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی شریک حیات بننے والی تھی اس لئے اللہ کریم نے کسی اور کے ہاتھ سے اس کے بدن کو محفوظ رکھا تو وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جو کہ امام المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریک حیات تھیں ان کے جسم مبارک پر کسی غیر کا ہاتھ کیسے لگ سکتا ہے

اور پھر جسے اللہ کریم نے اپنے محبوب پاک علیہ السلام کیلئے خود پسند فرمایا ہو۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو بہتان عظیم کے نام سے یاد

Marfat.com

فرمایا ہے قرآن حکیم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات کو ام المومنین فرمایا ہے

وَاَزْوَجُهٗ اُمَّهَاتُكُمْ ——

اس حقیقت کے بعد بھی اگر کوئی آدمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کسی قسم کی طعنہ زنی و بدگمانی کرتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنی ماں پر طعنہ زنی کرتا ہے۔

قارئین حضرات! یاد رہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج میں سے صرف حضرت عائشہ ہی کنواری تھیں۔

****

Marfat.com

ایک ایمان افروز نکتہ

قارئین کرام —— ذرا قرآن مجید کے اسلوب بیان اور طرز خطاب پر غور فرمائیں کہ وہ بات جو عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہی تھی کہ اس بچہ سے ہمیں نفع حاصل ہوگا اور یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔

عَسَیٰٓ اَنۡ یَّنۡفَعَنَآ اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ——

تو وہی بات فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہی۔ پارہ ۲۰ سورۃ القصص' آیت ۹

وَقَالَتِ امۡرَاَتُ فِرۡعَوۡنَ قُرَّتُ عَیۡنٍ لِّیۡ وَلَکَ لَا تَقۡتُلُوۡهُ عَسَیٰٓ اَنۡ یَّنۡفَعَنَآ اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا —— اور فرعون کی بیوی نے فرعون سے کہا کہ یہ خوبصورت بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے —— اسے قتل نہ کر شاید یہ ہمیں نفع دے یا اسے ہم بیٹا بنالیں!'

صاحبزادہ سید افتخار الحسن اپنے مرشد لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس نگاہ اور اپنی ماں مرحومہ کی متبرک دعا کی بدولت کہتا ہے کہ دونوں کے اقوال میں فرق یہ کہ یوسف علیہ السلام کو بیٹا بنانے کا اظہار کرنے والا ایک مرد تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی الفاظ کہنے والی ایک عورت تھی۔

سوال: کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بیٹا بنانے کی آرزو کے سبب عزیز مصر کو تو

ایمان نصیب ہو گیا' لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سبب فرعون کو ایمان حاصل نہ ہو سکا؟——

جواب: اس لئے کہ حضرت آسیہ نے کہا تھا کہ اے فرعون یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے لیکن فرعون نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا اس لئے وہ ایمان کی دولت سے محروم رہا۔ اور اگر فرعون بھی اپنی بیوی حضرت آسیہ کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی زبان سے یہ کہہ دیتا کہ ہاں یہ بچہ میری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو دین و ایمان کے خزانہ سے مالا مال ہو جاتا۔

اگرچہ عزیز مصر کے تمام لعل و جواہرات کے خزانے خالی ہو چکے تھے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدنے کے شوق کے باعث اور ان کی برکت کے سبب خزانچی نے جب خزانوں کے دروازے کھولے تو حیران رہ گیا کہ تمام خزانے اسی طرح موجود ہیں جس طرح پہلے تھے۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ:

برکت نال نگا ہے یوسف اویں بھرے خزانے
خازن دیکھ رہیا متعجب کیتا فضل خدا نے
اونویں آن عزیزے تائیں خازن خبر سنائی
شاہا یوسف برکت والا اسدے جیہا نہ کائی

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ—— ثُمَّ قَالَ لِخَزَانِهٖ اِذْهَبْ اُنْظُرْ هَلْ بَقِيَ فِي الْخَزَانَةِ شَيْءٌ مِنَ الْمَالِ۔

کہ عزیز مصر نے اپنے خزانچی سے کہا کہ جاؤ خزانوں کو دیکھو مال و متاع میں کوئی شے باقی رہ گئی ہے کہ نہیں——

فَذَهَبَ وَ فَتَحَ اَبْوَابَ الْخَزَائِنِ فَوَجَدَ مَرَّةً —— خزانچی نے تمام خزانوں کے دروازے کھولے تو سب کے سب بھرے ہوئے تھے۔

Marfat.com

ایسا کیوں ہوا؟

تاکہ مصر کا بادشاہ یہ نہ کہہ سکے کہ میں نے حضرت یوسف کو قیمت ادا کر کے خریدا ہے اور اس طرح نبوت کی سبکی اور تذلیل نہ ہو۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم' حضرت اسماعیل علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ اسلام کی والدہ گرامی حضرت بی بی ہاجرہ' حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت حوا کے ساتھ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بھی دائی بن کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ پاک میں آئی۔ اور اس مسلمہ حقیقت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آسیہ کو یہ شرف ایک انعام کی صورت دیا گیا۔ کیوں کہ اس نے فرعون کے ظلم وستم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو محفوظ رکھا تھا اور انہیں قتل ہونے سے بچانے کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہا تھا۔

سوال: کہ عزیز مصر نے اپنی بیوی زلیخا سے کیوں کہا کہ اسے یعنی یوسف کو عزت واحترام سے رکھنا۔

اَکْرِمِیْ مَثْوٰہُ۔۔۔۔۔

جواب ا: اس لئے کہ مصر کے بادشاہ اپنے تمام خزانے برابر تول کر یہ سمجھ چکا تھا کہ ایک سترہ سال کے بچہ کا وزن میرے سینکڑوں خزانوں کے ہموزن نہیں ہوسکتا یہ کوئی اعجاز اور خدائی راز ہے۔

جواب ۲: زلیخا نے عزیز مصر سے کہا کہ تو نے سارے خزانے خالی کر دیئے ہیں اور تو فقیر اور محتاج ہو گیا ہے تو عزیز نے جواب دیا تھا کہ اسے عزت سے رکھ کیوں کہ جس کے پاس ایسا خوبصورت غلام ہو وہ کبھی فقیر اور محتاج نہیں ہوتا۔

اَکْرِمِیْ مَثْوٰہُ ۔۔۔۔ کہ اسے اچھی طرح اور عزت سے رکھ ۔۔۔۔ اَیْ ۔۔۔۔ اَجْعَلْ لَہٗ اَشْرَفَ الْمَکَانَ مِنْ دَارِنَا ۔۔۔۔ یعنی ہمارے مکانوں میں جو سب سے اعلیٰ' سب

Marfat.com

...سے بہتر اور سب سے خوبصورت مکان ہے اس میں اسے رکھ۔

وَمَا وَجَدَتْ زُلَيْخَا مَكَانًا اَشْرَفَ مِنْ قَلْبِهَا —— اور زلیخا نے اپنے دل ...کے مکان سے بہتر۔ اچھا خوبصورت اور اعلیٰ کوئی اور مکان نہ پایا اس لئے زلیخا نے ...حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے دل میں ہی رکھا۔

اور پھر بی بی زلیخا نے اپنے شوہر کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ ...سلام کے لئے ایک علیحدہ خوبصورت محل بنوایا اور پھر اسے فانوسوں سے روشن کروایا —— مہکتے ہوئے پھولوں کی پر کیف خوشبو سے معطر کروایا اور درو دیوار کو رنگین اور دلکش ...ش ونگار سے مزین کروایا۔

وَاتَّخَذَتْ لِكُلِّ يَوْمٍ نَوْعًا مِنَ الثِّيَابِ! —— اور ہر روز نیا لباس بدلنے کے ...لئے تین سو ساٹھ کپڑوں کے جوڑے بنوائے۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۴۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ' تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ...۴۵ محمود بن عمر الخشری رحمۃ اللہ علیہ —— وَاشْتَرَاهُ الْعَزِيْزُ وَهُوَ اِبْنُ سِبْعَ عَشَرَ ...سَنَتَه وَقَامَ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثَلَاثَ عَشَرَ سَنَتَه ——

کہ جب عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا تو اس وقت ان کی عمر ...ریف سترہ برس کی تھی اور پھر وہ تیرا سال تک عزیز کے شاہی محلات میں رہے!

وَقَدْ اٰمَنَ بِيُوْسُفَ وَمَاتَ فِيْ حَيَاتِهٖ —— اور عزیز مصر حضرت یوسف علیہ ...سلام پر ایمان لانے کے بعد ان کی زندگی ہی میں وفات پا گیا۔

القرآن الحکیم —— اور جب اپنی قوت کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا —— اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکیوں کا ——

یعنی۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب اپنی بھر پور جوانی اور اپنے پورے شباب پر ...پہنچے تو اللہ کریم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا۔ اور ان کی عمر شریف ان دنوں تیس سال ...کی تھی۔

Marfat.com

حکم سے مراد مصر کا تخت اور اس کی حکومت یا اَلْحُکْمُ ھُوَ النُّبُوَّۃُ —— کہ حکم سے مراد نبوت ہے لِاَنَّ النَّبِیَّ یَکُوْنُ حَاکِمًا عَلَی الْخَلْقِ —— کیونکہ ہر نبی مخلوق پر حاکم ہوتا ہے یہی انعام انہیں الفاظ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی ہیں۔ آتینہ حکما و علماء ——

اور علم سے مراد صرف علم دین ہی نہیں ہے اس لئے کہ دین کا علم تو ہر عالم —— ہر محدث اور ہر مفسر اور ہر امام کو بھی ہوتا ہے اور یہاں علم نبوت ہے اس لئے علم دین کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر کا علم حکمرانی و پاسبانی کا علم۔ اقتصادیات و معاشیات کا علم عدل و انصاف کا علم۔ رعایا سے حسن سلوک کا علم اور عوام کے مطالبات کو پورا کرنے کا علم بھی مراد ہے۔

اس لئے —— کہ ایک حکمران کیلئے ان تمام علوم کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کوئی پاکستان کے حکمران تو نہیں تھے بلکہ سلطنت مصر کے تاجدار تھے اور وہ صرف بادشاہ ہی نہیں تھے بلکہ نبوت کے اعلیٰ منصب پر بھی فائز تھے۔ اور یہ حکم و علم حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم انعام تھا جو انہیں مصائب و آلام اور مشکلات و ابتلاء میں صبر و شکر کرنے پر عطا کیا گیا۔

•••--------•••--------•••------•••

Marfat.com

عصمتِ حضرت یوسف علیہ السلام

تمام اہل ایمان مفسرین ومحدثین کرام اور کل اہل دین اور حق پرست علماء عظام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر نبی اعلان نبوت سے پہلے بھی اور اعلان نبوت کے بعد بھی معصوم من الخطا ہوتا ہے یعنی ہر قسم کی ناپسندیدہ لغزش اور ہر طرح کے فحش خطا سے پاک ومبرا ہوتا ہے۔

اسلئے کہ فحاشی ولغزش کا تعلق شیطان کے بہکانے سے ہے اور شیطان کسی نبی و رسول کے قریب نہیں آسکتا۔ مثلاً

پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل —— اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَان'' —— اللہ کریم نے جب فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو تمام فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سربسجود ہوگئے لیکن اِلَّا اِبْلِیْسُ کہ شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا۔

پارہ ۱۴۔ سورۃ الحجر' آیت ۳۵۔۳۶ —— قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ —— اور دربارِ ایزدی میں درخواست پیش کردی کہ مجھے اے رب قیامت تک مہلت دے اور مجھے قیامت تک زندہ رکھنا۔

قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ —— فرمایا کہ تجھے مہلت دی —— کہ تو قیامت تک زندہ رہے گا۔

Marfat.com

اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ —— کہ قیامت تک تجھے موت نہیں آئے گی۔

فرمایا —— قیامت تک زندہ رہ کر تو کرے گا کیا؟

شیطان نے جواب دیا۔

وَلَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ —— کہ تیرے بندوں کو آگے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے گمراہ کروں گا —— اَجْمَعِیْنَ —— تمام کو۔ سب کو اور تیرے سارے بندوں کو پھر غیرت خداوندی جوش میں آئی تو قہر و غضب کی نگاہ سے شیطان کو دیکھا۔

(دلیل ۲) اور فرمایا —— اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَان" —— کہ میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں چل سکے گا یعنی تو میرے مخلص و فرمانبردار بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا۔

اور پھر شیطان کو بھی یہ اقرار کرنا پڑا —— اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ —— کہ۔ مگر تیرے مخلص و اطاعت گزار بندے گمراہی کے جال میں نہ پھنسیں گے۔

پارہ ۲۳ ھ۔ سورۃ ص —— قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ——

قارئین کرام! یاد رہے کہ جب قرآن مجید کی روشنی میں یہ مسلمہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص فرمانبردار بندوں پر شیطان کا داؤ نہیں چل سکے گا اور وہ خدا تعالیٰ کے نیک و اطاعت گزار بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا۔ جن سے مراد اولیائے کرام ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام پر اس کا جادو کس طرح چل سکتا ہے اور جب ابلیس اہل ایمان اور اولیائے عظام کو ضلالت و گمراہی کے جال اور فحاشی و عیاشی کے اندھیروں میں نہیں پھنسا سکتا تو پھر وہ کسی نبی —— کسی رسول اور کسی پیغمبر کے مقدس دامن پر کسی لغزش و معصیت کا داغ کیسے لگا سکتا ہے۔

اور یاد رہے —— کہ اللہ کریم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی اپنے مخلص بندوں میں شمار کر رکھا ہے۔

Marfat.com

(دلیل ۳) پارہ ۱۲ سورۃ یوسف' آیت ۲۴ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ —— کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے مخلص و برگزیدہ وفرمانبردار بندوں میں سے ہیں۔اور پھر مخلص بندوں پر شیطان کا جادو نہیں چل سکتا تو پھر اللہ کریم کے مخلص بندہ پر کسی قسم کی لغزش اور کسی طرح کے برا ارادہ کرنے کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف کرنی صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے نزدیک خود ایک لغزش ہے اس لئے کہ کوئی بھی نبی کسی معمولی سی لغزش کا بھی مرتکب نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس سے زنا جیسا گناہ سرزد ہو۔

(دلیل ۴) وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَکَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ——

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ!

اور جس عورت کے گھر میں حضرت یوسف علیہ السلام قیام پذیر تھے اس عورت نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پھسلانے لبھانے اور راہِ حق پر سے ہٹانے کی بہت کوشش کی۔

اور اس عورت نے محل کے دروازے بند کر دیئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگی —— میری طرف آ —— جلدی کر —— حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا —— اللہ کی پناہ —— عزیز مصر نے تو مجھے عزت واکرام سے اچھی طرح رکھا اور ظالم اور بے انصاف لوگوں کا بھلا نہیں ہوتا۔

اور البتہ اس عورت نے اُس کا ارادہ کرلیا اور وہ بھی اس عورت کا ارادہ کر لیتا اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔

حضرات محترم! قرآن مجید کی سورۃ یوسف کی یہی آیات ہیں جن کے تحت بے ادب اور گستاخ لوگ بی بی زلیخا کے کردار پر طعنہ وتشنیع کے تیر برساتے رہتے ہیں اور

Marfat.com

اس کے پاک دامن پر فحاشی کے سیاہ دھبے لگاتے رہتے ہیں۔

بی بی زلیخا نے اپنے محبوب جو کہ اللہ کریم کے نبی بھی تھے کیلئے ایک علیحدہ خوبصورت خوش نما اور دل کش محل بنایا تھا۔

اس محل کے سات دروازے تھے۔ جو بی بی زلیخا نے بند کر دیئے تھے تا کہ تنہائی میں اپنے محبوب حقیقی کو جی بھر کے دیکھ لے اور علیحدگی میں وصل وملاقات سے لطف اندوز ہو سکے کیونکہ میرا محبوب محض ایک خوبصورت انسان اور حسین وجمیل نوجوان ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا نبی —— رسول اور پیغمبر بھی ہے۔

(دلیل ۵) حضرات گرامی! صاجزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ **ولقد همت به وهم بها** کہ زلیخا نے یوسف کے ساتھ ارادہ کرلیا اور یوسف نے زلیخا کا —— ارادہ تو دونوں نے ایک دوسرے کا کرلیا مگر دونوں کے ارادوں میں الفاظ ومعانی میں فرق نمایاں ہے کیونکہ زلیخا کہ ارادہ کے ساتھ لام بھی تاکید کا ہے اور قد بھی تاکید کا —— ولقد —— یعنی البتہ —— ضرور اور تاکید کے ساتھ بلاشک وشبہ زلیخا نے ارادہ کرلیا مگر جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے ارادہ کا ذکر ہے وہاں —— نہ لام ہے اور نہ ہی قد —— مطلب یہ کہ ہاں یوسف نے بھی ارادہ کرلیا تھا۔ تاکید کے ساتھ نہیں ——

بلکہ —— ویسے ہی!

اس لئے —— کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ارادہ کے ساتھ لولا ان را برھان ربہ —— کے کلمات لگا دیئے ہیں جس کا آسان لفظوں میں معنیٰ ومطلب یہ ہے کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے تو وہ بھی ارادہ کرلیتے —— اور چونکہ انہوں نے اپنے رب کی دلیل دیکھ لی تھی لہٰذا انہوں نے ارادہ کیا ہی نہ تھا۔

جیسا کہ سورۃ القصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ گرامی کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ واصبح فواد ام موسیٰ فراغا! —— اور صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا دل بے قرار۔ غمگین اور بے صبر ہو گیا۔

Marfat.com

(دلیل ٦) ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علیٰ قلبھا لتکون من المؤمنین ——— اور قریب تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سارا راز افشا کر دیتی اور تمام بھید کھول دیتی اگر ہم نے اس کے دل پر گرہ نہ دی ہوتی اور اس کے دل کو مضبوط نہ کیا ہوتا۔

اور چونکہ اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ سلام علیہا کے بیقرار دل پر گرہ لگا دی اور اس کے بے صبر قلب کو مضبوط کر دیا تھا۔ اس لئے وہ بھید نہ کھول سکی۔ اور راز کو فاش نہ کر سکی۔

اسی طرح چونکہ خداوند تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی دلیل دکھا دی تھی اس لئے انہوں نے ارادہ کیا ہی نہ تھا۔

☆☆☆!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!☆☆☆

Marfat.com

برہان کیا تھی؟

(۱) تفسیر کبیر، جلد۵ صفحہ ۱۲۰ ــ وغلقت الابواب کے تحت ــ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ــ اَنَّہٗ تَمَثَّلَ لَہٗ یَعْقُوْبُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَرَاٰھَا عَاضًا اَصَابِعَہٗ وَیَقُوْلُ لَہٗ اَنْتَ مَکْتُوْبٌ فِیْ زُمْرَۃِ الْاَنْبِیَاءِ ــ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب کی جو دلیل یعنی برہان دیکھی تھی وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت پاک تھی جو انگلیاں منہ میں دبائے فرما رہے تھے کہ ــ اے میرے فرزند ارجمند انبیاء کرام علیہم السلام کے مقدس گروہ میں تیرا نام لکھا جا چکا ہے لہٰذا برائی سے بچ جا! اور پھر ابن عباس کی تصدیق و موافقت کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات گرامی بھی ہیں۔

حضرت عکرمہ، حضرت مجاہد، حضرت حسن، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم۔

(۲) تفسیر فتح البیان یعنی ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جلد۳ صفحہ ۲۲ ــ وَقِیْلَ رَاٰی صُوْرَۃَ یَعْقُوْبَ ــ اور یہ بھی کہا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت پاک دیکھی تھی۔

عَلَی الْجِدَارِ عَاضًا ــ دیوار پر انگلیاں منہ میں دبائے ہوئے تھے۔

(۳) تفسیر کشاف جلد۲ صفحہ ۴۵۶ جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ علیہ ــ حتی

مثل له یعقوب علیه السلام——

(۴) تفسیر مظہری جلد۵ صفحہ۱۵۴ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ—— اِنَّہٗ رَاٰی صُوْرَۃَ یَعْقُوْبَ عَلَیْہِ السَّلَامَ وَھُوَ یَقُوْلُ لَہٗ یَایُوْسُفَ تَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَھَاءِ وَاَنْتَ مَکْتُوْبٌ فِی الْاَنْبِیَاءِ

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نورانی صورت دیکھی تھی۔ جو یہ فرمارہے تھے کہ اے بیٹا یوسف احمقوں کا عمل کرنے لگا ہے حالانکہ تیرا نام انبیاء علیہم السلام کی فہرست میں لکھا جاچکا ہے۔

غرضیکہ—— ہر تفسیر میں یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ زلیخا کے محل کے ساتویں بند اور مقفل کمرہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے والد گرامی کی صورت پاک دکھادی۔

(۵) اب صاجزادہ سید افتخار الحسن ان بے ادب اور گستاخ مولویوں سے پوچھتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ اگر یعقوب علیہ السلام کو علم ہوتا کہ میرا بیٹا یوسف کہاں ہے تو چالیس برس تک روتے کیوں رہتے—— کہ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے لخت جگر حضرت یوسف علیہ السلام کی خبر نہ تھی تو مصر کے شہر—— زلیخا کے محل اور مقفل کمرہ میں آگئے تو کیسے!

(۶) جاہل اور بے ادب لوگو!—— حضرت یوسف علیہ السلام کے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند کے باپ بھی تھے اور پیر و مرشد بھی اور اسی مقام پر حضرت سلطان العارفین حضرت باہو علیہ الرحمۃ کہہ گئے ہیں کہ:

سے کوہاں تے طالب وسے مرشد وچہ نگاہ درکھے ہو

اور مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سلسلہ کے متعلق فرماگئے ہیں—— کہ

"دست پیراز غائباں کوتاہ نیست"——

Marfat.com

کہ پیر کامل کا دست مبارک اپنے دور کے مریدوں کے لئے دور نہیں ہے۔

اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسا کہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیا میں لکھا ہے کہ غوث اعظم نے فرمایا کہ میرا دست حمایت اپنے مریدوں پر ایسا ہے جیسا کہ آسمان زمین پر۔

اور اگر مشرق میں میرے کسی مرید کا پردۂ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً اس کی پردہ پوشی کروں گا۔ اردو صفحہ ۴۹

(۷) احسن القصص صفحہ ۱۳۸ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ —— وَقِيلَ اِنَّهٗ رَاٰى يَعْقُوبَ عَاضًا —— اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو انگلیاں کاٹتے ہوئے دیکھا۔

(۸) وهو يقول يا يوسف الاترانی —— اور وہ فرما رہے تھے کہ اے میرے بیٹا کیا تو مجھے نہیں دیکھتا!

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دوسرے مفسرین نے بھی یہ کہا ہے کہ —— تَمَثَّلَ لَهٗ يَعْقُوبُ فَضَرَبَ فِىْ صَدْرِهٖ فَخَرَجَتْ شَهْوَتُهٗ مِنْ اَنَامِلِهٖ ——

(۹) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ —— اَتَاهُ مَلَكٌ" وَمَسَحَ جَنَاحِيْهِ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَخَرَجَتْ شَهْوَتُهٗ مِنْ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ —— کہ ایک فرشتہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے اپنے پروں کو یوسف علیہ السلام کی پیٹھ مبارک پر ملا تو ان کے پاؤں کی انگلیوں کے راستہ ان کی شہوت خارج ہو گئی۔

قارئین کرام —— ہمارے صاحب علم و معرفت مفسرین نے اپنے اپنے ذوق۔ اپنے اپنے مزاج اور اپنے اپنے علم کے مطابق برھان کے تیں کے لگ بھگ معانی و مطالب لکھے ہیں۔ سب درست، سب ٹھیک اور سب صحیح لیکن صاحبزادہ سید افتخار الحسن یہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قوت شہوت سلب کر دی گئی تھی۔

Marfat.com

اسلئے کہ اگر کسی انسان میں قوتِ شہوت اور طاقتِ مردمی نہیں ہے تو پھر اس کا کون سا کمال ہے کہ وہ فحاشی سے بچ گیا۔ بلکہ کمال تو یہ ہے کہ پوری طرح کسی انسان میں قوت شہوت موجود ہو اور شیطان نے بھی اپنا رنگین جال اسے پھنسانے کے لئے بچھا دیا ہو اور ایک خوبصورت عورت بن سنور کر اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ ایک مزین محل کے ساتویں اور مقفل کمرہ میں موجود ہو تو پھر ایسی صورت میں کسی انسان کا فحاشی و بدکرداری سے بچ جانا ایک کمال ہے!

سید افتخار الحسن مزید کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے گناہ نہیں کرتے تو ان کا یہ کوئی کمال نہیں ہے بلکہ کمال تو یہ ہے کہ عیاشی کرنے کے تمام مواقع موجود ہوں اور زلیخا کہے

هَيْتَ لَكَ

اور یوسف کہے —— مَعَاذَ اللّٰہ

ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۹۱، مشکوٰت شریف صفحہ ۵۱۰

(۱۰) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ الْمَلَائِكَةِ —— کہ مرد مومن بعض فرشتوں سے اللہ کریم کے نزدیک زیادہ تکریم والے اور افضل ہیں۔

تحقیق یہ ہے کہ بعض مومنین سے مراد اولیاء کرام ہیں اور بعض فرشتوں سے مراد عام فرشتے ہیں اور خاص فرشتوں سے مراد حضرت جبریل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزائیل علیہم السلام اجمعین ہیں اور خاص مومنین سے مراد انبیاء کرام ہیں۔

جیسا کہ مثال بیان کر دی گئی ہے!

اور پھر لوگ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کمال ہے کہ زلیخا کے جال سے بچ نکلے مگر صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ تو کوئی کمال نہیں ہے۔

Marfat.com

اسلئے —— کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو اللہ کے رسول ہیں —— نبی ہیں اور پیغمبر ہیں انہوں نے تو بچنا ہی تھا۔

کمال تو یہ ہے کہ ان کا دامن پکڑ کر زلیخا بچ گئی!

سبحان اللہ۔ میرے مرشد لاثانی کا کمال۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی پور سیداں شریف۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۸ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و پاکدامنی کو انوکھے دلائل سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱۱) اِنَّ الانبیا عَلَیھِمُ السَّلاَمُ مَتیٰ صَدَرَتْ مِنھُمْ زِلَّتہ" وَ اتَّبَعُوْھَا بِاِظْھَارِ النَّدَامَۃِ وَالتَّوْبَۃِ وَالتَّوَاضِعِ —— وَلَو کَانَ یُوسُفُ اَقْدَمَ ھٰھُنَا عَلٰی ھٰذِہِ الْکَبِیْرَۃِ الْمُنْکَرِ لَکَانَ مِنَ الْمُحَالِ اَنْ لَّا یَتْبَعُھَا بِالتَّوْبَۃِ وَالْاَسْتِغْفَارِ ——

کہ اگر بفرض محال کسی نبی سے کوئی اجتہادی لغزش جسے نبی اپنی طرف سے اجتہادی غلطی سمجھ لے سرزد ہو جائے تو وہ ندامت' توبہ اور استغفار کا کھل کر اظہار کرتا ہے۔

اور پھر اگر حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی کوئی ایسی ہی لغزش ہوگئی ہوتی تو وہ بھی ضرور توبہ واستغفار کا اظہار ضرور کرتے کیونکہ ایسا کرنا محال ہے۔

اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے توبہ واستغفار کا اظہار نہیں کیا تو ثابت ہوا —— مَا صَدَرَعَنْہُ فِیْ ھٰذِہِ الْوَاقِعَۃِ ذَنْب" وَلاَمَعْصِیَۃ"!

کہ اس واقعہ میں حضرت یوسف علیہ السلام سے کوئی لغزش' کوئی غلطی' کوئی معصیت اور کوئی فحاشی سرزد نہیں ہوئی۔

(۱۲) تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۷ محمود بن عمر الزمخشری' تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۸' تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۷۶۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مقام پر خوب لکھا ہے کہ اگر کسی

Marfat.com

نبی ورسول سے کوئی معمولی سی اجتہادی لغزش ہو جاتی تھی تو وہ فوراً توبہ واستغفار کا اظہار کرتے تھے!

كَمَا كَانَ لِآدَمَ وَ نُوحَ وَذِی النُّونِ وَدَاوُدَ عَلَيْهِمُ السَّلَامَ —— جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

یا —— حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ایک قبطی کو قتل کر دیا تو انہوں نے اس فعل کو ترک اولیٰ کے طور پر اپنی ذات کے لئے معمولی سی کمزوری سمجھ کر دربارِ ایزدی میں عرض کی۔

سورۃ القصص۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَغَفَرَ لَهٗ —— اور یا حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کے اندر جو اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا —— سورۃ الانبیاء۔ کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ۔

حضرت گرامی یادر ہے کہ امام اہل سنت جناب مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر کنز الایمان میں ایک تقریر کی ہے —— کہ انبیاء علیہم السلام کا اپنے آپ کو ظالم کہنا بطور تواضع وانکساری اور کسر نفسی کے طور پر ہوتا ہے کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا نہ ہی اعلانِ نبوت سے پہلے اور نہ ہی اعلانِ نبوت کے بعد اور یہ نفوسِ قدسیہ ترکِ اولیٰ کو اپنی طرف نسبت کر کے خداوند کریم سے معافی واستغفار طلب کرتے ہیں۔

ترک اولیٰ —— کیا مطلب و کیا معنے؟

یعنی بہتر تھا کہ ایسا نہ ہوتا اور نہ کیا جاتا۔ اسی طرح اگر حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی کوئی لغزش پیدا ہوگئی ہوتی یا ارادہ میں کوئی برائی کا تصور پیدا ہو گیا ہوتا اور یا ان کی نیت میں کوئی فتور آ گیا ہوتا تو وہ بھی دوسرے انبیاء کی طرح کسی ظلم ولغزش کی نسبت

Marfat.com

اپنی طرف کر کے اللہ کریم سے توبہ واستغفار طلب کرتے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر گمراہ کن تبصرہ کرنے والوں ــــــ واہیات تنقید کے تیر برسانے والوں اور بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کی مقدس چادر پر فحاشی کا بدنما داغ لگانے والوں اور ایک رسول و نبی کی زوجہ محترمہ پر بدکرداری کا الزام لگانے والوں کو دندان شکن اور مسکت جواب دے کر جس انداز سے حضرت یوسف علیہ السلام کے دامن عصمت کو تارتار ہونے سے محفوظ رکھا ہے وہ حقیقت افروز بیان گمراہی کے اندھیروں میں گم ہو جانے والوں کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔

(۱۳) تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۱۵ ــــــ وَاِنَّ اِبْلِیْسَ اَقَرَّبَطَهَا رَبِّهٖ فَلَانَه'' فَلَانَّه' قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ــــــ کہ شیطان نے جب یہ اقرار کر لیا ہوا ہے کہ اے اللہ میں تیرے تمام بندوں کو گمراہ کروں گا لیکن جو تیرے مخلص بندے ہیں ان کو میں گمراہ نہیں کر سکوں گا!

گویا کہ شیطان کا یہ اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کو گمراہ کرنا اور انہیں سیدھی راہ سے ہٹانا یہ میرے لئے ناممکن ہے۔

وَیُوْسُفُ مِنَ الْمُخْلَصِیْنَ ــــــ اور حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے مخلص بندوں میں سے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید کہتا ہے۔

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ــــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے مخلص بندوں میں سے ہیں۔

وَعِنْدَهٰذَا نَقُوْلُ هٰٓؤُلَآءِ الْجُهَّالِ الَّذِیْنَ نَسَبُوْا اِلٰی یُوْسُفَ هٰذِهٖ الفضیحته ان کانو من اتباع الدین اللّٰه فلیقبلو الشهادة اللّٰه علیٰ طهارته وان کانو من اتباع ابلیس فلیقبلو الشهادة ابلیس.

اور ہم اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ جاہل لوگ جو لغزش کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف کرتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی پیروی کرتے ہیں تو پھر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت۔ پاکیزگی اور پاک دامنی کو تسلیم کرلیں۔

اور وہ لوگ جو شیطان اور اس کے لشکر کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت کو مان لیں گے کیونکہ شیطان نے اقرار کرلیا ہوا ہے کہ اللہ کے مخلص بندوں کو میں گمراہ نہیں کرسکوں گا اور ان پر میرا زور نہیں چلے گا تو —— حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے مخلص بندوں میں سے ہیں

اِنَّہٗ رَایٰ مَکْتُوْباً فِی سَقْفِ الْبَیْتِ وَلَا تَقْرَبُوْ الزِّنَا اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَاءَ سَبِیْلاً!

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مکان کی چھت میں یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی —— کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ یہ ایک فحاشی ہے اور یہ ایک برا راستہ ہے۔

(۱۵) اِنَّہٗ النُّبُوَّۃَ الْمَانِعَۃَ مِنْ اِرْتِکَابِ الْفَوَاحِشِ کیوں کہ نبوت کے لئے فحاشی و بری راہ پر چلنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کو اس لئے اس خطہ ارضی پر مبعوث کیا جاتا ہے کہ وہ نسل انسانی کو کفر و باطل کی ظلمتوں سے نکال کر حق و اسلام کی روشنی میں لے آئیں اور ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے بندوں کو رشد و ہدایت کی نوری قندیل سے سرفراز کردیں۔ اور خلق خدا کو عیاشی و فحاشی اور ہر قسم کی قباحت و بداخلاقی سے محفوظ رہنے کی تبلیغ کرے اور گناہ و معصیت —— زنا و شراب —— گمراہی و بدکرداری کے برے راستہ سے ہٹا کر نیکی و شرافت' طہارت و پاکیزگی اور عبادت و ریاضت کے سیدھے راستہ پر چلانے کی کوشش کرے! اور اگر ایسا کرنے والے حضرات گرامی یعنی انبیاء علیہم السلام خود ہی ان قباحتوں میں مبتلا ہوجائیں تو پھر وہ قرآن حکیم کی ان آیات کے مصداق بن جائیں گے۔

Marfat.com

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ۔ کہ اے ایمان والو جو تم کر نہیں سکتے وہ کہتے کیوں ہو؟ اور —— اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ —— کہ اے علماء یہود —— تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ یعنی خود نیکی نہیں کرتے!

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

وَمَا يَكُوْنُ عَيْبًا فِيْ حَقِّ الْيَهُوْدِ كَيْفَ يُنْسَبُ اِلَى الرَّسُوْلِ —— کہ جب یہ عیب یہودی علماء کے حق میں برائی ہے تو پھر کسی رسول کی طرف اس برائی کی نسبت کیسے کی جاسکتی ہے۔

(۱۶) تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۲۰۔ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۷ احسن القصص صفحہ ۱۳۸ ——

قَامَتِ الْمَرْاَةُ اِلٰى صَنَمٍ كَانَ هُنَاكَ فَسَتَرَتْهُ وَ قَالَتْ اَسْتَحِيْ مِنْهُ —— اَنْ يَرَانَا ——

کہ بی بی زلیخا بت کے پاس کھڑی ہوگئی جو اس مکان میں تھا اور اس پر پردہ ڈال دیا اور چھپا دیا تا کہ یہ ہمیں دیکھ نہ لے۔

فَقَالَ يُوْسُفُ اِسْتَحَيْتُ مِمَّنْ لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنَ السَّمِيْعِ الْبَصِيْرِ الْعَلِيْمِ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ——

پس حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

کہ زلیخا تجھے اس پتھر کے بت سے حیاء آتی ہے کہ جو نہ دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے تو پھر میں اس خدا سے حیاء کیوں نہ کروں جو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے اور دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔

تفسیر کبیر کے الفاظ یہ ہیں:

قالو ان المراة قامت الى صنم مكلل بالدر والياقوت فى زاوية البيت فسترته بالثوب فقال يوسف لم فعلت ذالك قالت

استحفی من الھی ھذا ان یرانی علی معصیۃ——

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عورت یعنی زلیخا ایک بت کے پاس گئی جو لعل و جواہرات سے جڑا ہوا تھا اور سچے موتیوں سے مزین تھا—— زلیخا نے اپنی چادر سے بت کو ڈھانپ دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟

زلیخا نے جواب دیا کہ مجھے اپنے خدا سے حیا آتی ہے کہ یہ مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھ نہ لے!

فقال یوسف استحین من صنم لا یعقل ولا یسمع ولا استعی من الھی القائم علی کل نفس بما کسبت فو اللہ لا افعل ذالک ابدا.

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا تجھے نہ دیکھنے اور نہ سننے والے پتھر سے تو حیا آ گئی اور کیا میں اپنے اس خدا سے حیاء نہ کروں جو ہر وقت ہر جگہ حاضر و موجود اور ہر انسان کے ہر عمل کو دیکھتا اور جانتا ہے۔

پس اللہ کی قسم ہے میں ایسا فحش عمل کبھی نہیں کروں گا۔

فھٰذا ھُوَا بُرھَان——

پس یہی برہان تھی——

جتنے منہ اتنی باتیں والی بات ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مکان کی دیوار شق ہوئی تو ایک خوبصورت شکل نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَکَ الْعَصْمَتُہ لَا تَفْعَلُ فَاِنَّکَ مَعْصُوْم"

کہ اے اللہ کے رسول یہ کام نہ کر کیوں کہ تو معصوم ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ جنت کی ایک حور ایک حسین عورت کی شکل میں اس مکان میں آئی تو حضرت یوسف علیہ السلام اس کی صورت دیکھ کر حیران رہ گئے اور پوچھا

Marfat.com

لِمَنْ اَنْتَ —— کہ تو کس کے لئے ہے؟

اس نے جواب دیا!

لِمَنْ لَا یَزْنِی —— کہ میں اس کے لئے ہوں جو زنا نہ کرے —— وغیرہ اور جب زلیخا نے دیکھا کہ میرا محبوب یعنی حضرت یوسف علیہ السلام میری طرف دیکھتا بھی نہیں اور میری طرف مائل بھی نہیں ہوتا اور میرے دل کی وصل و ملاقات کی خواہش پوری کرنے پر آمادہ بھی نہیں ہوتا اور اپنے مضبوط ارادہ میں ہلکی سی لچک بھی پیدا کرنا نہیں چاہتا اور میرے حسن و جمال کو دیکھ کر بھی اس کی نیت میں فتور پیدا نہیں ہوتا اور میری ساری رنگینیوں اور رعنائیوں کو ملاحظہ کرنے کے باوجود بھی میری طرف جھکنے کو تیار نہیں ہوتا تو پھر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشامد اور ان کے بدن مبارک کے ہر ایک عضو کی تعریف کرنی شروع کر دی۔

اور یاد رہے کہ کسی کو اپنی طرف جھکانے' مائل کرنے اور کسی کے مضبوط ارادہ کو توڑنے کے لئے یہ آخری حربہ ہوتا ہے۔

لیکن زلیخا نہیں جانتی تھی کہ کنعان کا یہ جوان اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ حسین وجمیل شہزادہ حسن خداوندی اور جمال ایزدی میں اتنا گم ہو چکا ہے کہ کسی اور کے حسن و جمال کو پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احسن القصص میں یوں لکھا ہے کہ زلیخا نے اس خاص اور خوبصورت محل میں ڈیرا جما لیا جو اس نے صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے تیار کروایا تھا —— دو ستون بنوائے ایک شیشہ کا اور دوسرا سنگ مرمر کا۔

"ور کنار من العقیق ودر کنار من الفیر وزج"

ایک ستون عقیق کا اور دوسرا فیروزہ کا۔ اور سونے اور چاندی سے محل کے صحن کو آراستہ کیا۔

"وجَعَلَتْ ابواب البَیْت من الصندل والعَاج"

Marfat.com

اور محل کے دروازے صندل اور ہاتھی دانت کے بنوائے اور پھر فرش پر خوبصورت رنگوں کے قالین بچھائے۔ دروازوں پر سونے کے تاروں سے منقش پردے لٹکائے۔

پھر اپنی لونڈی سے کہا۔

اِنِّیْ قَدْ غَرِقْتُ فِیْ حُسْنِہٖ اَلْغُلَامِ الْعِبْرَانِی! —— کہ میں اس عبرانی غلام کے حسن لازوال کو دیکھ کر اس کی محبت میں گم ہوگئی ہوں!

کنیز نے کہا —— کہ تو ہر قسم کی زیب و زینت سے آراستہ اور اپنی پوری ناز و ادا سے لبریز ہو کر اور اپنے حسن و جمال کو اور بھی دوبالا کر کے محل کے ساتویں کمرہ میں چلی جا ——

حَتّٰی اَدْعُوْہُ —— پھر میں اسے بلا لاتی ہوں۔ چنانچہ زلیخا بن سنور کر اور اپنے آپ کو دلفریب انداز میں آراستہ کر کے اور مسحور کن اداؤں کے ساتھ کمرہ میں چلی گئی۔

فَجَاءَ یُوْسُفُ وَقْتَ الظُّھْرِ —— پھر حضرت یوسف علیہ السلام ظہر کے وقت زلیخا والے کمرہ میں داخل ہوئے —— وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ —— زلیخا نے فوراً تمام دروازے بند کر دیئے۔

فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْھَا قَالَ یَا اِلٰھِی مَا یَنْجُوْ مِنْھَا اِلَّا الْمَعْصُوْمِ فَاعْصِمْنِیْ —— کہ یا اللہ العالمین سوائے معصوم کے اس خوبصورت جال سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اے ارحم الراحمین مجھے اس فتنہ سے محفوظ رکھ!

فَقَالَتْ یَا حَبِیْبِیْ —— زلیخا نے کہا۔

اے میرے محبوب۔ اے میرے دل آرزو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! بَنَیْتُ ھٰذَا الْبَیْتَ مِنْ اَجْلِکَ —— کہ میں نے یہ خوبصورت مکان تیرے ہی لئے بنوایا ہے

قال —— یَا زُلَیْخَا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَنٰی لِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ اَحْسَنَ مِنْ ھٰذَا لَا یَخْرِبُ اَبَدًا!

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا!

اے زلیخا اللہ کریم نے میرے لئے جنت میں ایک خوبصورت محل بنا کے رکھا ہے جو اس مکان سے بھی زیادہ مزین ہے اور وہ کبھی خراب نہیں ہوگا!

قَالَتْ یَا یُوْسُفُ مَا اَطْیَبَ رَائِحَتَکَ!

زلیخا نے کہا۔ کہ اے یوسف تیری خوشبو کیسی دل و دماغ کو معطر کرنے والی ہے۔

اور میں تیرے رب کو ان تمام خزانے دے کر تجھے پالوں گی——حَتّٰی یَرْضَا —— یہاں تک کہ خدا تجھ پر راضی ہو جائے گا۔

فرمایا——اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا یَقْبَلُ الرِّشْوَۃَ!

کہ میرا رب رشوت قبول نہیں کرتا!

قَالَتْ مَا اَحْسَنَ صُوْرَتَکَ!

زلیخا نے کہا کہ تیری صورت کس نے خوبصورت بنائی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی صَوَّرَنِیْ——

فرمایا——میری یہ حسین صورت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں۔

خدائے من کہ نتواں حق گزارش
برشوت کے شود آمرزگاریش
بجاں دادن چو مزدا نہ کس نگیرد
در آمرزش کجا رشوت پذیرد

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا' میرا خدا ہمیشہ حق کہتا ہے اور وہ کسی سے رشوت طلب نہیں کرتا۔

معاذ اللہ کہ راہ کج روم من
زتو ایں حیلہ دیگر بشنوم من

Marfat.com

فرمایا — کہ اللہ مجھے اپنی پناہ میں رکھے کہ میں غلط راستہ پر چلوں اور اگر تو ہزار حیلے بھی کرے گی تو میں کبھی قبول نہیں کروں گا۔

سوالش کرد کاں پس پردہ چیست
دراں پردہ نشستہ پردگے کیست

حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے پوچھا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے اور پردے کے پیچھے کون بیٹھا ہے۔

بگفت آں کس کہ تامن زندہ ہستم
برسم بندگانش می پرستم

زلیخا نے جواب دیا —

کہ یہ میرا خدا ہے جس کی میں ابتدائے عمر سے ہی پوجا کرتی آ رہی ہوں!' اور میں نے اس پر اس لئے پردہ ڈال دیا ہے تاکہ یہ مجھے دیکھ نہ لے۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا!

من ازبینای دانا چوں نترسم
زقیوم توانا چوں نترسم

کہ میں اپنے رب سے کیوں نہ ڈروں جو ہر وقت' ہر گھڑی' ہر ساعت اور ہر مکان و ہر زمان میں ہر کسی کو دیکھتا رہتا ہے اور جو دانا و بینا اور حی و قیوم ہے۔!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اس مقام کو یوں بیان کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ مولوی غلام رسول مرحوم کی احسن القصص حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی احسن القصص کا پنجابی نظم و ترجمہ ہے۔

یوسف پچھے دس زلیخا پردیوں پار کیائی
کہے زلیخا گلیں باتیں توں کیوں دیر لگائی!
پردیوں پار ایہی رب میرا میں پوجاں جس تائیں
پردہ پایا مت رو ویکھے میرا عمل اتھائیں

آہ بھری سن رویا یوسف سگوں سنگ تسائیں
دانا بینا تھیں میں غافل شرم میرے وچہ ناتیں
کہے زلیخا یوسف تیری واہ صورت نورانی
یوسف کہے جیویں رب بھانی اکدن ہوسی فانی
کہے زلیخا یوسف تیرے وال عجب ایہہ کالے
یوسف کہے انہاں نوں اکدن خاک قبر دی گالے
کہے زلیخا تیریاں زلفاں گرد چندے جوں حالا
یوسف کہے نہ زلفاں رہسن نہ ایہہ زلفاں والا
کہے زلیخا ایہو ای ویلا دل دے راز کھلن دا
یوسف کہے او اوکھا ویلا وقت اعمال تلن دا
توں آکھیں میں بدل گناہاں دیواں مال خزانے
دولت مال سبھی شے اسدا ہر شے ہر زمانے
تے اور رشوت لے نہ مولے حاجت اوس نہ کائی
اوہ خود مال خزانے ونڈ دا ہر تھاں تے ہر جائی

امام رازی اور دوسرے مفسرین نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت و پاکدامنی اور زلیخا کے ساتھ برا ارادہ کرنے کی تردید کرتے ہوئے قرآن حکیم میں سے ہی دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کو اپنی برأت و معصومیت بیان کرتے ہوئے کہہ دیا تھا۔

هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَفْسِي —— کہ اس نے مجھے ورغلایا پھسلایا اور لبھایا کہ میں اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکوں۔

اور —— رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ —— اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مصر کی عورتیں مجھے

بلاتی ہیں۔

اور پھر زلیخا کے خاوند عزیز مصر نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی تائید وتصدیق کرتے ہوئے کہہ دیا تھا۔ اِنَّهٗ مِنْ کَیْدِکُنَّ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ" —— کہ یہ تم عورتوں کا مکر اور چلتر ہے اور بے شک تمہارا مکر ایک عظیم فتنہ ہے!

اور پھر عزیز مصر نے زلیخا کے برے ارادہ کو تسلیم کرتے ہوئے اسے یہ کہہ دیا تھا۔

وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْبِکِ اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِیْنَ

کہ اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بے شک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے!

اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا!

یوسف اعرض عن ھذا —— کہ اے یوسف تو اس کا خیال مت کرنا——

اور پھر ایک شیر خوار بچہ کی گواہی!

وَشَهِدَ شَاهِدٌ" مِنْ اَهْلِهَا —— اور عورت کے ہی خاندان کے ایک شیر خوار بچے نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت بیان کرتے ہوئے یہ کہا تھا——

کہ اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو پھر زلیخا سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو یوسف سچا ہے اور زلیخا جھوٹی ہے۔ پس جس قمیص دیکھی گئی تو وہ پیچھے سے پھٹی تھی——

اور پھر زلیخا نے بھی اقرار کرلیا تھا——

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ —— کہ میں نے ہی اس کا دل لبھانے اور اسے سیدھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کی تھی مگر اس نے زنا وحرام کاری کے تمام اسباب ومواقع ہونے کے باوجود بھی اپنی جوانی کو داغدار نہیں ہونے دیا۔

اور ایک بار پھر زلیخا نے اقرار کرلیا تھا۔

قَالَتِ امْرَاَةُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

Marfat.com

الصّادِقِینَ!

کہ عزیز مصر کی بیوی نے کہا کہ اب اصلی بات کھل گئی ہے اور اصل حقیقت کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ میں نے ہی یوسف کو راہ حق و صداقت سے ہٹانے کی کوشش کی تھی اور میں اس کی پاک دامنی کی گواہی دیتے ہوئے اقرار اور تصدیق کرتی ہوں کہ یہ یوسف بے شک سچے ہیں۔

اور اللہ کریم کا خود وارشاد پاک:

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَآءِ

کہ ہم نے یوں ہی اس سے برائی اور فحاشی کو پھیر دیا کیوں کہ یوسف علیہ السلام ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے!

قارئین کرام!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ قرآن مجید کے ان روشن دلائل کے باوجود بھی اگر کوئی انسان حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف برائی کی نسبت کرتا ہے اور ان کی معصومیت و پاکدامنی پر اعتراض کرتا ہے تو پھر یہ ضلالت و گمراہی کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے بلکہ کفر ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن —— حیران ہے کہ تمام مفسرین کرام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و طہارت پر خوبصورت اور روشن دلائل دے کر اس کے مقدس دامن کو برائی کا داغ لگنے سے تو محفوظ رکھا ہے لیکن بی بی زلیخا کی طرف کسی نے کوئی توجہ نہیں دی حالانکہ وہ خدا کے ایک برگزیدہ رسول کی زوجہ محترم بننے والی ہے! تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہے۔

پہلی یہ —— کہ زلیخا ایک عورت ہے اور عورت محبت میں بہت کچھ کر گزرتی ہے اور اس نے بھی ہجر و فراق کے ہزاروں دکھ جھیلے تھے —— مال و دولت قربان کئے تھے۔ لعل و جواہرات کے خزانے نچھاور کئے تھے اور ایک نبی کے عشق میں فنا ہو کر وصل کے

Marfat.com

شوق کی آرزو کر بیٹھی تھی۔

دوسری وجہ یہ کہ ہمارے حق پرست علماء کرام اور حق بیں مفسرین عظام نے یہ ضروری سمجھا اور درست سمجھا کہ وہ جاہل اور بے ادب و گستاخ لوگ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف برائی کی نسبت کر کے عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں انہیں پتہ چل جائے کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کی چادر ہر قسم کی برائی وفحاشی کے داغ سے پاک ہے!

کیونکہ وہ نبی تھے اور ہر نبی معصوم من الخطاء ہوتا ہے اور وہ کسی برائی کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔

اور قرآن مجید کے الفاظ پر ہی تھوڑا سا غور کیا جائے تو بی بی زلیخا کو نعوذ باللہ فاحشہ کہنے والوں کے لئے حقیقت افروز مطالب ومعانی سمجھ آسکے ہیں——

اسلئے! کہ لفظ فاحشہ نہیں فحشا ہے جو مصدری معنہ میں آتا ہے۔ فاحشہ کا معنہ فاعل کے معنہ میں بدکاری کرنے والی عورت ہوگا۔ اور یہ سچ ہے کہ بدکاری نہیں ہوئی۔

اور فحشا کا معنہ۔ بدکاری۔ بمعنہ مصدر!' یا تفسیر کشاف میں علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ—— وَقِيْلَ رَاى تِمْثَالَ الْعَزِيْزِ!

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی مثل یعنی صورت دیکھی تو ایسی صورت حال میں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ عزیز مصر کی مثال صرف حضرت یوسف علیہ السلام ہی کو نظر آئی ہو اور زلیخا کو اپنے شوہر کی مثال دکھائی نہ دی ہو۔

زلیخا کو بھی ضرور عزیز مصر یعنی زلیخا کا خاوند نظر آیا ہوگا——تو پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کے سامنے برائی' فحاشی اور بدکاری کے لئے مصر ہو!

یا بہت سی تفاسیر کے حوالوں سے پہلے لکھا جاچکا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے بند کمرہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت پاک نظر آئی جسے قرآن مجید نے برھان فرمایا ہے۔

Marfat.com

تو زلیخا کو بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مبارک دکھائی گئی ہوگی تو ایسی صورت میں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک منکوحہ عورت کسی غیر انسان کی موجودگی میں برائی کی طرف راغب ہو۔

اور پھر علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کشاف میں ——وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا کے تحت ایک ایمان افروز نکتہ بیان کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے اللہ کی برہان آئی ہے اسی طرح بی بی زلیخا کے لئے بھی وہی برہان تسلیم کرلینی چاہئے۔

اس عجیب وغریب اور حقیقت افروز نکتہ سے یہ ثابت ہوگا کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے رب کی برہان دیکھ کر برائی کا ارادہ ہی نہیں کیا تھا اسی طرح اگر زلیخا کو بھی برہان نظر نہ آتی تو وہ بھی برائی کا ارادہ کرلیتی۔

جلد۲ صفحہ ۴۵۶——لِاَنَّ الْهَمَّ لَا يَتَعَلَّقُ بِالْجَوَاهِرِ وَلٰكِنْ بِالْمُعَانِیْ—— کہ ارادہ کا تعلق حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ محض معانی پر مشتمل ہے۔

وَالْمُخَالَطَتُه لَا تَكُوْنُ اِلَّا مِنَ اثْنَيْنِ مَعًا۔

کیونکہ مرد اور عورت کی مخالطت تب پیدا ہوتی ہے جب دونوں اکٹھے ایک ہی معنہ میں ارادہ کرلیں۔

اور یہاں دونوں کے ارادہ میں لفظ ومعنہ میں فرق ہے۔ زلیخا کے ارادہ میں لام اور قد دونوں حروف تاکید کے مگر حضرت یوسف علیہ السلام کے ارادہ میں نہ لام ہے اور نہ قد——یعنی کے ارادہ میں تاکید نہیں ہے!

فَكَاَنَّهٗ قِيْلَ وَلَقَدْ هَمَّا بِالْمُخَالَطَةِ لَوْلَا مَنَعَ مَانِعٌ" اَحَدُهُمَا—— پس اسی لئے کہا گیا ہے کہ دونوں مخالطت کرلیتے۔ اگر کوئی چیز دونوں کے درمیان مانع نہ ہوتی یعنی رب کی برہان!

اور پھر عزیز مصر اتنا ہی بے غیرت تھا کہ اس کی اپنی بیوی ایک غیر مرد کے ساتھ

Marfat.com

بدکاری کے لئے ابھارتی ہے اور وہ خاموش رہتا ہے اور اپنی آنکھوں سے اپنی بیوی کی فحش حرکات دیکھتا ہے اور اسے قتل نہیں کرتا۔

جب عزیز مصر' مصر کا حاکم تھا۔ شہنشاہ تھا اور صاحب اختیار تھا تو پھر زلیخا کی ناپسندیدہ حرکات دیکھ کر اسے قتل کرنے میں کون سی چیز مانع تھی وہ یہ تو جانتا تھا کہ میری بیوی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کرتی ہے اور اس کے عشق کی آگ میں جلتی رہتی ہے اور اس کی یاد میں آہیں بھرتی رہتی ہے!

اور وہ اتنی فنافی الیوسف ہو چکی ہے کہ رات کے تاروں' گلشن کی بہاروں اور دنیا کے پرکیف نظاروں میں اسے یوسف ہی کی صورت دکھائی دیتی ہے —— اور ہجر و فراق کے جانگداز لمحات میں تڑپتی رہتی ہے اور جب فصد کرواتی ہے تو خون کے ہر قطرہ سے یوسف کی آواز سنائی دیتی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ زلیخا یوسف کے ساتھ بے راہ روی اور بے حیائی تک پہنچ چکی ہے۔

ورنہ زلیخا کو اس کھلی بے حیائی سے پہلے ہی قتل کر دیتا۔

سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۵:

وَاسۡتَبَقَا الۡبَابَ وَقَدَّتۡ قَمِيۡصَه' مِنۡ دُبُرٍ وَّ اَلۡفَيَا سَيِّدَهَا لَدَ الۡبَابِ قَالَتۡ مَاجَزَآءُ مَنۡ اَرَادَ بِاَهۡلِكَ سُوۡٓءًا اِلَّآ اَنۡ يُّسۡجَنَ اَوۡ عَذَابٌ" اَلِيۡمٌ" (سورۃ یوسف)

القرآن المجید —— پھر دونوں دروازہ کی طرف دوڑے اور زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک پیچھے سے پھاڑ دی۔

اور پھر زلیخا بولی اس انسان کی کیا سزا ہے جو تیری گھر والی سے برائی کا ارادہ کرے! مگر یا تو اسے قید کیا جائے اور یا دکھ کی مار اور دردناک عذاب ——

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ زلیخا پوری طرح نفسانی خواہش سے مرعوب ہو کر مجھے ورغلانے اور پھسلانے کے لئے انتہائی کوشش کر رہی ہے اور کہیں

Marfat.com

ایسا نہ ہو کہ شیطان کے اس پھیلائے ہوئے جال میں میرا دامن بھی الجھ جائے اور میرے نبوت کے خاندان کی عزت و آبرو خاک میں مل جائے اور پھر میری شرافت و پاکیزگی کی سفید چادر پر کوئی بے حیائی کا سیاہ داغ لگ جائے تو انہوں نے دوڑ کر اپنی عزت بچانی چاہی اور وہ دوڑ پڑے۔

اور زلیخا بھی ان کے پیچھے پیچھے دوڑ پڑی تا کہ انہیں پکڑ کر بے حیائی کی طرف راغب کرنے کی اور کوشش کرے۔ مکان کے سات دروازے تھے اور مقفل تھے مگر حضرت یوسف علیہ السلام دروازہ کو ہاتھ لگاتے تو دروازہ کھل جاتا اور قفل ٹوٹ جاتا تھا۔

اور جب زلیخا دروازہ پر پہنچتی ہے تو دروازہ بند ہو جاتا تھا۔

اور پھر چند لمحوں کے بعد کھل جاتا تھا تا کہ دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہو جائے اور حضرت یوسف علیہ السلام ان ابلیسی جال سے نکل جائیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک بڑی ہی ایمان افروز بات کہی ہے

وَكَذَالِكَ الْعَبْدُ الْمُحِبُّ لِلّٰهِ يَنْبَغِىْ اَنْ يَّهْرَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَ يَتَعَلَّقُ بِعِصْمَتِهِ الرَّحْمٰنِ!

کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پھیلائے ہوئے شیطانی پھندے سے نکلنے کے لئے دوڑے اسی طرح خدا سے محبت کرنے والے بندوں کو بھی چاہئے کہ شیطان کے پھیلائے ہوئے جال سے نکلنے کیلئے اللہ و رحمان و رحیم کی طرف بھاگے اور عصمت کے دامن کو تھام لے۔

سَیِّدَھَا —— یعنی زلیخا کا سردار۔ زلیخا کا مالک۔ زلیخا کا آقا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا نہیں۔

وَاِنَّمَا لَمْ یَقُلْ سَیِّدَھَا لِاَنَّ یُوْسُفَ مَا کَانَ مَمْلُوْکًا۔ اور اسی لئے سیدھا یعنی دونوں کا سردار نہیں کہا گیا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کسی کے غلام نہیں تھے!

Marfat.com

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی نبی کسی کا غلام نہیں ہوتا

قرآن حکیم میں ہے کہ —— وَمَا اَرْسَلْنَاکَ مِنْ رَسُوْلٍ اِلاَّ لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ —— کہ ہم نے جو بھی رسول بھیجا اسے کسی کا مطیع بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ساری دنیا کا مطاع یعنی پیروی کروانے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔

مرزا قادیانی۔ کذاب و دجال و کافر و مرتد کی طرح نہیں کہ ساری زندگی انگریزوں کی غلامی میں رہا!

امام غزالی نے احسن القصص میں کیا ہی اچھا لکھا ہے۔ احسن القصص صفحہ ۱۴۰!

مَزَّقَتْ عَلَیْہِ الْقَمِیْصُ الْفَوْقَانِی وَھُوَ اَلْبَسَہُ اِیَّاہُ وَالتَّحْتَانِیْ اَلْبَسَہ' یَعْقُوْبُ!

کہ زلیخا نے جو قمیص حضرت یوسف علیہ السلام کی پھاڑی تھی وہ اوپر کی قمیص تھی اور وہ زلیخا نے خود پہنائی تھی اور نیچے والی قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کی پہنائی ہوئی تھی۔

سید افتخار الحسن —— بھلا ایک عظیم پیغمبر کی پہنائی ہوئی قمیص کوئی بے حیائی و برائی کے لئے کیسے پھاڑ سکتا ہے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

چنیں زوخامہ نقش ایں فسانہ
کہ چوں یوسف بروں آمد زخانہ
بیرون خانہ پیش آمد عزیزش
گروہی از خواص خانہ نیزش

کہ عشق ومحبت کے اس حقیقی ومقدس اور قرآن پاک کے سوہنے قصہ کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام جب زلیخا کے پرفریب مکان سے باہر آگئے تو زلیخا کا شوہر عزیز مصر دونوں کو مکان سے باہر مل گیا۔

زلیخا نے دیکھا تو بدنامی کے خوف سے کانپنے لگی اور اپنی کمزوری' اپنی خفت اور اپنی

Marfat.com

خطا کو چھپانے کی خاطر فوراً بول اٹھی۔

کہ اے عزیز مصر جو انسان تیری بیوی کیساتھ برائی کا ارادہ کرے اس کی کیا سزا ہونی چاہیے۔ اور پھر خود ہی سزا تجویز کر دی —— کہ یا عمر بھر کی قید اور یا کوئی اور دردناک عذاب۔

ہمارے بعض مفسرین نے اس مقام پر لکھا ہے کہ زلیخا نے یہ سزا اس لئے تجویز کی تھی کر دے چوں کہ اسے ڈر تھا کہ کہیں عزیز مصر طیش اور غصہ میں آ کر یوسف کو قتل نہ کرے۔ بس ایک دو دن جیل میں رہے گا اور یا ایک دو کوڑے کھالے گا تو پھر وہی ذوق وشوق اور وہی محبت کی دلفریبیاں جاری رہیں گی۔ کیونکہ زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام سے انتہائی محبت تھی اور اس نے نہ چاہا کہ میرا محبوب قتل ہو جائے لیکن صاحبزادہ سید افتخار الحسن یہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ زلیخا نے قتل کے ڈر سے یوسف کے لئے یہ سزا تجویز کی تھی۔

اسلئے کہ کوئی محبّ بھی اپنے محبوب کے لئے یہ بھی برداشت نہیں کرتا کہ اس کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ غار ثور میں ایک زہریلے اژدھا کے ڈنگ پر ڈنگ کھا رہے لیکن ایڑی نہیں ہٹاتا اور جنبش تک نہیں کرتا کہ کہیں محبوب کے آرام میں فرق نہ آئے۔

اور ادھر عمر بھر قید اور یا کوڑے زلیخا نے کس طرح اور کیوں قبول کر لئے اور اس سزا کو خود ہی تجویز کیا۔

امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر نسفی جز ۲ صفحہ ۱۶۷ —— اَوْعَذَابٌ" اَلِیْم وَھُوَ الضَّرْبُ بِالسِّبَاطِ۔ کوڑے مارنا

فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَہٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّہٗ مِنْ کَیْدِکُنَّ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم"

(سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۷)

Marfat.com

القرآن الحکیم —— حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ زلیخا نے مجھے پھسلایا کہ میں اپنے نفس پر قابو نہ پاسکوں —— اور پھر زلیخا کے گھر والوں سے ایک گواہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دی —— کہ اگر یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو یوسف سچا ہے اور عورت یعنی زلیخا جھوٹی ہے۔

اور جب عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک دیکھی تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی یہ کہ عزیزِ مصر بول اُٹھا کہ یہ تم عورتوں کا مکر اور چلتر ہے اور تمہارا مکر و چلتر بہت بڑا ہے۔

الغرض —— حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ زلیخا اپنی بدنامی کے ڈر سے اور اپنی بے حیائی پر پردہ ڈالنے کی خاطر سارا الزام مجھ پر لگا رہی ہے اور میرے لئے قید یا کوڑوں کی سزا خود ہی تجویز کر رہی ہے تو انہوں نے بھی اپنی برأت اور بے تعلقی کا اظہار کرنا اور عزیزِ مصر کو ساری حقیقت حال سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہوئے فرمایا کہ:۔

هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ —— کہ اس عورت یعنی زلیخا نے مجھے ورغلایا اور مجھے حرامکاری کے لئے اُبھارا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس پاکیزہ بیان کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ تیرا مکر و چلتر ہے۔

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا ——

یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا —— کہ یوسف اس واقعہ سے درگزر کر اور اس کا خیال نہ کر —— اور اپنی بیوی سے کہا۔

وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْبِکِ اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِیْنَ —— کہ اے عورت

Marfat.com

یعنی اے زلیخا تو اپنے اس گناہ سے معافی مانگ اس لئے کہ تو ہی خطا کاروں میں سے ہے اور تو ہی نے ہی یوسف کو بدکاری پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور اسے راہِ حق و صداقت سے ہٹانے کی سعی کی ——

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے اپنا دامن چھڑانے۔ شیطانی جال سے نکل جانے اور نبوت کی آبرو بچانے کی خاطر بھاگ جانے کا پورا واقعہ سنایا تو عزیز مصر نے پوچھا ——

یوسف تیرا کوئی گواہ!

فرمایا —— ہے؟

اچھا اس کا فیصلہ کل عدالت میں ہوگا!

سید افتخار الحسن کو تعجب ہے کہ عزیز مصر کی اس کارروائی پر —— کہ جو کچھ ہوا —— اسے دیکھنے والا صرف وہی تھا —— کسی دوسرے انسان کو پتہ نہیں تھا کہ اندر کیا ہوا اور باہر دروازہ پر کیا ہوا۔ بہتر تو یہی تھا کہ بات یہیں ختم کر دی جاتی اور اپنی بیوی کو سرِ میدان عدالت میں رسوا نہ کیا جاتا!

مگر اس نے ایسا کیوں کیا؟

میں سمجھتا ہوں کہ محض اس لئے کہ وہ دنیا کے حکمرانوں کو بتانا چاہتا تھا کہ اگر کسی جرم میں اس کی اپنی بیوی ہی مجرم کیوں نہ ہو تو اس پر یونہی پردہ نہ ڈال دیا جائے بلکہ اسے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر کے باقاعدہ سماعت ہونی چاہئے!

شہزادہ سلیم المعروف جہانگیر نے بھی اپنی محبوب بیوی نور جہاں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا۔

اگر دھوبی معاف نہ کرتے تو نور جہاں کا سر بھی قلم کر دیا جاتا۔

چنانچہ اگلے ہی روز مصر کے حکمران نے شاہی آداب کے مطابق عدالت لگوائی اور خود عدل و انصاف کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

Marfat.com

مصر کے عوام اصل حقیقت سے آگاہ ہونے اور اصل واقعہ کو سمجھنے کے لئے اور اپنے فرمانروا کا انصاف دیکھنے کو اُمڈ اُمڈ کر کچہری میں آئے۔

یوسف اور زلیخا کو عدالت میں طلب کیا گیا تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پاک دامنی کا کوئی گواہ پیش کر سکیں۔

عزیز مصر نے خود پکارا——

ہاں—— یوسف—— تو نے کل اپنا گواہ پیش کرنے کو کہا تھا——

تجھے اجازت ہے—— اپنے معصوم اور بے گناہ ہونے پر کوئی گواہ ہے تو پیش کر

—— حضرت یوسف علیہ السلام نے نگاہ اُٹھائی اور عوام کے ہجوم پر نظر کی تو ایک بچہ کو دیکھا جو اپنی ماں کی آغوش میں دُودھ پی رہا تھا تو بول اُٹھے۔

ہاں—— میرا گواہ مجھے مل گیا۔

پوچھا گیا—— کون؟

جواب دیا—— وہ بچہ جو اپنی ماں کی گود میں دودھ پی رہا ہے!

مصر کا شہنشاہ سن کر حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یوسف تو نے عجیب بات کہی ہے۔

کبھی دودھ پینے والے بچے بھی بولتے ہیں اور کلام کرتے اور کسی کی گواہی دیتے ہیں؟

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ عزیز مصر کو پتہ نہیں تھا کہ جب کبھی نبوت کی توہین ہوتی ہو اور کسی نبی کے مقدس دامن پر کوئی دھبہ لگنے والا ہو تو پھر معصوم بچے تو کجا جنگل کے جانور بھی بول اُٹھتے ہیں۔ پتھر بھی پکار اُٹھتے ہیں اور درخت بھی گواہی دینے لگتے ہیں!

مصر کے فرمانروا نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس معصوم بچہ کو اُٹھا کر میرے سامنے میز پر لٹا دو!

ایسا ہی کیا گیا——

عزیز مصر نے اس بچہ سے پوچھا کہ یوسف پر برائی کا الزام ہے میں نے یوسف سے گواہ طلب کیا تھا۔ اس نے اپنی صفائی کا گواہ تجھے بنایا ہے!

Marfat.com

کیا تو بولے گا اور گواہی دے گا؟

بچہ لیٹا تھا —— حرکت میں آ گیا ——

اور بول اُٹھا —— ہاں!

تو پھر کہہ!

بچے نے جواب —— کہ یوسف کی قمیص مبارک دیکھ لو۔

وہ بچہ کون تھا۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۲۲، احسن القصص صفحہ ۱۴۳۔ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۵۹

وَكَانَ اِبْنُ عَمٍّ لَهَا قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ —— حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و پاک دامنی کی گواہی دینے والا بچہ زلیخا کا چچازاد بھائی تھا۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ بچہ صرف چار ماہ کا تھا۔

علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ ۳۹ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والے اس چار ماہ کے بچہ کے متعلق ایک عجیب بات لکھی ہے۔

اِنَّهٗ لَمَّا تَوَلّٰی یُوْسُفُ الصِّدِّیْقُ مَلِکَ مِصْرٍ اَرَادَ اَنْ یَّتَّخِذَ وَزِیْرًا فَاَمَرَهٗ جِبْرِیْلُ اَنْ یَّتَّخِذَ الصَّبِیَّ الَّذِیْ شَهِدَ لَهٗ

کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے والی اور حکمران بن گئے تو انہوں نے اپنے لئے ایک وزیر بنانے کا ارادہ کیا —— تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کہا کہ اپنی گواہی دینے والے بچہ کو اپنا وزیر بنا لو ——

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس اچھا نہ سمجھا مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھر کہا ——

اِنَّ لَهٗ عَلَیْکَ حَقَّ الشَّهَادَةِ —— کہ اے یوسف علیہ السلام اس کی گواہی

Marfat.com

کا اس کے لئے تجھ پر حق ہے۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے اپنا مقرب وزیر بنالیا۔

اس کے بعد علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

فَهٰذَا شَهِدَ لِمَخْلُوْقٍ فَاسْتَحَقَّ الْوُزَارَةُ فَكَيْفَ لِمَنْ شَهِدَ لِلْخَالِقِ بِالْوَاحِدِيْنَةِ أَفَلَا يَسْتَحِقُّ الْكَرَامَةَ —— کہ جس بچہ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک فرد کی عصمت و پاک دامنی کی گواہی دی وہ تو وزارت کے عہدہ پر فائز ہونے کا مستحق بن گیا اور جو خالق یعنی خدا تعالیٰ کی توحید کی گواہی دے گا وہ کرامت و بزرگی کا حق دار کیوں نہیں ہو سکتا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی گدائے کوچہ مرشد لاثانی کہتا ہے کہ عزیز مصر کو چاہیے تھا کہ جس طرح اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے گواہی طلب کی تھی اسی طرح وہ اپنی بیوی یعنی زلیخا سے بھی اس کی برأت کی گواہی طلب کرتا مگر اس نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ تو پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ زلیخا جھوٹی ہے اور اب اسے عدالت میں رسوا کروں گا تو لوگ کیا کہیں گے۔

اور پھر بی بی زلیخا ہی اصرار کرتی کہ اے عزیز مصر جس طرح تو نے حضرت یوسف علیہ السلام سے گواہی طلب کی ہے اسی طرح مجھے بھی اجازت دے کہ میں بھی اپنی بدنامی کا داغ دھونے کے لئے اپنا کوئی گواہ پیش کروں! مگر اس نے بھی ایسا نہیں کیا۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میرا گواہ تو میرا پتھر کا تراشا ہوا بت ہے جس پر میں نے پردہ ڈال دیا تھا۔ اور وہ تو گونگا بہرہ ہے گواہی کیا دے گا۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام کا نقشہ یوں بیان کرتے ہیں۔

در آں مجمع زنِ خویش زلیخا
کہ بودے روز و شب پیش زلیخا

کہ ایک عورت جو زلیخا ہی کے خویش و اقارب میں سے تھی اور دن رات زلیخا

Marfat.com

کے پاس رہتی تھی۔

سہ ماہ کود کے بردوشِ خود داشت
چو جان نگرفتہ در آغوشِ خود داشت

کہ وہ عورت اپنی آغوش میں تین ماہ کا ایک بچہ لئے ہوئے تھی۔

فغاں زد اے عزیز آہستہ تر باش
نہ تعجیل عقوبت الحذر باش

یعنی وہ بچہ پکار اُٹھا کہ اے عزیز مصر یوسف کو سزا دینے میں جلدی نہ کر ——— !

سزا وارِ عقوبت نیست یوسف

کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام سزا کے سزاوار نہیں ہیں۔

بلطف مرحمت اولی ست یوسف

بلکہ یوسف تو زیادہ لطف و کرم کا مستحق ہے۔

اور تین ماہ کا بچہ پھر پکار اُٹھا ——— کہ

حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ دیکھ لیا جائے۔

گر از پیش ست در پیرا ہنش چاک
زلیخا را بود دامن ازاں پاک

کہ ——— اگر یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا کا دامن اس بدنامی سے پاک ہے!

در از پس چاک شد پیراہن او
بود پاک از خیانت دامن او

اور اگر یوسف کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو پھر یوسف کا دامن اپنے مالک کی امانت میں خیانت کرنے سے مبرا ہے۔

حاشیہ کتاب ——— وگویند کہ آں پسر عم زلیخا بود ——— کہتے ہیں کہ وہ بچہ زلیخا کا

Marfat.com

چچازاد بھائی تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ـــــــ کَانَ یَنْظُرُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ حَتّٰی سَمِعَ نِدَا الشِّقِ الْقَمِیْصِ لَهَا ـــــــ یہاں تک کہ اس چالیس دن کے بچہ نے دروازہ کے درزوں میں سے دیکھ لیا تھا اور اس نے زلیخا کا یوسف کی قمیص پھاڑنے کی آواز بھی سن لی تھی!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اس صورتحال کی منظر کشی یوں بیان فرماتے ہیں کہ!

جب عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے گواہ طلب کیا تو انہوں نے مجمع کے چاروں طرف نگاہ اُٹھائی ـــــــ اور اِدھر اُدھر دیکھا تو

اک عورت اتھ خویش زلیخا کھڑی قرابت والی
گود اُوہدی اک بال ایانا عمر جدھی دن چالی

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر سے فرمایا کہ وہ بچہ جو اپنی ماں کی گود میں کھیل رہا ہے۔ میری گواہی دے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ بات سن کر عزیز مصر حیران رہ گیا ـــــــ اور کہا ـــــــ

یہ چالیس دن کا بچہ کیسے کلام کرے گا۔

فرمایا ـــــــ تو پوچھ تو سہی!

بادشاہ نے پوچھا ـــــــ

بچہ گواہی دے گا۔

بچہ ـــــــ ہاں

بادشاہ ـــــــ تو پھر کہو!

بچے نے حقیقت حال واضح کرتے ہوئے ان الفاظ میں گواہی دی۔

جے پیراہن پچھوں پھٹیا جھوٹھی ہوگ زلیخا
یوسف سچا تے ایہہ فتنا بھارا روگ زلیخا

Marfat.com

دائم رحمۃ اللہ علیہ یہاں اپنی ذوق کے مطابق یوں لکھتے ہیں —— کہ

گواہی گواہ نے آن دِتی مولا مہر دا مینہ برسایا ای
شاہد خاص زلیخا دے خویش وچوں جس ماجرا سب سنایا ای
ابن عم زلیخا کوئی آکھدے نیں کھول حال احوال بتایا ای
کڑتہ چرن دی سنی آواز میں بھی ایہہ زلیخا نے زور لگایا ای
لگا کہن اے شاہ گواہ ہیں میں بے شک شبہ دا نام مٹایا ای
اگلے پاسیوں پھٹی قمیض جے کر عیب یوسف دی گرد نے آیا ای
پچھلے پاسیوں پھٹی قمیض جے کرتاں زلیخا نے ظلم کمایا ای
اکھیں کھول کے ویکھ لے آپ شاہا طفل سچ دا سخن الایا ای

مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر کے مطابق جب سات سالہ قحط شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انہوں نے خزانوں کے منہ کھول دیئے اور غلہ کی تقسیم کرنا شروع کر دیا تو ایک آدمی جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی گواہی دی تھی غلہ لینے کے لئے حاضر ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا دامن بھر دیا لیکن وہ تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آ گیا —— حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر اس کی بھرپور کر دی! مگر چند لمحوں کے بعد وہ آدمی پھر آ پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ غلہ صرف تیرے لئے ہی نہیں ہے دوسرے فاقہ کشوں کے لئے بھی ہے!

حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً حاضر ہوئے اور عرض کی یا یوسف! اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ سوالی کون ہے تو تو اپنا تخت و تاج اس کے حوالے کر دے۔

پوچھا —— جبرئیل؟

یہ کون ہے؟

جواب دیا —— یہ وہی بچہ ہے جس نے تیری پاک دامنی کی گواہی دی تھی۔

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا تاج اُتار کر اس سوالی کے سر پر رکھنا چاہا ——— تو ——— جبرائیل علیہ السلام نے بازو پکڑ لیا ——— اور عرض کی ——— کہ بتانا تو یہ ہے کہ جس نے تیری پاک دامنی کی گواہی دی تو تو اپنا تاج اس کے حوالے کرنے کو تیار ہو گیا ہے اور جو انسان اللہ کی توحید اور رسول کی رسالت کی گواہی دے گا قیامت کے دن خدا کی طرف سے اسے کیا کچھ نہیں ملے گا۔

تمام مفسرین کی اس قضیہ پر لمبی چوڑی بحث کے بعد حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ایک حسین انداز اور حقیقت افروز بیان کے ساتھ ختم کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں کہ ——— وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا ——— سے مراد اس قصد کی طرف اشارہ ہے جو زلیخا نے پہلے پہل خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تھا اور اس کی طرف قصد کیا تھا۔

مثلاً ——— بی بی زلیخا نے خواب میں جب حضرت یوسف علیہ السلام کو تیسری بار دیکھا تو پوچھا:

''اے مجھے اپنے حسن پر فریفتہ کرنے والے حسین جوان'' ——— مَنْ اَنْتَ وَمِنْ اَیْنَ اَطْلُبُکَ وَلِمَنْ اَنْتَ ؟؟

تو کون ہے اور میں تجھے کہاں تلاش کروں اور تو کس کے لئے ہے؟

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا تھا

قَالَ اَنَا اِنْس'' وَقَالَ اَنَا لَکِ وَاَنْتِ لِیْ ——— کہ میں ایک انسان ہوں اور میں تیرے لئے ہوں! اور تو میرے لئے ہے! میرے سوا کسی کو پسند نہ کرنا!

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں لکھتے ہیں!

زلیخا نے تیسری بار جب حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ——— کہا۔

کہ اے تاراجِ تو ہوش و قرارم
پریشاں کردہ می تو روزگارم

Marfat.com

غمم دادی و غم خواری نکردی
دلم بردی و دل داری نکردی

کہ اے میرے ہوش وقرار کو برباد کرنے والے تو نے میری زندگی کو پریشان حال کر دیا ہے اور تو نے مجھے غم عشق تو دیا ہے لیکن غم خواری نہیں کی —— اور تو نے میرا دل تو لے لیا ہے مگر دلداری نہیں کی۔

کہ اندوہِ مرا تو تا ہیم دہ
زنامِ شہر خویش آ گاہیم دہ

کہ کب تو مجھے اس جدائی کے غم میں مبتلا رکھے گا۔ اور آج مجھے اپنا اور اپنے شہر کا نام تو بتا دے!

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب میں اپنا پتہ یوں بتایا تھا۔

بگفتہ گر بدیں کارت تمام است
عزیز مصرم، مصرم مقام است

کہ اے زلیخا اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو پھر سن لے کہ میں مصر کا بادشاہ ہوں اور میرا مقام بھی مصر کا شہر ہے۔

ندانم نامِ تو تا سازمش ورد
نیابم جائے تو تا گردمش گرد

کہ —— اے حسن و جمال کے پیکر، اگر مجھے تیرا نام معلوم ہوتا تو میں تیرے نام کا وظیفہ کرتی اور اگر مجھے تیری جائے قیام کا پتہ ہوتا تو میں اس جگہ کا طواف کرتی

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کچھ اس طرح لکھتے ہیں:

دیکھ زلیخا پیریں ڈگے کر کر گریہ زاری
واہ واہ سچیاں قولاں والیا عشق تیرا ہے بھاری

Marfat.com

پہلے نام ٹکاناں اپنا مینوں دس شتابی
پڑھ پڑھ نام تیرا دم کرساں جاوے دلوں بیتابی

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ جواب دیا——

فرمایا جے تد زلیخا ایہو دل دا بھاناں
میں ہاں آپ عزیز مصر دا میرا مصر ٹکاناں

غزالی رحمۃ اللہ علیہ —— وَلَا تَخْتَارِیْ عَلٰی سِوَائِیْ —— کہ میرے علاوہ کسی اور کو پسند نہ کرنا —— کسی اور کو گلے نہ لگانا اور کسی اور کی محبت میں گرفتار نہ ہونا۔

مولوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یاد رکھیں مت میرے باہجوں ہور کسے دل جاویں
عشقوں ہرگز ہل نہ جائیں ثابت قدم ٹکائیں
میں تیرا توں میری ہو کے تن من خاک رلائیں
تے غیراں ول جھات نہ پائیں غیروں جان چھڑائیں
باہجھ میرے کوئی لبھیں ناہیں لبھ پواں گا تینوں
میں وی یاد رکھاں گا تینوں یاد رکھیں توں مینوں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ —— وَھٰذَا وَجْھُہٗ حَسَنٌ لِاَنَّ الْاَنْبِیَاءَ کَانُوْا مَعْصُوْمُوْنَ لَا یَقْصِدُوْنَ الْمَعَاصِیْ —— کہ اس آیت کے یہ معانی بہت ہی عمدہ اور اچھے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور کبھی گناہوں کا ارادہ نہیں کرتے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ جب یوسف و زلیخا بچپن سے ہی ایک دوسرے کی محبت کے سچے موتی کی طرح اپنے اپنے پاک وصاف دل میں صدف میں چھپائے بیٹھے تھے اور دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کا عشق شمع فروزاں کی طرح روشن تھا اور دونوں ہی ایک دوسرے کا وصل چاہتے تھے اور جب دونوں ہی ایک

Marfat.com

دوسرے پر جان و دل سے فدا تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام بی بی زلیخا سے اور بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سے اُلفت و پیار کے مقدس رشتہ سے منسلک تھے تو پھر ان کا تنہائی میں ملنا کون سا گناہِ عظیم ہے!

لیکن —— کچھ بے ادب و گستاخ لوگ جن میں اہل حدیث' دیوبندی اور جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے شامل ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے نکاح کا ہی انکار کر دیتے ہیں!

بلکہ —— مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تو اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں تو یہاں تک لکھ دیا ہوا ہے کہ:

> ''بھلا حضرت یوسف علیہ السلام ایک ایسی عورت سے کس طرح نکاح کر سکتے تھے جس کی فحاشی و بے حیائی کا انہیں ذاتی طور پر تجربہ ہو چکا تھا۔''
>
> نَعُوْذُ بِاللهِ——

☆☆☆..............☆☆☆

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کا نکاح

حالانکہ —— ہمارے تمام حق پرست مفسرین، حق گو علمائے دین اور حق بین مجتہدین نے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کا آپس میں نکاح پوری وضاحت —— پوری وضاحت اور پوری تحقیق کے ساتھ لکھا ہے۔

مثلاً ——

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۲، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر نسفی جز ۲ صفحہ ۱۷۵ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ ——

اِنَّ الْمَلِکَ تَوَجَّہ" یُوْسُفَ وَخَتَمَہٗ بِخَاتِمِہٖ وَرَدَّاہُ بِسَیْفِہٖ وَضَعَ لَہٗ سَرِیْرًا مِنْ ذَھَبٍ مُکَلَّلاً بِالدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ.

کہ —— مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف توجہ دی —— اور اپنی حکومت کی انگوٹھی اور تلوار انہیں عطا کر دی —— اور ان کے لئے سونے کا ایک تخت بنایا جس پر سچے موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے سونے کے تخت کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی شاہی تاج میرے لباس میں شامل ہے اور نہ ہی میرے آباء واجداد کے لباس میں!

Marfat.com

فَجَلَسَ عَلَى السَّرِيرِ وَدَانَتْ لَهُ الْقَوْمُ وَفَوَّضَ الْمَلِكُ اِلَيْهِ اَمْرَهُ ــــ

وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام لکڑی کے تخت پر رونق افروز ہو گئے اور بیٹھ گئے اور پھر ساری مصری قوم نے انہیں جھک کر سلام کیا!

وَعَزَلَ قَطْفِيرُ ــــ

قطفیر معزول ہو گیا!

اور حکومت کا سارا کاروبار ان کے سپرد کر دیا!

ثُمَّ مَاتَ بَعْدُ!

پھر قطفیر مر گیا ــــ

فَزَوَّجَهُ الْمَلِكُ امْرَاَتَهُ!

پھر مصر کے بادشاہ ریان نے قطفیر کی بیوی بی بی زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کر دیا۔

فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِمَّا طَلَبْتِ فَوَجَدَهَا عُذْرًا ــــ

پس جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی منکوحہ بیوی حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب گئے تو فرمایا ــــ اے زلیخا ــــ اس طرح اچھا ہے یا جس طرح تو مجھے بلاتی تھی ــــ

فَوَلَدَتْ لَهُ وَلَدَيْنِ اَفْرَاثِيمَ وَمَيْشَا ــــ پھر ان کے ہاں دو صاحبزادے پیدا ہوئے! ایک کا نام افراثیم اور دوسرے کا نام میشا یا منشا تھا۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ــــ فقالت لی حوائج ــــ حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا کا جب ملاپ ہوا تو زلیخا نے کہا کہ میری چند حاجتیں ہیں!

Marfat.com

فرمایا —— کہو!

عرض کی ——

اَلْاُوْلٰی اَنْ تَسَاءَ اللهُ اَنْ یَرُدَّ عَلَیَّ بَصَرِیْ وَشَبَابِیْ وَجَمَالِیْ —— کہ پہلی حاجت۔ خواہش اور تمنا یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر ——

میرا حسن —— میرا جمال —— اور میرا شباب واپس لوٹ آئے اور میری آنکھوں کی بینائی بھی واپس آجائے تاکہ میں تجھے ایک بار پھر جی بھر کے دیکھ لوں!

وَقَالَ بَعْضُهُمْ کَانَ عُمْرُهَا تِسْعِیْنَ سَنَةً ! —— اور بعض کہتے ہیں کہ ان دنوں زلیخا کی عمر نوے برس کی تھی۔

فَدَعَا لَهَا یُوْسُفُ فَرَدَّ اللهُ عَلَیْهَا بَصَرُهَا وَشَبَابُهَا وَجَمَالُهَا —— پس حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی تو زلیخا کا حسن و جمال اور جوانی و شباب دوبارہ واپس آگئے اور بینائی بھی واپس لوٹ آئی!

وَالْحَاجَةُ وَالثَّانِیَةُ اَنْ تَزَوَّجِنِیْ ! —— اور میری دوسری تمنا یہ ہے کہ تو میرے ساتھ نکاح کرلے!

فَسَکَتَ یُوْسُفُ ! —— حضرت یوسف علیہ السلام یہ سن کر خاموش ہوگئے!

فَاَتَاهُ جِبْرَائِیْلُ —— حضرت جبرائیل خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے!

وَقَالَ لَهٗ —— یَا یُوْسُفُ اِنَّ رَبَّکَ یُقْرِءُ کَ السَّلَامَ —— اور عرض کی —— اے یوسف علیہ السلام اللہ کریم تمہیں سلام کہتا ہے۔

وَیَقُوْلُ لَکَ لَا تَبْخَلْ عَلَیْهَا مَا طَلَبَتْ ! —— اور تمہیں حکم دیتا ہے کہ زلیخا جو کچھ طلب کرتی ہے۔ اس میں بخل نہ کر —— یعنی زلیخا کے ساتھ نکاح کرلو!

—— فَتَزَوَّجْ بِهَا فَاِنَّهَا زَوْجَکَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ —— پس اس کے ساتھ نکاح کرلو کیونکہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تیری بیوی یہی ہے!

تفسیر ابن کثیر اُردو پارہ ۱۳ صفحہ ۳ مطبع نور محمد اصح المطابع

Marfat.com

الغرض ـــــ شاہِ مصر ریان بن ولید نے سلطنتِ مصر کی وزارت آپ کو دے دی!

پہلے اس عہدہ اس عورت یعنی زلیخا کا خاوند فائز تھا جس نے آپ کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تھی۔

اس نے آپ کو خریدا! ـــــ آخر شاہ مصر آپ کے ہاتھ پر ایمان لایا! ـــــ حضرت ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ آپ کو خریدنے والا الحضر تھا ـــــ یہ انہیں دنوں انتقال کر گیا تو اس کے بعد مصر کے بادشاہ نے اس کی زوجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا ـــــ پھر اس کے بطن سے دو لڑکے افرائیم اور میشا پیدا ہوئے!

تفسیر محمدی ـــــ منزل ۳۰ صفحہ ۱۲۲ مطبع محمدی حافظ محمد لکھو کے والے اہل حدیث حضرات کے امام و مجدد

عزیز ہویا معذور اس کموں یوسف حاکم ہویا
تاں اور قطفیر عزیز بے چارہ انہاں دناں وچہ مویا
پھر یوسف نال نکاح زلیخا بدھا شاہ زمانے
جاں پاس زلیخا یوسف آیا سخن الایا دانے
آکھے ایہہ کم نیک یا اوہو طلب کیتا توں جنہوں
زلیخا آکھیا اے صدیقا نہ کریں ملامت مینوں

تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۸۳ علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر والی عبارت!

تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۸۶:

سُئِلَ عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ يَوْمُ نِكَاحٍ وَنُكِحَ فِيْهِ اٰدَمُ وَ حَوَّا وَيُوسُفُ وَ زُلَيْخَا.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمعۃ المبارک کی فضیلت کے متعلق پوچھا گیا تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نکاح کا دن ہے اور اسی دن حضرت آدم

Marfat.com

علیہ السلام اور حضرت مائی حوا علیہا السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا!

نزہت المجالس جلد اصفحہ ۱۳۱ علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ ——

وَتَزَوَّجَ مُوسیٰ بِصُورَا بِنْتِ شعیب وَ مُحَمَّد صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَائِشَتِہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَیُوسُفُ بِزُلَیْخَا وَ تَزَوَّجَ عِلِی" بِفَاطِمَہ کُلُّ ذَالِکَ فِیْ یُوْمِ الْجُمُعَۃِ

جلد اصفحہ ۵۰ میں بھی ہے!

تفسیر خازن' امام العلامتہ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی —— المعروف بالخازن ثم ان قطفیر ھلک فی تلک اللیانی فزوج الملک لیوسف راعیل —— یعنی زلیخا کیوں کہ بعض مفسرین نے زلیخا کا نام راعیل بھی لکھا ہے' اِمْرَاۃُ قَطفیر —— قطفیر کی بیوی سے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کردیا۔

فَقَرَّبَ مِنھَا فَوَجدھَا عَذرًا —— حضرت یوسف علیہ السلام جب زلیخا کے قریب گئے تو اسے کنواری پایا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت صورا سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح بی بی زلیخا سے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت خاتون جنت جناب فاطمہ صلوۃ اللہ علیہا' یہ سب نکاح جمعتہ المبارک کے دن ہوئے۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۱۶

باب نکاح بستن یوسف بازلیخا بفرمان خدا (صفحہ ۱۱۶)

چوں فرماں یافت یوسف ازخداوند
کہ بندد بازلیخا عقد پیوند

Marfat.com

کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے خداوند کریم کی طرف سے یہ فرمان پایا کہ زلیخا کے ساتھ نکاح کرلو — تو

بقا قون خلیل و دین یعقوب
برآئین جمیل و صورت خوب

تو حضرت خلیل علیہ السلام کی شریعت کے قانون کے مطابق اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے دین کے موافق۔

زلیخا را بعقد خور رآورد
بعقد خویش یکتا گوہر آورد

بی بی زلیخا کو اپنے رشتہ نکاح میں لے آئے' گویا کہ ایک بے مثال موتی اپنے نکاح میں لے آئے۔

نزہت المجالس جلد ا صفحہ ۵۰ — لَمَّا تَزَوَّجَتْ زُلَيْخَا بِيُوسُفَ لَمْ تَنْظُرْ اِلَيْه — جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح کرلیا تو اس نے ان کی طرف دیکھا نہ — فَسَأَلَهَا عَنْ ذَالِکَ — حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا زلیخا سے سبب پوچھا —

فَقَالَتْ مِنْ وَجَدَ حُبَّ اللّٰهِ فَكَيْفَ يَجِدُ غَيْرَه' — تو زلیخا نے جواب دیا کہ اللہ سے محبت کرنے والا کسی غیر سے محبت نہیں کرتا!

احسن القصص صفحہ ۲۳۰' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت یوسف علیہ السلام سے زلیخا نے جب ملاقات کی — تو

زلیخا نے کہا — اَنَا زُلَيْخَا الَّتِىْ خَدَمْتُکَ بِرُوْحِىْ وَبَدَنِىْ — کہ میں وہی زلیخا ہوں جس نے دل وجان سے تیری خدمت کی ہے۔

فَتَحَيَّرَ يُوْسُفُ مِنْ ضُعْفِهَا وَعِجْزِهَا وَكِبَرِ سِنِّهَا — حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کا بڑھاپا — عاجزی اور مسکینی کو دیکھ کر حیران رہ گئے!

Marfat.com

قَالَ جِبْرِیْلُ اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ لِیَقُوْلُ اَقْضِ حَاجَتَھَا ——— تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ زلیخا کی حاجت پوری کرو!

قَالَ یُوْسُفُ مَاحَاجَتِکَ ——— فرمایا۔ زلیخا تیری کیا تمنا ہے؟ ——— قَالَتْ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَکُوْنَ لَکَ زَوْجَۃً" وَاَنْتَ لِیْ زَوْجٍ ——— زلیخا نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ میں تیری بیوی بنوں اور تو میرا شوہر!

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ——— کہ میں تجھ سے کیسے نکاح کروں جب کہ تو ایک فقیرنی ——— بڑھیا ——— اندھی اور کافرہ عورت ہے۔

جبریل علیہ السلام پھر حاضر ہوئے! اور عرض کی

یَایُوْسُفُ اِنَّ اللّٰـہَ تعالیٰ یَقُوْلُ اِنْ کَانَتْ عَجُوْزَۃً" فَاَنَا اَجْعَلُھَا صَبِیَّۃً" وَاَنْ کَانَتْ فَقِیْرَۃً" وَاَنَ اَجْعَلُھَا غَنِیَّۃً" وَاِنْ کَانَتْ کَافِرَۃً" اَنَا اَجْعَلُھَا مُؤْمِنَتَہٗ"

کہ اے یوسف اللہ کریم تمہیں حکم دیتا ہے کہ اگرچہ وہ یعنی زلیخا بوڑھی ہے مگر ہم اسے لڑکی بنا دیں گے اور اگرچہ وہ فقیرنی ہے تو ہم اسے غنی و تونگر کر دیں گے اور اگرچہ وہ کافرہ ہے لیکن ہم اسے مومن و مسلمان کر دیتے ہیں!

لِاَنَّھَا تُحِبُّ مَنْ یُحِبُّنَا بِلاَ وَاسِطَۃً ——— کیونکہ مجھ سے بلاواسطہ محبت کرنے والے سے محبت کرتی ہے!

پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے زلیخا کے بدن کو چھوا تو وہ اس زمانہ کی حسین عورتوں سے بھی زیادہ حسین ہوگئی۔

وَھِیَ بَکْرَ ——— اور وہ کنواری تو تھی ہی!

فَعَقَدَ بَیْنَھُمَا یَعْقُوْبُ ! ——— پس پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے دونوں یعنی یوسف و زلیخا کا نکاح کر دیا۔

فَلَمَّا خَلاَبِھَا وَجَدَھَا بَکْر" وَ عَذْرًا ——— پس جب حضرت یوسف علیہ

السلام نے بی بی زلیخا سے خلوت کی تو اسے کنواری پایا!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن اپنی شب بیدار، تہجد گزار، عالمہ فاضلہ اور فقیہا ماں کی دعاؤں کے طفیل اہل ایمان کی خدمت میں عرض، کرتا ہے کہ ایسے روشن دلائل اور کھلے ہوئے حقائق کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی انسان حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا کے نکاح کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ زندگی بھر ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتا پھرے گا اور اسے رشد و ہدایت کی روشنی نظر نہیں آئے گی۔

حضرات محترم —— ان دونوں کے نکاح سے انکار ایک ایسی دلدل ہے کہ جس میں آہستہ سے بھی پاؤں رکھنے سے آدمی ایسا پھنس جاتا ہے کہ زور لگانے سے بھی باہر نہیں نکل سکتا بلکہ اگلا پاؤں اور بھی گہرا چلا جاتا ہے —— انکار کرنے والے پاکستانی نام نہاد مفسرین اور گستاخ مولوی اتنا بھی نہیں جانتے کہ ایسا کرنے سے نہ صرف خدا کے ایک پیارے رسول اور عظیم نبی کی توہین ہوتی ہے بلکہ اس کی زوجۂ محترمہ کے دامن پر بھی فحاشی کا دھبہ لگ جاتا ہے اور کفار و مشرکین کو موقعہ مل جاتا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کی مقدس چادر کو پھاڑنے کی ناکام کوشش کرتے رہیں اور سادہ و بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

آخر —— ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقین کی طرف سے لگائے گئے الزامات کے جوابات دے کر ہم لوگ ان کی عزت و آبرو اور عفت و عصمت کے دامن کو دلائل کے آب کوثر سے دھو کر پاک وصاف کرنے کی کوشش صرف اس لئے کرتے رہتے ہیں کہ ان کی وجہ سے توہین رسول نہ ہو۔

تو —— کیا حضرت زلیخا کے نکاح اور پھر اس کی عفت کے دوپٹہ پر کسی قسم کی برائی کا داغ لگا کر کیا ہم اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی توہین نہیں کرتے۔

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِىْ لُمْتُنَّنِىْ فِيْهِ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ

Marfat.com

الصّٰغِرِیْنَ ٥ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَکُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ کَیْدَهُنَّ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سورۃ یوسف: آیت نمبر۳۱-۳۲-۳۳)

القرآن المبین —— اور شہر کی کچھ عورتوں نے کہا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے جوان کا دل لبھاتی ہے! بس اس جوان کی محبت اس کے دل میں گھر کر چکی ہے تو ہم اسے یعنی زلیخا کو اس جوان کی محبت میں خود رفتہ پاتی ہیں —— تو جب زلیخا نے ان عورتوں کی ایسی گفتگو سنی تو ان عورتوں کو بلا بھیجا اور ان کے لئے مسندیں تیار کیں اور ان میں ہر ایک کو چھری دی —— اور یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ذرا اپنے حجرہ سے نکل کر انہیں اپنا حسن و جمال دکھا دو —— جب عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اس کی بڑائی بیان کرنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں کہ یہ تو بشر نہیں ہے بلکہ کوئی معزز فرشتہ ہے۔

زلیخا نے کہا کہ یہی وہ جوان ہے جس کی محبت کے جال میں میں گرفتار ہوں اور تم مجھے ملامت کرتی ہو۔

اور میں نے اسے پھسلانے کے لئے ہزاروں جتن کئے لیکن اس نے اپنے آپ کو بچایا۔

اور اب بھی اگر اس نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو پھر یہ مصر کے قید خانہ کی ہوا کھائے گا اور اس طرح وہ نعوذ باللہ ذلیل ہو جائے گا۔

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ اے میرے رب جس گناہ کی طرف مجھے یہ مصری عورتیں بلا رہی ہیں اس سے مجھے جیل پسند ہے اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف پھر جاؤں گا اور نادان بن جاؤں گا۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ —— پس اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی اور ان

Marfat.com

عورتوں کا مکر پھیر دیا!

سید افتخار الحسن —— زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت کا چرچا ہونے لگا اور آہستہ آہستہ سارے شہر میں یہ پیار کا احسن القصص یعنی سوہنا قصہ پھیل گیا تو مصر کے کچھ معزز گھرانوں کی پروقار عورتوں نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکیں —— اس لئے ہ زلیخا اپنا محبوب کسی اور کو دکھانا نہیں چاہتی تھی! جب مصر کی ان عورتوں نے دیکھا کہ زلیخا نے ہماری تمنا کو ٹھکرا دیا تو انہوں نے مکر و چلتر کی یہ چال چلی کہ زلیخا کو ملامت اور طعنہ زنی کرنی شروع کر دی کہ زلیخا نے جس جوان کو خریدا تھا اسی کی محبت کے جال میں پھنس کر اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش دن رات کرتی رہتی ہے! شرم و حیاء گنوا بیٹھی ہے اور پردہ کا بھی خیال نہیں رکھتی! اور وہ پانچ عورتیں تھیں۔

تفسیر کشاف، تفسیر نسفی، تفسیر کبیر اور ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ —— وَكُنَّ خَمْسًا —— اِمْرَاةُ السَّاقِی —— وَاِمْرَاةُ الْخَبَّاز —— وَ اِمْرَاةُ الْحَاجَبُ!

بادشاہ کو شراب پلانے والے کی بیوی —— بادشاہ کے باورچی کی بیوی، بادشاہ کے گھوڑوں کی رکھوالی کرنے والے کی بیوی —— جیل کے داروغہ کی بیوی' اور پہرے دار کی بیوی!

زلیخا کو بدنام کرنے کی مہم اور اس کے عشق کے باعث اسے رسوا و ملازمت کرنے اور اس کے خلاف زہریلا اور گمراہ کن پراپیگنڈا کرنے کی جنگ کی یہ پانچ عورتیں سرغنہ اور پیش پیش تھیں۔

قرآن پاک نے ان عورتوں کے اس کردار کو مکر سے تعبیر کیا ہے —— اس لئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے انہوں نے یہ چال چلی تھی!

اور دوسری جن عورتوں کو زلیخا نے دعوت پہ بلایا تھا ان کی تعداد چالیس تھی ——

Marfat.com

وَامْرَاۃُ الْعَزِیْزِ عَشِقَتْ عَبْدَھَا الْکِنْعَانِی ——— کہ عزیزِ مصر کی بیوی زلیخا اپنے کنعانی غلام پر عاشق ہو کر اسے ورغلانے کے در پے ہے! مگر وہ جوان بھی ایسا مستقل مزاج اور ارادہ کا مضبوط انسان ہے کہ زلیخا کی طرف محبت و پیار کی نظر سے دیکھنا تو در کنار اس کی طرف عام نگاہ بھی نہیں اٹھاتا۔

جب زلیخا نے ان عورتوں کے مکر و فریب سنے تو اپنی کنیز کو ان کی طرف بھیجا کہ دعوت کر آئے!

احسن القصص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۵۴ ——— وَزَیَّنَتْ بِاَنْوَاعِ الزِّیْنَتِہٖ ——— اور خود طرح طرح کی زینت و زیبائش سے آراستہ ہوگئی اور ان کے لئے ریشمی فرش بچھایا ——— چاندی کی کرسیاں رکھیں خوبصورت دستر خوان بچھائے اور زرق برق پردے لٹکائے ——— اور ہر ایک ہاتھ میں ایک ایک چھری پکڑا دی۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بنایا۔ سنوارا اور پھبایا

وَضَعَتْ عَلٰی رَاْسِہٖ تَاجًا ———

سر پر سچے موتیوں سے جڑا ہوا تاج رکھا!

وَالْبَسَہ قَمِیْصًا مُرَصَّعًا بِالدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ ———

لعل و جواہرات سے مرصع قمیص پہنائی ——— وَنَعْلَیْنِ مِنْ دُرٍ ——— اور موتیوں سے بنی ہوئی جوتیاں پہنائیں۔

وَاَحْسَنَ طِیْبَۃً" ——— اور اچھی خوشبو لگائی ——— وَاَرْسَلَتْ زَوَائِبَہ الْخُضَرِ عَلٰی عَاکِتْفِیْہِ ——— اور سیاہ گیسو کندھوں پر لٹکائے۔ اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گئی اور کہا ——— کہ اے یوسف آج تک تو تو میری ہر تمنا کو ٹھکراتا رہا ہے اور میری ہر خواہش کو پامال کرتا رہا ہے لیکن آج میں مصر کے پر وقار گھرانوں کی معزز خواتین کو دعوت پر مدعو کر بیٹھی ہوں جن میں شہر کی بلند مرتبت عورتوں کے علاوہ شاہی دربار کے عہدہ داروں کی بیویاں بھی ہیں اس لئے میری آج یہ تمنا تو پوری کر دے کہ

Marfat.com

انہیں اپنا حسن و جمال دکھلا کر یہ ثابت کر دے کہ میری محبت صرف ایک کنعانی غلام ہی سے نہیں بلکہ قدرت کے ایک حسین شاہکار سے بھی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے تو انکار کر دیا مگر پھر یہ سوچ کر کہ کہیں زلیخا مجھے کسی اور مصیبت میں گرفتار نہ کروا دے رضا مند ہو گئے۔

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام پوری آب و تاب کے ساتھ اس بزم لاجواب میں جلوہ افروز ہو گئے۔ اور جونہی انہوں نے اپنے رخ انور سے نقاب اٹھایا اور جونہی زنان مصر کی نگاہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اٹھی اور انہوں نے حسن و جمال یوسفی کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے بے خودی کے عالم میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور اللہ کی حمد وثناء کرنے کے بعد پکار اٹھیں——

مَاھٰذَا بَشَر —— کہ یہ بشر کی جنس میں سے نہیں ہے——

انْ ھٰذَا مَلَک" کَرِیْم —— کہ یہ تو کوئی معزز و مکرم فرشتہ ہے!

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر یوں لکھتے ہیں۔

لِانَّھُنَّ رَاَیْنَ عَلَیْہِ نُوْرَ النَّبُوَۃِ وَسِیْمَا الرِّسَالَتِہ وَ اٰسَارَ الْخُضُوْعِ وَالْاِحْتِشَامِ وَشَاھِدْنَ مِنْہُ مَھَابَتِہِ النُّبُوَۃِ وَھَیْۃِ الْمِلکیَّتِہ——

کہ ان زنان مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرہ پر نبوت کے انوار اور رسالت کے آثار اور نبوت کی ہیبت اور فرشتوں کی سی سیرت پاک دیکھی تو پکار اٹھیں کہ یہ بشر نہیں ہے بلکہ ایک مکرم فرشتہ ہے۔

سوال: مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مکرم فرشتہ کیوں کہا اور ان کی بشریت کی نفی کیوں کی؟

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کا بہت ہی اچھا جواب لکھا ہے۔

ان الملائکتہ مطھرون عن بواعت الشھوۃ وجواذ الغضب ونوازع الوھم والخیال —— کہ فرشتے قوت شہوت کی آلائشوں اور قہر و غضب اور وہم و

Marfat.com

خیال کے فسادات سے پاک ہوتے ہیں اور ان کا طعام توحیدِ باری تعالیٰ اور ان کا مشروب اللہ کریم کی حمد وثناء کرنا ہوتا ہے۔

ثم ان النسوۃ لما رأین یوسف علیہ السلام لم یلفت الیھن——

اور پھر جب زنانِ مصر نے دیکھا کہ یہ جوان تو ہماری طرف دیکھتا بھی نہیں——

قلن مارائینا فیہ اثر من اثار الشھوۃ ولا شیاً من البشریۃ ——اور ان معزز خواتین نے کہا کہ یہ عجیب جوان ہے کہ اس میں قوت شہوت کا کوئی آثار نظر نہیں آتا اور نہ ہی اس کی بشریت پر کوئی دلیل دکھائی دیتی ہے تو پکار اٹھیں۔ کہ یہ بشر نہیں ہے بلکہ مکرم فرشتہ ہے!

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بے اعتنائی، بے نیازی، بے پرواہی اور مستقل مزاجی سے سمجھ لیا تھا کہ اگر یہ بشر ہوتا تو اس میں قوت شہوت ضرور ہوتی اور یہ قوت شہوت سے مرعوب ہوکر ضرور ہماری طرف دیکھتا اور جب کوئی انسان قوت شہوت جو کہ——شر اور بدی کی بنیاد ہے اپنی قوت ادراک کو جو کہ خیر و نیکی کی بنیاد ہے کے ماتحت کرلے تو وہ انسان پھر——دخل فی الملکیۃ—— فرشتوں کے خصائل میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس پر انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بشریت کی نفی کی اور ان کو مکرم فرشتہ کہہ دیا!

سوال: کہ مصر کی خواتین کے ہاتھ کیوں کاٹے گئے اور خون کیوں جاری کیا گیا۔

جواب: تفسیر کشاف جلد۲ صفحہ نمبر ۴۶۵۔ تفسیر جز۲ صفحہ ۱۶۸۔ تفسیر کبیر جلد۵ صفحہ ۱۲۴۔ احسن القصص ۱۵۴ الانھا بالحیض!

اَکْبَرْنَهٗ نَظَرْنَ اِلٰی حُسْنِهٖ حَضْنَ——

کہ جب زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی من موہنی صورت پاک دیکھی تو انہیں حیض آ گیا اور یہ حیض نبوت کا جلال، رسالت کا دبدبہ اور پیغمبری کا رعب ان پر طاری ہونے کے باعث جاری ہوا۔ جیسا کہ قیامت کے زلزلہ کی ہیبت سے

Marfat.com

عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔

اور ہاتھ اس لئے کٹوائے گئے اور خون اس لئے بہایا گیا تا کہ ہاتھوں کا خون ان کے حیض کے لہو میں مل جائے اور مصر کی معزز خواتین رسوا ہونے سے بچ جائیں۔

سوال: حسن یوسف علیہ السلام دیکھ کر خواتین مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے مگر زلیخا کے پاس تو ہر وقت رہتے تھے۔اس کے ہاتھ نہ کاٹے!

جواب: اَنَّھَا تَعَوَّدَتْ لِقَاءَہ ـــــ اس لئے کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو بار بار دیکھنے کی عادی ہو چکی ہے۔

سید افتخار الحسن ـــــ کہتا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ایک دو بار تجلیٰ خداوندی دیکھ کر اور بے ہوش ہو کر ہوش میں آتے ہی پھر دیکھتے ـــــ بیہوش ہوتے اور پھر دیکھتے تو نظر ٹھہر جاتی اور حسن خالق کا نظارا کر لیتے!

فرعون تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب میدان میں عصا مبارک پھینکا تو وہ خوف زدہ نہیں ہوئے اس لئے کہ فرعون نے عصائے موسوی پہلی بار دیکھا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے عصا مبارک کو اژدھا بنتا دیکھ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز بھی سن چکے تھے ـــــ لَاتَخَفْ!

کہ میرے کلیم علیہ السلام گھبراؤ نہیں اور خوف نہ کرو!

کلیم اللہ نے عرض کی ـــــ

یا اللہ ایسا کیوں کیا گیا ہے؟

فرمایا ـــــ حَتّٰی تَعُوْدَ

تا کہ تجھے دیکھنے کی عادت ہو جائے۔

ولم تفزح ازا فزع العدو ـــــ

اور جب ہمارا اور تمہارا دشمن فرعون اس عصا مبارک کو سانپ بنتے ہوئے دیکھ کر

Marfat.com

گھبرا جائے اور خوفزدہ ہو جائے تو تو نہ گھبرائے اور نہ ہی خوف کھائے۔

المتکاء النمرق الذی یتکاء علیه!

ایسی جگہ جہاں کھڑے ہو کر کھانا کھایا جاتا ہے!

صاحب تفسیر کشاف کہتے ہیں کہ زنان مصر کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ یہ بھی یہی تھی کہ وہ کھڑے ہو کر دعوت کھا رہی تھیں اور جمال یوسفی کو دیکھتے ہی ان کے پاؤں لڑکھڑا گئے اور چھریاں ہاتھوں پر چل گئیں۔

اگر وہ بیٹھ کر دعوت کھا رہی ہوتیں تو ایسا نہ ہوتا۔

وَکَذٰلِکَ نَھٰی اَنْ یَاکُلَ الرَّجُلُ مُتَکَأً —— اور اسی لئے منع کیا گیا ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر کھانا نہ کھائے۔

حضرت عبدالمالک بن حضرت سلیمان عن ابی زبیر عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ —— قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان یاکل احدنا بشماله و بان یاکل متکتاء —— کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے اور کھڑے ہو کر کھائے!

تفسیر نسفی جلد۲ صفحہ ۱۶۸ —— لان المتکئ اذا بهت لشی وقعت یدهٗ علٰی یدهٖ —— کہ جب متکی کی صورت میں کھانا کھایا جائے تو ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر جا پڑتا ہے۔ ان خواتین کا دایاں ہاتھ تو کھانا میں مشغول تھا اور بائیں ہاتھوں میں چھریاں تھیں جو ہیبت وجلال کے باعث دوسرے ہاتھوں پر چل گئیں!

جب حضرت یوسف علیہ السلام باہر نکل گئے تو ان عورتوں میں سے ہر ایک نے اپنی تمناؤں اور خواہشوں کا اظہار کیا کہ اے حسن و جمال کے پیکر اگر زلیخا تمہیں پسند نہیں ہے تو کیا ہوا۔

ہم جو بن ٹھن کر پوری دلفریبیوں اور رعنائیوں کے ساتھ تمہارے سامنے موجود ہیں جو تو چاہے گا ہم انکار نہیں کریں گی!

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی گفتگو ناگوار گزری اور ان کی بے ہودہ روش پسند نہ آئی تو بارگاہ رب العزت میں دعا و التجا کی کہ مجھے جس طرف یہ زنان مصر بلاتی ہے اے میرے رب اس سے تو مجھے قید خانہ پسند ہے۔

قَالَ —— رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ!

قرآن مجید کی یہ آیات ہمیں ان تمام پراگندہ حالات کی خبر دیتی ہیں اور مصر کی بے حیائی و عریانی کا عجیب سا نقشہ پیش کرتی ہیں جن میں حضرت یوسف علیہ السلام گرفتار تھے!

قارئین کرام —— غور فرمائیں کہ بیس بائیس سال کا ایک خوبصورت جوان اپنے ہی بھائیوں کے بغض و حسد کا شکار ہو کر اور کئی طرح کے مصائب برداشت کرتا ہوا اور صبر و تحمل کے نشانات صحراؤں اور بیابانوں میں نقش کرتا ہوا کنعان کی سرزمین سے چل کر مصر کے مہذب اور متمدن شہر میں داخل ہو کر مصر کی سلطنت کے بہت بڑے حکمران کے شاہی محلات میں رونق افروز ہوتا ہے تو پہلے تو اس جوان کو دیکھ کر شاہ مصر کی اپنی بیوی اس پر عاشق ہو کر اسے اپنی طرف مائل کر کے۔ ورغلا کے اور پھسلا کے فحاشی کے لئے آمادہ کرنے کی شب و روز کوشش کرتی رہتی ہے مگر وہ شرافت و نیکی کا پیکر اس عورت کی طرف پیار کی نظر سے دیکھنا تو کجا ایک عام اور سرسری نگاہ بھی نہیں اٹھاتا۔

اور جب اس نوجوان کے حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اس کی معصومیت و پاکدامنی کا چرچا پوری سلطنت میں پھیل جاتا ہے تو پھر شہر کے معزز اور شاہی افسران کی عورتیں اس پر فریفتہ ہو کر اس جوان کو اپنی اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے اپنی طرف کھینچنے کی سرتوڑ سعی میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال ہے اور دوسری طرف شہر کے امیر گھرانوں کی عورتوں کے خوبصورت جال ہیں۔ جو ہر طرف سے ان کو پھانسنے کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ کہ جب بھی کبھی اس کے مضبوط ارادہ کی رسی ڈھیلی ہو اور جس وقت بھی اس کی بھرپور جوانی

Marfat.com

کی لہر میں بے حیائی کی طرف معمولی سا بھی رجحان پیدا ہو تو مصر کی سینکڑوں خوبصورت جوانیاں اس کے پاؤں کی ٹھوکر میں قربان کر دی جائیں!

اور جب بھی کبھی اس کی مستقل مزاجی کی بندش کمزور ہو اور ضبطِ نفس کی دیوار میں معمولی سی دراڑ پیدا ہو تو اس کے لئے گناہ و معصیت کے ہزاروں دروازے کھول دیئے جائیں گے تاکہ جس دروازے سے اس کا دل چاہے داخل ہو جائے۔

الغرض —— مصر کی خوبصورت عورتیں اپنی تمام تر رعنائیوں' دلفریبیوں اور کمال ناز و ادا کے ساتھ کنعان کے خوبصورت جوان پر فدا کرنے کو تیار تھیں۔

مگر ایک حق و خدا پرست انسان' خواہشات نفسانی سے مبرا شہزادہ اور عصمت و عفت کا پیکر جوان کسی کی طرف مسکرا کر بھی نہیں دیکھتا کہ کہیں اس مسکراہٹ کو میری کمزوری سمجھ کر مصر کی کوئی عورت مجھے اپنے حسن کے پھندہ میں پھنسانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔

ایسے خطرناک حالات سے صاف طور پر بچ نکلنے سے نہ صرف حضرت یوسف علیہ السلام کی طہارت و پاکیزگی کا سورج پوری آب و تاب سے طلوع ہوتا نظر آتا ہے بلکہ اس وقت کے مصر کے شاہی دربار کے عہدہ داروں کی بیگمات کی اخلاقی پستی بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔

عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ مفلسی کی لعنت اور غربت کی پھٹکار انسان کو فحاشی و عیاشی کی طرف لے جاتی ہے اور غریب عورتیں ہی اپنی غربت کو چھپانے اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کی خاطر عصمت فروشی کے گھناؤنے کاروبار میں مبتلا ہو جاتی ہیں مگر آج سے چار ہزار سال پیشتر کی دنیا اور پھر مصر جیسے مہذب و متمدن شہر کے شاہی دربار کے افسران اور امیر گھرانوں کی عورتوں کی عیاشی و فحاشی اور بے حیائی کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس مکروہ و حرام کاروبار میں صرف غریب عورتیں ہی ملوث نہیں ہوتیں بلکہ اس حرام کاری کے گندے کھیل میں امیر زادیاں بھی برابر کی شریک ہوتی ہیں اور پھر

Marfat.com

مفلس عورتیں تو کہیں چھپ چھپا کر اپنی آبرو کی چادر کو پھاڑتی ہیں مگر امیر گھرانوں کی عورتیں تو فیشن کے طور پر کلب گھروں' ہوٹلوں اور عشرت کدوں میں اس سنگین جرم میں مبتلا ہوتی ہیں۔

اور دوسری حقیقت جو کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ملحد و بے دین حکمرانوں' مکار و عیار بادشاہوں' عوام کو دھوکا فریب دینے والے فرمانرواؤں اور بدفطرت و بے ایمان سلطانوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ عدل و انصاف کی کرسی کی توہین کرتے ہوئے کسی بے گناہ کو جیل میں ڈال دیتے ہیں! بلکہ پھانسی کے تختہ پر بھی لٹکانے سے دریغ نہیں کرتے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ملاحظہ ہو مصر کے شہنشاہ کی بے انصافی کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بے گناہ ہیں اور قصور سارا اس کی بیوی زلیخا کا ہے مگر سزا یوسف علیہ السلام کو۔

اور یہ بری اور ذلیل عادت آج کے حکمرانوں میں بھی پائی جاتی ہے!

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں کہ عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں بھیجنا ان کے کسی جرم کی سزا کے طور پر نہیں تھا بلکہ وہ تو زلیخا کو سزا دینا چاہتا تھا۔

قَالَ لَهُ الْوَزِيْرُ فَمَا غَرَضُكَ ـــــــ

وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ یوسف کو بغیر کسی جرم کے جیل کی سزا سے تمہاری غرض کیا ہے؟

قَالَ اُرِيْدُ اَنْ اُعَذِّبَ زُلَيخا.

بادشاہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ زلیخا کو عذاب دینے کا ہے۔

کیونکہ زلیخا یوسف سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور میں یوسف کو اس لئے قید خانہ میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ كَيْلَا تَرَاهُ ـــــــ تاکہ وہ یوسف علیہ السلام کو نہ دیکھے اور

Marfat.com

عاشقوں کے لئے سخت عذاب معشوق کو نہ دیکھنا ہے۔

اور تیسری بات جو اس محبت آمیز اور الفت انگیز واقعہ سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ زنانِ مصر کو چاہئے تو یہ تھا کہ ہاتھ کٹ جانے پر ہائے ہائے! پکارتیں —— واویلا کرتیں —— زخموں پر پٹی باندھتیں اور جس کے باعث ان کو یہ تکلیف پہنچی اس کی مذمت کرتیں اواس کو برا بھلا کہتیں لیکن یہاں تو بجائے مذمت کے اس کی تعریف کی جارہی ہے کہ یہ بشر نہیں بلکہ مکرم فرشتہ ہے۔

تو صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مصر کی خواتین کی عقل و ہوش جاتی رہی تھی اور وہ محو جمال یوسف ہو کر اتنی بے خود اور وارفتہ ہو گئی تھیں کہ انہیں پتہ ہی نہ چل سکا کہ چھریاں چل گئی ہیں اور ہاتھ کٹ گئے ہیں!

جیسا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

اَلشَّهِيْدُ لَا يَجِدُ اَلَمَ الْقَتْلِ ——

کہ میدان جہاد میں شہید ہونے والے کو دشمن کی تلوار کے زخم کا احساس نہیں ہوتا —— صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ چیونٹی کے کاٹنے کی!

کیوں کہ —— اس لئے کہ محبوب حقیقی کا جلوہ سامنے ہوتا ہے۔

میرا اپنا ہی ایک شعر ہے۔

نہ احساس ایذا کچھ بھی ہوا وقت ذبح مجھ کو
نہ خنجر لگی تھی آنکھ اپنی چشم قاتل سے

زنانِ مصر کی آنکھوں کے سامنے جلوۂ جمال یوسف تھا پھر احساس کیسا' تکلیف کیسی اور واویلا کس لئے ——

یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھ کر جب مصر کی معزز خواتین نے اپنے ہوش و حواس کھو دینے کی صورت میں جب بے خودی و وارفتگی کے عالم میں اپنے ہاتھ بھی کاٹ لئے تو زلیخا بڑے ہی فخر سے بول اٹھی۔

Marfat.com

قالت هذا الذی ریتموه هو ذالک العبد الکنعانی لمتنی —— کہ اے میری محبت کا مذاق اڑانے والیو! میرے عشق کے مقدس رشتہ کو بدنام کرنے اور مجھ پر طعنہ زنی کرنے والیو زنانِ مصر —— یہ ہے میرا محبوب جسے تم دیکھ رہی ہو اور یہی ہے وہ کنعانی غلام جس کے حسن و جمال کا تم تصور بھی نہ کر سکیں لَمْ تَتَصَوَّرْتَه! —— اور اسے ہی میں نے اپنی طرف مائل کرنے اور ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن آفرین ہے اس کے حوصلہ پر اور تحسین ہے اس کے ضبط نفس پر قربان اس کی خدا پرستی پر کہ آج تک اس نے میری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا!

اب بتاؤ مجھے کہ کیا میں اس کے عشق و محبت کے پھولوں کا ہار اپنے گلے میں ڈالنے میں حق بجانب ہوں کہ نہیں؟ اور تمہاری لگائی گئی تہمت اور ملامت سے کیا میں بری نہیں ہوں؟

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر یوں لکھتے ہیں

زنانِ مصر ازاں آگاہ گشتند
ملازمت را حوالت گاہ گشتند
کہ فارغ شد زہر ننگی و نامے
دلش مفتون عبرانی غلامے

کہ جب مصر کی عورتوں نے زلیخا کی عشق و محبت کی داستان سے آگاہی پائی تو ہر طرح کی ملازمت زلیخا کے حوالے کر دی۔

کہ یہ عجیب عورت ہے کہ شاہ مصر کی بلکہ ہو کر ایک عبرانی غلام کی محبت میں غرق ہو کر اپنا ننگ و ناموس بھی گنوا بیٹھی ہے!

اور پھر جب وہی زنانِ مصر حسن حضرت یوسف علیہ السلام دیکھ کر اپنے ہوش حواس گنوا بیٹھیں اور چھریوں سے اپنے ہاتھ بھی کاٹ لئے اور ہر ایک یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو کر زلیخا جیسی ہی خواہش کرنے لگی تو زلیخا پکار اٹھی۔

Marfat.com

زلیخا گفت ہست ایں آں یگانہ
کزویم سرزنش ہا ازآں نشانہ
ملامت کزشما برجان من بود
ہمہ از عشق ایں نازک بدن بود

یعنی زلیخا نے زنان مصر سے کہا کہ یہی ہے وہ میرا محبوب جس کی وجہ سے تم نے مجھ پر ملامت کے تیر برسائے اور طعنہ زنی کے خنجر سے میرے تن بدن کو زخمی کیا!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اپنے ذوق محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں)

جاں او حال زلیخا والا راز کھلا وچہ لوکاں
کرن زناں گھر بیٹھیاں زخمی لا طعنے دیا نوکاں
کہن زلیخا عقل حیاؤں لاون عشق نہ جانے
عشق غلام کر چھڈی گھائل ہوش نہ رہی ٹکانے
ننگ نموسوں نس کھلوتی طیموسے دی پیاری
نال غلاماں عشق کماوے عقلوں ہوشوں ہاری

اور ہر دم اس کے قریب رہنے کی کوشش کرتی اور ہر روز اس غلام کو نیا زرق برق لباس پہناتی اور خود اس کی زلفوں میں کنگھی کرتی ہے اور اسے کھانا خود کھلاتی ہے!

مگر وہ غلام بھی عجیب انسان ہے کہ جو ابھرتی ہوئی جوانی —— ہر ادا مستانی اور قوت شہوت کی فراوانی کے باوجود بھی وہ زلیخا کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔

اور ایسی تعریف و تکریم صرف مصر کی عورتوں تک ہی محدود نہ رہی تھی بلکہ ان کی عصمت و پاکدامنی کے قصے زبان زد خاص و عام ہو گئے اور شہر کے ہر فرد کو پتہ چل گیا کہ یہ کنعان کا خوبصورت جوان کتنا بلند اخلاق۔ بلند کردار اور بلند اطوار کا مالک ہے کہ مصر کے شاہی دربار کے افسران کی بیویوں سے لیکر شہر کی دوسری حسین عورتیں اس پر مرتی ہیں لیکن وہ کسی کو جگہ ہی نہیں دیتا۔ اور یہ جو اسے قید خانہ کی سزا دی گئی ہے یہ کسی

Marfat.com

جرم اور قصور کے بدلہ میں نہیں بلکہ شاہی عہدیداروں نے اپنی بیویوں کی عیاشیوں اور بے حیائیوں اور فحش کاریوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسا کیا ہے!

اور پھر جب زلیخا نے ملامت کرنے والی عورتوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی ایک چھوٹی سی جھلک دکھائی تو ان کے عقل و ہوش جاتے رہے اور وہ تمام کی تمام وارفتگی کے عالم میں اپنے ہاتھ کٹوا بیٹھیں۔ تو بی بی زلیخا نے آواز دی۔

طعنے مارن والیو ظالم ویکھ لوؤ رُخ نوری
ایہہ محبوب میرا جس کھوئی میری عقل حضوری
عقلاں والیو صاحب شرموں شرم کجھ عقلاں
کیونکر وسدیاں وچہ دلاندے محبوب دیاں شکلاں
ایہہ اوہا میں جس دے دردوں دامن لیراں کیتے
محویت دے بحر عمیقوں زہر پیالے پیتے

سوال: کہ زلیخا نے اپنے محبوب کو قید خانہ میں کیوں ڈلوایا؟

جواب: میرے استاذی المکرّم صدر الافاضل حضرت علامہ شیخ القرآن والحدیث والتفسیر کنز الایمان میں اس کا جواب یوں بیان فرماتے ہیں۔

کہ زنان مصر نے زلیخا کو یہ مشورہ دیا تھا کہ دو تین دن کے لئے اسے قید خانہ میں ڈال دے تاکہ شاید جیل کی تکالیف دیکھ کر اور بدبودار مچھر سے بھرے ہوئے کمبل اوڑھ کر تیری طرف مائل ہو جائے اور تیری وصل کی خواہش پوری کر دے۔

زلیخا نے اپنے شوہر سے یہ بات کہی تو عزیز مصر نے یہ تجویز منظور کرتے ہوئے ان کو قید خانہ میں ڈال دیا۔

زلیخا کا خیال تھا کہ شاہی محل میں ریشمی بستر اور پھولوں کی سیج پر سونے والا جب جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں کانٹے دار بستر پہ سوئے گا اور ہر صبح شام لذیذ اور عمدہ کھانے کھانے والا جب قید خانہ کی باسی دال کھائے گا تو ضرور میری بات مان لے گا

Marfat.com

اور معافی مانگ کر اور باہر آ کر میری تمنا پوری کر دے گا لیکن نہ مصر کی عورتوں کو پتہ تھا اور نہ ہی زلیخا جانتی تھی کہ ایک حق پرست حق گو اور حق بین انسان اپنی خدا پرستی اور حق گوئی کے بدلہ میں تختہ دار پر تو چڑھ جاتے ہیں لیکن کسی بڑے سے بڑے ظالم حکمران سے معافی طلب نہیں کرتے اور تو رہے اور حضرت یوسف علیہ السلام تو نبی و رسول تھے۔
صاحبزادہ سید افتخار الحسن جیسا کمزور آدمی حق گوئی کے جرم میں کبھی میانوالی کی جیل میں اور کبھی گوجرانوالہ کے قید خانہ میں! اور کبھی ملتان جیل کی بدبودار کوٹھڑی میں نظر بند اور کبھی لاہور کے شاہی قلعہ کی مضبوط دیواروں اور قید خانہ کی آہنی سلاخوں میں پابند!

مگر کبھی کسی سے معافی مانگنے کا خیال تک بھی نہ آیا! خواجہ ناظم الدین مرحوم اور ممتاز دولتانہ سے لیکر سید حسین شہید سہروردی تک اور پھر سکندر حیات سے لیکر نواب آف کالا باغ تک اور پھر پولیس کی نگرانی میں اٹھارہ سال رہنے کے باوجود ظلم بڑے ہی صبر و تحمل سے برداشت کرتا رہا۔

Marfat.com

جیل

کیا ہے؟ اس دنیا میں جہنم کا گڑھا —— اس جہان میں عذاب کا گھر۔ اس عالم میں دوزخ کی غار! اور اس خطہ زمین پر جزا و سزا کا ترازو!

وحشت و بربریت کا مسکن۔ نحوست و یبوست کا مرکز اور گندگی و غلاظت کا کوڑا خانہ۔ کوڑا اسٹینڈ اور اس کی دنیا نرالی اس کی حکومت علیحدہ! اس کے قوانین انوکھے اور اس کا ماحول پراگندہ! باہر کی دنیا سے بالکل علیحدہ —— شہری آزادی سے بالکل محروم اور خویش اقارب سے بالکل جدا۔ قید و بند۔ ظلم و ستم۔ تنہائی و خاموشی' جبر و تشدد —— اور چکی کی مشقت!

آہ و فغاں کرو تو سننے والا کوئی نہیں —— نالہ و فریاد کرو تو پوچھنے والا کوئی نہیں اور اگر مرتے ہو تو پانی دینے والا کوئی نہیں۔

اور نہ کوئی دکھ درد کا ساتھی' نہ کوئی رنج و الم کا سنگتی۔ نہ کوئی مصیبت و مشکل میں مددگار اور نہ کوئی رونے چلانے میں غم خوار۔

اونچی اونچی دیواروں کے مہیب سائے۔ تنگ و تاریک کوٹھڑیاں۔ لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں۔ اور نظام آباد کے بنے ہوئے مضبوط تالے! جلی ہوئی روٹیاں اور ٹوکے سے کترا ہوا ساگ!

حکام ظالم و سفاک! افسران بے رحم و جابر عملہ پیٹ پرست اور رشوت خور باہر

Marfat.com

سے قیدیوں کیلئے آنے والا آدھا سامان دفتر میں ہی گم ہو جاتا ہے۔ جہاں ایک سیر گھی کے عوض ناجائز ملاقاتیں کرائی جاتی ہیں اور جہاں سے بیمار قیدیوں کی دوائیں باہر کسی دکان پر فروخت کر دی جاتی ہیں۔

مولانا حسرت موہانی مرحوم کہتے ہیں کہ جو ایک مذہبی رہنما اور سیاسی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم شاعر بھی تھے کہ

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی
جو چاہو ستم کر لو تم اور بھی کھل کھیلو
پر ہم سے قسم لے لو کی ہو جو شکایت بھی

کیونکہ ۱۹۳۳ء سے پہلے جیل خانوں میں سیاسی و اخلاقی قیدیوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ ایک ہی لباس۔ ایک ہی خوراک اور ایک ہی سلوک۔

چکی پسوائی جاتی۔ منج کٹوائی جاتی اور اور کئی طرح کی مشقت لی جاتی تھی بھلا ہو بھیم سین سچر کا جو اپنی جان تو دے گیا مگر سیاسی قیدیوں کے لئے' اے' بی' اور سپیشل کلاسیں بنوا گیا! مگر بھٹو کے سیاہ دور حکومت میں یہ امتیاز پھر اٹھا دیا گیا۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی کی لنگی کا دو فٹ لمبا طرہ ہو یا شورش کاشمیری مرحوم کی گرج یا کسی صاجزادہ کا عربی مصلیٰ ہو یا کسی نوابزادہ کی کوٹھی کے قالین۔ سب برابر۔ ہتھکڑیاں' بیڑیاں اور لوہے کی زنجیریں۔ ایک ایک بدبودار کوٹھڑی میں تین تین چار چار قیدی' وہیں کھانا' وہیں بول و براز' بے پردگی' عریانی اور بے حیائی۔

کوئی اخلاقی قیدی اگر جیل کے قوانین کی کوئی خلاف ورزی کر دے یا جیل کے حکام کی توہین کر دے تو لال ٹوپیوں والے نمبردار اسے مار مار کر تباہ کر دیتے ہیں! پھر کوڑے برسائے جاتے ہیں کہ جیل کی دیواریں تک کانپ اٹھتی ہیں۔

اور بید مارنے والے جلاد کی خوراک تو بہترین ہوتی ہے مگر قیدیوں کے لئے وہی

Marfat.com

غلیظ اور بدبودار ساگ اور رات کو مچھر سے بھرے ہوئے گندے کمبل!

پاکستان بن جانے کے بعد ہر حکومت نے جیلوں کی اصلاح اور قیدیوں کی فلاح و بہبود اور ان کے دل و دماغ اور افعال و کردار کو سنوارنے کے لئے کئی منصوبے بنائے لیکن آج تک کسی حکومت سے بھی یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا —— کیوں؟

اس لئے —— کہ جیل خانوں کی اصلاح اور سزایافتہ قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لئے انسپکٹر۔ ناظم اعلیٰ اور وزیران لوگوں کو بنایا جاتا ہے جنہوں نے کبھی جیل نہیں دیکھی ہوتی اور جو جیل کے گندے ماحول سے ناواقف ہوتے ہیں! بھلا فیصل آباد کا مرغ پلاؤ کھانے والا انسپکٹر جیل کا بدبودار اور گندے تیل میں ابلا ہوا ساگ کیا جانے! اور رات کو ریشمی بستر پر سونے والا داروغہ جیل، جیل کے غلیظ اور مچھروں سے بھرے ہوئے کمبل کو کیا سمجھے، اور خوبصورت اور رنگین کوٹھی میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے والا وزیر کا جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں سے کیا واسطہ!

یہ تو —— اگر مجھ جیسے فقیر و درویش اور خطیب و ادیب کو جیل خانہ جات کا نگران یا وزیر بنا دیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ نہ صرف جیلوں کی اصلاح ہو جائے اور عقوبت خانے انسانیت و شرافت کے مرکز بن جائیں بلکہ بڑے بڑے مجرم اور خوفناک قسم کے ڈاکو۔ راہزن اور بدمعاش قیدی بھی معاشرہ کے شریف شہری بن جائیں۔

قارئین کرام —— جیل خانہ کا یہ مختصر سا نقشہ! قید خانہ کی مختصر سی تصویر اور عقوبت خانوں کا مختصر سا خاکہ جو میں نے پیش کیا ہے یہ سب کچھ میرے ذاتی تجربہ میں آچکا ہے!

فیصل آباد کی جیل سے لیکر ملتان، گوجرانوالہ، میانوالی اور پھر آخر میں شاہی قلعہ لاہور کے قید خانہ تک تین سال کی سزا کے دوران میں یہ سب کچھ دیکھ چکا ہوں۔

آخر —— حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی جیل کے گھناؤنے اور گندے ماحول کو

Marfat.com

دیکھ کر ہی جیل سے رہا ہونے کے بعد فرمایا تھا——

وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ —— کہ میرے رب نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا۔

حالانکہ —— مصر کے قید خانہ میں فرشتے ان کی نگہبانی کرتے تھے اور جبریل علیہ السلام ان کا دل بہلایا کرتا تھا اور ان کی طہارت کی پاکیزگی کا خیال رکھا جاتا تھا۔ اور خود زلیخا رات کو ان کی ملاقات کے لئے جاتی اور شاہی محل کا بہترین کھانا کھلاتی تھی اور ان کے لئے ان نے ستھرا اور نرم و خوبصورت بستر بھی بچھا دیا گیا تھا اور پورے عملہ کو حکم دیا گیا تھا کہ یوسف علیہ السلام کو عام قیدیوں کی طرح نہ سمجھا جائے۔ اور ایک اس کے ساتھ دوسرے اخلاقی قیدیوں کا سا سلوک نہ کیا جائے۔

وَکَانَ یُوْسُفُ عِنْدَ اَهْلِ السِّجْنِ مَحْبُوْساً وَعِنْدَهَا لَا —— اور حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ کے عملہ کے نزدیک تو قیدی تھے لیکن زلیخا کے نزدیک وہ قیدی نہ تھے۔

لِاَنَّهَا کَانَتْ تُبْعَثُ اِلَیْهِ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَ اللَّبَاسَ! —— کیونکہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے قید خانہ میں اچھا کھانا —— اچھا پانی اور اچھا لباس بھیجا کرتی تھی۔

ان تمام سہولتوں، آرائشوں اور گنجائشوں کے باوجود بھی وہ کہتے ہیں کہ ——

میرے رب نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھ کو قید خانہ سے نکالا۔

تو جب ایک نبی و رسول کا تجربہ و نظریہ قید خانہ کے متعلق یہ ہے تو دوسرے عام قیدیوں کا حال کیا ہوگا!

اس بناء پر اگر یہ کہا جائے کہ جیل خانوں کی اصلاح کرنے۔ قیدیوں کے اخلاق و کردار سنوارنے۔ ان کے عادات و خصائل درست کرنے اور ان کو نیکی و شرافت کا سبق دینے اور انہیں کفر و شرک کی ظلمتوں سے نکال کر اسلام و توحید کی روشنی کی طرف لانے

Marfat.com

اور ایک خدا کی پرستش پر ابھارنے اور جہنم کے عذاب سے ڈرا کر جنت کے باغات کی سیر کرانے کی ابتداء حضرت یوسف علیہ السلام نے کی تھی تو یہ کوئی مبالغہ اور حاشیہ آرائی نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کے پیارے بیان کے مطابق ایک روشن حقیقت ہے!

قَالَ لَا یَاْتِیْکُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُکُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَکُمَا ؕ ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ کٰفِرُوْنَ ○ (سورۃ یوسف آیت ۳۷)

القرآن الحکیم —— اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان بھی داخل ہوئے! ان میں سے ایک بولا میں نے خواب دیکھا ہے کہ نچوڑتا ہوں!' اور دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں۔ ہمیں اس خواب کی تعبیر بتادے۔

بے شک ہم آپ کو نیکی کرنے والا۔ بھلائی کرنے والا اور احسان کرنے والا دیکھتے ہیں۔

صاحبزادہ! والی مصر نے اپنی بیوی زلیخا کے جرم کی پردہ پوشی کرتے ہوئے اراکین سلطنت کی بیویوں کے برے ارادوں کو چھپانے کے لئے اور مصر کی دوسری حسین عورتوں کی بے حیائی کو شہر بھر میں بدنام ہونے سے بچانے کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے لخت جگر —— کنعان کے خوبصورت جوان یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو ناکردہ جرم —— بے حقیقت الزام اور احمقانہ نظریہ کے تحت مصر کے قید خانہ میں ڈال دیا اور ان کے ساتھ جو دو جوان قید خانہ میں گئے ان میں سے ایک تو شاہی باورچی خانہ کا مہتمم تھا اور دوسرا شاہ مصر کو شراب پلانے والا ساقی تھا۔ ایک کا نام شبرہتیا تھا اور دوسرے کا نام برہیا تھا۔

تفسیر نسفی۔ سورۃ یوسف ۱۷۱۔ تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۶۹ فتیان عبدان للملک خبازۃ و شرابیہ بتھمتہ السم۔

کہ وہ دونوں جوان شاہ مصر کے غلام تھے اور ان پر بادشاہ کو زہر پلانے کا الزام تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ میں جاتے ہی تمام قیدیوں میں اپنے علم کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر یہ اعلان بھی کر دیا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم بھی جانتا ہوں۔

اسی اعلان کے بعد ہی ان دونوں نے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی تھی۔ تو آپ نے فرمایا تھا کہ تمہارے کھانا کھانے سے پہلے ہی تمہیں تعبیر بتا دوں گا انا لنزک من المحسنین —— کہ ہم تجھے احسان کرنے والا۔ نیکی کرنے والا اور بھلائی کرنے والا دیکھتے اور سمجھتے ہیں!

حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ میں احسان یہ تھا —— اِنَّہٗ کَانَ اِذَا مَرِضَ رَجُلٌ مِنھُمْ قَامَ عَلَیْہِ وَاِذَا اضَاقَ وَسَعَ لَہٗ وَاِذَا احْتَاجَ جَمَعَ لَہٗ! وَاَنَّہٗ کَانَ یُعْطِی الْفَقِیْرَ مِنھُمْ وَیَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَ یَسْقِی العِطْشَانَ.

کہ جب کوئی قیدی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت و بیمار پرسی کرتے —— اور جب کوئی تنگدست ہوتا تو اس کی تنگدستی کو دور کر دیتے اور جب کوئی قیدی محتاج ہو جاتا تو اس کی دستگیری کرتے تھے —— اور فقیر کو کچھ عطا کرتے —— بیمار کی عیادت کرتے اور پیاسوں کو پانی پلاتے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کو فتیان اس لئے کہا گیا ہے۔ بصحبۃ یوسف —— کہ ان دونوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کی رفاقت وصحبت حاصل تھی!

حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں جیل کے ساتھیوں کے خوابوں کی تعبیر بتانے سے پہلے اپنے علم کا اظہار کرنا مناسب سمجھتے ہوئے یہ اعلان کر دیا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ —— کہ مجھے یہ علم میرے رب نے بطور معجزہ کے عطا فرمایا ہے۔

حضرات محترم! —— یہ یاد رہے کہ علم تعبیر تو ایک ظنی علم ہے' لیکن اللہ کریم جب

Marfat.com

کسی نبی کو معجزہ کے طور پر علم غیب عطا فرماتا ہے تو وہ یقینی اور حتمی ہوتا ہے۔ جیسا کہ——
محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رب تعالیٰ نے فرمایا۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَعْلَمْ —— کہ اے میرے محبوب پاک اللہ کریم نے آپ کو ہر اس چیز کا علم عطا فرمادیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔

اور—— ذَالِکَ انباء الغیب نوحی الیک —— کہ—— یہ غیب کی خبریں ہیں جو آپ کی طرف وحی کی جارہی ہیں۔

مثلاً—— سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا—— لاَنَبِیَّ بَعْدِی —— کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا—— تو یہ علم قطعی ہے یقینی اور حتمی ہے!

یا—— فرمایا—— سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ کَذَابُوْنَ حَجَّالُوْنَ —— کہ میرے بعد میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں!

حالانکہ—— اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ —— کہ میں نبیوں کی فہرست کا آخری نبی ہوں۔

اور پھر انہوں نے اپنے برگزیدہ اور عظیم خاندان کا تعارف بھی ان الفاظ میں کرا دیا تاکہ یہ جیل کے ساتھ جن کی تعداد بارہ سو کے قریب ہے اور دوسرے عوام بھی جان لیں کہ مصر کے قید خانہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا مبلغ کوئی معمولی انسان نہیں ہے بلکہ اس خطہء ارضی پر اس وقت کی دنیا کا افضل و اعلیٰ ترین خاندان نبوت سے تعلق رکھنے والا ایک فاضل نوجوان—— واعظ خوش بیان اور خطیب مصر و کنعان ہے۔

"وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاءِیْ اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ" کہ میں نے اپنے آباء واجداد اور اپنے باپ دادا ابراہیم۔ اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا دین اختیار کر رکھا ہے۔

سوال: کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نبی و رسول تھے تو پھر انہوں نے یہ

Marfat.com

کیوں کہا کہ میں نے ابراہیم' اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کر رکھا ہے! جب کہ ہر نبی اپنی شریعت نافذ کرتا ہے۔

جواب: کہ اس اتباع سے مراد توحید باری تعالیٰ پر قائم رہنا ہے جو کبھی بھی کسی نبی کے زمانہ میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

جواب ۲: یا یہ —— کہ حضرت یوسف علیہ السلام نبی تو تھے۔

اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ عَلیٰ شَرِیْعَتِہٖ اِبْرَاھِیْمَ!

لیکن ابھی تک وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کی اتباع پر تھے!

سوال: کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ میں جانے سے پہلے اپنے خاندان نبوت کا تعارف کیوں نہ کرایا۔

جواب: تا کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ شاید حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ لختِ جگر اور کنعان کا یہ خوبصورت شہزادہ مصائب و مشکلات میں حوصلہ ہار بیٹھا ہے اور اس کی قوت برداشت جواب دے چکی ہے اور اب اپنے خاندان نبوت کی عظمت کا واسطہ دے کر چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اور جب حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے قید خانہ میں اپنے خاندان نبوت کا تعارف کرایا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ عَظَّمُوْہُ وَتَوَقَّرُوْاہ وَنَظَرُوْا اِلَیْہِ بِعَیْنِ الْاَجلَالِ —— کہ جیل کے تمام قیدی ان کی عزت و تکریم کرنے لگے اور ان کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں محبت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

یہاں تک —— فَقَالَ لَہٗ عَامِلُ السِّجْنِ لَوْ اسْتَطَعْتُ خَلَّیْتُ سَبِیْلَکَ —— کہ جیل کے داروغہ نے انہیں کہا کہ میں تمہارے لئے دروازے کھول دیتا ہوں جس راستہ سے تم چاہو نکل جاؤ!

ولکن احسن جوارک ——

لیکن تمہارے ساتھ رہنا کتنا اچھا ہے۔

Marfat.com

تفسیر کشاف جلد۲ صفحہ ۴۷۰۔ تفسیر نسفی جز۲ صفحہ ۱۷۰ اِمِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ وَالْاَخْبَارُ بِالْمُغِیْبَاتِ ——— یعنی اس علم سے مراد غیب کی خبریں ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ملت سے مراد —— ھی الملته الحنفیة ——— کہ یہ حنفی ملت ہے۔

اور فرمایا —— کہ یہ جو میں تمہیں غیب کی خبریں بتا رہا ہوں۔ علمنی ربی ——— سے تو یہ کوئی کاہنوں اور نجومیوں کی طرح نہیں ہے بلکہ خاص علم غیب کی بدولت ہے جو اللہ کریم نے مجھ پر وحی کے ذریعہ عطا فرمایا ہے۔

اور خاندان نبوت کا تعارف کرانے کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ تمام قیدیوں —— دونوں ساتھیوں کے ساتھ جیل کے داروغہ نے بھی کہہ دیا۔

کشاف صفحہ ۴۶۹، القصص صفحہ ۱۶۷ —— اِنَّا نَحْنُ لِنُحِبُّکَ ——— کہ اے یوسف ہم تم سے محبت کرتے ہیں —— حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ انشد کم باللہ ان لا تحبونی ——— کہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے —— مجھ سے محبت نہ کرو

فو اللہ ماحبنی احد قط الادخل علی من حبہ بلاؤ —— کہ اللہ کی قسم ہے جب بھی کسی نے مجھ سے محبت کی تو مجھ پر کوئی نہ کوئی بلا و مصیبت نازل ہوتی رہی —— لقد حبنی ابی فدخل علی من حبہ بلاء ثم اجتنی زوجة صاحبی فدخل علی من جھا بلاء ——— کہ مجھ سے میرے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام نے محبت کی تو مجھے اپنے ہی بھائیوں کے حسد و بغض کا شکار ہونا پڑا اور پھر مصر کے بادشاہ کی بیوی زلیخا نے مجھ سے محبت کی تو اس کا انجام تم دیکھ رہے ہو کہ بغیر کسی جرم اور قصور کے قید خانہ میں آن پہنچا ہوں۔

اور اگر آپ لوگ بھی مجھ سے محبت کرو گے تو خدا جانے میں اور کہاں کہاں اور کیسی کیسی مشکلات میں گرفتار ہو جاؤں۔

قارئین محترم! صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ داروغہ جیل کا یہ کہنا۔

Marfat.com

انی احبک یا یوسف ـــــ کہ یوسف میں تجھ سے محبت کرتا ہوں عجیب سی بات ہے اور یہ تو حضرت یوسف علیہ السلام کا اعجاز نبوت اور ان کے حسن و جمال کا کمال ہی ہوسکتا ہے ورنہ کہاں جیل کا داروغہ اور کہاں کسی قیدی سے محبت وعقیدت اور کہاں قیدخانہ کا ناظم اور کہاں کسی نظر بند کے لئے رحم وکرم۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجھے ایک سال کی سزا ہوئی اور لائلپور کی جیل سے مجھے میانوالی جیل میں منتقل کردیا گیا جو پاکستان کا کالا پانی کہلاتا ہے۔ میرے ایک بہترین دوست اور میرے ہر دکھ درد کا ساتھی جناب مولانا تاج محمود مرحوم کو تو شاہی قلعہ لاہور میں بھیج دیا گیا اور مجھے میانوالی کی گھٹیا اور منحوس جیل میں پہنچا دیا گیا! صبح کی نماز جیل سے باہر گھاس پر مصلیٰ بچھا کرادا کی جیل کے داروغہ کو اطلاع دی گئی کہ شمع ختم نبوت کا ایک پروانہ فیصل آباد جیل سے منتقل ہوکر یہاں لایا گیا ہے اور اس کے ساتھ مولانا محمد یعقوب صاحب نورانی۔ کشمیر ہوٹل والا محمد رفیق بٹ اور خواجہ محمد حسین بھی ہیں۔

بس پھر کیا تھا ـــــ سویرے سویرے جیل کا داروغہ چوہدری فضل دین بڑے ہی گھناؤنے انداز میں کوٹھی سے باہر نکلا۔ اور آتے ہی حکم دیا کہ دوسرے مولویوں کو تو فلاں احاطہ میں لے جاؤ اور افتخار الحسن کو پھانسی کی فلاں کوٹھڑی میں بند کردو۔ پوچھا گیا ـــــ جناب پھانسی کی کوٹھڑی تو قاتلوں ـــــ ڈاکوؤں اور بڑے بڑے مجرموں کے لئے ہوتی ہے اور میں نے کوئی نہ قتل کیا ہے اور نہ میں ڈاکو ہوں اور نہ ہی کوئی خطرناک مجرم ہوں پھر میرے لئے پھانسی کی کوٹھڑی کیوں؟ اور یہ کوٹھڑی تو ۳۰۲ کے مجرموں کے لئے ہوتی ہے مگر میرا جرم تو ۲۰۳ دفعہ کے تحت آتا ہے! ساتھیوں نے بھی التجا کی ـــــ واویلا کیا ـــــ فریاد کی اور دہائی دی مگر اس ظالم داروغہ نے ایک نہ سنی اور مجھے پھانسی کی تنگ وتاریک کوٹھڑی میں بند کردیا گیا۔

جون کا مہینہ، شدت کی گرمی، میانوالی کی سخت جیل، کالا پانی اور پھر بدبودار اور اندھیری پھانسی کی کوٹھڑی!

Marfat.com

پانی کا ایک ٹوٹا ہوا مٹی کا پیالہ —— صدیوں پرانی کالی سی لوہے کی پلیٹ۔ بوسیدہ سی ایک دری بول براز کے لئے ایک پاٹ اور آہنی دروازے پر کوئی دو سیر وزن کا تالا۔

پورا ایک ہفتہ صبر شکر، حوصلہ و ہمت اور مضبوط ارادہ اور مستقل مزاجی سے گزارا۔

سوچا —— کہ ختم نبوت کی شمع کا پروانہ ہوں اگر جل بھی گیا تو پھانسی کی اس ہولناک کوٹھڑی سے جب جنازہ نکلے گا تو رحمت کے فرشتے اپنے نورانی پروں پر اٹھا کر سیدھے جنت کے پر بہار باغات میں لے جائیں گے اور وہاں کسی خوبصورت مکان! خوش نما کوٹھی اور رنگین محل میں مجھے رکھا جائے گا

لاہور کے چند جوان جو کبڈی کے مشہور کھلاڑی بھی تھے انہوں نے دوسرے علماء کرام کے ہمراہ تعاون سے مجھے پھانسی کی کوٹھڑی سے رہا کرانے کے لئے باقاعدہ تحریک چلانے کا فیصلہ کر لیا جس میں کچھ اخلاقی قیدی بھی شامل ہو گئے۔

احتجاجی جلسہ ہوا —— جیل کے داروغہ اور دوسرے افسران کے خلاف تقریریں ہوئیں اور بھوک ہڑتال کی دھمکی بھی دے دی۔ اور معراج دین عرف ماجھا قصائی لاہوری زبان میں بول اٹھا۔

اے جناب جی —— جے ساڈے پیر بادشاہ نوں پھانسی دی کوٹھڑی چوں اج نہ کڈھیا تے فیر اسیں تہاڈی جیل نوں اگ لا دیاں گے تے ایدیاں کندھیاں ڈھا دیاں گے۔ تے اسیں پھوہڑیاں لویٹ دیاں گے —— جناب جی! —— اسیں تے اپنے نبی دی عزت تے ختم نبوت توں قربانی دے بکرے بن کے آئے آں۔

جیل کا داروغہ چوہدری فضل دین تھا تو بڑا بد دماغ اور ذلیل لیکن اسے سمجھ آ گئی اور موقع کی نزاکت کو بھانپ کر بمعہ عملہ کے چلا گیا اور اس طرح مجھے پھانسی کی کوٹھڑی سے نجات مل گئی۔ پھر بعد میں پتہ چلا کہ میرے ساتھ ایسا وحشیانہ سلوک اس لئے کیا گیا افتخار الحسن معافی مانگ لے! اور یہ بھی پتہ چلا کہ یہ وہی پھانسی کی کوٹھڑی ہے جس میں غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ کو رکھا گیا تھا!

Marfat.com

جیل میں ایک طرف شہتوت کے درخت کے سایہ میں کپڑے دھونے اور قیدیوں کے نہانے کے لئے نلکہ تھا اور پکا فرش ہیں نے ایک گتہ پر لکھا — ڈیرہ بابا نلکے شاہ — درخت سے لٹکا دیا اور سبز رنگ کے کپڑے کا ایک جھنڈا بلند کر دیا۔ عشاء کی نماز کے بعد میں وہاں بیٹھ جاتا۔ لاہوریئے بھی آ جاتے۔ لوہے کے پتروں کی بنی ہوئی چارپائی سے ایک پترا کاٹ کر چمٹا بنایا۔ لاہوریئے گھڑا بجاتے۔ قوالی ہوتی حال کھیلے جاتے! — اور یا علی علیہ السلام — حق باھو کے نعرے لگتے اور یا ''داتا'' اور دما دم مست قلندر کے نام کی تھاپ پر ''دھمال'' پایا جاتا!

علمائے کرام — تھے تو معزز و محترم لیکن تھے بے ذوق و بے کیف — انہیں پتہ نہیں تھا کہ جیل کیسے کاٹی جاتی ہے — مجھے پتہ چلا کہ مولوی حضرات میرے اس رویئے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور میں دیکھتا کہ علماء عظام کی حالت بہت ہی پریشان کن ہے۔ ٹھنڈی آہیں بھرتے۔ آنسو بہاتے! ہائے ہائے کرتے اور تحریک چلانے والوں کو برا بھلا کہتے اور رہائی کے لئے سورۃ یوسف کی تلاوت کرتے۔

ایک مولوی حضرات کو حوصلہ دینے — ان کی ڈھارس بندھانے اور ان کے دل مضبوط کرنے کے لئے میں نے فرش پر کھڑے ہو کر پورے خطابت کے انداز میں تقریر شروع کی تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت پوری ہو جائے!

اے میرے جیل کے بہادر ساتھیو! عظمت اسلام کے رکھوالو — ناموس رسالت کے سرفروش غازیو اور شمع ختم نبوت کے پروانو! ہم لوگ اسلام کی عزت حق و صداقت کی سربلندی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی آبرو کی خاطر قید ہوئے ہیں — آج ہمیں سزا ہوئی ہے اور کل قیامت کے روز اچھی جزا ملے گی۔

میرے دوستو۔ یہ قید خانہ ہے۔ یہ جیل ہے اور یہ پاکستان کا کالا پانی ہے — یہ مصائب کا مرکز ہے۔ رنج و غم کا مسکن ہے اور مشکلات کا گھر ہے۔ حوصلہ سے دن گزارو — ثابت قدمی سے مقابلہ کرو! دل مضبوط کر کے مصائب کے دن گزارو اور عزم و

Marfat.com

استقلال سے جیل کاٹو۔ آہیں بھرنے — فکر و غم میں ڈوبے رہنے اور سورۃ یوسف کا وظیفہ کرنے سے رہائی نہیں ملے گی۔ بھلا جس نے خود مصر کے قید خانہ میں سات سال تک بڑے حوصلہ سے ہنستے کھیلتے اور یادالٰہی کرتے ہوئے گزارے ہیں اس کے نام کا مقدس وظیفہ پوری سزا کاٹنے سے پہلے آپ کو کیسے رہائی دلا سکتا ہے!

حضرات محترم! اپنے اسلاف کی زندگیوں پر نظر کرو — ان کے عظیم کارناموں پر نگاہ ڈالو اور ان کے صبر و حوصلہ کا مطالعہ کرو کہ ان پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے گئے مگر وہ ثابت قدم رہے۔ ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے مگر انہوں نے اف تک نہ کی اور انہیں جبر و تشدد کی چکی میں پسایا گیا لیکن انہوں نے حوصلہ نہیں ہارا —

حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ پر کوڑے برسائے گئے۔ حضرت امام شافعی کو سات سال جیل میں رکھا گیا! حضرت امام مالک کو جلاوطن کیا گیا اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کا جنازہ جیل سے نکالا اور یاد رہے کہ ان حضرات کو سزائیں دینے والے مسلمان حکمران تھے اور آج ہمیں قید خانہ میں لانے والے بھی مسلمان فرمانروا ہیں!

آؤ — ہم جیل کے دن ہنستے' کھیلتے اور یا اللہ و یا مصطفیٰ کے نعرے لگاتے ہوئے کاٹیں ورنہ یہ نوجوان ہمیں کیا سمجھیں گے۔

تقریر اثر کر گئی — اور مولوی حضرات کا محترم گروہ آہستہ آہستہ بابا نلکے شاہ کے ڈیرے آنے لگا!

لائل پور کے ایک معزز اور با اثر چودھری علی اکبر صاحب مرحوم جو ایوبی دور میں وزیر داخلہ رہ چکے ہیں ان دنوں وزیر جیل تھے انہیں پتہ تھا کہ لائل پور کے شمع ختم نبوت کے پروانے میانوالی جیل میں نظر بند ہیں — ان سے شناسائی بھی تھی — وہ دورے پر میانوالی جیل کے معائنہ پر آئے تو ہم نے ان سے جیل کے حکام کے غلط رویہ اور ظالمانہ طرز عمل کی شکایت کی تو انہوں نے دونوں حکام کا تبادلہ کر دیا۔

Marfat.com

قارئین کرام —— یہ ہے ایک اسلامی مملکت کی ایک جیل کی گھناؤنی تصویر اور اس کے حکام وعملہ کا بازاری خاکہ!

—— جو قیدیوں کے لئے گوشت جو باہر سے آتا ہے کھا جاتے ہیں —— چاول —— چینی اور چائے تک ہڑپ کر جاتے ہیں —— ظالم —— سفاک! بے رحم اور جلاد ——

مگر یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ مصر کے قید خانہ کا داروغہ کہتا ہے۔

انی احبک یا یوسف —— کہ اے یوسف مجھے تجھ سے محبت ہے جیل کا داروغہ اور ایک قیدی سے محبت —— جیل کا حاکم اور اسیر کے لئے رحم دل۔ قید خانہ کا افسر اور نظر بند کے لئے شفیق۔ حیران ہوں!

یہاں تک —— کہ نچلے درجہ کے ملازموں اور دوسرے قیدیوں نے جب داروغہ سے یہ کہا کہ تم بادشاہ کے حکم کے خلاف کرتے ہوئے یعنی اس یوسف کے ساتھ حسن سلوک سے کیوں پیش آتے ہو اور اس قیدی پر اتنے مہربان کیوں ہو؟

تو داروغہ نے جواب دیا —— کہ تم خاموش رہو۔

اسلئے —— کہ تم لوگ تو کسی نہ کسی جرم کے باعث قید خانہ میں سزا کاٹ رہے ہو لیکن یوسف علیہ السلام کی مقدس پیشانی بتلا رہی ہے کہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا کوئی گناہ نہیں کیا اور کسی لغزش کا مرتکب نہیں ہوا۔

قرآن حکیم میں سورۃ یوسف علیہ السلام کے علاوہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر پاک کیا گیا ہے جس میں ان کی عظمت کو نہایت ہی حسین پیرایہ میں بیان فرما کر ان کی نبوت و رسالت کے منصب کی تصدیق کی گئی ہو۔

مثلاً —— پارہ ۲۴۔ سورۃ المومنون

☆----☆----☆----☆

Marfat.com

درسِ توحید

غور وفکر اور دل ودماغ کے پردے کھول کر اگر قرآن حکیم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے ہر نبی۔ ہر رسول اور پیغمبر نے اس خطہ ارضی پر اللہ کی طرف سے مبعوث ہو کر نسل انسانی کو توحید باری تعالیٰ ہی کا درس دیا اور خدا کے ان بندوں کو جو کفر وشرک کی ظلمتوں میں ڈوبے ہوئے تھے انہیں اسی درس کے ذریعہ ایمان اسلام کی روشنی عطا کی اور ہزاروں معبودانِ باطل کے آگے جھکنے والوں کو ایک معبود برحق کے سامنے سجدہ ریز کر دیا!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد نبوت میں لوگ ستاروں کی پوجا۔ چاند کی پرستش اور سورج کی بندگی کرنے کے ساتھ اس وقت کی دنیا کا اکیلا حکمران نمرود کو بھی خدا مانتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف لا کر نہ صرف قوم کو ستاروں۔ چاند اور سورج کی پوجا سے نفرت دلا کر نہ صرف اپنی نبوت اور اللہ کی توحید کو تسلیم کروایا بلکہ اس زمانے کی بہت بڑی طاقت کے مقابلہ اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے نمرود کو شاہی دربار میں حق وصداقت کی آواز کو بلند کر کے اسے شکست دی۔

اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رسالت کے زمانہ میں بنی اسرائیل کبھی گائے کے بچھڑا کی پرستش کرتے تھے اور کبھی فرعون کے جبر وتشدد سے ڈر کر اسے خدا سمجھ کر سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔

لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے مقابلہ میں اللہ کی

Marfat.com

توحید کا درس دینے کے لئے جب کھلے میدان میں فرعون کے جادوگروں سے نبرد آزما ہوئے تو عصائے موسوی نے ان کے جادو کو معجزانہ طور پر فتح کر کے نہ صرف انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا جب کہ پوری قوم کو دریائے نیل کی طوفانی لہروں سے پار لگا کر معبود حقیقی کے مقابلہ میں اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا دعویٰ کرنے والے فرعون کو انہیں لہروں میں غوطے دیکر غرق کر دیا اور پھر ہمارے نبی کریم۔ سید المرسلین امام النبین محبوب رب کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائے تو پورا عرب کفر وشرک کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور اپنے ہی ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھروں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتا تھا۔

اور اہل مکہ نے تو خصوصاً خانہ کعبہ میں بھی تین سو ساٹھ بت آویزاں کر رکھے تھے جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ لیکن کوہِ فاران کی چوٹی سے ایک پیاری پیاری صدا اور حق وصداقت پر مبنی ایک ایمان افروز آواز مکہ مکرمہ کی فضاؤں میں گونجی —— کہ

''خدا ایک ہے۔ اللہ واحد''

لا الہ الاھو —— وھو رب العرش العظیم —— وھو رب العالمین —— فاعبدوہ ——

افتعبدون من دون اللہ —— کیا تم اللہ کے سوا ایسے بتوں کو پوجتے ہو۔ جو نہ نفع کسی کو دیں اور نہ کسی کو نقصان پہنچائیں۔

اور ایسے پتھروں کو خدا مان کر ان کے آگے سر جھکاتے ہو کہ جو نہ سنتے ہیں۔ نہ دیکھتے ہیں اور جو اپنی جگہ سے اُٹھ بھی نہیں سکتے۔

حق وصداقت کی آواز سن کر قریش مکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے دشمن ہو گئے کہ آخر حضور علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کی مقدس بستی سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانا پڑا۔

ان انبیاء علیہم السلام کے علاوہ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت ھود علیہ السلام

Marfat.com

حضرت صالح علیہ السلام۔ حضرت شعیب علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام بھی اپنی اپنی قوم کو توحید کا ہی درس دیتے ہیں مگر ہر نبی کی قوم نے اپنے نبی کی دعوت کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا۔ **ما انت بشر الا مثلها** —— کہ تو تو ہماری مثل ایک بشر ہے۔ ہم تمہارے پیغام کو کیسے تسلیم کر لیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے سے پہلے اور اپنے سے بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے جیل کے دونوں ساتھیوں اور دوسرے عام قیدیوں اور قید خانہ کے پورے عملہ کو درس توحید دیتے ہوئے فرمایا:

ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ —— کہ کیا جدا جدا اور علیحدہ علیحدہ بہتر ہیں یا ایک ہی اللہ جو ہر شے پر غالب ہے!

مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ —— کہ ایک اللہ تعالیٰ کے علاوہ تم لوگ جن اشیائے فانی کی پوجا کرتے ہو ان کے خدا اور معبودِ حقیقی ہونے کی دلیل اور کوئی سند اللہ کریم نے نازل نہیں فرمائی۔

اور ان کے مقابلہ میں اللہ کریم نے اپنی الوہیت کے دلائل اپنی ربوبیت کے براہین اور اپنے معبودِ حقیقی ہونے کے کئی ثبوت دیئے ہیں۔

(۱) مثلاً —— **والهكم الله واحد** —— **لا اله الا هو الرحمن**

(۲) **الله لا اله الا هو الحى القيوم**

(۳) **ومالكم من الله غيره**

(۴) **الا تعبدوا الا الله**

(۵) **فلا اعبد الذين تعبدون من دون الله ولكن اعبدالله** —— وغیرہ!

ان الحكم الا لله —— **امر الا نعبد الا اياه** —— اور حکم دینے کا اختیار صرف اللہ کریم ہی کو ہے یا اس خدا کی زمین پر اللہ ہی کا حکم چلتا ہے کیوں کہ ——

Marfat.com

الارض للہ والحکم للہ ——— زمین بھی اللہ کی ہے اور اس پر حکم بھی اللہ کا ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان کی زمین اللہ کی اور حکم کبھی محمد علی جناح کا اور کبھی سکندر مرزا کا۔ کبھی محمد ایوب کا اور کبھی ذوالفقار علی بھٹو کا اور کبھی آجکل جنرل محمد ضیاء الحق کا ——— اور اسی نے ہی حکم فرمایا ہے کہ ——— اس کے سوا کسی اور کو نہ پوجو۔

مصر کے قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے درس توحید دینے کا اثر یہ ہوا ——— فَاٰمَنَ السَّاقِیُ وَالْخَبَّازُ وَاٰمَنَ مَنْ کَانَ فِی السِّجْنِ بِبَرْکَتِہٖ ——— کہ ساقی اور باورچی اور ان کے علاوہ جتنے لوگ بھی قید خانہ میں تھے سب کے سب ایمان لے آئے اور یوسف کی برکت سے معبودانِ باطل کی عبادت کرنے کی بجائے ایک اللہ کی بندگی کرنے لگے۔

امام غزالی ——— فَقَالَ لَھُمْ بَعْدُ مَاٰامِنُو ——— ایمان لانے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرتے ہو یا رہا ہو کر قید خانہ سے باہر جانا؟ وَکَانُوْ اَلْفًا وَ اَرْبعَمائِتِہ ——— اور وہ چودہ سو افراد تھے۔ ان میں سے ایک ہزار نے کہا کہ ہم یہاں سے آزاد ہونا پسند کرتے ہیں۔

فقال ——— اخر جوا ——— فرمایا تو پھر نکل جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم کیسے نکلیں جب کہ ہماری گردنوں میں لوہے کے طوق ——— پاؤں میں آہنی زنجیریں اور ہاتھوں میں مضبوط ہتھکڑیاں ہیں۔

فَاَشَارَ اِلٰی اَغلالِھِمْ وَقُیُودِھِمْ فَانْتَشَرَتْ مِنْ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجِلِھِمْ کَالتّرابِ ———

پس حضرت یوسف علیہ السلام نے اشارا فرمایا تو لوہے کی طوق ٹوٹ گئے۔ آہنی زنجیریں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ اور ہتھکڑیاں کھل کر مٹی کی طرح گر گئیں۔ لیکن ——— چار سو نے کہا۔

Marfat.com

نَحْنُ لَعْکَ فِی السِّجْنِ —— وَهُوَ اَحَبُّ وَخَیْرٌ مِنَ الْخُرُوْجِ —— کہ اے یوسف علیہ السلام۔ تمہارے ساتھ قید خانہ میں رہیں گے —— کیونکہ رہا ہونے سے بہتر ہے کہ ہم قید خانہ میں تمہارے ساتھ رہیں۔

توحید کا درس دینے اور قیدیوں کو ایمان کے خزانہ سے بھرپور کرنے کے بعد خواب کی تعبیر بتانے کی طرف رجوع فرمایا۔

اور فرمایا —— کہ اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیوں اپنے اپنے خواب کی تعبیر سن لو —— کہ

''تم میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا۔ اور دوسرا سولی دیا جائے گا۔ تو پرندے اس کا سر کھائیں گے۔

باورچی نے جب اپنی خواب کی تعبیر سنی کہ تجھے سولی دی جائے گی تو وہ پکار اٹھا کہ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا اور میں نے تو جھوٹ بیان کیا ہے۔

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا بزبانِ قرآن —— قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ —— کہ جو کچھ تم سوال کرتے تھے اس کا فیصلہ اب ہو چکا ہے —— مطلب یہ کہ تو نے اگر خواب دیکھی ہے یا نہیں اور تو نے اگر سچ کہا ہے یا جھوٹ یہ تو تو جانتا ہے لیکن میری زبان سے جو تعبیر بتائی گئی ہے اور جو تیری خواب کی تعبیر کا فیصلہ میں نے سنا دیا ہے اب وہ ٹل نہیں سکتا۔ اور جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے' ہو کے ہی رہے گا! چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ساقی رہا ہونے کے بعد بادشاہ کو پھر شراب پلانے لگا۔ اور باورچی کو پھانسی دے دی گئی اور پرندے اس کے جسم کو نوچ نوچ کر کھاتے تھے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن —— اپنی ماں کی دعاؤں اور مرشد پاک کی نگاہ کے طفیل کہتا ہے کہ ثابت ہوا کہ نبی کے زبان حق ترجمان سے نکلی ہوئی ہر بات نوشتۂ تقدیر ہوتی ہے۔ خصوصاً —— خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو ارشادِ ربانی ہے

Marfat.com

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی —— اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی

کہ میرا محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مرضی وخواہش سے کوئی بات نہیں کرتے مگر وہی کہتے ہیں جو اللہ فرماتا ہے۔

اشارہ کیا تو چاند ٹوٹ گیا۔ حکم دیا تو سورج واپس آ گیا۔ پتھر بول پڑے —— درخت چلنے لگے —— جانور کلام کرنے لگے اور شجر وحجر سلام کہنے لگے —— کیوں؟ —— کہ

یارسول اللہ

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
اور تمہارے کہنے سے ہماری نجات ہو کے رہی
اور —— کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا
اور--- کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

اور —— یا حبیب اللہ

تیرے منہ ہوں گل جیہڑی نکلے او تیر
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیر

حضرات محترم! —— ادھر حضرت یوسف علیہ السلام تو قید خانہ میں بڑے ہی سکون وصبر اور پورے عزم وحوصلہ سے دن گزار رہے تھے اور قیدیوں کو درس توحید و رسالت دے کر انہیں ایمان کی دولت سے سرفراز کر رہے تھے اور اپنے خاندانِ نبوت کی طہارت و پاکیزگی۔ شان وعظمت اور اپنی شرافت و دیانت —— خوش خلقی وخوش مزاجی' بیماروں کی عیادت —— محتاجوں کی دستگیری اور قیدیوں کے حزن و ملال کو اپنی رسالت کی بصیرت سے دور کرنے کے باعث تمام قیدیوں اور جیل کے عملہ کے محبوب بن کر فرشتوں کے پروں کے سایہ میں قید کاٹ رہے تھے!

اور ادھر بی بی زلیخا کا اپنے محبوب کے بغیر اور جدائی کے صدمہ میں نہ دن کو چین

Marfat.com

تھا اور نہ رات کو آرام۔ صبر و قرار کا دامن چھوڑ بیٹھی۔ دل کا سکون گنوا بیٹھی ہجر و فراق کی آگ کو سرد کرنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کے سچے موتیوں سے جڑے ہوئے پیراہن کو بوسہ دیتی اور اس کا پنکھا بنا کر ہوا لیتی —— اور اپنے کئے پر افسوس کرتی —— پچھتاتی کہ چلو وصل کی لذت سے تو محروم تھی دیدار تو کر لیتی تھی اور مصر کی ان امیر زادیوں کو کوستی جنہوں نے شاہی دسترخوان پر پرتکلف دعوت کھا کر اور اپنی آرزوؤں کو پامال ہوتا دیکھ کر اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ اپنے دلبر جانی یوسف کو چند دنوں کے لئے قید خانہ میں ڈال دے۔

مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زلیخا کی اس بے قراری اور اداسی و افسردگی کو اپنی کتاب احسن القصص میں یوں سپرد قلم کیا ہے۔

بندی خانے یار زلیخا ہتھیں تور وگایا!
غش کھا جھڑی زمین دے اتے جاں گھر نظر نہ آیا
خالی صحن نہ اندر برکت خانیاں وچہ اندھیرا
کرسیاں تخت پئے سب خالی لگا سو درد و دھیرا

اور دائم مرحوم اس پر درد کیفیت کو اس طرح لکھتا ہے۔

کملی ہو گئی مغرب دی شاہ زادی گیا صبر تے رہیا قرار وی ناں
دسے شاہی محل اندھیر خانہ او شمع منیر چمکار وی ناں!
ہوئی بی بی زلیخا کنگال خستہ زینت زیب تے ہار سنگار بھی ناں
اوہ رونق بھی ناں تے اوہ رنگ بھی ناں خریدار بھی نہ تے بازار بھی ناں

اور ——

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس غم ناک واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

چوں در زندانِ مغرب یوسف مہر
نہاں کرد از زلیخائے فلک چہر

Marfat.com

کہ جب مصر کے قید خانہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خوبصورت چہرہ کو زلیخا سے چھپالیا۔

زلیخا را غم یوسف چناں کرد
کہ از اشک شفق گوں خونفشاں کرد

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے ہجر وفراق کے غم نے زلیخا کی یہ حالت کردی کہ اس کی آنکھوں سے بہنے والے سفید آنسو خون بن کر ٹپکنے لگے۔

*****..............................*****

Marfat.com

کنعان کا سپر دل تاجر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ —— کتاب احسن القصص صفحہ ۱۶۹ —— ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ کے ایک جھروکہ میں اداس بیٹھے وطن اور باپ کو یاد کر کے پھولوں پر شبنم کے قطروں کی طرح آنسو بہا رہے تھے کہ اچانک کنعان کا ایک تاجر سپر دل اس طرف آ نکلا۔ اور یہ قافلہ شام کے ملک کنعان کے راستہ سے ہوتا ہوا مصر کے قید خانہ کے قریب سے گزرا۔

وَمَعَهَا رَجُل" وَمَعَهُ نَاقَة" مِنْ نَاحِيَتِهِ الْكِنْعَانِ وَعَلَيْهَا اِعْرَابِى" يُقَالُ لَه' سِپَرْ دِلُ!

کہ اس تجارتی قافلہ میں ایک آدمی تھا جس کا نام سپر دل تھا اور اس کے پاس کنعان کے علاقہ کی ایک ڈاچی تھی!

فَلَمَّا دَنَتِ النَّاقَةُ مِنَ الْكَوْةِ رَأَت يُوسُفَ! —— اور جب وہ ڈاچی اس جھروکے کے قریب آئی تو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔

فَنَادَتْ بِلِسَانٍ فَصِيْحٍ يَايُوسُفُ اَبُوْكَ قَدْ نَحُلَ جِسْمَه' مِنَ الْاِشْتِيَاقِ اِلَيْكَ!

تو فصیح اور بلند آواز سے پکار اٹھی —— کہ اے یوسف علیہ السلام تمہارا باپ حضرت یعقوب علیہ السلام تیرے فراق میں کمزور ہو گیا ہے۔

وَاَنَا مِنْ اَرْضِكَ —— اور میں تیرے وطن عزیز کنعان سے آئی ہوں۔

Marfat.com

نَبْکِی یُوسُف — ڈاچی کی یہ پکار اور وطن اور باپ کا حال سن کر حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے۔

سپردل تاجر کی وہ ڈاچی مصر کے قید خانہ کے دروازے پر یوسف علیہ السلام کے جھروکے کے سامنے دوزانو ہوکر بڑے ہی ادب واحترام کے ساتھ بیٹھ گئی! اور اس ڈاچی کا مالک سپردل اسے مارنے کے لئے لاٹھی لے کر آگے بڑھا۔

ثُمَّ دَنٰی مِنْھَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ اِلیٰ سَاقِہٖ — تو جب وہ اونٹنی کے قریب پہنچا تو پنڈلی تک زمین میں دھنس گیا۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ اس دردناک واردات کو یوں لکھتے ہیں — کہ

اک دن یوسف بندی خانے غماں ستایا ہویا
باہر نظر جھروکے بیٹھا برقعہ پایا ہویا
گرداناں دا ڈیرا اتول شام دیاروں آیا
وطنی لوگ نظر وچہ آئے یوسف دل اچھلایا
نام سپردل وچہ انہاں دے اک بندہ کنعانوں
اس دے پاس آہی اک ڈاچی تیز قدم پرشانوں
ڈاچی نے جاں یوسف ڈٹھا دوڑ زنداں ول آئی
یوسف اگے حاضر ہوکے گردن آن جھکائی

جناب دائم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اس سوزناک واقعہ کو اپنے تخیل کی بلند پروازی کے ذریعہ یوں بیان کرتے ہیں

اک دن بیٹھا جھروکے دے وچہ یوسف آئے شام ولوں کاروان یارو
اچن چیت اٹھا کے نظر ڈٹھا لگا وچہ کلیجڑے بان یارو
ڈاچی سنے اسوار اک مار نعرہ آئی دوڑ کے کول زندان یارو
بیٹھی یوسف دے سامنے ادب سیتی گردن اپنی لگی جھکان یارو

Marfat.com

قَالَ یُوسُفُ وَیْلَکَ اَلْقِ عَصَاکَ مِنْ یَدِکَ!

حضرت یوسف علیہ السلام نے سپر دل سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے عصا پھینک دے۔ زمین نے اسے چھوڑ دیا!

حضرت یوسف علیہ السلام اور سپر دل کے درمیان ایک دیوار حائل تھی اور ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ اس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تو کنعان کا تاجر نظر آتا تھا مگر سپر دل کو یوسف علیہ السلام دکھائی نہیں دیتے تھے۔ سپر دل یہ اعجاز اور حیرت انگیز نظارہ دیکھ کر حیران ہوا اور پوری عقیدت وارادت کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے قریب آیا۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ سپر دل نے پورے ادب واحترام سے سلام عرض کی ——اور پوچھا——

مصر کے قید خانہ کے قیدی تو کون ہے؟ اور تو کس جرم کی سزا بھگت رہا ہے؟

جواب دیا—— میں ایک پھلدار درخت کی ایک شاخ ہوں جو کٹ گئی ہوئی ہے۔ اور میں کسی جرم کی سزا میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ اپنے دامن میں گناہ ومعصیت کے داغ سے بچانے کے بدلہ میں!—— اور—— اے اعرابی——

هَلْ تَعْرِفُ بِکِنْعَانِ شَجَرَةٍ لَهٗ اِثْنٰی عَشَرَةَ غُصْنًا ——

کیا تو کنعان کے اس بلند اور پھلدار درخت کو جانتا ہے جس کی بارہ ٹہنیاں تھیں ——اور ان میں سے ایک ٹوٹ گئی ہے۔

وَالشَّجَرَةُ لَا تَبْکِیْ عَلَیْهِ —— اور وہ درخت اس ٹہنی کے ٹوٹنے کے غم میں روتا رہتا ہے۔

وَکَانَ اَحْسَنُ الْاَغْصَانِ —— اور وہ ٹہنی سب ٹہنیوں سے زیادہ خوبصورت تھی اعرابی حضرت یوسف علیہ السلام کی اس دردناک گفتگو سن کر بہت رویا۔ اور عرض کی ہاں—— میں اس درخت کو جانتا ہوں! وہ حضرت یعقوب علیہ السلام بن حضرت

Marfat.com

اسحٰق علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں!

فَبَکیٰ یُوسُفُ وَالاعْرابِیُّ —— پھر حضرت یوسف علیہ السلام اور اعرابی دونوں رونے لگے۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا تو کنعان سے مصر کیوں آیا ہے؟

جواب دیا —— سوداگری کرنے!

فرمایا —— کتنا نفع چاہتا ہے؟

عرض کی —— دِیْنَار" اَوْ دِیْنَارَیْنِ —— ایک دینار یا دو۔

ارشاد ہوا —— یہ لے سرخ یاقوت کا کنگن اس کی قیمت بیس ہزار دینار ہے۔

اے کنعان کے سوداگر میرا پیغام اس درخت تک پہنچا دے اور کنعان واپس جا کر رات کے کسی حصہ میں اس غمگین و اداس کے گھر جا کر کہنا۔

اِنَّ غُلَامًا غَرِیْبًا مَحْبُوس" فِی السِّجْنِ یَقْرَأکَ السَّلَامَ! —— کہ مصر کے قید خانہ میں ایک غریب قیدی آپ کو سلام کہتا ہے۔

خوش نصیب سوداگر نے نام پوچھا۔

جواب دیا —— ابھی اجازت نہیں۔

سپردل خوشی و مسرت کی دولت اپنے دامن میں لیکر اور تجارت میں بڑا نفع حاصل کرنے کے بعد کنعان کو واپس لوٹا اور وہ ڈاچی جو اپنی کمزوری و ناتوانی کے باعث سست رفتاری میں مشہور تھی ہوا سے باتیں کرتی ہوئی اور راستہ کی فضاؤں کو چیرتی ہوئی خطۂ کنعان تک آن پہنچی۔

آخر یہ مہینوں کا سفر چند ساعتوں میں اس لئے کٹ گیا کہ مدت کے بعد بچھڑے ہوئے فرزند کا پیام و سلام غم فراق میں دن رات رونے والے باپ تک پہنچانا مقصود تھا۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ اللَّیْلِ اَتیٰ مَنْزِلَ یَعْقُوبِ فَنَادَاہ'!

پس جب رات کی زلف سیاہ پوری طرح کنعان کے در و دیوار پر چھا گئی تو سپردل

Marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا—— اور ان الفاظ سے آواز دی!

یَا اٰلَ اِبْرَاھِیْم —— کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی بہن نے آواز سنی تو یہ گمان کر کے کہ شاید میرا بھائی یوسف آ گیا ہے اٹھی اور پوچھا—— ابراہیم کی اولاد کو آواز دینے والے تو کہاں ہے اور تو کون ہے! اور تو—— مَاذَا تُرِیْدُ—— کیا چاہتا ہے؟

اعرابی نے کہا—— میں ایک قیدی کا پیام وسلام لے کر آیا ہوں۔

بہن پھر بولی—— مَاذَا تُرِیْدُ—— پیام وسلام لانے والے قاصد تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کیا چاہتا ہے! فَاِنَّہٗ حَزِیْنٌ لَیْلاً وَّنَھَارًا وَّلَا یُکَلِّمُ اَحَدً وَّمَا تَبَسَّمَ!—— کیوں کہ وہ تو دن رات غمگین واداس رہتا ہے اور نہ کسی سے کلام کرتا ہے اور نہ ہی کبھی اس کے لبوں پر تبسم آیا ہے۔

قارئین محترم!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ بھلا جس ضعیف باپ کا نوجوان—— خوبصورت اور لاڈلا بیٹا گم ہو جائے اور کئی سالوں تک اس کا نشان نہ ملے تو پھر ایسے حالات میں اس بوڑھے باپ کی زندگی کے گلشن میں بہار کیسے آ سکتی ہے۔ غم فراق کی تاریک راتوں میں خوشیوں اور مسرتوں کا سویرا کیسے ہو سکتا ہے—— آنکھوں میں آنسو ہوں تو لبوں پر تبسم کیسے آ سکتا ہے اور حزن وملال کے بستر پر نیند کیسے آ سکتی ہے۔

میری اپنی ہی غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں!

آنکھوں سے حسن عالم کے دلچسپ نظارے دور ہوئے
اے دل اب جینا مشکل ہے جینے کے سہارے دور ہوئے
ہمت تو لگا دی میں نے پر فطرت ہی ڈبونا چاہتی تھی
یہ کشتی جتنی تیز چلی اتنے ہی کنارے دور ہوئے

Marfat.com

جیسے —— صاحبزادہ سید افتخار الحسن کی زندگی کا ایک اداس اور غمناک باب —— میرے لختِ جگر —— شہزادہ سید انوار الحسن مرحوم کے حسن کی جولانیاں۔ جوانی کی دلفریبیاں اور شباب کی رعنائیاں پورے آب و تاب کے ساتھ اس کی معصوم زندگی پر چھائی ہوئی تھیں۔ وہ میری ضعیفی کا سہارا اور میرے بڑھاپے کا آسرا تھا۔ وہ میرے دل کا چین اور سینے کا قرار تھا۔ وہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے کمزور بازوؤں کا عصا تھا۔ اور وہ صرف میرا ہی شہزادہ نہیں تھا بلکہ پورے محلّہ طارق آباد کا شہزادہ تھا —— نہیں نہیں بلکہ میرے لاکھوں عقیدت مندوں کا شہزادہ تھا۔

ادھر جمعۃ المبارک کے دن سوا تین بجے اس کی اچانک موت واقع ہوتی ہے اور ادھر ساڑھے تین بجے بی بی سی لندن سے ریڈیو پر اس کی موت کی خبر نشر ہوتی ہے اور ۲۵ ہزار سے زائد مسلمانوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے عوام نے شرکت کی۔

حضرات محترم!

یاد رہے کہ وہ صرف میرا ہی شہزادہ نہیں تھا بلکہ وہ اپنی بہنوں کا چاند بھی تھا! —— اور حضرت یوسف علیہ السلام صرف اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہی دِل کے چین و قرار نہیں تھے بلکہ اپنی پیاری بہن زینب کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی تھے جس نے بھائیوں کے ساتھ جانے کی مخالفت کرتے ہوئے بھائی یوسف کا دامن پکڑ کر کہا تھا! —— کہ

میں اے ویر نہ جاون ویساں بھلائیں تد جاناں
باپ سنے میں روندی رہساں کرجا کجھ ٹکاناں
تیرے باجھوں میں مرجاساں تے کہہ باپ کریگا
بنیامین تیرے وچہ درداں میرے وانگ مرے گا

اور جب یوسف علیہ السلام نے بہن سے دامن چھڑا کر کہا تھا کہ بہن فکر نہ کریں

Marfat.com

اپنے بہادر بھائیوں کے ساتھ شکار کھیلنے جار ہا ہوں جلدی واپس آ جاؤں گا تو—— بہن نے پھر—— کہا تھا—— کہ

ویر یوسف یہ تو ٹھیک ہے—— مگر

بازاں نال جو اڈن کونجاں پھیر کدوں گھر آیاں

گرگاں نال جو چرن غزالاں اوہناں مار مکایاں

لَا اُفَارِقُکَ اَبَدًا —— کہ میں تجھ سے کبھی جدا نہیں ہوں گی یا میں تجھے کبھی جدا نہیں کروں گی!

ہاں—— وہی بہن جسے اپنے بھائی یوسف کے فراق میں روئے ہوئے کئی سال بیت گئے اور اس کے انتظار میں دن رات جاگتے ہوئے گزار دیئے—— گھر کا دروازہ کبھی ہوا سے بھی ہلتا تو بہن دوڑ کر دروازہ پر جاتی کہ شاید میرا ویر یوسف آ گیا ہے

اور آج بھی قاصد کی آواز سن کر دوڑتی ہوئی دروازہ پر آئی—— اور پوچھا—— آواز دینے والے تو کون ہے؟—— کہاں سے آیا ہے؟ اور یعقوب علیہ السلام سے تجھے کیا کام ہے؟ اور تو اس سے کیا چاہتا ہے؟

قاصد کا جواب سن کر—— بہن اٹھی اور دوڑ کر باپ کے پاس گئی—— وَنَادَتْ یَاوَالِدِی —— اور پکاری—— کہ اے میرے باپ—— وَکَانَ یَعْقُوْبُ فِی الصَّلٰوۃِ—— فَسَلَّمَ وَقَالَ مَالَکِ !—— اور حضرت یعقوب علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے—— بیٹی کی آواز سنی تو سلام پھیر دیا۔ اور بیٹی سے پوچھا—— کیا ہوا؟ کیا ہے؟ اور کون ہے؟

بیٹی نے جواب دیا—— ابا حضور—— کوئی قاصد کسی مسافر اور غریب قیدی کا پیام وسلام آپ کی طرف لایا ہے؟

حضرت یعقوب علیہ السلام اٹھے۔ گر پڑے۔ پھر اٹھے، گرنے لگے تو بیٹی نے سہارا دیا اور بازو پکڑ کر اٹھایا، دروازہ تک آئے—— اور پوچھا

Marfat.com

مَنْ اَنْتَ —— تو کون ہے؟ اور مِنْ اَیْنَ جِئْتَ —— اور تو کہاں سے آیا ہے؟ —— وَاِنِّی قَدْ اَشَمُّ مِنْکَ رِیْحًا طَیِّبَۃً —— اور میں تجھ سے نہایت اچھی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ سپر دل نے جواب دیا کہ میں ایک مسافر ہوں۔ اور ایک غمگین اور قیدی کا پیامبر ہوں اس نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔

بزبان دائم

اک قیدی اے مصر دے قید خانے حضرت تساں نوں بہت سلام کردا
بھند امنہ کنعان دے ول کر کے رو رو کے صبح تھیں شام کردا
دنے وچہ جھروکے دے بیٹھ روندا راتیں نیناں دی نیند حرام کردا
تے اوہ آپ دے ویکھن نوں ترس دا اے نہیں کسے دے نال کلام کردا

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر پوچھا —— ھَلْ رَایْتَ وَجْھَہٗ کہ کیا تو نے سلام و پیام دینے والے کو دیکھا ہے؟ —— عرض کی —— نہیں —— پردے کے پیچھے سے گفتگو ہوئی —— فرمایا۔ فَھَلْ ذَکَرَا اِسْمَہٗ! —— کیا اس نے تجھے اپنا نام بتایا ہے۔ جواب دیا —— نہیں۔ فرمایا۔ فَسَئَلْ حَاجَتَکَ —— کوئی سوال کر اور اے قاصد کوئی تمنا ہو تو بیان کر اور کوئی حاجت ہو تو طلب کر۔

جواب ملا —— نہیں مجھے کچھ نہیں چاہئے!

مصر کے قید خانہ کے قیدی نے —— اَغْنَانِیْ —— مجھے غنی کر دیا ہے۔ اور عرض کی —— یا نبی اللہ۔

مینوں دنیا دے مال دی لوڑ نا ہیں میرے لئی دعا دا دان ہووے
بارگاہ وچہ نظر منظور ہوواں نالے نزع دا وقت آسان ہووے

اور —— پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی —— ھَوَّنَ اللّٰہُ عَلَیْکَ سُکْرَاتَ الْمَوْتِ! کہ اللہ کریم تجھ پر موت کی سختیاں آسان فرمائے۔

Marfat.com

سید افتخار الحسن بارگاہ ایزدی میں التجا کرتا ہے کہ اے اللہ حضرت یوسف علیہ السلام کے وفادار قاصد اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس دعائے خیر کے صدقے ہر مسلمان پر نزع کے وقت کی سختیاں آسان کر دے۔ آمین!

حضرت یعقوب علیہ السلام کی دعا کو دائم مرحوم نے ان الفاظ میں لکھا ہے —— کہ

وقت نزع دے ملے نجات تینوں تیرا چمکدا نور ایمان ہووے

دردمنداں دیا قاصدا بھلا ہووی تیرا اوچہ بہشت مکان ہووے

القرآن الحکیم —— اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں قیدیوں کے ساتھیوں میں سے جسے سمجھا کہ یہ رہا ہو گا۔ کہا کہ اپنے رب' یعنی بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا کہ تیرے قید خانہ میں ایک بے گناہ اور مظلوم قیدی ہے اور اسے کئی برس گزر گئے ہیں۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام یہ کہنے پر اور کئی برس جیل میں رہے۔

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ۝

کیوں کہ —— شیطان نے اس رہا ہونے والی ساقی کو بھلا دیا کہ اپنے رب یعنی بادشاہ سے یوسف علیہ السلام کا ذکر کرتا!

تفسیر کشاف' جلد ۲ صفحہ ۲۷۴ —— امام جاد اللہ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ علیہ —— وَیَکُوْنُ الظَّنُّ بِمَعْنَی الْیَقِیْنِ وَظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ" —— کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جس کی رہائی پر یقین تھا یعنی ساقی ——

فَاَنْسَاہُ الشَّیْطَانُ —— یعنی شیطان نے ساقی یعنی بادشاہ کو شراب پلانے والے کو بھلا دیا کہ وہ یوسف علیہ السلام کا اس سے ذکر کرے —— اشرابی! وَقِیْلَ فَاَنْسَیٰ یُوْسُفُ ذِکْرَ اللّٰہِ حِیْنَ وَکَّلَ اَمْرَہٗ اِلٰی غَیْرِہٖ —— اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ کا ذکر بھلا دیا تھا کہ جب انہوں نے

Marfat.com

للہ کے سوا کسی غیر یعنی ساقی کو اپنا وکیل بنایا۔

صاحب تفسیر کشاف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو شیطان نے بھلا دیا اور انہوں نے غیر اللہ سے امداد طلب کی۔ لکھتے ہیں کہ جب قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ شیطان انسانوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کر کے اسے اللہ کے ذکر سے بھلا دیتا ہے —— اَلْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ.

کہ شیطان نے جو کہ جنوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی —— تو اے میرے محبوب علیہ السلام آپ فرما دو کہ جنوں اور انسانوں کے شیطانوں سے اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں جو انسانوں کے سینوں میں وسوسے ڈال کر اللہ کا ذکر بھلا دیتے ہیں —— شَیَاطِیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ —— کہ شیطان کا گروہ جنوں میں سے بھی ہے اور انسانوں سے بھی —— جیسا کہ قرآن حکیم میں حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطَانُ عَنْهَا —— پس شیطان نے حضرت آدم و حضرت حوا علیہا السلام کو جنت میں لغزش دی۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے استاد گرامی کی تقریر ملاحظہ ہو۔ جن کے درس قرآن کے نکات ابھی تک میرے پاس محفوظ اور انہیں نکات نے مجھے شہباز خطابت اور افتخار ملت بنا رکھا ہے۔

کہ —— شیطان نے کس طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے پاس جنت میں پہنچ کر کہا —— کہ کیا تمہیں میں ایک درخت کا پتہ نہ بتا دوں کہ جسے کھا کر تم ہمیشہ زندہ ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلے انکار کیا۔ مگر جب شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے سمجھا کہ اللہ کریم کی جھوٹی قسم کوئی نہیں کھا سکتا اس خیال سے حضرت حوا علیہا السلام نے اس درخت میں

Marfat.com

سے کچھ کھالیا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بھی تناول فرمالیا۔ یہ خیال کر کے کہ لا تقربا کی نہی تزیہی ہے تحریمی نہیں کیونکہ اگر وہ اس نہی کو تحریمی سمجھتے تو کبھی نہ کھاتے کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ اور یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی اور اجتہادی غلطی معصیت نہیں ہوتی!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ کچھ بے ادب اور گستاخ لوگ تو یہاں تک گمراہ ہو چکے ہیں کہ آدم وحوا کے اس ابتدائی قصہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ دونوں نے گندم کا دانہ کھا کر گناہ کیا اور اس گناہ کی سزا میں دونوں کو جنت سے نکال دیا گیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ حضرت آدم وحوا کو اس جرم کے سزا میں جنت سے نکالا گیا۔ کہ انہوں نے گندم کا ایک دانہ کھالیا تھا تو پھر اس آدم و حوا کی اولاد ہزاروں من گندم کھا رہی ہے یہ جنت کی امیدوار کیسے ہو سکتی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ۔

پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۱۹۔۲۰۔۲۱

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ!

کہ اے آدم وحوا۔ اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم حد سے بڑھنے والے ہو جاؤ گے!

مولانا احمد علی صاحب نے من الظالمین کا ترجمہ گنہگار کیا ہے! مگر ہمارے امام اہل سنت مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ظالمین کا ترجمہ حد سے بڑھنے والے کر کے یہود و نصاریٰ کے منہ بند کر دیئے ہیں اور عصمت انبیاء کے منکروں کے لئے ایک روشنی کا مینار کھڑا کر دیا ہے جو اس ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ —— پس شیطان نے ان کے جی میں خطرہ ڈالا —— کہ ان پر ان کی شرم دستر کی چیزیں کھول دیں جو انھوں نے اس سے پہلے نہ دیکھی

Marfat.com

تھیں — اور شیطان نے ان سے کہا — کہ رب نے تمہیں اس درخت کے قریب جانے سے اس لئے منع کیا ہے کہ — اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ — کہ تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے — وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ — اور ان دونوں پر قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں معنی یہ کہ اس ملعون نے جھوٹی قسم کھا کر ان دونوں کو دانہ کھانے پر اکسایا۔ اور ان دونوں کو یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ کوئی اللہ کی قسم کھا کر جھوٹ بول سکتا ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحضرت حوا علیہما السلام کی عصمت وطہارت اور بے گناہی کو قرآن مجید میں کھلے الفاظ میں تصدیق کرتے ہوئے فرمایا

پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷ — وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا

اور — البتہ ہم نے اس سے پہلے آدم علیہ السلام سے تقید عہد لیا تھا۔ تاکیدی حکم دیا تھا — پس پھر وہ بھول گئے۔ اور ہم نے آدم کے دل کو ٹٹول کر دیکھا اس کا تو دانہ کھانے کا ارادہ ہی نہیں تھا۔

اور جب ارادہ نہیں تھا تو پھر گناہ کیسا — فَنَسِیَ — پس وہ بھول گئے تھے!

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ تمام فقہا وعلماء کا فیصلہ متفقہ ہے کہ اگر کوئی روزہ دار بھول کر کوئی شے کھالے تو روزہ نہیں ٹوٹتا تو اگر حضرت آدم علیہ السلام نے بھول کر دانہ کھالیا تو — گناہ کیسا — لغزش کیسی اور معصیت کیسی' — حیران ہوں کہ بے ادب لوگ اپنے ماں باپ کو تو گنہگار کہتے ہیں اور خود کو بڑے متقی۔ پرہیزگار۔ نیکوکار اور جنتی سمجھتے ہیں۔

قارئین کرام — ایسے لوگ کیسے ہیں!

تو جس طرح شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو جھوٹی قسم کھا کر بہکایا اسی طرح

Marfat.com

سے اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھلا دیا —— ثابت ہوا کہ نہ حضرت آدم کا کوئی قصور تھا اور نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام کی کوئی غلطی۔

سوال: کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے نبی ہونے کے باوجود غیر اللہ سے استعانت طلب کیوں کی!

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی وروح اللہ اور کلمۃ اللہ ہونے کے باوجود یہودیوں کی عداوت ومخالفت سے تنگ آ کر غیر اللہ سے استعانت طلب کی

مثلاً ——

فَلَمَّا اَحَسَّ عیسٰی منھم الکفر قال من انصاری الی اللّٰہ قال حواریون نحن انصار اللّٰہ —— کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے کفر کو جان لیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ یہودی مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے پکارا ——

کہ اللہ کی طرف میرے مددگار کون ہوتے ہیں تو آپ کے بارہ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں اور —— یا

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب ہدہد نے ملک سبا کی شہزادی بلقیس کی اطلاع دی تو انہوں نے نبی ورسول ہونے کے ساتھ ساتھ اور اس وقت کی دنیا کے واحد شہنشاہ ہونے کے باوجود —— اور جنوں، انسانوں اور ہواؤں اور فضاؤں پر حکمرانی کے باوجود **قَالَ یَا ایھا المَلَؤُا ایکم یاتینی بعرشھا** —— سورۃ النمل آیت ۳۸ —— فرمایا، کہ اے میرے وزیرو، مشیرو اور سفیرو اور درباریو تم میں سے کون ہے جو بلقیس کا تخت میرے پاس لائے۔ ان کے مسلمان ہونے سے پہلے —— تو اگر حضرت یوسف علیہ السلام نے نبی ہونے کے باوجود ساقی سے کہہ دیا کہ میرا ذکر بھی شاہ مصر سے کرنا تو کون سا جرم ہو گیا ہے —— بلکہ

فَلاَ خَلاَفَ فِی جَوَازِ اَنْ یَسْتَعَانِ بِالْکُفَّارِ فِیْ دَفعِ الظُّلمِ

وَالْغَرقِ وَالْحَرْقِ ——
کہ ظلم و تعدی کو روکنے غرق ہونے اور جل جانے سے بچنے کے لئے کافروں سے بھی طلب مدد جائز ہے اور کسی لحاظ سے بھی مخالف نہیں ہے مطلب یہ کہ اگر چہ مصر کا بادشاہ کافر تھا اور چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام نا کردہ جرم اور نا کردہ گناہ پر ظلم کے طور پر قید خانہ کی سزا بھگت رہے تھے اس لئے اس ظلم و تعدی کے جال سے نکلنے کے لئے اس سے مدد طلب کر لی۔

جیسا کہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات سونے سے پہلے فرمایا—— رجلاً صالحاً مِنْ اَصْحَابِیْ یَحْرِسُنِی اللَّیْلَته —— کہ آج رات جو میرے صحابہ کرام میں سے میرا پہرہ دیگا وہ میرا صحابی بھی ہوگا اور صالح بھی۔

فَقَالَ سَعْدُبْنُ اَبِیْ وَقَاصْ —— حضرت سعد بن ابی وقاص نے عرض کی—— جِئتُ اَحْرِسُکَ—— کہ میں آپ کا پہرہ دوں گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں—— حضور علیہ السلام بستر استراحت پر لیٹ گئے یہاں تک سَمِعْتُ غَطْبَطِه—— کہ میں آپ کے مقدس خراٹوں کی آواز سن رہی تھی! کائنات ارضی و سماوی کے مختار دو عالم—— سید المرسلین اور فخر آدم و نبی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام کمالات کے ہوتے ہوئے بھی اپنی حفاظت کے لئے غیر اللہ کو اپنا پہرہ دار مقرر فرمالیا تو اگر حضرت یوسف علیہ السلام نے ظلم و ستم کی دیوار کو پاش پاش کرنے رنج والم کے جال کو توڑنے اور مصائب و مشکلات کی زنجیروں کو پاؤں سے اتارنے کے لئے غیر اللہ سے اپنی رہائی کے لئے استعانت طلب کر لی تو کون سا گناہ ہو گیا!

تفسیر کبیر جلد۵ صفحہ ۱۳۳ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ—— اَلْاِسْتِعَانَةِ بِغَیْرِ اللّٰهِ فِیْ دَفْعِ الظُّلْمِ جَائِزَة" فِی الشَّرِیْعَةِ لَا اِنْکَارَ عَلَیْهِ !—— کہ ظلم کو روکنے اور

Marfat.com

دفع کرنے کے لئے غیر اللہ سے مدد طلب کرنی شریعت مطہرہ میں جائز ہے اور اس کا کسی کو انکار نہیں کرنا چاہئے۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۲ —— اُذْکُرْ عِنْدَ رَبِّکَ —— کہ بادشاہ کے پاس میرا بھی ذکر کرنا —— کیا مطلب؟

اَنَّهُ مَظْلُوم'' مِنْ جِهَتِهِ اِخْوَتِهِ لَمَّا اُخْرَجُوْهُ وَبَاعُوْهُ' —— کہ وہ قیدی یعنی حضرت یوسف علیہ السلام ایک مظلوم قیدی ہے۔ اس وجہ سے کہ بھائیوں نے اسے گھر سے نکالا۔ کنوئیں میں ڈالا اور پھر بیچ دیا اور دوسری وجہ مظلوم ہونے کی یہ ہے —— فِیْ هٰذِهِ الْوَاقِعَتِهِ الَّتِیْ لاَ جَلِهَا حُبِسَ۔ کہ جس واقعہ کے باعث اسے قید خانہ میں مقید کیا گیا ہے اس طرح سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ بے گناہ و بے قصور ہے!

تفسیر القرآن العظیم' جلد ۲ صفحہ ۴۷۹ —— الحافظ عماد الدین ابی الفدا اسمٰعیل بن کثیر القرشی الامشقی۔ تفسیر مظہری' سورۃ یوسف صفحہ ۳۳' تفسیر القرآن جامع البیان جز نمبر ۱۱ صفحہ ۱۳۲' ابی جعفر محمد بن جریر البطری' تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۲' تفسیر خازن جز ۲ صفحہ ۲۲۴' ابی محمد الحسین الفرا البغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

قَالَ الحسن و ابن عباس و عن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّم رَحِمَ اللّٰهُ اَخِیْ یُوْسُفَ لَوْ لَمْ یَقُلْ اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ —— مَالَبِثَ فِی السِّجْنِ طُوْلُ مَا لَبِثَ! کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام پر اللہ رحم فرمائے۔ اگر وہ اللہ کے سوا کسی انسان کو یہ نہ کہتے کہ میرا ذکر بھی بادشاہ سے کرنا تو اتنی مدت تک قید خانہ میں نہ رہتے!

تفسیر خازن' سورۃ یوسف صفحہ ۲۲۴ —— اِنَّ جِبْرِیْلَ دَخَلَ عَلٰی یُوْسُفَ فِی السِّجْنِ فَلَمَّا رَای یُوْسُفَ عَرِفَهُ —— کہ قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے —— تو حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں

Marfat.com

پہچان لیا۔ اور جبریل علیہ السلام سے فرمایا ــــ یَا اَخَاءَ الْمُنْذِرِیْنَ مَالِیْ اَرَاکَ بَیْنَ الْخَاطِیْنَ! کہ اے اللہ کے نافرمان بندوں کو عذاب سے ڈرانے والوں کے سردار ــــ آج کیا ہے کہ میں تجھے خطا کاروں کے درمیان دیکھ رہا ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا طاہر ابن طاہرین ــــ کہ اے پاک باپ دادا کے پاک بیٹے رب دو عالم تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے۔ اَمَا اِسْتَحْیَتَ مِنِّی ــــ کہ تجھ شرم نہیں آئی کہ مجھے ہوتے ہوئے اِسْتَشْفَتَ بِالْاٰدِمِیْنَ ــــ کس آدمی کی سفارش طلب کرتا ہے۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم میں تیری قید کو طویل کروں گا۔

تفسیر مظہری میں بھی ایسا ہی لکھا ہوا ہے! ــــ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے! ــــ اور خواجہ حسن بصری کی طرف سے بھی یوں ہی مرقوم ہے! جب اللہ کی طرف سے قید کی مدت میں اضافہ سنایا گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

یَا جِبْرِیْلُ وَهُوَ فِیْ ذَالِکَ عَنِّیْ رَاضٍ ــــ کہ اے جبریل علیہ السلام مجھ سے راضی ہوگا۔

عرض کی ــــ ہاں

تو پھر فرمایا ــــ اِذًا لَا اُبَالِیْ ــــ کہ اب مجھے کوئی افسوس نہیں۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے!

تفسیر خازن۔ وابن جریر البطری۔ ومظہری قِیْلَ یَا یُوْسُفُ اتَّخَذْتَ مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ــــ کہ اے یوسف تو نے میرے سوا کسی اور کو اپنی رہائی کے لئے وکیل بنایا ہے میں تیری قید کی مدت میں اور اضافہ کروں گا۔

قَالَ یَا رَبِّ اَنْسٰی قَلْبِیْ کَثْرَۃُ الْبَلْوٰی ــــ عرض کی اے میرے رب کثرت سے آنے والی بلاؤں! نے مجھے میرے دل نے بھلا دیا۔

وَلَا اَعُوْدُ ــــ پھر ایسا کبھی نہیں ہوگا

حضرت جبریل علیہ السلام نے پھر عرض کی ــــ اے یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرماتا ہے۔

مَنْ خَلَقَکَ ــــ کہ تجھے کس نے پیدا کیا؟

قَالَ اللّٰہ ــــ جواب دیا اللہ نے!

ارشاد ہوا ــــ فَمَنْ جَبَّکَ اِلٰی اَبِیْکَ

کہ کس نے تجھے باپ کا محبوب بنایا؟

قَالَ اللّٰہ ــــ عرض کی اللہ نے

فرمایا ــــ فَمَنْ اَنجاکَ مِنْ کُرْبِ ابْرِءِ ــــ کہ تجھے کس نے اندھیرے کنویں سے نجات دلائی؟

جواب دیا ــــ اللہ نے!

قَالَ فَمَنْ عَلَّمَکَ تَاوِیْلَ الرُّئِیَا ــــ فرمایا' خوابوں کی تعبیر کا علم تجھے کس نے سکھایا' بتایا ــــ قَالَ اللّٰہ' ــــ عرض کی اللہ نے۔

قَالَ فَمَنْ صَرَّفَ عَنْکَ السُّوْءَ وَالْفَحْشَا ــــ ارشاد ہوا کہ ــــ فحاشی وبرائی تیرے پاس سے کس نے پھیر دی؟ ــــ

جواب دیا ــــ اللہ نے ــــ قَالَ اللّٰہ

پھر ارشاد ہوا ــــ فَکَیْفَ اَسْتَغِیْثُ بِاٰدَمِیُ ــــ تو پھر تو نے میرے سوا کسی آدمی سے امداد طلب کیوں کی؟

فَبَکیٰ یُوْسُفُ ــــ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت روئے اور پھر اللہ کریم ہی سے اپنی رہائی کی التجا کی۔

تفسیر نسفی' تفسیر مظہری' روح المعانی اور خازن وغیرہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قید کی مدت سات سال لکھی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ سال پہلے گزر چکے تھے اور سات سال اور اضافہ ہو گیا۔

Marfat.com

والئ مصر کا خواب اور
یوسف علیہ السلام کی رہائی

القرآن المجید —— اور مصر کے بادشاہ نے دربار شاہی کے اراکین، وزیروں مشیروں اور مشیروں اور سفیروں سے کہا کہ آج رات میں نے ایک عجیب وغریب اور پریشان کن خواب دیکھا ہے —— کہ سات گائیں فربہ دیکھی ہیں کہ انہیں سات گائیں دبلی کھا رہی ہیں۔

اے میرے درباریو! میری خواب کا جواب دو اگر تم خوابوں کی تعبیر جانتے ہو۔ درباری بولے، یہ پریشان خوابیں ہوتی ہیں اور ہم ایسی پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے! —— اور بولا وہ جوان جس نے قید خانہ سے نجات پائی تھی دونوں میں سے —— وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّۃٍ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاوِیْلِہٖ فَاَرْسِلُوْنَ ! —— سورۃ یوسف آیت نمبر ۴۵ —— تفسیر خازن، سورۃ یوسف —— لَمَّا جَعَلَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الرُّؤْیَا سَبَبًا لِخَلَاصِ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ السِّجْنِ وَذَالِکَ اِنَّ الْمَلِکَ لَمَّا رَاھَا قَلَقَ وَاضْطَرِبَ ! —— کہ جب اللہ کریم نے والئ مصر کی اس خواب کو حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ سے نکلنے کا سبب بنایا تو مصر کے بادشاہ نے جب یہ خواب دیکھا تو وہ پریشان مضطرب ہوا۔

تفسیر نسفی جز ثانی ص ۱۷۱ لَمَّا دَنَا فَرَجَ یُوْسُفَ رَایٰ مَلِکَ مِصْرَ الریان بن ولید رُؤْیَاءِ عَجِیْبَۃً ! کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا وقت آیا تو مصر

Marfat.com

کے بادشاہ نے ایک عجیب خواب دیکھا اور اس کا نام ریان بن ولید تھا۔

تفسیر کشاف‘ سورۃ یوسف ص ۴۷۴‘ تفسیر نسفی والے الفاظ! تفسیر ابن کثیر سورۃ یوسف ص ۴۸۰ —— هٰذِهِ الرُّؤْيَا مِنْ مَلِكِ مِصْرَ مِمَّا قَدَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهَا كَانَتْ سَبَبًا لِخُرُوْجِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامِ مِنَ السِّجْنِ مُعَزَّزًا مُكَرَّمًا —— کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف سے مصر کے بادشاہ کے اس خواب کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قید سے نکلنے کا سبب بنا دیا گیا! باعزت اور باوقار طریقہ سے!

تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف ص ۳۴ —— فَلَمَّا انْقَضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ وَدَنَا فَرَجَ يُوْسُفَ رَاٰى ملك مصر الاكبر وهو ريان بن وليد —— کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے قید خانہ میں سات سال گزر گئے اور ان کی خوشی و مسرت اور قید سے نکلنے کا وقت قریب آیا تو ریان بن ولید کو عجیب خواب آیا جو کہ مصر کا بادشاہ تھا!

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۳ —— اَنَّهٗ تَعَالٰى اِذَا اَرَادَ شَيْئًا هَيَّا لَهٗ اَسْبَابًا —— کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی شے کو حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا سبب بنانے کا ارادہ فرمایا تو مصر کے بادشاہ کو عجیب خواب آیا!

قارئینِ کرام!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی اپنے مرشد پاک کی نگاہ —— اپنی ماں کی دعا اور اپنے استادِ گرامی حضرت صدر الافاضل کے فیض کی معرفت کہتا ہے کہ قرآن مجید ان آیات سے دو حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں!

اوّل —— یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب نے ہی ابتلاء وامتحان میں ڈالا تھا اور انہیں کئی طرح کی مشکلات و بلیات کے جال میں پھنسا دیا تھا اور پھر خواب ہی کو ان کی رہائی کا سبب بنایا گیا۔

دوم —— یہ تمام مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ شیطان نے یوسف علیہ السلام کو اللہ کا ذکر بھلا دیا تھا مگر قرآن حکیم کے ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان نے حضرت

Marfat.com

یوسف علیہ السلام کو نہیں بلکہ قید سے رہا ہونے والے ساقی کو بھلا دیا تھا کہ وہ یوسف علیہ السلام کی مظلومیت کا تذکرہ بادشاہ مصر سے کرتا۔

جیسا کہ کلام اللہ میں ہے!

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ ——— اور، کہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے تعبیر بتانے پر رہائی پائی تھی ایک مدت کے بعد اسے یاد آیا کہ مجھے تو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا کہ میرا ذکر بھی اپنے بادشاہ سے کرنا!

قرآن مجید کی اس روشن حقیقت کے باوجود بھی ہمارے مفسرین کرام نے اللہ جانے شیطان کو بھلانے کی نسبت یوسف علیہ السلام کی طرف کیوں کر دی!

سوم ——— کہ ان آیات سے یہ بھی پتہ چلا کہ کسی بادشاہ کے درباری چاہے وہ امیر وکبیر ہوں یا تاجر و سوداگر اور چاہے سرمایہ دار دولت مند ہوں وہ مشکل کے وقت اپنے ہی بادشاہ کے کام نہیں آ سکتے۔

اور کسی حکمران کے وزیر و سفیر و مشیر چاہے کتنے ہی دانشور و دانش مند کیوں نہ ہوں اور کتنے ہی بڑے زمیندار و مل مالکان ہی کیوں نہ ہوں اور کتنے ہی وفادار'' نعرے باز کیوں نہ ہوں لیکن اپنے فرمانروا کی کسی پریشانی کو دور نہیں کر سکتے ——— اور کسی مصیبت کا حل نہیں بتا سکتے اور کسی بیماری کا علاج نہیں کر سکتے اور کسی بحران پر قابو نہیں پا سکتے۔

جیسا کہ والیٔ مصر کی پریشان کن خواب کی تعبیر کوئی درباری کوئی اس کا وزیر تک نہ بتا سکا۔

آخر کام آیا تو وہی حضرت یوسف علیہ السلام جن کو اسی مصر کے حکمران نے بیگناہ قید میں ڈال رکھا تھا! اور آخر اسی نے مشکل کشائی کی جس نے قید خانہ میں اعلان کیا تھا ——— عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ.

کہ خوابوں کی تعبیروں کا علم مجھے اللہ کریم نے عطا فرمایا ہے ——— سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ آج پاکستان کے وزیر و مشیر بھی سیاستدان ہونے اور ملک و ملت کا وفادار ہونے اور ملک کے ہر مسئلہ کو سلجھانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن یہ سب کچھ اس وقت

Marfat.com

تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ کوئی ایسا وزیر وسفیر نہیں ملتا جو علمنی ربی کی زندہ تفسیر ہو۔

حضرات محترم —— اب انہیں مفسرین کی الٹ پلٹ کو دیکھئے جنہوں نے سارا زور اس بات پر پہلے لگا دیا تھا کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ کا ذکر بھلا دیا تھا! مگر اب وہی حضرات مکرم بتا رہے ہیں کہ نہیں بلکہ شیطان نے ساقی کو بھلا دیا تھا۔

مثلاً —— تفسیر مظہری، سورۃ یوسف ص ۳۵

وَقَالَ الَّذِی نَجَا —— مِنَ السَّجْنِ —— اور قید سے نجات پانے والے نے کہا —— وَهُوَ السَّاقِی —— اور وہ ساقی تھا یعنی تذکرۃ الساقی یوسف —— کہ وہ ساقی جسے شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا بھلا دیا ہوا تھا۔ بعد مدت کے اسے یاد آ گیا۔

تفسیر نسفی۔ سورۃ یوسف ص ۱۷۲ —— وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا اَیْ مِنَ الْقَتْلِ مِنْ صَاحِبِ السِّجْنِ —— کہ جو قتل سے بچ گیا تھا اور جس نے جیل سے رہائی پائی تھی اور وہ یوسف کا ساتھی تھا۔

تَذَکَّرَ یُوْسُفَ وَمَا شَاهِدَ مِنْهُ! —— یعنی اس ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کیا اور جو اس نے قید خانہ یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر کے علم کا مشاہدہ کیا تھا وہ بھی بادشاہ کو بتایا!

تفسیر کشاف۔ سورۃ یوسف ص ۴۷۵

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا —— اور نجات پانے والے نے کہا —— ای تذکر الذی نجا من القتل یوسف وشاهد منه.

تفسیر ابن کثیر۔ سورۃ یوسف ص ۱۳۴

وقال الذی نجا منهما واذکر بعد امته ای وقال الذی نجا من القتل من صاحب السجن اللذی استعبر یوسف الرؤیا —— کہ جس نے قتل سے

Marfat.com

نجات پائی تھی اور دونوں میں سے تھا جنہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بتائی تھی۔

وتذکر ماکان نسی امر یوسف !—— اور اس نے یعنی ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ بادشاہ سے کیا جو وہ بھول چکا تھا۔

تفسیر خازن۔سورۃ یوسف ص ۲۳۴—— وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَذَالک اَنَّ الْفَتَی السَّاقِیَ جَثَا بَیْنَ الْمَلِکِ وَقَالَ اِنَّ فِی السِّجْنِ رَجُلًا عَالِمًا یُعَبِّرُ الرُّؤیَا—— اور اس جوان ساقی نے بادشاہ مصر کے آگے جھک کر کہا کہ قید خانہ میں ایک ایسا قیدی بھی ہے جو خوابوں کی تعبیر بھی جانتا ہے۔

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱۳۴—— وقال الذی نجا منهما اَنَّ الْمَلِکَ لَمَّا سَاَلَ الْمَلاَءِ عَنْ الرُّؤیَا—— وَاعْتَرَفَ الْحَاضِرُوْنَ بِالْعِجْزِ بِالْجَوَابِ——

کہ جب والئی مصر نے اپنے درباریوں سے خواب کی تعبیر پوچھی اور جب ہر ایک نے جواب دینے کے لئے اپنے عجز کا اظہار کیا—— تو

قَالَ الشَّرَابِیُ اِنَّ فِی الْحَبْسِ رَجُلاً فَاضِلاً صَالِحًا کَثِیْرُ الْعِلْمِ کَثِیْرُ الطَّاعَتِهٖ

شرابی۔یعنی ساقی نے کہا—— کہ جیل میں ایک آدمی بڑا فاضل۔بڑا نیک۔بڑا عالم اور اللہ کریم کی بہت زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور اسی نے ہی ہم دونوں کو خواب کی تعبیر بتائی تھی—— فَصَدَّقَ فِی الْکُلِ —— اور جو کچھ اس نے کہا وہ مکمل طور پر سچ نکلا اور ایک حرف بھی غلط نہیں ہوا۔

تفسیر ابن کثیر۔سورۃ یوسف ص ۴۸۰

کَانَ فِیْ السِّجْنِ مَعَ یُوسُفَ وَکَانَ الشَّیْطَانُ قَدْ اَنْسَاهُ مَا وَصَّابِهٖ یُوسُفُ —— اور وہ دونوں یعنی ساقی اور باورچی جیل میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھے اور اسے یعنی ساقی کو شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بات بھلا

Marfat.com

دی تھی۔

تفسیر روح المعانی۔ سورۃ یوسف ص ۲۲۷

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا ـــــ اَیْ صَاحِبِیْ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامِ وَهُوَ الشَّرَابِیْ ـــــ یعنی وہ ساقی تھا۔

احسن القصص صفحہ ۱۷۳ ـــ وَخَرَّ السَّاقِیُ عَلٰی وَجْهِهٖ ـــــ اور ساقی منہ کے بل گر پڑا ـــ وبکیٰ۔ اور رونے لگا۔

بادشاہ نے پوچھا ـــ مِمَّا بُکَاءُکَ ـــــ تو روتا کیوں ہے؟ ساقی کو مدت کے بعد یاد آیا ـــ قَالَ اَیُّهَا الْمَلِکُ ـــــ لَایَعْلَمُهَا وَلَا یَعْرِفُ تَعْبِیْرَهَا هُوَ الصَّبِیُّ الْعِبْرَانِیُ الْمَحْبُوْسِ ـــــ کہ اے بادشاہ تمہارے اس پریشان کن خواب کی سوائے ایک خوبصورت و جوان لڑکے کے کوئی نہیں جانتا جو عبرانی اور کنعانی ہے اور مصر کے قید خانہ میں بند ہے۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

تاں اس ویلے ساقی تائیں یوسف یاد پیاسو
او پیغام زنداں وچہ اسدا اس نوں بھل گیا سو

سید افتخار الحسن ـــــ ساقی نے کہا۔

قید تیری وچہ یوسف بندہ وسدا اے خواب تعبیراں
جے اک نظر کرم دی کردا بدل جاون تقدیراں

مولوی صاحب!

ساقی نے عرض کی:

وڈی شان تے کمال وڈیرا کیا کہاں میں شاہا
تعبیراں دا علم تمامی اس نوں معلم آہا

دائم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھا ہے۔

Marfat.com

بیج غفلتوں ساقی دی اکھ کھلی گلاں گزریاں سامنے آیاں نی
قید یار قدیم دا یاد آیا جدوں مدتاں ڈھیر وہائیاں نی
حضرت یوسف دے علم تعبیر دیاں گلاں شاہ نوں آکھ سنایاں نی
اک قیدی ہے آپ دے قید خانے حاصل اوسنوں شرف وڈایاں نی
خاص علم جانے خواباں سفنیاندے پیاں وچہ زندان دہایاں نی
شاہا بھیج میں پچھ تعبیر دساں عرضاں ادب دے نال سنایاں نی

انا انبئکُمْ —— میں اس کی تعبیر بتادوں گا۔

فارسلون —— مجھے یوسف کے پاس بھیج دو!

کنزالایمان۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

وَقَالَ الَّذِی نَجا مِنهُمَا —— یعنی ساقی!

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ —— پریشان حالات۔یادل کے وہم وگمان —— اوریا گڑ بڑ پیدا کرنے والے خواب! اَفَارْسِلُوْنَ! جب تمام درباری اور وزراء وامرا خواب کی تعبیر بتانے سے عاجز آگئے اور سب نے کہہ دیا کہ ہم ایسی گڑ بڑ پیدا کرنے والی اور جھوٹی خواب کی تعبیر نہیں بتا سکتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل کے ساتھی ساقی نے شاہ مصر سے کہا کہ مجھے قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جانے کی اجازت دے دو تا کہ میں اس سے پوچھ کر تمہارے خواب کی تعبیر بتادوں ——

والئی مصر ریان بن ولید نے ساقی کو اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ جیل میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا —— .اور ان الفاظ میں یوسف علیہ السلام کو پکارا۔

یُوسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ —— کہ اے یوسف' اے سچے آدمی۔ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس لئے صدیق کہا کہ وہ اپنے اور اپنے دوسرے ساتھی باورچی کے بارے میں آپ کی سچی تعبیر کا تجربہ کر چکا تھا۔

Marfat.com

ساقی نے قید خانہ میں جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے بادشاہ کی خواب سنائی اور اس کی تعبیر پوچھی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اس خواب کی پوری تفصیل کے ساتھ تعبیر بتا دی جسے سلطنت کے امیروں' وزیروں اور دوسرے تنخواہ دار درباریوں نے پریشان خیالات کا مجموعہ کہا تھا اور ذہن و دماغ کی گڑبڑ بتائی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر کا لب لباب اور ماحاصل یہ تھا کہ مصر کی پوری مملکت میں سات سال تک قحط سالی' تنگدستی اور معاشی بدحالی کا دور دورہ رہے گا۔ اور پھر ——

ثُمَّ یَـاْتِیْ مِنْ' بَعْدِ ذَالِکَ عَـام'' فِیْـهِ یُغَـاثُ النَّـاسُ وَفِیْـهِ یَعْصِرُوْنَ۔ (سورۃ یوسف آیت ۴۹)

کہ پھر اس قحط سالی۔ تنگ دستی اور غلہ کی کمی کے بعد اور لوگوں کی معاشی بدحالی۔ بھوک و افلاس کے بعد ایک ایسا سال بھی آئے گا کہ خوب بارش ہوگی۔ غلہ کثیر پیدا ہوگا عوام کی آہ و فریاد بارگاہ ایزدی میں قبول ہوگی اور لوگ انگور نچوڑ کر اپنی پیاس بجھائیں گے۔

مطلب یہ کہ —— وہ آئندہ آنے والا سال ملک کی خوشحالی کا سال ہوگا پیداوار وافر ہوگی اور غلہ کی فراوانی کے باعث لوگوں کی تنگدستی دور ہو جائے گی۔

حضرات گرامی! حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے خوشحالی۔ آرائش پیداوار کی زیادتی۔ بارش کا برسنا اور بھوک و افلاس کے خاتمہ کی یہ بشارت خواب کی تعبیر کے سلسلے میں نہ تھی۔ بلکہ شاید انہوں نے وحی الٰہی کے ذریعہ یا اپنے نور نبوت اور یا اپنی فراست ایمانی سے سمجھ لیا ہو کہ قدرت کا قانون یہی ہے کہ تنگی کے بعد فراخی —— قحط سالی کے بعد خوش حالی اور بھوک و افلاس کے بعد آرائش و کشادگی کا آنا یقینی امر ہے۔

مثلاً ——

تفسیر کشاف جلد۲ صفحہ ۴۷۷ —— وَذَالِکَ مِنْ جِهَـةِ الْوَحِیْ —— کہ یہ

Marfat.com

سب کچھ وحی الٰہی کی طرف سے تھا۔

تفسیر روح المعانی جز ۱۲ صفحہ ۲۳۰ ——— عَنْ اِبْنِ عَبَّاس اِنَّ ذَالِکَ بِلْوَحی ——— حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ وحی کے طور پر تھا اور کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ——— ان هذه ابشارة لم تكن عن الوحی ——— کہ یہ بشارت وحی کے طور پر نہ تھی۔ بلکہ یہ فطرت کی عادت پر محمول ہے جو قیامت تک جاری رہے گی۔ کہ تنگدستی کے بعد کشادگی۔

اولان السنته الایهته علیٰ ان یوسع علیٰ عباده سبحانه بعد ماضیق علیم ——— اور یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ اپنے بندوں کو تنگی کے بعد وسعت عطا فرماتا ہے۔

تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف ص ۳۷ ——— وقَال الیضاوی لَعَلَّه' عَلَمَ ذَالِکَ بالوحی اوبان السنته الالهیته علیٰ ان یوسع علیٰ عباده ما ضیق عَلَیُهِمْ

ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر پوچھتے وقت کہا تھا ——— لعلیٰ ارجع الیٰ الناس لعلهم یعلمون ——— تاکہ میں اپنے ان لوگوں اور خصوصاً والی مصر کے پاس واپس جا کر آپ کی بتائی ہوئی خواب کی تعبیر انہیں سناؤں ——— تاکہ انہیں آپ کی قدر و منزلت کا علم ہو جائے۔

یاد رہے کہ ساقی نے دونوں دفعہ لعل کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنہ ہیں شائد ——— یعنی اس نے شک کے طور پر کہا یقینی اور قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ خواب ہی ایسا تھا عوام اور خواص درباری اور وزراء بھی اس کی تعبیر جاننے میں عاجز آ گئے تھے اور بادشاہ خود بھی خوفزدہ ہو گیا تھا ——— اور کسی نتیجہ پر پہنچنے کا یقین نہیں تھا۔

لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ——— میں بھی شاید اور شک کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ لوگ اور خود بادشاہ آپ کے علمی کمالات اور نبوت کے معجزات کو مانتے ہیں یا نہیں۔

Marfat.com

ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جان لیا تھا کہ کنعان کا یہ خوبصورت شہزادہ بغیر کسی جرم و گناہ کے قید خانہ میں بند کر دیا گیا ہے کیونکہ اگر یہ گنہگار ہوتا تو ہمارے خوابوں کی تعبیر جو اس نے بتائی ہے وہ سچائی پر مبنی نہ ہوتی۔ کیوں کہ لوگ اپنی جہالت اور غفلت کے باعث کسی انسان کی علمی قابلیت وفضیلت اور کسی نبی کے نبوت کے کمالات و معجزات دیکھ کر بھی اس کی عظمت کو نہیں پہچانتے تو شاید مصر کے عوام اور درباری وزراء آپ کی شان وقدر و منزلت کو جان جائیں۔ مصر کے بادشاہ کا ساقی جب قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اس نے اپنا منہ شرم کے مارے چھپا لیا کہ میرا جیل کا ساتھی یوسف پوچھے گا کہ اے دوست میں نے تجھے کہا تھا کہ اپنے بادشاہ سے میری مظلومیت و حبس بے جا کا ذکر کرنا لیکن تو نے ایسا نہیں کیا تو میں اسے کیا جواب دوں گا۔

احسن القصص صفحہ ۱۷۴۔ امام ابوحامد۔ محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ ——— فَقَالَ یُوسُفُ لَهٗ ——— اِرْفَعْ کُمَّکَ ——— حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے فرمایا ——— ذرا چہرے سے چادر کا پردہ اٹھا ——— استین کا نقاب الٹ اور برقعہ کا حجاب ہٹا ——— فَاِنَّ الشَّیْطَانَ اَنْسَاکَ ——— کہ اگر تو نے بادشاہ سے میرا ذکر نہیں کیا تو تیرا قصور نہیں ہے بلکہ تجھے شیطان نے بھلا دیا ہوا تھا۔

فَسَجَدَ السَّاقِی ——— ساقی نے اسی وقت سجدہ کیا ——— فَرَضِیَ یُوسُفُ عَنْهُ ! ——— حضرت یوسف علیہ السلام ساقی سے راضی ہو گئے۔ فَقَالَ لِمَنْ سَجَدْتَ ——— اور پوچھا تو نے کسی کو سجدہ کیا ہے؟

قَالَ لِمَنْ اَرْضَاکَ عَنِّی ———

جواب دیا ——— جس نے تجھے مجھ سے راضی کیا ہے!

القرآن الحکیم ——— وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ——— ساقی نے جب واپس جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی خواب کی تعبیر والیٔ مصر کو سنائی تو بادشاہ نے

Marfat.com

یوسف علیہ السلام کے علمی کمال و مرتبہ کو سمجھ لیا۔ اور ان کی شان و عظمت کو جان لیا اور ساقی سے کہا کہ جاؤ اس قیدی کو میرے پاس لے آؤ ـــــ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ ـــــ پس بادشاہ کا قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا پیغام لے کر قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کہہ کر رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ کہ جب تک بادشاہ اور مصر کے عام لوگوں کو یہ پتہ نہ چل جائے کہ مجھ پر جو بدچلنی کا الزام لگایا گیا تھا وہ بالکل غلط اور لغو تھا اور جب تک میری پاک دامنی و بے گناہی کو لوگ جان نہ لیں میں اس وقت تک قید خانہ سے نہیں نکلوں گا۔

قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْهُ ـــــ فرمایا اے قاصد اپنے بادشاہ کے پاس واپس لوٹ جا اور اسی سے پوچھ یعنی اس سے کہو کہ وہ میرے متعلق لگائے گئے الزامات کی تفتیش کر کے صحیح صورت حالات سے عوام کو آگاہ کرے۔

اور اگر بادشاہ میں اتنی عقل و فراست اور سوجھ بوجھ نہیں ہے کہ وہ کسی معاملہ کہ تہ تک پہنچ کر کوئی فیصلہ کرے تو اسے کہو کہ اپنے درباریوں اور عہدہ داروں کی ان بیویوں اور مصر کے امیر گھرانوں کی ان معزز عورتوں سے پتہ کرے جنہوں نے پر تکلف دعوت کھانے اور میرے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔

تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۳۷۔ تفسیر مظہری سورۃ یوسف ص ۳۷۔ کہ حضرت یوسف نے مصر کی عام عورتوں کا ذکر کیا خاص کر زلیخا کا نام نہیں لیا۔ اِنَّ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامَ رَاعِیْ جَانِبِ اِمْرَاةِ الْعَزِیْزِ ـــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کی بیوی بی بی زلیخا کی طرف سے رعایت کر گئے کہ ان کا نام نہیں لیا۔

مظہری میں ہے ـــــ وَلَمْ یَصْرَحْ بِذِکْرِ امراۃ الْعَزِیْزِ اَدَبًا وَاحْتِرَامًا لَهَا ـــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی یعنی زلیخا کا ادب و احترام کرتے ہوئے صراحتاً اور کھل کر اس کا نام نہیں لیا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ زلیخا کا ادب و احترام اس لئے بھی تھا کہ

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام اس کے پاس ایک معزز مہمان کی حیثیت سے کئی سال تک رہے تھے اور پھر زلیخا نے ان کے لئے ایک علیحدہ خوبصورت محل بنوایا تھا اور پھر ہر روز ان کا لباس تبدیل کرتی۔ زلفیں سنوارتی، آنکھوں میں سرمہ لگاتی تھی اور ہر وقت ان کی خدمت اقدس میں حاضر رہتی۔ ناز اٹھاتی اور ایسا حسین وجمیل محبوب پا کر اپنی قسمت پر فخر کرتی تھی۔ اور دوسری وجہ ادب واحترام کی یہ بھی تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تھا کہ زلیخا مجھ سے اور میرے عشق کی آگ میں جلتی رہتی ہے اور صبح وشام میرے ذکر سے اپنا دل بہلاتی رہتی ہے تو اس محبت کا ادب اور اس عشق کا احترام کرتے ہوئے یوسف علیہ السلام نے زلیخا کا نام نہیں لیا تھا۔

اور زلیخا کو بھی جب یہ پتہ چل گیا کہ یوسف علیہ السلام نے تعظیم کے طور پر اور میری محبت کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے میرا نام نہیں لیا اور مجھے مزید رسوا ہونے سے بچا لیا ہے تو زلیخا نے بھی فیصلہ کر لیا کہ بادشاہ مصر کی تفتیش کرنے کے دوران میں سارے شہر کو امیرزادیوں اور شاہی درباریوں کے سامنے اصل حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے اس بات کا کھلے لفظوں میں اعتراف کرلوں گی کہ میں نے ہی یوسف کو پھسلانے — فحاشی کے جال میں پھنسانے۔ اسے غلط راستہ پر چلانے اور اس کی مقدس پیشانی پر گناہ ومعصیت کا داغ لگانے کی کوشش کی تھی۔ اور یوسف حق پرست ہے — سچا ہے — بے عیب ہے — بے قصور ہے اور اسے جبس بے جا میں قید خانہ میں رکھا گیا ہے۔

اور میں یہ برملا کہوں گی —

بِاَنَّ الذَّنبَ كُلَّه، كَانَ مِنْ جَانِبِهَا — کہ ہر قسم کی خطا میری طرف سے ہوئی ہے! — وَاَنَّ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مَبَرًا عَنِ الْكُلِّ ! — اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر عیب سے بری اور ہر خطا سے پاک ہے!

مظہری میں یوں ہے — فیہ دلیل علی انہ ینبغی ان یجتھد الرجل فی نفی التھمت عن نفسہ — کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل سے رہا

Marfat.com

ہونے کے انکار سے یہ بات دلیل ہے اس بات کی کہ ہر انسان کو اپنے اوپر لگائی گئی تہمت کو مٹانے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیے! —— لَا سِیَّمَا مَنْ کَانَ مِمَّنْ یَقْتَدِیْ بِہٖ! —— خاص کر ان حضرات کو جن کی لوگ اقتدا کرتے ہیں مثلاً عالم دین۔ مسجد کے خطیب۔ حافظ قرآن اور مبلغ اسلام کو تو ضرور ایسا کرنا چاہیے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ —— اس سے معلوم ہوا کہ دفع تہمت کرنا ضروری ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ سے رہا ہونے سے انکار کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی مقدس پیشانی پر فحاشی کا غلط دھبہ لے کر مصر کے عوام کے سامنے جانا نہیں چاہتے تھے اور اپنے پاک ومطہر دامن پر گناہ ومعصیت کے داغ کے ساتھ لوگوں کو منہ دکھانا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور یہ وجہ ہے بھی عمدہ —— اس لئے کہ اگر وہ اس لغو اور بے ہودہ الزام کے ساتھ ہی رہا ہو کر عوام کے سامنے آتے تو لوگ یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ یہ وہی قیدی ہے جو بادشاہ مصر کی بیوی کی عزت پر حملہ آور ہونے کے جرم میں بارہ سال سزا بھگت کے آیا ہے۔

اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ" —— فرمایا کہ میرا رب تو مصر کے امیر گھرانوں کی عورتوں اور سرکاری افسران کی بیویوں کے مکر وفریب کو تو جانتا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ والیٔ مصر کو بھی علم ہو جائے کہ یوسف کو قید خانہ میں بند کر دینے کا میرا فیصلہ غلط تھا اور میں نے کنعان کے خوبصورت جوان کو بارہ سال حبس بے جا میں رکھ کر اس پر ظلم کیا ہے!

حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کی شرط سن کر ریان بن ولید نے ان چالیس عورتوں کو شاہی دربار میں بلوایا اور پوچھا——

"بتاؤ تمہارا اس وقت کنعان کے اس حسین وجمیل نوجوان کے متعلق کیا خیال اور کیا کام وارادہ تھا جب تم نے یوسف کو اپنی اپنی خواہش نفسانی پورا کرنے کے لئے اس کا دل لبھایا تھا اور اسے فحاشی کے جال میں پھنسانے کی کوشش کی تھی! تو ان تمام عورتوں

Marfat.com

نے متفقہ طور پر جواب دیا —— قلن حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء —— کہ اللہ کریم کی ذات پاک ومطہر ہے ہم نے یوسف میں کوئی تبدیلی نہیں پائی۔

اور پھر عزیز مصر کی بیوی زلیخا سے پوچھا کہ سچ سچ اصل واقعہ کی تفصیل بیان کی جائے تاکہ اس جوان کے متعلق جو شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

تو عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے کھل کر بیان کیا کہ اب اصل حقیقت کھل گئی ہے اور راز ہائے بستہ کی نقاب کشائی ہو چکی ہے۔ تو میں اعتراف کرتی ہوں کہ میں نے ہی یوسف کو ورغلانے کی کوشش کی تھی اور میں نے ہی اس خوبصورت جوان کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو کر اور اس کی محبت میں بے خود وفنا ہو کر اسے غلط راستہ پر لانے کا ارادہ کیا تھا۔

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ —— اور یہ یعنی یوسف علیہ السلام سچا ہے۔

مولوی مرحوم

اوہ سچا میں جھوٹھی شاہا وچہ میرے بریائی

اوہ خود پاک فرشتہ نوری اس وچہ عیب نہ کائی

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے اس ایمان افروز واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب والیٔ مصر نے اپنی خواب کی صحیح تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا حکم صادر کیا اور قاصد نے جب انہیں قید خانہ میں جا کر رہائی کا پیغام سنایا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ فرما کر رہا ہونے سے انکار کر دیا۔

بگفتا من چہ آیم سوئے شاہے

کہ چوں من بے کسی را بے گناہے

بزنداں سالہا محبوس کر دست

ز آثار کرم مایوس کر دست

کہ میں قید خانہ سے کیوں کر اور کیسے رہا ہو کر بادشاہ کے پاس جا سکتا ہوں کہ جب اس نے مجھے بے خطا و بے گناہ کوئی برسوں سے قید کر رکھا ہے۔

Marfat.com

اور اگر مصر کا بادشاہ مجھے اس غم خانہ یعنی قید خانہ سے رہا کرنا ہی چاہتا ہے — تو پھر اسے یہ بتانا ہوگا۔

کہ جرم من چہ بود از من چہ دیدند
چرار ختم سوئے زنداں کشید ند

کہ میرا جرم کیا تھا جس کی سزا میں مجھے قید خانہ میں رکھا گیا اور مجھ میں کون سی خرابی دیکھی گئی تھی کہ جس کی پاداش میں مجھے جیل میں ڈال دیا گیا تھا!

اور پھر جب بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے یہ شرط پہنچی تو اس نے مصر کی ان چالیس عورتوں کو دربار میں بلوایا جنہوں نے زلیخا کی طرف سے دی گئی دعوت میں حسن یوسف کو دیکھ کر محویت کے عالم میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے — مصر جیسے مہذب و متمدن شہر کی امیر گھرانوں کی خوبصورت عورتیں حاضر ہوئیں جن میں شاہی دربار کے عہدہ داروں کی بیویاں تھیں!

شاہ مصر نے ان سے گزشتہ واقعہ کی تفصیل پوچھی تو سب نے جواب دیا۔

زناں گفتند کای شاہ جہاں بخت
بتو فرخندہ ترہم تاج و ہم تخت

کہ اے ہمارے بادشاہ سلامت آپ کا تخت وتاج ہمیشہ قائم ودائم رہے!

زیوسف ہیچ ناپاکی ندیدیم
بجز عزو شرفناکی ندیدیم

کہ ہم نے یوسف سے کوئی ناپاک حرکت نہیں دیکھی بلکہ ہم نے تو اس میں عزت وشرف وطہارت وپاکی کے سوا اور کچھ بھی نہیں دیکھا۔

نباشد در صدف گوہر چناں پاک
کہ بود از تہمت آں جان جہاں پاک

کہ اے سلطنت مصر کے بلند اقبال شہنشاہ کسی صدف یعنی سپی میں کوئی موتی اتنا

Marfat.com

پاک نہیں ہوتا جتنا کہ یہ یعنی یوسف تہمت سے پاک ہے۔ اور پھر بادشاہ نے زلیخا سے سوال کیا کہ یوسف کے بارے میں بیان کر اور اصل حقیقت سے آگاہ کر کہ یوسف کہاں تک سچا اور پاک دامن ہے—— تو زلیخا نے بھی صحیح صورت حال بیان کرتے ہوئے بھری بزم میں اپنی غلطی ولغزش کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

بگفتا نیست یوسف راگنا ہے
منم در عشق اوگم کردہ راہے

کہ یوسف کا کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ میں ہی اس کے عشق میں وارفتہ ہوکر راستہ بھول گئی تھی وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ—— اور وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام سچا ہے۔

تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف ص ۳۸ فِیْ قَوْلِهٖ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ—— کہ جب میں نے یوسف پر خیانت کرنے کا الزام لگایا تھا اور اس پر فحاشی کی تہمت لگائی تھی تو اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا تھا کہ اس یعنی زلیخا نے مجھے ورغلانے کی کوشش کی تھی اور مجھے فحاشی کے جال میں پھنسانے کا ارادہ کیا تھا تو اس نے سچ کہا تھا!

القرآن—— ذٰلِکَ لیعلم اَنِّیْ لَمْ اخنه بالغیب!—— اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ یہ بات اور رہا ہونے کی یہ شرط میں نے اس لئے لگائی تھی کہ تاکہ عزیز مصر کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی عدم موجودگی میں میں نے کوئی بھی خیانت نہیں کی تھی اور میں نے اس کی عزت وآبرو پر یعنی زلیخا پر اپنی طرف سے بری نیت کا اظہار نہیں کیا تھا اور مجھ پر جو الزامات لگائے گئے ہیں میں ان سے پاک ہوں! حضرت یوسف علیہ السلام کو اس بیان میں جب اپنا کمال نظر آیا اور اپنی نیکی کا وصف دکھائی دیا تو خیال آیا کہ اس میں تو خود پسند کی جھلک پائی جاتی ہے اور خود پسند کا شائبہ نمایاں ہوتا ہے تو فوراً فرمادیا—— الا مارحم ربی ان ربی غفور رحیم—— کہ زلیخا کے جال سے بچ نکلنا اور بدی وفحاشی کے جال کو توڑ دینا اور اپنے آپ کو بدکاری سے محفوظ رکھنا یہ میرا ذاتی کمال نہیں ہے اور مجھے میری بے گناہی پر ناز نہیں

Marfat.com

اور میں اس بے حیائی سے بچ نکلنے کو اپنے نفس کی خوبی نہیں سمجھتا بلکہ یہ سب کچھ میرے رب کے رحم و کرم کی بدولت ہوا اور اسی کے لطف و کرم سے میں ہر قدم پر ہر لغزش سے دور رہا ہوں۔

والیٔ مصر کو جب مصر کی عورتوں اور خصوصاً اپنی بیوی زلیخا کے بیان سے پتہ چلا کہ یوسف کا دامن ہر الزام سے پاک ہے اور اس نے کوئی خیانت نہیں کی اور نہ ہی اس نے میری آبرو لوٹنے کا ارادہ کیا تھا اور اس پر جتنے بھی الزامات لگائے گئے ہیں سب جھوٹے ہیں —— لغو اور غلط ہیں تو دوسرا فرمان جاری کیا۔

القرآن المجید —— وقال الملک ائتونی به استخلصه لنفسی —— کہ اس یوسف کو قید خانہ سے میرے پاس لاؤ تاکہ میں اسے اپنے خاص درباریوں میں شامل کرلوں!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا نے مصر کی عورتوں کی یوسف کے متعلق رائے عزیز مصر کو نہیں بتائی تھی کہ یہ یوسف بشر کی جنس سے نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی مکرم فرشتہ ہے ——!

اگر زلیخا نے عزیز مصر کو مصر کی دانشور خواتین کی بیان کردہ یوسف علیہ السلام کی صفات بتا دیں ہوتیں تو بہت ممکن تھا کہ کنعان کے شہزادہ کے لئے مصر کے قید خانہ کا دروازہ نہ کھلتا

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و تحمل، عزم و استقلال اور حوصلہ و مضبوط ارادہ کی تعریف کرتے ہوئے جس حسین انداز میں تحسین و آفرین کے پھول نچھاور کئے ہیں ان سے حضرت یوسف علیہ السلام کا مقدس دامن نہ صرف کسی گناہ کے داغ سے محفوظ ثابت ہو جاتا ہے بلکہ ان کے عالی مرتبت نبوت کے نشانات بھی کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

مثلاً —— بخاری شریف جلد ا صفحہ ۴۷۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Marfat.com

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا:

وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَالَبِثَ یُوْسُفُ ثُمَّ اَتَانِیَ الدَّاعِیْ لَاَجَبْتُہٗ —— کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کی جگہ مصر کے قید خانہ میں میں ہوتا اور پھر میرے پاس مصر کے بادشاہ کی طرف سے کوئی رہائی کا پیغام لے کر آتا تو میں فوراً اسے جواب دے دیتا یعنی بہت جلدی رہا ہو جاتا۔

(حاشیہ ۷) اَیْ لَاَسْرَعْتُ الْاِجَابَۃَ فِی الْخُرُوْجِ مِنَ السِّجْنِ فَوَصَفَہٗ بِشِدَّۃِ الْبَصْرِ —— اور جتنی مدت وہ قید میں رہے اتنی مدت میں رہا ہوتا۔

وَذَالِکَ عَنْہُ عَلٰی سَبِیْلِ التَّوَاضُعِ —— اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا بطور تواضع کے تھا۔

مولانا محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں —— لِسُنَّۃِ الشَّوْقِ اِلَی التبلیغ —— کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا کہ تاکہ قید خانہ سے جلدی رہا ہو کر اسلام کی تبلیغ کرتا! مطلب یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی چاہئے تھا کہ قید خانہ سے جلدی رہا ہو کر آزاد ہو کر اور باہر جا کر پتھروں کی پوجا کرنے والوں میں توحید باری تعالیٰ کی تبلیغ کرتے اور مصر کے گمراہ لوگوں کو رشد و ہدایت کا راستہ بتاتے۔ جس طرح کہ انہوں نے قید خانہ میں قیدیوں میں تبلیغ کی تھی!

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۶۸۰ حاشیہ ۸ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ اَیْ لَاَسْرَعْتُ اِلَی الْاِجَابَتَہٗ اِلَی الْخُرُوْجِ مِنَ السِّجْنِ۔

کہ رہائی کا پیغام لانے والے کو میں فوراً جواب دیتا کہ میں رہا ہونے کو تیار ہوں —— وصف صلی اللہ علیہ وسلم یوسف علیہ السلام بِالْاَنَاۃِ وَالصَّبْرِ —— کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بردباری یعنی قوت برداشت اور ان کے صبر و حوصلہ کی صفت بیان کی ہے۔

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ تفسیر سورۃ یوسف —— حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے فرمایا کہ فرمایا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کریم بن کریم بن کریم بن الکریم بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں ——ولو لبثت فی السجن مالبثت یوسف ثم جاء نی الرسول اجبت —— کہ اگر قید خانہ میں میں ہوتا جتنا عرصہ کہ یوسف علیہ السلام رہے ہیں اور پھر میری طرف رہائی کا پیغام لیکر کوئی قاصد آتا تو میں فوراً رہا ہو جاتا۔

حاشیہ ۷ مدارک میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ——لَقَدْ عجبت من یوسف و کرمه و صبره الله لیغفرله کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کردار اور اس کے صبر پر میں حیران ہوں کہ اللہ کریم ان کی مغفرت فرمائے کہ جب عزیز مصر نے پریشان کن خواب دیکھی تھی اور پھر انہوں نے جب اس خواب کی صحیح تعبیر بتادی تھی تو انہوں نے یہ کہہ کر رہا ہونے سے انکار کر دیا تھا کہ جب تک عزیز مصر کو میری بے گناہی کا یقین نہ ہو جائے اور جب تک مصر کے امیر گھرانوں کی دانشور خواتین میری پاک دامنی کی گواہی نہ دے لیں اور جب تک زلیخا اپنے جرم کا اقرار نہ کرلے میں قید خانہ سے رہا نہیں ہوں گا ——وَلَوْ کنت ما اخبرتهم حتیٰ اشترط ان یخرو جونی من السجن —— اور اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ قید خانہ میں میں ہوتا تو میں ان کو خواب کی تعبیر ہرگز نہ بتاتا جب کہ میں قید خانہ سے رہا ہونے کی شرط نہ لگواتا۔

مطلب یہ کہ پہلے مجھے رہا کیا جائے تو بعد میں خواب کی تعبیر بتاؤں گا۔

مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ ——ولو لبثت فی السجن طول لبثت یوسف علیہ السلام لا جبت الداعی!

قارئین کرام! امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ کو ہمارے مفسرین کرام نے بھی اپنی اپنی تفسیر میں نقل کر کے کئی شکوک وشبہات کا ازالہ کر دیا ہے۔

مثلاً —— تفسیر نسفی جز ۲ ص ۱۷۳۔ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ۔ تفسیر مظہری جز ۲ صفحہ ۳۷ القاضی محمد ثناء اللہ الحنفی المظہری النقشبندی المجددی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عباس رضی اللّٰہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ عَجَبْتُ لِصَبْرِ اَخِیْ یُوْسُفَ —— کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر وتحمل پر مجھے تعجب ہے۔ اور میں حیران ہوں وکرمہ۔ اور ان کے کرم پر تعجب ہے —— اللہ کریم ان کی بخشش فرمائے کہ جب ان کی رہائی کا پیغام آیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

وَلَوْ کُنْتُ لَا اَفْعَلُ حَتّٰی اَخْرُج —— کہ اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا تو میں انکار نہ کرتا۔

اور انہوں نے اپنا عذر بیان کر دیا۔

وَلَوْ کُنْتُ اَنَا لَبَادَرْتُ اَلْبَاب —— اور اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا تو میں رہائی کا پیغام سن کر دروازہ کی طرف دوڑ پڑتا۔

وَلَوْ کُنْتُ فِی السِّجْنِ مَکَانَہٗ وَلَبِثْتُ مَالَبِثَ فِی السِّجْنِ یُوْسُفُ —— کہ اگر قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا اور جتنی مدت وہ قید میں رہے اتنی مدت اگر میں رہا ہوتا تو میں جلدی نکل جاتا —— وَبَادَرْتُھُمُ الْبَابَ —— اور آگے آگے دروازہ پر پہنچ جاتا۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت یوسف علیہ السلام کے حال پر تعجب کرنا اور یہ فرمانا کہ اگر ان کی جگہ میں ہوتا تو فوراً رہا ہو جاتا اور کوئی عذر پیش نہ کرتا۔

مبنی علی کمال نزولہ —— کہ یہ آپ کے مرتبہ کمال نزول پر دلالت کرتا ہے۔

ویقول السید الافتخار الحسن النقشبندی المجددی بل مبنی علی کمال اتواضع —— اور سید افتخار الحسن نقشبندی مجددی کہتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کہنا کہ میں اجابت قبول کر لیتا' آپ کے کمالِ تواضع پر دلالت کرتا ہے؟

تفسیر جامع البیان۔ سورۃ یوسف ص ۱۳۹ جلد ۱۱۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ نے فرمایا کہ ـــــ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یَرْحَمُ اللّٰہُ یُوسُفَ اِنْ کَانَ ذَا اَنَاۃ“ ـــــ کہ اللہ کریم یوسف علیہ السلام پر رحم فرمائے وہ بڑے بردبار تھے ـــــ

لو کنت انا المحبوس ـــــ کہ اگر میں قید خانہ میں قید ہوتا تو اپنی رہائی کا پیغام سن کر فوراً رہا ہو جاتا ـــــ ان کان لحلیما ذا اناۃ ـــــ وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام بڑے حلیم اور بردبار تھے۔ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ۔

تفسیر کشاف‘ سورۃ یوسف صفحہ ۴۷۸ ـــــ جاد اللّٰہ محمود بن عمر الزمحشری رحمۃ اللّٰہ عَلَیْہ ـــــ وَلَوْ کُنْتُ مَکَانَہ‘ لَاَسْرَعْتُ الْاَجَابَۃِ ! وَبَادَرْتُھُمُ الْبَابَ ـــــ وَاِنْ کَانَ لَحَلِیْمًا ذَا اَنَاۃ“

تفسیر خازن جلد۲ صفحہ ۲۳۵ ـــــ المُسمّٰی معالم التنزیل علاء الذین علی بن محمد بن ابراھیم الغدادی الصوفی المعروف بالخازن رحمۃ اللّٰہ عَلَیْہِ ـــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ لَوْلَبِثْتُ فی السجن طول لبث یوسف لاجبت الداعی. ھذا الحدیث فیہ بیان فضل یوسف و بیان قوۃ صبرہ وثیاتہ ـــــ کہ اس حدیث پاک میں حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت اور ان کی قوت صبر اور ثابت قدمی کا بیان ہے۔

فاثنیٰ رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم علیٰ یُوسف وبَیْنَ فضیلتہ وحسن صبرہ علی المحنتہ وَالْبَلاءِ ـــــ کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مدح وثناء اور ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور مصائب و مشکلات میں ان کے صبر تحمل کی تعریف کی ہے!

تفسیر روح المعانی جز۱۲ صفحہ ۲۳۳ ـــــ السید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ۔ عن ابن عباس وابن مسعود عنہ ـــــ اَنَّہ‘ قَالَ لَقَدْ عجب من یوسف و کرمہ وصبرہ واللّٰہ تعالیٰ یغفر لہ ـــــ کہ مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کے لطف و کرم اور ان کے صبر تحمل پر تعجب ہوتا ہے کہ اپنی رہائی کا پیغام سن کر انہوں نے انکار کر

Marfat.com

دیا۔

ولو کنت مکانه ـــــــ اور اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا ـــــــ کان تواضعامنه ـــــــ یعنی یہ بطور تواضع فرمایا تھا ـــــــ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے رہا ہونے سے پہلے اس لئے بھی انکار کر دیا تھا ـــــــ خَشِیَ اَنْ یَخْرُجَ سَاکِنًا عَنْ اَمْرِ ذَنْبِهٖ غَیْرُ بَرَاۤئَتِهٖ ـــــــ کہ انہیں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ خوف تھا کہ اگر میں اپنے مقدس دامن پر گناہگاری کا داغ لے کر اور اپنی برات کا ثبوت نہ دیکر خاموشی سے اسی حالت میں رہا ہو جاؤں تو حاسد لوگ مجھ پر اور بھی طعنہ زنی کریں گے۔

وَنَظَرَ النَّاسُ اِلَیْهِ بِعَیْنِ الْاِحْتِقَارِ ـــــــ اور مصر کے گردونواح کے لوگ مجھے گنہگار سمجھ کر حقارت کی نظر سے دیکھیں گے۔

فلایعلق کلامه فی قلوبهم ـــــــ اور میں ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کروں گا اور انہیں خدا تعالیٰ کی توحید کا راستہ بتاؤں گا تو میری کلام ان کے دلوں میں گھر نہیں کرے گی ـــــــ اور میری دعوت کو یہ لوگ قبول نہیں کریں گے۔

جیسا کہ طبرانی صفحہ ۱۳۹ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل ہے ـــــــ لوخرج یوسف یومئذ قبل ان یعلم الملک بشانه ما ذالت فی نفس العزیز حاجته یقول هذ الذی راود امرته ـــــــ کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام اسی تہمت، اسی الزام اور اسی بدنامی کا داغ اپنے دامن پر لئے اسی دن رہا ہو جاتے تو نہ صرف مصری عوام کے دلوں میں ان کے متعلق شکوک و شبہات کے نقوش ہمیشہ کے لئے ثبت ہو جاتے بلکہ عزیزِ مصر کے نزدیک بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی وہ عزت و تکریم نہ رہتی جو اپنی خواب کی تعبیر سن کر ان کی شان و شوکت اس کے دل میں پیدا ہو چکی تھی!

اور جب بھی کبھی عزیزِ مصر کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہوتا تو وہ فوراً کہہ دیتا کہ یہ وہی یوسف ہے جس نے میری بیوی کی عزت پر حملہ کیا تھا۔

Marfat.com

قید سے رہائی

وَقَالَ الْمَلِکُ ائتُوْنِیْ بِہٖ اَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ —— اور بادشاہ بولا انہیں یعنی یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لے آؤ تا کہ میں انہیں اپنے خاص درباریوں میں شامل کر لوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھی ساقی نے جب والئی مصر کی خواب کی تعبیر یوسف علیہ السلام سے پوچھ کر اسے بتائی تو اس کے دل میں ان کی قدر و منزلت اور عقیدت و محبت پیدا ہوگئی۔

اور امام رازی کے نزدیک اس کی کئی وجوہات تھیں! پہلی وجہ —— حضرت یوسف علیہ السلام کا علمی کمال دیکھ کر —— وَذَالِکَ لِاَنَّہٗ عجز القوم عن الجواب —— اور یہ اس لئے کہ جب مصر کے عوام اور دربار شاہی کے وزراء و امراء بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتانے سے عاجز آ گئے تھے تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ہی یہ مشکل حل کر کے ان کی پریشانی کو دور کیا تھا۔ اس کمال کو دیکھ کر —— مَالَ الطَّبْعُ اِلَیْہِ —— بادشاہ کی طبیعت یوسف علیہ السلام کی طرف مائل ہوگئی۔

دوسری وجہ —— اَنَّہٗ عَظَّمَ اِعْتِقَادَہٗ فِیْ صَبْرِہٖ وَثَبَاتِہٖ —— کہ بادشاہ نے جب یوسف علیہ السلام کا صبر ملاحظہ کیا اور ان کی شان اور ثابت قدمی دیکھی تو اس کے دل میں ان کی عقیدت و عظمت اور بڑھ گئی کہ یہ عجیب جوان ہے کہ قید خانہ کے مصائب بڑے ہی صبر و سکون کے ساتھ برداشت کرتا چلا آ رہا ہے۔

Marfat.com

لَمَّا اُذِنَ لَهُ فِی الْخُرُوْجِ مَا اَسْرَعَ اِلَی الْخُرُوْجِ بَلْ صَبَرَ وَ تَوَقَّفَ
——— اور جب میں نے اس کی رہائی کا حکم دیا تھا تو اس نے رہا ہونے میں جلدی نہیں کی تھی بلکہ صبر و توقف کر کے اپنی رہائی کی یہ شرط لگا دی تھی کہ جب تک میرے دامن میں لگائے گئے تہمت کے داغ نہ دھوئے جائیں گے میں رہا نہیں ہوں گا۔

تیسری وجہ ——— انه عظم اعتقاده فی حسن ادبه ——— یہ تھی کہ مصر کے بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کا حسن ادب دیکھا تو ان کی محبت و عقیدت کے جال میں پھنس کے رہ گیا۔ اور یہ ایسا اس لئے ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کی ان عورتوں کے متعلق فرمایا تھا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے بی بی زلیخا کا نام نہیں لیا تھا حالانکہ یہ تمام مصائب و مشکلات اور قید خانہ کی سزا صرف زلیخا کی طرف سے تھی۔

اور جب عزیز مصر کو حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی۔ بے گناہی اور طہارت کی و پاکیزگی کا پوری طرح یقین ہو گیا تو ان کی رہائی کا فرمان جاری کرنے کے ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی کر دیا کہ کنعان کے اس خوبصورت شہزادہ کو مصر کے قید خانہ سے بڑی شان و شوکت اور شاہی جلوس کے ساتھ شہر میں لایا جائے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ——— وکان بَیْنَ مصر والسجن اربعة فراسخ ——— کہ شہر اور قید خانہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ تھا۔

تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف صفحہ ۴۰ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۰ ——— فلما جاء الرسول یوسف فقال له اجب الملک الآن ——— پس جب عزیز مصر کا قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اس نے کہا ——— کہ ابھی بادشاہ کے فرمان کی تکمیل کرتے ہوئے قید خانہ سے رہا ہونے کی تیاری کرو۔

تفسیر کبیر کے الفاظ یہ ہیں ——— ان الرسول قال لیوسف قم الی الملک ——— کہ بادشاہ کا پیام رساں جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اٹھیئے اور عزیز مصر کے پاس چلئے اس نے آپ کو یاد کیا ہے۔

Marfat.com

تفسیر کشاف۔ سورۃ یوسف صفحہ ۴۸۲۔ کنعان کا حسین و جمیل شہزادہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جو جرم و گناہ کئے بغیر مصر کے قید خانہ میں لمبی مدت کی سزا کاٹ رہے تھے بادشاہ کا پیغام سن کر اٹھے! ثم اغتسل و تنطف من دون السجن ولبس لباسا جدیدا ——— اور پھر غسل کیا اور جیل کے کپڑے اتارے اور نیا اور صاف ستھرا لباس پہنا اور قید خانہ سے باہر تشریف لے آئے! گویا کہ ——— شب تاریک کے بعد طلوع سحر ہو گئی اور بادخزاں کے بعد نسیم صبح بہاراں چلنے لگی اور دن رات چلنے والے مسافر کو منزل مقصود مل گئی اور کئی سال قید خانہ میں رہنے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو رہائی حاصل ہو گئی۔

ادھر مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے استقبال کے لئے راستہ کے دونوں طرف خوبصورت محرابیں کھڑی کر دی تھیں! بلند و بالا دروازے سجا کر لگا دیئے تھے! اور ہزاروں غلام ہاتھوں میں رنگ برنگیاں جھنڈیاں لئے ادب و تعظیم کے ساتھ کھڑے تھے۔ اور سارے راستہ پر خوبصورت فرش بچھا دیئے گئے تھے اور موتیوں سے مرصع لباس انہیں پہنایا گیا اور مالک بن زغر کی طرح انہیں اور بھی حسین بنایا گیا۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس دلچسپ منظر کو یوں بیان کرتے ہیں۔

دو رویہ تابہ زندان ایستادند
تجمل ہائے خودرا عرضہ داند
چہ از زریں کمر سرکش غلاماں
ہمہ درخلعت زرکش خراماں
فراز مرکبش ازپائے تا فرق
تو گوئی گشتہ در زر و گہر غرق

کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری کے لئے شاہی اصطبل کے ایک گھوڑے کو سر سے پاؤں تک لعل و گہر کے زیورات پہنا کر قید خانہ بھیجا گیا! اور قید خانہ سے لیکر مصر

Marfat.com

شہر تک ہر چوک میں مشک و عنبر کے فوارے لگا دیئے گئے تھے۔ اور اطلس و کمخواب کے ریشمی فرش بچھا دیئے گئے تھے اور خوشی و مسرت کے نغمات گانے والے شہر کے ہر موڑ میں کھڑے کر دیئے تھے —— اور پر کیف و پر سرور اور مسحور کن ساز بجانے والے چنگ و رباب سنبھال کر شہر کے ہر بازار پر پورے ادب و احترام کے ساتھ منتظر کھڑے تھے! اور شاہی لشکر کا چاق و چوبند دستہ سلامی دینے کے لئے شہر کے بڑے دروازہ پر کھڑا کر دیا گیا تھا۔

چنانچہ —— ان شان و شوکت اور عظمت و جلال کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے قید خانہ سے باہر نکلے تو دروازہ پر یہ عبارت لکھ آئے۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۰ ۴ تفسیر مظہری ص ۴۰ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۲۳۷ کتب علیٰ باب السجن ھذا قبور الاحیاء وبیت الاحزان —— کہ قید خانہ یعنی جیل۔ زندوں کا قبرستان اور غموں کا گھر ہے!

دوستوں کی آزمائش اور دشمنوں کے لئے خوشی کا مقام ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ رسول ہیں۔ ہزاروں مصائب کو بڑے حوصلہ و صبر سے برداشت کرنے والے خداوند کریم کے ایک پیارے نبی ہیں جن کے پاکدامنی کے طہارت و پاکیزگی اور عصمت و بے گناہی کی تعریف کرتے ہوئے اللہ کریم نے قرآن مجید میں ان کے قصہ کو احسن القصص یعنی سب سے سوہنا قصہ قرار دیا ہے!

اور پھر مصر کے قید خانہ میں فرشتے ان کی دلجوئی کرنے والے قیدی ان کا ادب و احترام کرنے والے اور حضرت جبریل علیہ السلام ان کا دل بہلانے والے تھے لیکن پھر بھی انہیں یہ لکھنا پڑا کہ جیل۔ زندوں کا قبرستان اور دکھوں اور غموں کا گھر ہے تو پھر عام قیدیوں کا کیا حال ہوتا ہوگا!

Marfat.com

جیل کی کہانی!

میری اپنی زبان

قارئین کرام!

میری کئی تقریروں کو خلاف قانون اور باغیانہ قرار دیتے ہوئے مختلف مقدمات میں مجھے تقریباً ساڑھے تین سال مختلف جیلوں میں رہنا پڑا۔ اور کتنی مرتبہ مجھے حدود کمیٹی میں پابند کر دیا گیا اور کئی بار مجھے مکان میں نظر بند کر دیا گیا۔

اس لمبی داستان میں سے میں آپ کو ایک جیل کی کہانی اپنی زبانی سنانا چاہتا ہوں ـــــ سکندر مرزا کا دور حکومت تھا جو پاکستان کی تاریخ میں ایک مایوس کن اور سیاسی بحران کا دور تھا ہر طرف نحوست و یبوست چھائی ہوئی تھی اور ملک میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔

اور جہاں سیاسی طور پر ملک سینکڑوں خرابیوں کی خرابیوں میں جکڑا ہوا تھا وہاں مذہبی طور پر بھی انتظار و افتراق کے جال میں پھنسا ہوا تھا۔

کیونکہ ـــــ پاکستان کا گورنر جنرل شیعہ۔ سکندر مرزا پنجاب کا گورنر اختر حسین شیعہ۔ نواب مظفر حسین شیعہ۔ انسپکٹر جنرل پولیس سید عنایت علی شاہ شیعہ۔ وزیر مالیات کرنل عابد حسین شیعہ! اور مقامی طور پر اس وقت کے لائل پور کا پولیس کپتان رمضان شاہ شیعہ۔ ڈپٹی اور سٹی انسپکٹر شیعہ۔ اس صورت حال کے پیش نظر ایک نامور صحافی۔

Marfat.com

زندہ دل ادیب اور خوش مزاج شاعر اور تحریک پاکستان کا ایک عظیم رضا کار جناب خلیق قریشی مرحوم نے اپنے روزنامہ اخبار ''عوام'' میں ایک اداریہ ـــــ بعنوان ''پاکستان ایران کے نقش قدم پر'' لکھا تھا ـــــ اور کسی حد تک یہ ٹھیک بھی تھا اس لئے کہ عوام میں یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ ـــــ ''پاکستان کو شیعہ اسٹیٹ بنانے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔

چنانچہ لائل پور کے شیعہ رہنماؤں نے یہ سمجھ کر کہ اب تو حکومت ہی اپنی ہے پورے پاکستان میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بازاری اور غلیظ زبان استعمال کرنی شروع کر دی اور ان کی شان وعظمت کے خلاف سوقیانہ حملے کرنے کی ابتداء رکھ دی یہاں تک ـــــ کہ امین پور بازار کے امام باڑہ میں شیعہ مبلغ مولوی خادم حسین نے ناموس صحابہ کرام پر تنقید کرتے ہوئے بازاری زبان کی انتہا کر دی! شیعہ مولوی کی اس گستاخی پر شہر بھر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور عظمت صحابہ کرام کے رکھوالوں کے دل تڑپ اٹھے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

شہر میں کئی احتجاجی جلسے ہوئے اور بے ادب مولوی کو گرفتار کروانے کی کئی قراردادیں پاس ہوئیں مگر شیعہ حکام جانبداری کا ثبوت دیتے ہوئے اہل سنت کی اکثریت کے مطالبہ کو نظر انداز کرتے رہے۔

مستری محمد دین مرحوم ومغفور میرے ایک خاص عقیدت مند تھے اور منصور آباد کی جامع مسجد الفردوس کی بنیاد رکھنے والے پکے اور سچے دین پرست بھی تھے میں نے ان سے کہا کہ شیعہ مذہب کی چند کتابیں چاہئیں تو وہ مجھے لاہور لے گئے اور کتب خانہ اثنا عشریہ سے بڑی بڑی معتبر کتابیں لے دیں! جمعۃ المبارک کا دن تھا اور طارق آباد کی جامع مسجد نور میں ہزاروں کا اجتماع! شہر کی سی۔ آئی۔ ڈی افسران کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ آج کے خطبہ میں صاحبزادہ سید افتخار الحسن ایک ایمان افروز حقائق پر مبنی اور دھما کہ خیز تقریر کرنے والے ہیں جو شیعہ مذہب کے خلاف ہوگی! للہذا انہوں نے رپورٹ لکھنے

Marfat.com

کے لئے لاہور سے بھی پولیس والے بلا لئے تھے!

اور پھر میں نے ایسا ہی کیا اور شیعہ مذہب کے ان کی اپنی ہی کتابوں کے حوالوں سے پرخچے اڑا دیئے کہ شیعہ مذہب کی دیواریں ہل گئیں۔ جس میں میں نے نہ صرف شیعہ مذہب پر تنقید کی بلکہ اس کے گورنر جنرل سکندر مرزا کے خلاف بھی دل کی بھڑاس نکالی۔ اور پرجوش لہجہ اور غضبناک انداز میں یہ کہا —— کہ

سکندر مرزا اس غدار خاندان سے تعلق رکھتا ہے جس نے بنگال کے آخری تاجدار سراج الدولہ کے خلاف سازش و غداری کر کے پلاسی کے میدان جنگ میں اس کی لاش کو خون میں ڈبویا۔ اور سکندر مرزا بھی پاکستان کا دشمن اور غدار ہے۔

میری اس تقریر کو ملک کی سلامتی کے خلاف باغیانہ قرار دیتے ہوئے مجھے گوجرانوالہ جیل میں قید کر دیا گیا۔ ان دنوں گوجرانوالہ کی جیل ایک گھٹیا قسم کی اور بوسیدہ دیواروں والی اور بے ہودہ سی جیل تھی کہ جس میں نہ تو بی گلاس کا کوئی صاف ستھرا احاطہ تھا اور نہ ہی کسی معزز سیاسی قیدی کے لئے کوئی خوبصورت کمرہ! ضروری کاغذات کی خانہ پری کرنے کے بعد مجھے جیل کے ایک گندے سے کمرہ میں بند کر دیا گیا۔

صبح آٹھ بجے سے لیکر دوپہر تین بجے تک تو کسی نے نہ پوچھا کہ —— کون ہو؟ —— کہاں سے آئے ہو؟ اور کس جرم کی سزا میں آئے ہو؟ تین بجے کے بعد لوہے کی سلاخوں کا جنگلہ کھلا تو عجیب قسم کا کھانا پیش کیا گیا۔ گندے برتن۔ بدبودار ساگ۔ سیاہ رنگ کی روٹیاں اور سڑے ہوئے تیل میں جلی ہوئی اوجڑی۔ بہت کوشش کہ ایک آدھ لقمہ پیٹ کے اندر چلا جائے مگر میرے صاف ستھرے معدے نے اس غلاظت کو قبول نہ کیا۔

پھر جیل کا داروغہ سید جہانگیر شاہ۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پال اور ہیڈ وارڈر کمرہ میں داخل ہوئے۔ میرا وزن کیا گیا۔ جسم کے داغ دیکھے گئے بدن کے نشانات لکھے گئے اور فوٹو ملایا گیا۔

Marfat.com

پہلی رات تو خاموشی سے گزاری! اگلا دن ہوا تو پھر گھوڑوں کو دینے والے مسالے سے ملتی جلتی کوئی چیز کھانے کے لئے آئی۔ نمبردار کی معرفت پال صاحب کو پیغام بھیجا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ دفتر جانے کی اجازت مل گئی میں دفتر پہنچا تو پال صاحب بولے۔ شاہ صاحب آج اخباروں میں آپ کی گرفتاری کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے! فرماؤ — کیا بات ہے؟

جواب دیا — جناب میری ''بی'' کلاس ہے مگر میرے ساتھ عام قیدیوں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔

کہنے لگے۔ جی نہیں۔ بی کلاس نہیں سی کلاس ہے۔ میں نے انہیں اپنے وارنٹ گرفتاری دکھاتے ہوئے کہا۔ دیکھو پال صاحب!

صاف لکھا ہے۔ سلوک۔ بی کلاس!

دفتر کے دوسرے ملازمین نے بھی میری بی کلاس کی تصدیق کی لیکن پال صاحب جیل کے افسر تھے جو قیدیوں کا باہر سے آنے والا سامان لوٹ لیتے تھے۔ گھی چٹ کر جاتے ہیں اور سگریٹ تک چوری چھپا لیتے ہیں وہ نہ مانے اور اتنا کہہ کر چلے گئے کہ میں آپ کے لئے اتنا کر سکتا ہوں کہ آپ کو کچا راشن دے دیا کروں اور آپ خود پکا کر کھا لیا کرو۔ ایک آدمی اور لے لو — اور بس! یہ سوچ کر منظور کر لیا کہ چلو عام قیدیوں کی مضر صحت خوراک سے تو کچا راشن بہتر ہے۔

بیگ پور۔ ضلع شیخوپورہ کا ایک مشہور ڈاکو دارا جو سات سال کی سزا بھگت رہا تھا بطور نمبردار ایک اور لانگری مجھے دے دیا گیا۔ جو قیدیوں میں سے ہی ہوتا ہے کوئی تربیت یافتہ باورچی نہیں ہوتا! ٹوٹی ہوئی چھت والا کمرہ۔ تنگ سا احاطہ۔ تاریک باورچی خانہ۔ غیر قلعی شدہ کالے سیاہ برتن اور سلور کی صدیوں پرانی دیگچی مل گئی۔

صبح ہوئی تو جیل کا ٹھیکیدار کچا راشن لے کر آ گیا۔ یاد رہے کہ جیل کے ٹھیکیداروں کی افسران کے ساتھ گہری ساز باز ہوتی ہے اس لئے قیدیوں کو ملنے والا اچھا اور گل

Marfat.com

جانے والا گوشت تو افسران کی کوٹھیوں میں پہنچ جاتا ہے اور پھنڈر اور دس بچے دینے والی بکری کا سرغ رنگ کا ایک لوتھڑا قیدیوں کے لئے جیل میں آ جاتا ہے!

گوشت دیکھا تو پہچان نہ سکا کہ کس جانور کا ہے لیکن ان گندے اور کالے برتنوں میں پکانے کو دل نہ چاہا! نمبردار سے ایک سوکھی سی روٹی لی اور شکر کے ساتھ کھالی!

جیل کے قاعدہ کے مطابق سوموار کو صبح دس بجے سپرنٹنڈنٹ یا پھر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ قیدیوں کی پریڈ دیکھنے جیل کے ہر احاطہ میں چکر لگاتے ہیں اور ان سے پہلے جیل کا ہیڈ وارڈر ہر احاطہ کا معائنہ کرتا ہے۔

اگر چہ یہ قانون سیاسی اور بی گلاس والے قیدیوں پر لاگو نہیں ہوتا۔ لیکن افسران اپنی برتری ثابت کرنے اور قیدیوں پر اپنا رعب جمانے کے لئے ان کی پریڈ بھی دیکھتے ہیں!

پریڈ کیا ہے؟

احاطہ کی صفائی۔ برتنوں کی صفائی۔ کمرہ کی صفائی۔ کپڑوں کی صفائی اور برتنوں کو ایک قرینہ سے رکھنے کو پریڈ کہتے ہیں۔

اور پھر داروغہ جیل اپنے دوسرے افسران اور نمبرداروں کے درمیان پوری شان و شوکت کے ساتھ اور پورے جاہ وجلال کے ساتھ جیل کے ہر احاطہ میں داخل ہوتا ہے۔
سر پر چھتر کا سایہ۔ دونوں طرف پولیس کا پہرہ۔ اردگرد سرخ پیٹیوں والے نمبرداروں کی حمایت اور باہر کی دیواروں پر کھڑے ہونے والے چوکیداروں اور گول چکر کا چکر لگانے اور جیل کی ہر صورت حال کو دیکھنے والے کی

سب اچھا کی آواز!

ہیڈ وارڈر میرے احاطہ میں بھی آیا —— اس نے دیکھا کہ نہ احاطہ میں پوچا نہ کمرہ میں جھاڑو —— نہ صاف ستھرے کپڑے اور نہ ہی برتنوں کی صفائی!

دبلا پتلا سا بدن۔ رنگ کالا۔ لمبی لمبی مونچھیں۔ بھیانک صورت۔ ڈراؤنی شکل

Marfat.com

اور منحوس چہرہ والا ہیڈ وارڈر۔

اگر کسی روتے ہوئے بچہ کے سامنے کر دیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے۔ اور اگر کسی گلی سے گزر جائے تو لوگ کوئی خوفناک بلا سمجھ کر مکانوں کے دروازے بند کر لیں۔ جانور و حیوان رسے توڑ کر بھاگ جائیں اور جن بھوت بھی دیکھ کر حیران ہوں کہ یہ کون سی مخلوق ہے!

احاطہ میں آتے ہی غصہ میں کہنے لگا۔

مولوی جی! —— پریڈ کیوں نہیں لگائی؟ اور برتن صاف کیوں نہیں کئے؟ اور احاطہ میں مٹی کا پوچا کیوں نہیں پھیرا؟

میرا پارہ تو پہلے ہی چڑھا ہوا تھا اور قصداً گڑبڑ کرنی چاہتا تھا!

جواب دیا! جناب —— پریڈ کرنی فوج اور پولیس کا کام ہے اور پوچا پھیرنا اور برتن صاف کرنا عورتوں کا۔ وہ پھر غضبناک لہجہ میں بولا۔

پریڈ لگانی پڑے گی!

میں نے تحمل سے جواب دیا —— نہیں سرکار!

اس نے پوچھا —— کیوں؟

میں نے کہا —— اس لئے کہ میں کوئی چوہڑا چمار نہیں ہوں کہ ان گندے غلیظ اور کالے سیاہ برتنوں کو صاف کرتا پھروں۔ اور اگر پریڈ لگوانی ہے تو یہ برتن اپنے گھر لے جاؤ اور مجھے صاف ستھرے برتن گھر سے لا دو!

وہ اب جیل کے عملہ کے مخصوص عادات و خصائل اور مخصوص لب و لہجہ پر اتر آیا —— اور کڑک کر بولا!

مولوی —— توں تے انج گلاں کرناں ایں جیویں سوہرے آیا ہویاں ایں ——

میں نے بھی مزاحیہ رنگ میں جواب دیا!

جناب —— رہن لئی کمرہ مفت۔ کھان لئی خوراک مفت! لانگری مفت —— بیماری

Marfat.com

لئی علاج مفت ــــــ حجامت بنوان اور خدمت لئی نوکر مفت ــــــ تے پھر ایہہ سوہرے نمیں تے ہور کی اے ــــــ نوبت ہاتھا پائی تک پہنچنے والی تھی کہ پال صاحب آ گئے!

پوچھنے لگے! ــــــ کیوں جھگڑتے ہو؟

میں نے شکایت کی ــــــ مگر ازالہ نہ ہوا ــــــ اپنی تند مزاجی میں یہ کہہ کر چلے گئے کہ اگلے سوموار کو پریڈ لگانی ہوگی!

ادھر یہ گرما گرمی اور تلخ کلامی ہو رہی تھی کہ دوسرے ساتھ والے احاطہ سے ایک گرج دار آواز آئی' خبردار ــــــ اوئے جیل دیو افسرو! جسے ساڈے پیرنوں کج آ کھیا تے اسی پھوہڑیاں ولیٹ دیاں گے ــــــ تے جیل دی اِٹ نال اِٹ وجادیاں گے۔

لاہوری زبان۔ لاہوری لہجہ اور لاہوری انداز ــــــ

حیران ہوا ــــــ اور پوچھا ــــــ یہ ساتھ والے احاطہ میں کون ہیں؟ جواب ملا ــــــ یہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مجاور اور ملنگ ہیں۔

بہترین کھانا آ گیا ــــــ زردہ ــــــ پلاؤ ــــــ مرغ اور لاہوری نان ــــــ

تین دن کے بعد ساری جیل میں شور مچ گیا کہ اس جمعرات کو انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کرنل سید بشیر احمد صاحب گوجرانوالہ جیل کا معائنہ کرنے آ رہے ہیں۔ جیل کے حکام وافسران اور دوسرے عملہ کے لئے ایک مصیبت بن گئی ــــــ چہروں کے رنگ اڑ گئے۔ قدم ڈگمگانے لگے اور سب ادھر ادھر دوڑنے لگے ــــــ یہ کرو' وہ کرو! چونا لاؤ۔ گیری منگواؤ ــــــ گملے یہاں رکھو ــــــ راستہ بناؤ دفتر کی صفائی۔ میز کرسیوں کی سجاوٹ۔ احاطوں میں جاڑو قیدیوں سے اچھا سلوک ہونے لگا۔

میں نے لانگری کو بتایا ــــــ کہ کرنل بشیر شاہ صاحب میرے رشتہ دار ہیں اس نے پال صاحب کو بتا دیا۔ پال صاحب گھبرائے ہوئے میرے احاطہ میں آئے اور پوچھا! شاہ صاحب سنا ہے کہ کرنل صاحب آپ کے رشتہ دار ہیں!

جواب دیا! ــــــ جی ہاں۔

Marfat.com

پھر سوال کیا اور وضاحت چاہی!

میں نے تفصیل سے بتایا کہ ان کی صاحبزادی نسیم بیگم کی شادی پچھلے سال آٹھ مارچ کو سید محمد ظفر شاہ وکیل کے ساتھ ہوئی تھی اور سید ظفر شاہ وکیل میرے ماموں زاد بھائی ہیں۔ میں بھی اس شادی میں شریک تھا اور آپ بھی! بات بالکل ٹھیک تھی —— تیر نشانہ پر لگا!

پال صاحب کا رنگ اڑ گیا —— لگا جی جی کرنے! شاہ صاحب ہم آپ کے خادم ہیں۔ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ اسے جیل نہ سمجھئے۔ اپنا گھر سمجھئے۔ بس پھر کیا تھا۔ اسی وقت بی کلاس مل گئی —— ہر چیز مہیا ہوگئی۔ کمرہ صاف کر دیا گیا۔ بجلی کا انڈا لگا دیا گیا —— ستھرا سا کمبل رکھ دیا گیا اور میز پر چند کتابیں رکھ دی گئیں اور قلعی شدہ برتن بھی مل گئے۔ اور پھر صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ صاحب اس کمرہ میں ایسے بیٹھ گئے جیسے کوئی بہت بڑا تاجر لاہور کے گلستان ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہو۔

تدبیر تو کام آ گئی اور کام بھی میرا بن گیا مگر دعا کرنے لگا کہ اللہ کرنل صاحب نہ ہی آئیں تو اچھا ہے! اس لئے کہ —— ان سے رابطہ تو ہے —— تعارف نہیں ہے!

قارئین کرام: جمعرات آ گئی۔ اور ہیڈ وارڈر آیا۔ منت سماجت کرنے لگا۔ شاہ صاحب۔ اس دن تلخ کلامی ہوگئی تھی معافی چاہتا ہوں۔ کرنل صاحب سے کوئی شکایت نہ کرنا!

پال صاحب بھی آ گئے —— شاہ صاحب! میں نے آپ کے حساب میں پچاس روپے جمع کر دیئے ہیں جو اتنے پچھلے دنوں کے بی کلاس کے تھے! کرنل صاحب سے کوئی شکوہ نہ کرنا۔

دن کے گیارہ بجے جیل کے حکام وافسران اور ملازمین کرنل صاحب کا استقبال کرنے کے لئے باہر سیالکوٹ روڈ پر آ گئے۔ رنگ برنگی پھولوں کا خوبصورت گلدستہ —— ستاروں سے جڑا ہوا سنہری ہار اور نچھاور کرنے کے لئے گلاب کی پتیاں

Marfat.com

تھوڑی دیر کے بعد پتہ چلا کہ —— کرنل صاحب آئے تھے لیکن کسی اور دن آنے کا وعدہ کر کے سیدھے راولپنڈی چلے گئے ہیں۔ اچھا ہوا بھرم رہ گیا!

میری اس گرفتار پر شہر کی تمام مذہبی۔ سیاسی۔ سماجی اور علمی و ادبی جماعتوں نے احتجاج کیا! بڑے بڑے اشتہار شائع کیے گئے اور کئی طرح کی قراردادیں پاس ہوئیں!

شہر میں ہڑتال ہوئی۔

اور اس سارے پروگرام کی قیادت مولانا تاج محمود صاحب اور مولانا عبید اللہ احرار (مرحومین) کر رہے تھے۔

ابوالکلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب نے جامع مسجد نور میں جمعہ پڑھایا اور ایک ولولہ انگیز اور ایمان افروز تقریر کی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی مصر کے قید خانہ میں قید کو اس دردناک اور پرسوز انداز میں بیان کیا کہ سامعین تڑپ اٹھے اور جمعۃ المبارک کے بعد ایک پرجوش جلوس کی شکل میں لوگ سڑکوں پر حکومت کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے اور میری رہائی اور شیعہ مولوی کی گرفتاری کا مطالبہ کرتے ہوئے نکل آئے!

حضرات گرامی! —— یہ ہے جیل خانوں کا بھیانک خاکہ اور قید خانوں کی خوفناک تصویر اور قیدیوں کی المناک داستان! پچھلے سال بارہ اگست ۱۹۸۷ سے بارہ ستمبر ۱۹۸۷ء تک میں نے ورلڈ اسلامک مشن کی دعوت پر اور صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب کی قیادت میں ناروے —— ڈنمارک اور سویڈن کا دورہ کیا۔

جیل کے کمرے بنگلوں کی مثل۔ احاطے کوٹھیوں کی مانند کمبل نئے اور خوبصورت —— فرش پر خوش نما قالین —— اور قیدیوں کی تفریح طبع اور دلچسپی کے لئے ٹیلیویژن کا انتظام —— کیوں؟ ——

اس لئے کہ وہ ملک قیدیوں کو انسان جانتے ہیں اور اس اسلامی ریاست پاکستان والے قیدیوں کو وحشی! حیوان اور جانور سمجھتے ہیں! جیل خانوں کے ان واہیات و بے

Marfat.com

ہو وہ قسم کے حالات کے پیش نظر حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ کے متعلق دیوار پر جو کچھ لکھا ٹھیک۔ درست اور سچ نکلا۔ کہ—— زندوں کا قبرستان—— غموں کا گھر اور دوستوں کی آزمائش اور دشمنوں کے لئے خوشی کا مقام ہے!

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پوری شان وشوکت—— شاہانہ جاہ وجلال اور پیغمبرانہ عظمت ومنزلت کے ساتھ جب مصر کے قید خانہ سے باہر نکلے تو قید خانہ کے درودیوار رونے لگے۔ تنگ وتاریک کوٹھڑیوں سے آہ وفغاں کی آوازیں سنائی دیں اور قید خانہ کے بڑے پھاٹک کا دروازہ کنعان کے شہزادہ کے غم فراق میں خود بخود ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں!

جس دم بندی خانے وچوں یوسف باہر آیا
اک آوازہ زندہ وچوں اس نے ظاہر پایا
میں اندھیرا خانہ یوسف توں سیں نور ہمارا
وحشت دے دریا وچہ چھڈ کے کر گیوں آپ کنارا

تفسیر کشاف سورۃ یوسف صفحہ ۴۸۲۔ امام جاد اللہ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ علیہ۔ تفسیر مظہری۔ سورۃ یوسف صفحہ ۴۰ مولانا القاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی الحنفی المظہری النقشبندی رحمۃ اللہ علیہ: تفسیر خازن، معالم التنزیل۔ سورۃ یوسف صفحہ ۲۱۷ جلد ۲ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم الغدادی الصوفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۰ الامام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ اعلیٰ حضرت۔ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سورۃ یوسف صفحہ ۳۴۷ تفسیر کنز الایمان—— قَالَ وھب—— فَلَمَّا وقف بباب الملک قال حسبی ربی من دنیاوی وحسبی ربی من خلقه عز جاره وجل ثناءُهٗ وَلَا اِلٰهَ غیره!

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام رہا ہو کر جب شاہی دروازہ پر یا شاہی قلعہ کے پھاٹک پر پہنچے —— تو فرمایا میرا رب میرے لئے کافی ہے۔ اپنی مخلوق سے بے احتیاج کر دینے والا ہے اس کی پناہ لینے والا ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ اور اس کی حمد وثناء بڑی ہے! اور اس کے بغیر کوئی معبود نہیں ہے۔

فلما دخل علی الملک قال اللهم اسالک بخیرک من غیره واعوذبک من شره وشر غیره ——

کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے بادشاہ کے پاس پہنچے تو یہ یہ دعا فرمائی! ——

کہ یارب تجھ سے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کی اور دوسروں کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

فلما نظر الیه الملک سلم علیه بالعربیته!

اور پھر جب عزیز مصر کی نظر یوسف علیہ السلام پر پڑی اور اس نے انہیں دیکھا تو ——

حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے عربی زبان میں سلام کی ——

فَقَالَ مَاهذ اللسان ——

عزیز مصر نے پوچھا ——

یہ کون سی زبان ہے؟

قال لسانی آبائی ——

فرمایا —— یہ میرے ابا کی زبان ہے!

اور پھر عبرانی زبان میں سلام کی!

اس نے پھر پوچھا!

Marfat.com

یہ کون سی زبان ہے

جواب دیا —— میرے عم حضرت اسماعیل کی زبان ہے!

اور عزیز مصر یہ دونوں زبانیں نہ سمجھ سکا!

وَکَانَ المَلک یتکلم بِسبعِینَ لِسَانًا —— حالانکہ مصر کا بادشاہ ستر زبانیں جانتا تھا —— پھر جس زبان میں بھی عزیز مصر نے بات کی انہوں نے اسی زبان میں گفتگو کی۔

وکان یوسف حنیند ابن ثلاثین سنته —— اور اس وقت کنعان کے شہزادہ علیہ السلام کی عمر شریف تیس سال کی تھی۔

القرآن المجید —— فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ اَنَّکَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ "اَمِیْنٌ"!

—— اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ —— پھر جب عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گفتگو کے دوران ہر معاملہ میں معاملہ فہم اور ہر الجھن کے لئے مشکل کشا پایا تو وہ بہت ہی خوش اور حیران ہوا —— اور —— کہا —— کہ اے یوسف آج سے تم ہمارے نزدیک بہت ہی معزز و معتمد و محترم و مکرم ہو گئے ہو!

الامین —— امی قد عرفنا امانتک وبرائیتک مما نسبت الیه —— کہ میں نے پہچان لیا ہے کہ اور جان لیا ہے کہ تم واقعی امین ہو اور جس برائی کی تمہاری طرف نسبت کی گئی تھی تم اس سے بری ہو۔ اور تم نے سچ کہا تھا کہ میں نے تیری عدم موجودگی میں تیری امانت میں کوئی خیانت نہیں کی تھی!

مظہری۔ خازن —— قال لیوسف احب ان اسمع تاویل رؤیای منک شفاها —— عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ مجھے یہ پسند ہے اور مجھے محبت ہے کہ میں تمہاری زبان سے وضاحت اور تفصیل سے اس خواب کی تعبیر سنوں

قال نعم —— فرمایا —— ہاں

Marfat.com

میں سب کچھ بتاتا ہوں——
اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اول سے آخر تک ساری خواب کی تفصیل بیان کر دی۔
ایہا الملک —— رایت سبع لقرات شھب غرحسان کشف لک عنھن النیل —— کہ اے مصر کے بادشاہ تو نے خواب میں دیکھا کہ سات سفید رنگ کی خوبصورت گائیں دریائے نیل سے نکلیں اور دریائے نیل سے نکل کر سامنے آ گئیں۔
تفسیر معالم التنزیل۔ امام ابی محمد الحسین الفرا البغوی رحمۃ اللہ علیہ—— تشخب اخلافھن لبناً —— جن کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے بعد دریائے نیل کے کیچڑ سے سات دبلی گائیں برآمد ہوئیں اور آگے پوری وضاحت سے پوری خواب انہوں نے بیان کر دی۔
اور پھر اس خواب کی تعبیر بھی اچھی طرح اور کھل کر اور حسین انداز اور پیارے پیارے الفاظ میں مصر کے بادشاہ کو بتا دی۔
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کنز الایمان !—— حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان پاک سے اپنے خواب کی پوری تفصیل سن کر عزیز مصر بہت خوش اور حیران ہوا اور اسے تعجب بھی ہوا اور کہنے لگا کہ آپ نے میرا خواب ہو بہو بیان کر دیا۔ خواب تو عجیب تھا ہی مگر آپ کا اس حسین انداز میں بیان کرنا اس سے بھی زیادہ عجیب ہے!
تفسیر مظہری۔ تفسیر خازن۔ معالم التنزیل و کشاف فقال الملک واللہ ماشان ھذہ الرؤ کانت عجیبا باعجب مماسمعت منکا
تعبیر میں یہ بھی شامل تھا کہ سات سال تک شہر مصر میں بارش بہت ہو گی اور غلہ کثرت سے ہو گا۔ پیداوار بے بہا ہو گی اور لوگوں میں خوشحالی اور فارغ البالی حاصل ہو جائے گی۔

Marfat.com

اور ہر قسم کا غلہ جمع کر لیا جائے اور دوسری پیداوار کا ذخیرہ کر لیا جائے تاکہ سات سال کے شدید قحط و تنگدستی و بھوک و پیاس کے زمانہ میں مصر اور حوالی مصر کے عوام کے لئے آسانی رہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایک آدمی کو سوتے میں ایک پریشان کن خواب آتا جو انسان کی قوت خیالیہ پر محمول ہوتی ہے۔ اور اس زمانہ کا ہادی اور اس وقت کا اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ رسول اس خواب کو پوری وضاحت سے بیان کر دیتے ہیں اس کی تعبیر بھی بتا دیتا ہے تو پھر میں بے ادب و گستاخ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ —— علم غیب کا جاننا اور کسے کہتے ہیں اور علمنی ربی کے تحت کہ مجھے یہ علم تعبیر میرے رب نے سکھایا ہے اس علم نبوت کو تو تسلیم کر لینا چاہئے

تفسیر کبیر، تفسیر مظہری —— کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ غلہ جمع کر لیا جائے اور دوسری خورد و نوش کی اشیاء کا ذخیرہ کر لیا جائے!

ویاتیک الخلق من النواحی للمیرۃ —— اور پھر گرد و نواح کے لوگ تمہارے پاس غلہ خریدنے آئیں گے!

ویجتمع عندک من الکنوز مالم یجتمع لاحد قبلک —— اور اس طرح تمہارے پاس دولت کے اتنے خزانے بھر جائیں گے کہ اس سے پہلے کسی نے اتنے خزانے جمع نہیں کئے ہوں گے!

وقال الملک ومن لی بھذا یجمعه وَیَبِیعه —— اور عزیز مصر نے کہا کہ —— اے یوسف آپ نے جو بتایا اور فرمایا ہے وہ بالکل سچ اور حقیقت پر مبنی ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ لیکن تمام کام سرانجام دینے کے لئے میرے پاس کون ہے!

کون غلہ جمع کرے گا؟

کون اشیاء بیچے گا؟ —— اور

Marfat.com

ویکفینی الشغل فیہ——

اور میرا یہ کاروبار خوش اسلوبی سے کون چلائے گا؟

القرآن الحکیم——قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْم".

حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے جواب میں کہا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر نگران مقرر کر دے بے شک میں حفاظت کرنے والا اور جاننے والا ہوں کہ شاہی خزانوں کو کہاں اور کیسے خرچ کیا جاتا ہے۔

***** .... *****

Marfat.com

وزارتِ خزانہ

حکومت وقت میں وزارت خزانہ کا عہدہ ایک اہم اور ذمہ دارانہ عہدہ ہوتا ہے ـــــ اس لئے کہ ملک کا تمام کاروبار خزانہ پر ہی چلتا ہے!

اور وزیر خزانہ نے ہی ملک کا سالانہ بجٹ تیار کر کے عوام کو بتانا ہوتا ہے کہ اس سال اتنی آمدنی ہوئی ہے اور اتنا خرچ ہوا ہے!

اور پھر اگر وزیر خزانہ کو کہیں خسارا دکھائی دیتا ہے تو وہ اس گھاٹہ کو پورا کرنے کے لئے عوام کے ذرائع آمدنی پر ٹیکس لگا کر آمدنی واخراجات کے توازن کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ ملک کی معیشت تباہ نہ ہو اور خزانہ کی دولت سے عوام میں احسن طریقہ اور خوش اسلوبی سے گردش کرتی رہے۔ ایسی صورت حال میں وزیر خزانہ بہت ہی عقل مند، ہوش مند، حساب دان اور صاحب بصیرت ہونا چاہئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ سالانہ بجٹ ایسا تیار کرے کہ عوام میں اس کے خلاف ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو اور ملک میں ایسی تباہ کن آگ لگ جائے کہ پھر اسے بجھانے کے لئے بجٹ کو ہی واپس لینا پڑے جو ملک کی بدنامی کا باعث بن جائے۔ جیسا کہ پچھلے سال پاکستان کے مرکزی وزیر خزانہ کے بنائے ہوئے بجٹ پر ہنگامے ہوئے اور ۱۹۸۷ء کا بجٹ واپس لے لیا گیا۔

اور یہ وزیر اعلیٰ کی ایک سوچ ـــــ فکر اور اچھی چال تھی کہ عوام کے ہیجان خیز

Marfat.com

جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لئے وقتی طور پر بجٹ واپس لینے کا اعلان کر دیا۔ مگر پھر آہستہ آہستہ ہر چیز کی قیمت اسی مقام پر آ گئی جس مقام سے بجٹ واپس لیا گیا تھا!

تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ نمبر ۳۲۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن مجید کی اس آیت کے تحت وزیر کی جو تعریف کی ہے اور اس کی جو تشریح کی ہے وہ کسی ملک کے وزارت خزانہ کے عہدہ پر فائز ہونے والے وزیر کے لئے روشنی کا مینار اور منزل کا نشان ہے۔

پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیات ۲۵، ۲۶، ۲۷ —— کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ کریم کی طرف سے حکم ملا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے نیکی و شرافت کی راہ دکھاؤ۔ رشد و ہدایت کا راستہ دکھاؤ اور اسے سیدھے راستہ پر لانے کی کوشش کرو۔ اِنَّهٗ طَغٰی —— کیونکہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں یہ درخواست پیش کی —— کہ اے میرے رب کریم میرا سینہ کھول دے۔ اور میرا ہر کام آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ میری بات سمجھیں وَجعَل لِّیْ وَزِیْراً مِنْ اَهْلِیْ هَارُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِی. وَاَشْرِكْهُ فِیْ اَمْرِیْ —— اور میرے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو میرا وزیر بنا دے اور اس کے ذریعہ میری کمر کا بوجھ ہلکا کر دے اور اسے میرے کام میں شریک کر دے!

اَلْوَزِیْرُ مِنَ الْوِزْرِ —— لانہ یحتمل عن الملک اوزادہ —— کہ وزیر وہ ہوتا ہے کہ جو بوجھ اٹھانے والا ہو —— کیونکہ! وہ بادشاہ کے بوجھ کو اٹھاتا ہے مطلب یہ کہ وزیر مملکت وہ ہونا چاہئے کہ جو نہ صرف بادشاہ وقت پر جو ذمہ داریوں کا بوجھ آ پڑتا ہے وزیر اس بوجھ کو اٹھا لیتا ہے اور عوام کے مسائل و مطالبات پر ہمدردی سے غور کرنے تک ہی محدود نہیں رکھتا بلکہ اپنے خصوصی اختیارات کے ذریعہ انہیں حل کرنے کی پوری پوری کوشش بھی کرتا ہے۔

سمجھ دار اور عقل مند وزارت کی کرسی پر بیٹھ کر اپنی سیاسی بصیرت اور خداداد

Marfat.com

صلاحیت کے باعث ملک کی خوشحالی و ترقی اور ایک مثالی مملکت — بنانے میں مصروف رہتا ہے اور رعیت و عوام کے لئے اپنی کوٹھی کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھتا ہے تاکہ کسی فریادی کو اپنی فریاد سنانے میں تاخیر نہ ہو۔

اپنے ملک پاکستان کے وزیروں کی طرح نہیں کہ باہر بڑے دروازہ پر بندوق والا پہرے دار اور ایک منحوس چہرہ والا استقبالیہ — اور کرخت لہجہ والا ایک بد اخلاق کلرک

کون ہو! — کہاں سے آئے ہو؟ کیا کام ہے؟

صاحب ابھی سو رہے ہیں۔

دس بجے آنا — چٹ دے جاؤ!

مشکل سے ملاقات ہو جائے تو جھوٹے وعدے۔

حالانکہ چاہئے تو یہ کہ وہ ہر وزیر کا دروازہ ہر فریادی کے لئے ہر وقت کھلا رہے اور آنے والے سوالی سے خوش خلقی! خوش مزاجی اور خوش طبعی سے گفتگو کی جائے اور اس کا کام کرنے کی کوشش کی جائے پچھلے دنوں حکومت نے مرکزی اور صوبائی وزیروں اور ممبران کو پچاس پچاس لاکھ سے لے کر اسی اسی لاکھ روپے تک دیئے تاکہ وہ اپنے اپنے حلقۂ انتخاب میں سڑکیں، روشنی، پانی کے نکاس صفائی! شفاخانہ اور مچھر مارنے کا کوئی نیا طریقہ استعمال کرنے کے ساتھ دوسرے فلاحی اور تعمیری کام کئے جائیں لیکن کسی وزیر اور کسی ممبر کے حلقہ میں جا کر دیکھو تو ایک پیسہ بھی کہیں خرچ کیا نظر نہیں آتا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن تو کہتا ہے اور سچ کہتا ہے کہ اتنی بھاری رقمیں جو ممبران کو دی گئیں تھیں وہ صرف سیاسی رشوت تھی!

کتاب الخروج صفحہ ۱۱۶ — حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الطبری جلد ۵ صفحہ ۲۱ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو کسی صوبہ کا گورنر مقرر کرتے تو اسے چار ہدایات کی تاکید کرتے تھے۔

Marfat.com

۱۔اِن لَّا یَرْکَبُ دُوْنًا ——— کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا۔
۲۔وَلَا یَلْبِسَ لِبَاسًا رقیقًا ——— کہ باریک! ریشمی۔ چمکدار اور شاہانہ لباس نہ پہننا۔
۳۔ولا یغلق بابا دون حوائج الناس ——— کہ کسی حاجت مند کے لئے دروازہ پر کوئی پہرہ دار کھڑا نہ کرنا۔

اور پھر ان احکامات اور ہدایات پر عمل کرانے کے لئے انہوں نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کر دیا تھا تا کہ وہ ہر جگہ جا کر دیکھیں کہ کون ان ہدایات پر عمل کرتا ہے اور کون نہیں۔

چنانچہ مصر کے گورنر حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر دیا گیا تھا اور کہا گیا کہ ——— کیا تمہیں وہ وقت بھول گیا ہے جب تمہارا باپ بکریاں چرایا کرتا تھا

اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کے عظیم اور بہادر سپہ سالار کو بھی عین اس وقت معزول کر دیا تھا جب کہ وہ بیت المقدس کی فتح کی خوشیاں منا رہے تھے!

ہمارے مورخین نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کرنے اور مشیروں اور حکومت کے دوسرے عہدہ داروں اور گورنروں کے منحوس چہروں پر ایک تھپڑ ہے کہ ——— امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خفیہ کارندے نے اطلاع بھیجی کہ حضرت خالد کے پاس بہت سا مال غنیمت جمع ہو گیا ہے اور انہوں نے اشعب بن قیس شاعر سے اپنی شان میں قصیدہ سن کر اسے دس ہزار درہم انعام کے طو پر عطا کئے ہیں ———

حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبیدہ اللہ بن جراح کو لکھا کہ خالد بن ولید سے بر سر عام پوچھا جائے کہ تم نے دس ہزار درہم کی رقم اپنی جیب سے دی ہے یا بیت المال سے۔ اگر اپنی جیب سے دی ہے تو یہ اسراف ہے اور اگر بیت المال

Marfat.com

سے نکالی ہے تو یہ خیانت ہے۔ دونوں صورتوں میں وہ معزول کر دینے کے قابل ہیں۔

اس کی سزا یہ ہے کہ ان کا عمامہ سر سے اتار کر ان کی گردن میں لپیٹا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ رقم اپنی جیب سے دی ہے —— تو گردن کھول دی گئی۔ اور پھر انہیں دربار خلافت میں بلایا گیا اور پوچھا گیا!

جواب دیا! —— مالِ غنیمت سے جو مجھے حصہ ملا اس رقم سے اشعب بن قیس کو انعام دیا اور باقی بیس ہزار درہم بیت المال میں جمع کروادیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ معقول جواب سن کر خوش اور راضی ہو گئے اور فرمایا کہ ——

"اے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تم سے پہلے کی محبت کرتا ہوں!"

قارئین کرام —— اب اپنی حکومت کے گورنروں۔ وزیروں اور اعلیٰ عہدہ داروں کی طرف سے دیکھئے کہ کس طرح بیت المال یعنی قومی خزانہ عیاشیوں، فحاشیوں، بدعنوانیوں اور رشوتوں پر برباد کیا جا رہا ہے۔

سوال —— امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی ان سے کئی سوالات کئے ہیں اور خود ہی ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ ملاحظہ ہوں

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱۴۱ —— **طلب یوسف الامارة والنبی علیه الصلوة والسلام قال بعید الرحمن بن سمرة لاتسئل لا مارة .**

۱- کہ حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر سے امارات یعنی وزارت خزانہ طلب کی جائے حالانکہ نبی اکرم علیہ السلام نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کو امارت طلب کرنے سے منع فرمایا۔

۲- **فکیف طلب الامارة من سلطان کافر!** —— کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک کافر حکمران سے امارت طلب کیوں کی؟

Marfat.com

۳-کیف جوز عن نفسیہ مدح نفسہٖ بِقولہٖ انی حفیظ علیم! ـــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کہہ کر میں حفیظ اور علیم ہوں اپنی مدح و تعریف کیوں کی؟

جوابات ـــــ الاصل فی جواب ھذہ المسائل ان التصرف فی المور الخق کان واجباً عَلَیْہ ـــــ کہ ان تمام مسائل وسوالات کا اصل جواب تو یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر واجب ہو گیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے امور میں تصرف کریں!

فجازلہ ان یتوصل الیہ بای طریق! ـــــ پس ان کے لئے جائز ہو گیا تھا کہ وہ تصرفات کے لئے کسی نہ کسی طریقہ سے اس مقام پر پہنچتے! اور رہی یہ بات کہ انہیں تصرف فی امورالخلق کیوں واجب ہو گیا تھا؟

تو اس سوال کے بھی کئی جوابات ہیں!

(ا)انہ کا رَسُولا حقا من اللہ تعالیٰ الی الخلق والرَّسُول یحبُ علیہ' رعایتہ مصالح الامۃ بقدر الامکان ـــــ کہ حضرت یوسف علیہ السلام چونکہ اللہ کی طرف سے مخلوق کی طرف رسول برحق تھے اور رسول پر واجب ہوتا ہے کہ وہ حتی الامکان اپنی امت کی فلاح و بہبودی اور اصلاح و تربیت کی کوشش کرتا رہے!

وَھوانہ' عَلَیْہِ السَّلاَم علم بالوحی اِنَّہ' سیحصل القحط والضیق الشَّدِید ـــــ کہ انہیں وحی کے ذریعے یہ علم ہو گیا تھا کہ ملک میں سخت قحط اور شدید قسم کی سلطنت میں غلہ کی تنگی آنے والی ہے اس لئے انہوں نے وزارت خزانہ اور امارت طلب کی کہ میں مصر کے خزانہ کو احسن طریقہ سے استعمال کر کے اپنی رعیت، اپنی امت ـــــ اپنی قوم اور خدا کی مخلوق کو قحط کے خوفناک جال سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔

سوال یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کی مدح و تعریف کیوں

Marfat.com

کی؟

جواب ـــــ یہ ہے کہ، مدح النفس انما یکون مذموماً اِذا قصد الرجل بہ اتطاول التّافخر ـــــ کہ اپنے آپ کی مدح مذموم ومکروہ تب ہوتی ہے جب کہ فخر و بڑھائی کے لئے کی جائے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جوانی حفیظ علیم کہا تھا تو فخر و بڑھائی کے طور پر نہیں کہا تھا کہ بلکہ وہ مصر کے بادشاہ کو بتانا چاہتے تھے کہ میں تیرے شاہی خزانہ واستعمال کرنے میں زیادہ عالم ہوں!

تفسیر مظہری، سورۃ یوسف صفحہ ۴۰ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۱ انی حفیظ علیم ـــــ کے تحت

وصف یوسف علیہ السَّلامَ نفسہ بالامانتہ والکفایتہ وطلب الویایتہ لیتوصل بھا الیٰ امضاءِ احکام اللّٰہ واَقامتہ الحقّ وبسط العدل مما یبعث لا جلِہ الْاَنبیاءُ اِلیٰ العباد! ـــــ

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی امانت داری اور کارگزاری کا خود اظہار کیا اور خود عہدہ طلب اس لئے کیا تھا کہ تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے احکام مخلوق میں جاری کرسکوں۔ حق کو قائم کرسکوں اور دنیا میں عدل وانصاف کو پھیلاسکوں۔ اور انبیاء علیہم السلام بندوں کی طرف اسی لئے آتے ہیں ـــــ لعلمہ اَنَّ احدًا غیرہ لایقوم مقامہ فِی ذَالکَ! ـــــ اور انہیں علم تھا کہ میرے بغیر اس کام کو کرنے کی کوئی اور اہلیت نہیں رکھتا!

فَمَا کَانَ طلبہ الولایتہ الا لا بتغاوجہ اللّٰہ لاطلب الجاہ وَالدُّنیَا ـــــ اور حضرت یوسف علیہ السلام کا ولایت وامارت طلب کرنا اور مصر کی حکومت میں کوئی عہدہ حاصل کرنا دنیاداری ـــــ جاہ وحشمت اور خودغرضی کے لئے نہ تھا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے تھا۔

ومن ھذا بقیل اشتغال الخلفاء الراشدین بامر الخلافۃ ـــــ اور

Marfat.com

خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کا مقصد بھی یہی تھا۔ وفیہ دلیل علیٰ جواز طلب الولایۃ والقضاء واظھارانہ، مستعدلھا —— اور اس آیت پاک سے اس امر کا ثبوت بھی ملتا ہے اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اگر کسی انسان کو اپنی ذات پر پورا پورا اعتماد اور مکمل طور پر بھروسہ ہو تو حکومت کا کوئی عہدہ اور قضا طلب کرنی جائز ہے۔

اور اس بات کا اظہار کرنا بھی درست ہے کہ میں تمام امور مملکت احسن طریقہ سے سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہوں!

وعلیٰ جواز ان یتولی الانسان عملاً من ید سلطان جائرا وکافرانہ لاسبیل الیٰ اقامۃ الحق وسیاسۃ الخلق الابتکمین ذالک الکافر والجائر!

اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ بادشاہ کافر ہو یا ظالم عدل وانصاف اور حق وہدایت کا راستہ عوام کو بتانے کے لئے اس حکمران سے کوئی عہدہ قبول کر لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں عوام الناس کی بہتری اور فلاح و بہبودی اور افادیت عامہ مقصود ہو خود غرضی اور مفاد پرستی اور نفس پرستی نہ ہو!

وقد کان السلف من ھذہ الامۃ یتولون القضاء من جھتہ الظلمۃ! —— اور ہمارے محترم اسلاف یعنی علماء حق اور مفتیان شرح دین ظالم و فاسق حکمرانوں کی طرف سے محکمہ قضا وافت اسی عرض سے قبول کرتے رہے ہیں! پھر ایک سال کے بعد والئی مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دربارشاہی میں بلایا —— آپ کے سر پر شاہی تاج رکھا۔ اپنی تلوار ان کی کمر سے باندھی —— ووضع لہ السریر من ذھب مکلا بالدروالیاقوت اور ان کے لئے سچے موتیوں سے جڑا ہوا اور سرخ یاقوت سے مزین کیا ہوا سونے کا سنہری تخت بچھوایا جس کے چاروں طرف ریشمی پردے لٹکے ہوئے تھے! —— وطولہ، السریر ثلاثون ذراعا وعرضہ عشرۃ

Marfat.com

ذرع، اور وہ تخت تیس گز لمبا تھا اور دس گز چوڑا تھا! پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو بنا سنوار کر اور شاہی تاج پہنا کر پردہ سے باہر آنے کی درخواست کی گئی!

چنانچہ آپ جب ساٹھ ریشمی پردوں کی چاک کرتے اور اپنے نورانی چہرہ سے نقاب اٹھاتے ہوئے باہر نکلے تو آپ کا رنگ برف کی طرح سفید —— وجھہ کالقمر —— اور چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔ پھر آپ مصر کے شاہی تخت پر رونق افروز ہو گئے، تو —— ودانت الملوک —— مصر کی سلطنت کے تمام امیر و وزیر، سارے حکام وعہدہ داران اور ارکان حکومت آپ کے آگے جھک گئے، تعظیم بجا لائے اور ہر ایک نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اطاعت وفرمانبرداری کا پٹہ اپنی گردنوں میں ڈال لیا اور عوام نے بھی مصر کی اس بابرکت اور سدا بہار حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت کو جان ودل سے تسلیم کرتے ہوئے اور اس اسلامی انقلاب کو قبول کرتے ہوئے جشن منایا اور مندرجہ ذیل نعرے لگاتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے —— کہ نئی حکومت زندہ باد، اسلامی انقلاب پائندہ آباد، ہماری عزت وآبرو کا رکھوالا —— کون، حضرت یوسف!

ہمارے مال وجان کا محافظ کون؟

کنعان کا شہزادہ!

ہمیں ظلم وستم سے نجات دلانے والا کون؟

حضرت یعقوب علیہ السلام کا نور نظر!

اللہ کے دین اسلام کی عظمت کا پاسبان کون؟

زلیخا کے حسن وجمال کے پھندے سے نکل جانے والا نوجوان!

سستا اور فوری انصاف مہیا کرنے والا کون؟

فرشتہ سیرت انسان!

اور —— احکام الٰہی نافذ کرنے والا —— اسلام کی حدوں کو قائم کرنے

Marfat.com

والا! غریبوں مسکینوں، مفلسوں، یتیموں اور محتاجوں کو سخت قحط سالی میں بھی تنگدستی دور کرنے والا —— کون؟

مصر کی سلطنت کا نیا حکمران حضرت یوسف علیہ السلام جو مصر کا شہنشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کریم کا ایک برگزیدہ رسول بھی ہے! اور پھر مصر کے تمام خزانے اور مصر کی ساری حکومت حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر کے اپنے گھر چلا گیا۔

فزوج الملک یوسف زلیخا امراته قطفیر! —— قطفیر کے مرنے کے بعد بادشاہ نے زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دیا۔

وَوَجَدَهَا يُوسُفُ عَذْرَا —— حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا کو کنواری پایا ——

دو لڑکے پیدا ہوئے —— افرائیم اور منشاء!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ نے خوب کہا —— کہ

بادشاہانوں تختوں سٹدا پاندا سرگردانی
بریاں دے سر تاج رکھاوے تخت دیوے سلطانی
موتیاں بھرے خزانیاں والے روہڑ گواون جاناں
تاج ملے تے دولت حشمت رتبہ بندی وانہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے وزارت خزانہ و امارت طلب کرنے پر جو اعتراضات کر کے خود ہی ہر اعتراض کا ایمان افروز جواب دے دیا ہے۔ اور پھر حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر مظہری میں بھی کھل کر ان تمام سوالوں کے جواب نہایت ہی احسن طریقہ سے دیتے ہوئے اس الجھن کو دور کر دیا ہے! آخر میں امام اہلسنّت —— اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات پاک کو اپنی کتاب "ماہ کنعان" میں پھولوں کے ایک خوبصورت گلدستہ کی طرح سجا کر قارئین کرام کو لطف اندوز کرنا ضروری سمجھتا ہوں!

Marfat.com

اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْم ——— کے تحت!

مسائل:-

حدیث میں طلب امارت کی ممانعت آئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب ملک میں اہل موجود ہوں اور اقامت احکام الٰہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت امارت طلب کرنا مکروہ ہے! لیکن جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکام الٰہیہ کی اقامت کے لئے امارت طلب کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام اسی حال میں تھے!

آپ رسول تھے ——— امت کے حالات و مصالح کے عالم تھے اور جانتے تھے کہ قحط شدید ہونے والا ہے جس میں خلق خدا کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی ایک سبیل ہے کہ عنان حکومت کو آپ اپنے ہاتھ میں اس لئے کہ آپ نے امارت طلب فرمائی!

مسئلہ نمبر ۱:- ظالم بادشاہ کی طرف سے عہدے قبول کرنا عدل و انصاف قائم کرنے کی نیت سے جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۲:- اگر احکام دین کا اجراء کافر یا فاسق بادشاہ کی تمکین کے بغیر نہ ہو سکے تو اس میں اس سے مدد لینا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۳:- اپنی خوبیوں کا بیان تفاخر و تکبر کے لئے ناجائز ہے مگر دوسروں کو نفع پہنچانے یا خلق کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے اگر اظہار کی ضرورت پیش آئے تو ممنوع نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا کہ میں علم اور حفاظت والا ہوں۔

والئی مصر نے امارت طلب کرنے کے ایک سال بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کر آپ کی تاجپوشی کی۔ تلوار اور مہر آپ کے سامنے پیش کی اور سونے کے تخت پر آپ کو تخت نشین کیا جو جواہرات سے مرصع تھا اور اپنا ملک آپ کو تفویض کیا اور قطفیر عزیز

Marfat.com

مصر کے معزول کر کے آپ کو اس کی جگہ والی بنایا اور تمام خزانے اور ملک کے سارے انتظامات آپ کے سپرد کر کے خود بھی تابع فرمان ہو گیا۔

قطفیر یعنی عزیز مصر کی موت کے بعد بادشاہ نے زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دیا!

تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۸۲ وابن جریر البطری جز ۱۱، صفحہ نمبر ۵ تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۴۲ تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۴۱ ——— ۴۲ افلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهَا قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا خَیْرًا مِمَّا کُنْتِ تُرِیْدِیْنَ ——— اور جب حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو چاہتی تھی! مطلب یہ کہ ——— کیا نکاح کے بعد اچھا ہے یا نکاح سے پہلے اچھا تھا جس کا تو نے ارادہ کیا تھا ——— فَقَالَتْ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ لَا تَلُمْنِیْ فَاِنِّیْ کُنْتُ اِمْرَاۃً" کَمَا تَرَا حُسْنًا وَ جَمَالاً ———

بی بی زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ اے سچے یوسف مجھے ملامت نہ کر آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں حسن و جمال میں یکتائے زمانہ عورت ہوں اور حکوت اور بادشاہت کے تمام اختیارات میرے سپرد تھے۔ اور میری زندگی کا ہر لمحہ عیش و عشرت میں گزرتا تھا اور میرا ہر سانس مصری عوام کی تقدیر بن کر نکلتا تھا اور میری آنکھ کا ہر اشارہ ہماری رعایا کی موت و حیات کا پیغام لے کر ہوتا تھا۔

وَکَانَ صَاحِبِیْ لَا یَاتِیْ النِّسَاءَ ——— اور میرا شوہر قطفیر عورت کے پاس جانے کے قابل نہیں تھا۔ یعنی وہ میرے نزدیک آنے کی قدرت نہیں رکھتا جیسا کہ

احسن القصص صفحہ نمبر 102 امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! ——— وَکَانَ یَنَامُ مِنْ جَانِبِهَا وَلَمْ یَقْدِرُ اَنْ یَصِلَ اِلَیْهَا ——— اور وہ عزیز مصر زلیخا سے علیحدہ ہو کر ایک جانب سوتا تھا اور وہ زلیخا کے قریب جانے کی بھی قدرت نہیں رکھتا تھا ——— لِاَنَّهَا خُلِقَتْ لِیُوْسُفَ وَ یُوْسُفُ خُلِقَ لَهَا!

Marfat.com

کیونکہ زلیخا بی بی حضرت یوسف علیہ السلام ہی کے لئے پیدا کی گئی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام بی بی زلیخا کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔ اور بی بی زلیخا نے پھر عرض کی کہ اے میرے محبوب —— وَكُنْتُ كَمَا جَعَلَكَ اللّٰهُ فِيْ حُسْنِكَ وَ هَيْئَتِكَ فَغَلَبَتْنِيْ نَفْسِيْ عَلىٰ مَارَأَيْتُ!

میرے حسن و جمال اور بھرپور جوانی کی بات تو رہی ایک طرف تمہارا بھی حسن و جمال جو خداداد اور تمہارا بھی دل کش شباب جو قدرت کا ایک لاجواب اور حسین شاہکار ہے اسے دیکھ کر میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکی اور مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ اور پھر اس وجہ سے میں تمہارے پیچھے محل کے ساتویں بند کمرہ میں دوڑی اور تمہارا دامن بھی پھاڑ دیا۔

بس یا یوسف ——

میرا عذر قبول کر!

قارئین کرام اور حضرات کرام!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ بی بی زلیخا کا شاہی محل کے بند کمرہ میں اپنے محبوب حضرت یوسف علیہ السلام سے تنہائی میں وصل و ملاقات کی تمنا کرنا زلیخا کی عظمت کی چادر پر کوئی بدنما داغ نہیں ہے اور نہ ہی اس پر فحاشی کا الزام لگانا درست ہے!

اس لئے کہ جب زلیخا پیدا ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے کی گئی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام جب پیدا ہی زلیخا کے لئے کئے گئے تھے۔ اور وہ ابھی اسلامی نکاح کی بندھن کو جانتی نہ تھی اور جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تیسری بار خواب میں دیکھا تھا تو ان کا نام و پتہ پوچھا تھا۔

اَخْبِرْنِيْ مَنْ اَنْتَ وَمِنْ اَيْنَ اُطْلُبُكَ وَلِمَنْ اَنْتَ —— مجھے بتا کہ تو کون ہے اور میں تجھے کہاں تلاش کروں اور تو کس کے لئے ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا تھا ——

اَنَا اِنْس" —— وَاَنَا لَكِ وَاَنْتَ لِيْ —— فَلَا تَخْتَارِيْ عَلَيَّ

سِوَائِی! کہ میں ایک انسان ہوں —— اور میں تیرے لئے ہوں اور تو میرے لئے ہے اور میرے سوا کسی غیر کو پسند نہ کرنا!

احسن القصص صفحہ ۹۷ —— ۱۹۸ این اطلبک؟

میں تجھے کہاں تلاش کروں!

قَالَ —— اُطْلُبُنِیْ بِمِصْرٍ فَاِنِّیْ مَلِکُ مِصْرٍ!

فرمایا! مجھے مصر میں تلاش کرنا —— اور میں مصر کا بادشاہ ہوں! اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں لکھا ہے۔

پہلے نام ٹھکانہ اپنا مینوں دس شتابی
پڑھ پڑھ نام تیرا دم کرساں جاوے دلوں بیتابی
ہیں توں کون کھتے گھر تیرا جگ وچہ کیہہ سداویں
دے جواب سوال میرے دا پھیر متاں چھل جاویں

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا تھا —— کہ

فرمایا جے تدھ زلیخا ایہو دل دا بھاناں
میں ہاں آپ عزیز مصر دا میرا مصر ٹھکاناں
یاد رکھیں مت میرے باجھوں ہوراں نوں گل لائیں
عشقوں ہرگز ہل نہ جاویں ثابت قدم ٹکائیں
باجھ میرے کوئی لبھیں ناہیں لبھ پواں گا تینوں
میں بھی یاد رکھاں گا تینوں یاد رکھیں توں مینوں

حضرات محترم! ان حالات کے پیش نظر بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے پیچھے دوڑنے اور ان کا دامن پکڑنے اور پھاڑنے میں حق بجانب تھی اس لئے کہ وہ تو ساری زندگی حضرت یوسف علیہ السلام کا ہی وعدہ نبھاتی رہی اور کسی غیر کو یوسف علیہ السلام کے سوا اپنے قریب نہیں آنے دیا۔

Marfat.com

پھر ایسی وفادار اور بلند اخلاق عورت یعنی بی بی زلیخا پر فحاشی کا الزام لگانے والے خود ضلالت و گمراہی کے جال میں پھنسے ہوئے نہیں تو اور کیا ہیں۔

تفسیر مظہری، سورۃ یوسف صفحہ ۴۳ —— حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۸۲ الحافظ عماد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

تفسیر ابن جریر الطبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جز ۱۱ صفحہ ۵، تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۴۸۳ امام جاد اللہ محمود بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۲ امام محمد الرازی فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وَوَجَدَهَا عَذْرًا —— زُلیخا کو کنواری پایا

ولدت له ولدين افراثيم و منشا.

دو صاحبزادے پیدا ہوئے!

وَاَقَامَ الْعَدْلَ —— اور مصر کے تخت پر بیٹھتے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے عدل و انصاف قائم کر دیا!

وَاَحَبَّتْهُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ —— اور حضرت یوسف علیہ السلام سے مصر کے آدمی۔ بچے۔ بوڑھے اور عورتیں تک محبت کرنے لگے۔

اور مصری عوام کے دلوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت پیدا ہو گئی۔ اور وہ ہر دلعزیز حکمران بن گئے۔

اس لئے کہ جب مصر کے ہر فرد کی ہر آرزو پوری ہونے لگی۔ شدید قحط کے ایام میں بھی ہر انسان کو پیٹ بھر کر روٹی ملنے لگی مصری عوام کا ہر مطالبہ پورا ہونے لگا۔ اور ہر عدالت میں سستا اور فوری انصاف حاصل ہونے لگا اور ظلم و ستم کی زنجیریں ٹوٹتی ہوئی نظر آنے لگیں۔ اور جب انہیں ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں نیکی و شرافت کی روشنی دکھائی دینے لگی اور ہر فرد کے مرجھائے ہوئے چہرہ پر جب رونق اور خوشی و مسرت کے

Marfat.com

آثار پیدا ہو گئے تو مصری عوام پکار اٹھے!

مَارَئِینَا کَالْیَوْمَ مَلِکًا اَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِنْ ھٰذَا —— کہ ایسا عالی قدر و احترام حکمران —— ایسا غریب پرور شہنشاہ اور ایسا رحمدل سربراہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا!

وَرُوِیَ اَنَّ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامَ کَانَ لَا یَشْبَعُ مِنَ الطَّعَامِ فِیْ تِلْکَ الْاَیَّامِ!

اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہولناک قحط کے ایام میں خود بھوکے رہتے تھے!

لوگوں نے عرض کی ——

حضور مصر کے تمام خزانے آپ کے ہاتھوں میں ہیں مگر آپ پھر بھی بھوکے رہتے ہیں۔ تو آپ جواب دیتے کہ مجھے خوف ہے کہ میں پیٹ بھر کر کھالوں اور بھوکے عوام کی بھوک یاد نہ رہے!

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طرزِ عمل رہتا تھا۔ کہ

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور پیٹ پھر پتھر کئی دن سے بندھا ہوا

نزہت المجالس جلد ا صفحہ ۵۲ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ——

اِسْتَغْنٰی اَھْلُ مِصْرٍ بِالنَّظْرِ اِلٰی یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامَ عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ!

کہ ابھی قحط ختم ہونے میں چار مہینے باقی تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے غلہ کے ذخیرے ختم ہو گئے۔ آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی؟

اب کیا بنے گا؟

جواب آیا —— اٹھو اور مصر کے بازار میں تخت نشین ہو کر اپنے حسن و جمال کو بے نقاب کر دو۔ جو بھی آپ کو دیکھے گا وہ آپ کے حسن و جمال میں ایسا گم ہو گا کہ اسے

Marfat.com

بھوک اور پیاس یاد ہی نہ رہے گی۔

فَلَمْ یَزَلْ یَدْعُوْ الْمَلِکَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَیَتَلَطَّفُ لَهٗ حَتّٰی اَسْلَمَ الْمَلِکُ وَکَثِیْرٌ مِنَ النَّاسِ!

اور حضرت یوسف علیہ السلام ہمیشہ مصر کے بادشاہ ریان بن ولید کو اسلام کی دعوت دیتے رہتے تھے —— یہاں تک کہ مصر کے بادشاہ ریان بن ولید اور اس کے بہت سے ساتھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے!

☆☆☆..................☆☆☆

Marfat.com

ملاپ

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے لخت جگر اور حضرت راحیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نور نظر ہونے کے ساتھ ساتھ قدرتی حسن و جمال کے پیکر اور خوبصورتی کے مجسمہ تھے!، جو بھائیوں کے حسد و بغض کا شکار ہو کر بھائیوں کے ساتھ شکار کھیلنے گئے اور پھر بھائیوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو گئے۔

خاندان نبوت کا ایک ایسا حسین و جمیل شہزادہ کہ جس کے آگے سورج، چاند اور گیارہ ستارے سجدہ ریز ہوئے اور قرآن مجید کی زبان نے جس کی زندگی کے حالات اور جس کی سیرت پاک کو احسن القصص کا نام دیا ہے۔ یعنی سوہنا قصہ آج جنگل میں بھائیوں کے قہر و غضب کا نشانہ بنا ہوا ہے!

اور پھر حاسد و بے رحم بھائیوں نے اس شہزادہ کو ننگا کر کے اندھیرے کنویں میں پھینک دیا!

حضرت جبریل علیہ السلام نے پروں پر اٹھالیا۔ باہر نکالا۔

یمن کا سوداگر ابن زغر اسی شہزادہ کو تلاش کرتا ہوا کنعان کے اس جنگل اور اس اندھیرے کنویں کے قریب اترا۔

اور پھر اسی شہزادہ کا سودا ہوا اور یمن کے سوداگر نے یوسف علیہ السلام کے

Marfat.com

بھائیوں سے بیس کھوٹے سکوں کے عوض خریدلیا۔

حیران ہوں کہ کہاں خاندان نبوت کا چشم و چراغ جسے سید افتخار الحسن نے ''ماہ کنعان'' کا حقیقت پر مبنی لقب دے رکھا ہے اور کہاں بیس روپے کھوٹے ہاں —— اس لئے کہ جن لوگوں کو کھرے اور کھوٹے کی تمیز نہ ہو اور جن کی اپنی نیت کھوٹی ہو ان کا ہر سودا کھوٹا ہی ہوگا۔

مالک بن زغر نے پاؤں میں آہنی زنجیر پہنا دی اور پھر اسے ماں کی قبر پر اچھی طرح فاتحہ بھی نہ پڑھنے دی!

اور پھر —— خلیل اللہ علیہ السلام کے چمنستان کا یہ مہکتا ہوا پھول راستوں کو معطر کرتا ہوا اور ہر منزل پر خوشبو بکھرتا ہوا اور پھر یہ ''ماہ کنعان'' اندھیروں میں روشنی پھیلاتا ہوا اور تاریکیوں میں اجالا کرتا ہوا اور پھر کبھی قدس شہر کے امیر کو حلقہ بگوش اسلام کرتا ہوا اور کبھی عریش شہر کے بت پرستوں کو ایک معبود برحق کے آگے جھکاتا ہوا اور کبھی بازغہ شہزادی کو اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھا کر نور ایمان سے اس کے سینہ کو بھرپور کرتا ہوا مصر کے شہر میں داخل ہوا اور پھر —— دوبارہ فروخت ہوا —— مصر کے شہری خریدنے کے لئے اُمڈ پڑے!

مال و دولت کے خزانے۔ لعل و جواہرات کے ڈھیر اور سونے چاندی کی تجوریاں برابر کے پلہ میں تلنے لگیں۔

سرمایہ داروں نے دیکھا۔ دولت مندوں نے ملاحظہ کیا اور امیروں نے نگاہ دوڑائی تو ستر سال کی ایک بوڑھی مائی بغل میں سوتر کی ایک اٹی دبائے ہوئے خریداروں کے جھرمٹ کو چیرتی ہوئی مالک کے پاس آئی! —— اور التجا کی کہ یہ غلام مجھے دے دے!

مالک حیران ہوا —— اور پوچھا —— مائی یہ کیا؟

کہاں مصر کے خزانے اور کہاں تیری ''سوتر دی آٹی''!

Marfat.com

مائی نے جواب دیا!

کھوٹے سکوں سے تو میری سوتر دی اٹی کم نہیں ہے! مگر پھر بھی میں جانتی ہوں کہ لعل و جوہرات کے خزانوں کے مقابلہ میں میری راس سوتر دی اٹی کی کوئی حقیقت نہیں ہے ——مگر یہ لے کر اس لئے آ گئی ہوں کہ ——

جس دن روز قیامت ہوسی اللہ پیش بلاوے
تے یوسف دیاں گاہکاں تائیں حاضر کیتا جاوے
اس دن میں وی گاہکاں وچوں شامل کیتی جاواں
شاید میں وی ایسے گلوں حشر نوں بخشی جاواں

حسن اتفاق سے زلیخا شاہی عماری میں کنیزوں کے ساتھ وہاں سے گزری جہاں یوسف کا سودا ہو رہا تھا! ——

نگاہ اٹھائی ——خوابوں میں اپنے حسن کی جھلک دکھانے والے محبوب کو پہچان لیا ——

اور اپنے شوہر قطیفر سے کہا ——

یہ غلام ہاتھ سے نہ جائے!

عزیز مصر نے خرید لیا ——زلیخا نے تمنا کا اظہار کیا ——لیکن —— خاندان نبوت کے معصوم اور مستقل مزاج شہزادہ یوسف نے ٹھکرا دیا! ——اس لئے ——کہ وہ شرافت کا پیکر اور صالحیت کا مجسمہ تھا۔ نبوت کے سایہ میں آنکھ کھولی تھی اور رسالت کے ماہتاب کی ضیا پاشیوں میں چلنا پھرنا سیکھا تھا۔ اسی وجہ سے کبھی زلیخا کے شاہی محل کے تالے توڑ کر اور کبھی مصر کی خوبصورت جوانیوں کو اپنی قوت ارادی اور ضبط نفس کے زور سے پائمال کرتے ہوئے اپنے خاندان نبوت کی آبرو بچاتا رہا ——اور پھر ——ناکردہ جرم کے بدلہ میں مصر کی قید میں بند رہا ——

غرضیکہ! حضرت یوسف علیہ السلام خوفناک طوفانوں سے ٹکراتے ہوئے

Marfat.com

خطرناک راستوں سے گزرتے ہوئے اور خاردار جھاڑیوں سے اپنا دامن بچاتے ہوئے مصر کے تخت وتاج کے وارث بن گئے!

اے ماہ کنعان تیری مقدس پیشانی پر چاند کا خوبصورت حالہ چمکتا رہے! اور ادھر زلیخا بھی مغربی ممالک کے ایک عظیم شہنشاہ "طیموس" کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹھی تھی جو حسن و جمال میں یکتائے زمانہ تھی اور جو ہزاروں کنیزوں کی مدھ بھری لوریاں سن کر پلی تھی! اور جو سونے چاندی کے کھلونوں سے کھیلتی ہوئی —— ریشمی بستروں پہ لیٹی ہوئی —— ماں باپ کی شفقت کو دامن میں سمیٹی ہوئی اور آئینہ میں اپنا حسن دیکھ کر شرماتی ہوئی نو سال کی عمر کو پہنچی!

اور پھر اس نے خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت پاک دیکھی! اور پھر دوسری بار بھی وہی جلوہ نظر آیا —— تو بس پھر کیا تھا —— محبت کا چراغ دل میں روشن ہو گیا —— پیار کی شمع سینے میں جل اٹھی اور عشق کی کمان سے تیر نکل کر قلب حزیں میں پیوست ہو گیا۔

زخم گہرا تھا اور درد سوا یا بھی۔

مگر نہ مرہم تھی نہ پٹی —— نہ کوئی دوا نہ دارو!

لبوں کا تبسم مٹ گیا اور آنکھیں اشکبار رہنے لگیں! اطلس و حریر کا لباس پھاڑ دیا اور لعل و جواہرات کے زیور توڑ دیئے!

شاہی محلات سے نکل کر بیابان کی طرف دوڑتی! عقل و ہوش گنوا بیٹھی —— گلیوں میں محبوب کو تلاش کرتی۔

باپ نے دیوانی سمجھ کر پاؤں میں سونے کے کڑے پہنا کر محلات کے ایک کمرے میں بند کر دیا۔

ساری ساری رات آہیں بھرتی اور حسن یوسف کا تصور کر کے فریاد کرتی! ——

خواب میں اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھانے والے محبوب

Marfat.com

اے دلدار کمندیاں والیا محبوبا میں واری

تیریاں ناز کرشماں اتے میں قربان بیچاری

اور پھر تیسری بار جب زلیخا کو کنعان کا شہزادہ نظر آیا تو پوچھا

تو کون ہے؟

تو خاکی ہے یا نوری؟

تیرا ٹھکانہ کہاں ہے؟

اور میں تجھے کہاں تلاش کروں؟

حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا!

میں خاکی انسان ہوں!

میں اللہ کا بندہ ہوں! اور عزیز مصر ہوں! میرا ٹھکانہ مصر ہے۔

میں مصر کا بادشاہ ہوں! اور مجھے مصر میں تلاش کرنا!

کنعان کے جوان نے اپنا نام ونشان بتایا تو زلیخا کو ہوش آ گیا۔ عقل وفراست لوٹ آئی۔ غم وفراق کے اندھیرے چھٹ گئے۔ جدائی کی سیاہ راتیں ختم ہو گئیں اور پاؤں سے سنہری کڑے ٹوٹ گئے!

باپ نے خوشی منائی —— ماں نے خیرات بانٹی —— سہیلیوں نے گیت گائے اور ہمرانہ دائی نے رقص کیا۔

باپ نے پیار سے پوچھا؟ ——

بیٹی —— ہوش میں آنے کا سبب؟

جواب دیا!

مصر کا عزیز!

بس پھر کیا تھا بادشاہ طیموس نے اپنی بیٹی زلیخا کی شادی کے پیغامات کئی ملکوں کے سربراہوں کے نام بھجوا دیئے!،

Marfat.com

قاصد، روم وشام، ایران وعراق اور یمن و بخارا کے بادشاہوں کے درباروں میں پہنچا۔

زلیخا کی شادی کا مژدہ سنایا جو ہر ایک نے بخوشی منظور کر لیا۔

مگر زلیخا کو کسی ملک کے شہنشاہ کا تخت و تاج قبول نہیں تھا اور نہ ہی وہ کسی فرمانروا کے شاہی محل میں جانا پسند کرتی تھی۔ اس لئے کہ وہ تو مصر کے عزیز پر فریفتہ تھی اور اس کے حسن و جمال کا نظارہ کر کے اس کے عشق و محبت کا تیر کھا چکی تھی۔

اور پھر وہ تو اپنے محبوب سے کیے ہوئے وعدہ کو نبھانا چاہتی تھی —— کہ ——

یاد رکھیں مت میرے باہجوں ہوراں نوں گل لائیں
عشقوں ہرگز ہل نہ جانویں ثابت قدم ٹھکائیں!
میں تیراں توں میری ہوکے تن من خاک رُلائیں
تے غیراں ول جھات نہ پائیں غیروں جان چھڑائیں

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ محبت غیر کو نہیں چاہتی —— ایک نوجوان نے ایک خوبصورت جوان لڑکی کو راہ چلتے دیکھا —— کسی کالج یا سکول سے گھر جا رہی ہو گی نوجوان دل ہار بیٹھا اور اس کی سیاہ زلفوں کا قیدی ہو کر رہ گیا۔

لڑکی شریف تھی۔ اس نے مڑ کر دیکھا اور پوچھا!

اے جوان! تو میرے پیچھے پیچھے کیوں آ رہا ہے!

نوجوان نے جواب دیا۔

بس تیری محبت کا تیر سینے پہ کھا چکا ہوں اور تیرے پیار کے پھولوں کا ہار گلے میں ڈال چکا ہوں ——

تیری مستانہ چال نے مدہوش کر دیا ہے اور تیری دلبرانہ اداؤں پر مرتا ہوں ——

Marfat.com

جیسے اسلامی سلطنت کے نوجوان ہر کالج وسکول کے دروازہ پر کھڑا ہو کر ہر طالبہ کو فحش نگاہوں اور عیاش نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں اور دور تک پیچھا کرتے رہتے ہیں چاہے بعد میں اس نوجوان کی حقیقی بہن ہی کیوں نہ نکلے!

لڑکی کا دامن شرم وحیاء سے بھرپور بھی تھا اور عقل وہوش کا زیور بھی پہنے ہوئے تھی!

بولی! —— اے نوجوان —— میں کیا ہوں میرے پیچھے میری بہن آ رہی ہے جو کہ مجھ سے بھی خوبصورت ہے۔

نوجوان تھا نفسانی خواہشات کے تباہ کن جال اور آوارہ گردی کی گمراہ کن دلدل میں پھنسا ہوا۔

نوجوان نے مڑ کر جو دیکھا تو لڑکی نے زور سے تھپڑ منہ پر مارا —— اور کہا کہ بے غیرت! دعویٰ تو میری محبت کا اور دیکھتا غیر کو ہے!

تو —— بی بی زلیخا بھی اپنے محبوب عزیز مصر یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے علاوہ کسی غیر کو کیسے قبول کرتی؟

نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ ۵۳ —— علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

—— اَنَّ ابراهيم ادعى محبة الله تعالىٰ ثم نظر الى ولده بعين المحبة

—— کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی محبت کی نظر سے دیکھ لیا۔

فصيل له اذبح ولدک —— حکم ہوا کہ بیٹے کو ذبح کر دے۔

اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لختِ جگر کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تو پھر آواز آئی!

لَيْسَ الْمُرَادُ بِذِبْحِ الْوَلَدِ —— کہ ہماری مراد محض اسماعیل کو ذبح کروانا نہیں ہے بلکہ تمہارے دل سے میرے علاوہ کسی غیر کی محبت نکالنا ہے۔

Marfat.com

تو پھر بی بی زلیخا اس حسن ماہ تمام کے علاوہ کسی غیر کو کیسے منظور کر لیتی جس کا نظارہ خواب میں کر کے وہ لطف اندوز ہو چکی تھی۔

مدارج النبوت حصہ اول اردو ترجمہ صفحہ ۵۱۶ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ——محبت!

محبت کرنے والا اپنے دل سے محبوب کے سوا سب کچھ فنا کر دے تاکہ دل میں غیر کے آنے اور غیر کی محبت رہنے کی جگہ ہی باقی نہ رہے!

تو پھر اس حقیقت کو ہوتے ہوئے زلیخا اپنے دل میں کنعان کے خوبصورت شہزادہ کی محبت کے ماسوا کسی غیر کی محبت کو کیسے جگہ دے سکتی تھی۔

کئی ممالک کے حکمرانوں کی طرف سے زلیخا کے ساتھ نکاح کی رضامندی کے پیغامات آتے رہے مگر طیموس کی بیٹی انکار کرتی رہی!

اور پھر باپ سے کہہ دیا کہ ——

اگر مصر کے شہنشاہ کی طرف سے شادی کا پیغام آئے تو انکار نہ کرنا!

مجھے منظور ہو گا!

آخر ایک دن عزیز مصر قطفیر کی طرف سے شادی کا پیام آ ہی گیا! ——

شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی! شادیانے بجنے لگے۔ چنگ و رباب کی مسحور کن دھنوں پر رقص ہونے لگے۔ سہاگ کے گیت گائے جانے لگے۔ زلیخا کی سہیلیوں نے مہندی لگائی اور سارے شہر نے جشن شادی منایا۔

اور پھر مصر سے بارات آئی۔ نکاح ہوا اور پھر زلیخا کے ماں باپ نے چشم گریاں سے اپنی بیٹی کو ڈولی میں بٹھلا کر رخصت کر دیا۔

کئی غلام۔ کئی کنیزیں اور زلیخا کی ہمراز اور وفادار دائی بھی ساتھ ساتھ جا رہی تھی!

قارئین کرام ——! یاد رہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے باہر نکالے گئے تھے تو انہوں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ مجھے کیوں نکالا گیا ہے

Marfat.com

تو بزبان مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا تھا کہ ——

وکن لگیں اج قیمت تیری مشتریاں دے پلے
گاہک تیرے مصروں آئے آپ خداوند گھلے

اور —— آج جب زلیخا اپنے وطن اور اپنے گھر بار کو چھوڑ کر مصر کو روانہ ہوئی تو وہ پکار اٹھی!

میں ول مصر چلی چک ڈیرے مقصد حاصل آئے
بخت سولے قاصد گھلے خوش پیغام لیائے

مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دلگداز منظر کو یوں بیان کرتے ہیں۔

زلیخا اوراں حجلہ نشاندند
بصد نازش بسوئے مصر راندند

کہ زلیخا کو دلہن بنا کر ماں باپ اور ہزاروں سہیلیوں نے روتی ہوئی آنکھوں سے مصر کی طرف روانہ کر دیا!

حضرات محترم —— وہ رنگین زمانہ —— وہ دلچسپ ایام —— وہ خوبصورت دور اور وہ حسین وجمیل دنوں کو یاد کرو اور جب پرانے مگر صاحب ذوق لوگ اپنی بیٹی کو گھر سے رخصت کرنے کے لئے ڈولی یا عماری کا بندوبست کیا کرتے تھے اور یا پھر اونٹ کی محمل کا انتظام کرتے!

یاد رہے کہ دلہن کی رخصتی کا نظارہ جو ڈولی میں ہے وہ سجی ہوئی کار میں نہیں!

زلیخا نے جب سے ''ماہ کنعان'' —— کنعان کے چاند یعنی حضرت یوسف علیہ اسلام کو خواب میں دیکھا تھا بیداری میں بھی اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب رہتی تھی۔

زلیخا تو یہی سمجھے بیٹھی تھی کہ مجھے بیاہ کے لے جانے والا عزیز مصر وہی ہے جس

Marfat.com

نے مجھے خواب میں بتایا تھا۔

اَنَا مَلِکُ مِصْرٍ —— کہ میں مصر کا بادشاہ ہوں اس لئے اس نے اپنی وفادار دائی سے کہا کہ جدائی کے زخم پر پٹی باندھنے اور محبوب کا جلوہ دکھلانے کی کوئی تدبیر سوچ!

عزیز مصر کا براتی قافلہ رک گیا —— خیمے لگ گئے۔ تنبو تانے گئے۔ قناتیں لگا دی گئیں اور زلیخا کی عماری کے اردگرد ریشمی پردے لٹکا دیئے گئے!

دائی وفادار ہونے کے ساتھ ساتھ سمجھدار اور عقل مند بھی تھی اس نے عزیز مصر کے خیمہ میں شگاف کر کے زلیخا سے کہا کہ لے دیکھ لے خواب والا اپنا محبوب۔

زلیخا نے نگاہ اٹھائی۔ غور سے دیکھا تو تڑپ اٹھی کنعان کے چاند کے حالہ میں گم رہنے والی زلیخا کو جب مصر کے عزیز کا بھیانک چہرہ دکھائی دیا تو بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

ہوش آیا تو دائی نے پوچھا کیا ہوا؟

بزبان جامی جواب دیا۔

نہ آنست اینکہ من در خواب دیدم
بجست و جویش ایں محنت کیشدم

کہ یہ وہ نہیں ہے کہ جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا اور جس کو حاصل کرنے کے لئے میں نے اتنی محنت کی۔

اور ——

نہ آنست اینکہ عقل و ہوش من برد
عنان دل بہ بیہوشم بسپرد

اور یہ وہ نہیں ہے جس نے خواب میں اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھا کر میرے عقل و ہوش لوٹ لئے تھے اور یہ وہ نہیں ہے کہ جس کے عشق و محبت کے سنہری جال میں پھنس کر اپنے دل کی لگام میں نے اس کے سپرد کر دی تھی۔

Marfat.com

فَغَشِيَتْ عَلَيْهَا ——— غش کھا گئی!

برائے گنج بردم رنج بسیار
فتاد آخر مرابا اژدھا کار

اور یہ وہ حسن و جمال کا خزانہ نہیں ہے جسے حاصل کرنے کے لئے میں نے ہزاروں دکھ اٹھائے مگر مجھے اس خزانہ کی بجائے خوفناک اژدھا ہاتھ آیا!،

مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں عجیب و غریب اشارا اور لطیف سا استعارہ استعمال کر کے قارئین کو سمجھایا ہے کہ یہ مشہور ہے کہ جہاں کہیں سونے چاندی کا خزانہ ہوتا وہ وہاں کالا ناگ یا اژدھا ضرور ہوتا ہے!

مطلب! یہ کہ میں نے تو خواب میں دیکھنے والے حسن کے خزانہ کو اپنے دامن میں سمیٹنا چاہتی تھی مگر اس کی بجائے مجھے کالا ناگ ملا جو عزیز مصر کی صورت میں ظاہر ہوا۔

شدم بر بوئے گل چیدن زگلشن
سنان خارزد چنگم بدامن

کہ میں نے تو عشق و محبت کے مہکتے ہوئے گلشن سے پیار والفت کے پھول چننے کی آرزو کی تھی مگر میرے دامن میں نفرت کے کانٹوں کے سوا کچھ بھی نہ آیا!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس افسوسناک حقیقت کو یوں لکھتے ہیں کہ ——— جونہی زلیخا کو عزیز مصر کی شکل دکھائی دی تو پکار اٹھی!،

دیکھ عزیز مصر دے تائیں کوک کہے اوناہیں
آہ بھری غم ہوش بھلائے پائی سرت کدائیں
دیکھ کہے جو خوابے ڈٹھا ایہہ اونئیں بے چارا
اوخورشید فلک تھیں لتھا ایہہ ذرہ ناکارا

خورشید ——— ماہ کنعان!

Marfat.com

او بے عیب تے ایہ پُر عیبیں او دلبر ایہہ ویری
اوہ عافیت خیر تسلی ایہہ غم دکھ بدخیری
مچھی نوں ہتھ پاون لگی ناگ میرے ہتھ آیا
توڑن لگی پھل گلابوں کنڈے زخم لگایا

زلیخا کو ہوش آئی تو

فَقَالَتْ جَارِيَة'' مَالَّذِی اَصَابَکِ —— دائی نے کہا کہ تجھے یہ کیا ہو گیا کہ تو بے ہوش ہو گئی!

قَالَتْ لَيْسَ هٰذَا زَوْجِي الَّذِیْ رَائِتُه' فِیْ مَنَامِیْ ثَلاثَ مَرَّاتٍ —— زلیخا نے کہا کہ یہ میرا وہ شوہر نہیں ہے جسے میں نے تین بار خواب میں دیکھا تھا!

کنیز نے کہا —— صبر کر یہی شوہر تیرا اس شوہر کے ملنے کا سبب ہے۔

احسن القصص صفحہ ۱۰۲ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ —— عزیز مصر تو ہزاروں خوشیوں اور مسرتوں کی بے بہا دولت اپنی شادی کے سہرا کی لڑیوں میں چھپائے اور زلیخا کے حسن و جمال کا بھرپور خزانہ اپنے دامن میں چھپائے مصر کی طرف رواں دواں تھا مگر زلیخا اپنی لاکھوں تمناؤں کے خون سے اپنے سہاگ کے ریشمی لباس کو رنگین کرتی اور سہاگ کی نرم و نازک اور خوبصورت چوڑیوں کو توڑتی ہوئی عزیز مصر کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔

اس لئے کہ اس کے دل کی دنیا لٹ چکی تھی۔ آرزوں کا گلشن اجڑ چکا تھا اور محبت کے پھول مرجھا چکے تھے! وہ حیران تھی کہ اب کیا کرے؟ کدھر جائے؟ کسے آواز دے اور سکون قلب کہاں تلاش کرے! وہ سوچتی تھی کہ زندگی کا اگلا سفر کیسے طے ہوگا! ہجر و فراق کی سیاہ راتیں کیسے بسر ہوں گی اور خواب میں جلوہ دکھانے والے محبوب سے وصل و ملاپ کی منزل کب قریب آئے گی۔

وطن چھوٹ گیا —— گھر بار دور رہ گیا۔ ماں باپ جدا ہو گئے۔ پیکے بچھڑ گئے

Marfat.com

——سوہرے راس نہ آئے اور شوہر پسند کا نہیں!

بہتر ہے کہ کہار میری ڈولی کو مصر کے شاہی محل میں لے جانے کی بجائے نیل ندی میں ڈبو دیں تاکہ محبوب کی محبت میں مرنے سے پہلے غسل تو کرلوں!

قارئین کرام!،

اس کتاب ''ماہ کنعان'' کا مصنف صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ محبت ایک پاکیزہ جذبہ ہے کہ جس کے ذریعہ انسان دشمن کو دوست —— باغی کو وفادار بنا سکتا ہے اور بیگانہ کو اپنا بنا کر انسانیت کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔!

اور محبت! —— قدرت کا ایک ایسا قیمتی عطیہ ہے کہ جس کے ذریعہ آدمی کو رشد و ہدایت کی روشنی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور نفرت وعداوت کی مضبوط زنجیروں کو بھی توڑ کر الفت واخوت کے پھولوں کے ہار گلے میں پہنے جاسکتے ہیں اور۔آج جو ملک میں افراتفری اور عداوت ونفرت کی آگ مسلمانوں میں بھڑک رہی ہے اور ہر طرف دشمنی و نفرت کی باقاعدہ جنگ لڑی جارہی ہے۔ مسلمان ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں۔خون کے فواروں سے در و دیوار سرخ کئے جارہے ہیں اور اپنی ہی بہو بیٹیوں کی عصمت کے گراں قدر موتی سر بازار لوٹ رہے ہیں اور بموں کے دھماکوں سے بے گناہ لوگوں کا خون بہایا جارہا ہے۔اور عوام میں طرح طرح کا خوف وہراس پھیلا کر نہ صرف ان کی پرسکون زندگی پر موت کے سائے مسلط کئے جارہے ہیں بلکہ ملک کی بنیادوں کو بھی کھوکھلا کیا جارہا ہے۔

کہیں چار قوموں کا اژدھا ملک کو ڈس رہا ہے اور کہیں لسانی جھگڑے سے وطن کو تباہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور کہیں علیحدگی پسندی اور صوبائی خود مختاری کا خطرناک نعرہ لگا کر مشرقی پاکستان کی طرح اسے اور بھی ٹکڑے کرنے کی بنیاد رکھی جارہی ہے تو ان تمام خرابیوں اور ساری نفرتوں کا سبب صرف ایک ہے کہ ہم مسلمان محبت کے جذبہ سے محروم ہو چکے ہیں اور قدورت کے اس انمول موتی سے اپنے اپنے

Marfat.com

دامن خالی کر چکے ہیں اور باہمی اتحاد و یگانگت کی دولت ہم سے چھن چکی ہے!

اقبال مرحوم بھی اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:-

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے!
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں! سجدہ بے ذوق
کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے

اور ——

محبت خویشتن بینی محبت خویشتن داری
محبت آستان قیصر و کسریٰ سے بے پروا

گویا کہ اگر ہم مسلمان محبت و اخوت کے اس کھوئے ہوئے پاکیزہ جذبہ اور قدرت کے عطا کردہ اس قیمتی گوہر کو پھر اپنے سینوں سے لگا لیں تو ہم پھر دوستی و یکجہتی کی رسی کو تھام کر دنیا پر چھا سکتے ہیں اور نفرت و عداوت کی کالی گھٹاؤں سے نکل کر اتحاد و اتفاق کی برکت سے کامیابی و کامرانی کی روشنی فضائیں حاصل کر سکتے ہیں اور ہم اگر ایک بار پھر محبت کو اپنا شعار بنا لیں تو ہم پھر قعر مذلت سے نکل کر عزت و وقار کی بلندی پر پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ —— محبت —— قیصر و کسریٰ کے شاہی محلات کی پرواہ نہیں کرتی اور روم و شام کے تخت و تاج کو نگاہ میں نہیں لاتی!

مجبور و بے بس زلیخا ایک ایسی بلبل کی طرح عزیز مصر کے ساتھ جا رہی تھی جسے صیاد نے پکڑ کر تیلیوں کے قفس میں قید کر دیا ہو اور وہ بے چاری پھڑ پھڑا بھی نہ سکے ——

اچانک ایک دن مصر کے کوتوال کی طرف سے دف بجا بجا کر گلیوں، بازاروں اور محلوں میں اعلان ہونے لگا کہ اگلے دن عزیز مصر قطفیر طیموس شہنشاہ کی بیٹی زلیخا کو دلہن بنا کر تشریف لا رہا ہے تمام لوگ استقبال کے لئے مصر کے فلاں دروازہ پر جمع ہو

Marfat.com

جائیں۔!

اگلا دن آیا مصری حکومت اور عوام نے شاہانہ استقبال کیا۔ مصر میں ایک جشن کا سماں تھا!، چراغاں کیا گیا۔ ہزاروں خوبصورت کنیزیں زرق برق لباس میں زلیخا کی عماری کے آگے آگے رقص کرتیں اور اپنی دلبرانہ اداؤں سے اٹھکیلیاں کرتی جا رہی تھیں اور کئی غلام عزیز مصر کے گھوڑے کے آگے جھومر ڈالتے جا رہے تھے!

مصر کے شاہی محل میں زلیخا کے لئے ہر طرح کا آرام اور ہر قسم کی راحت کا سامان مہیا کر دیا گیا اور خوشیوں اور مسرتوں کے دروازے کھول دیئے گئے —— پورے محل کو عطر و گلاب سے معطر رکھا جانے لگا۔ خدمت اور فرمانبرداری کے لئے کنیزوں کا جھرمٹ زلیخا کا دل بہلانے کے لئے ہر وقت اس کے پاس رہنے لگا۔ رات ہوتی تو محل کے اردگرد اور چاروں طرف مشعلیں روشن کر دی جاتیں اور قندیلیں جلا دی جاتیں مگر ماہ کنعان کا خوبصورت حالہ پھولوں کے ہار کی طرح گردن میں ڈالنے والی زلیخا کو جب ایک بھی شعاع نہ دکھائی دیتی تو وہ مشعلوں اور قندیلوں کی روشنی کو مکر چاندنی سمجھ کر بجھا دیتی تھی!

اور —— وہ غمگین اور اداس رہنے لگی —— نہ دن کو چین نہ رات کو آرام —— نہ لبوں پر تبسم نہ ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ غمگین و اداس راتوں میں سو جاتی کہ شاید خواب میں اپنے حسن و جمال کا جلوہ دکھلا کر میرے دل میں محبت کا چراغ جلانے والا خوبصورت جوان پھر کبھی خواب میں آ کر میری خزاں رسیدہ زندگی میں تازہ بہار پیدا کر دے! زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید لیا! پہچان لیا کہ خواب میں آنے والا محبوب یہی ہے۔ خرید کر محل میں لے آئی!

مگر وہ شرافت کا پتلا اور حسن اخلاق و کردار کا مجسمہ زلیخا کی حسرت پوری نہ کر سکا اور پھر مصر کے قید خانہ میں اسے قید کر دیا گیا۔

آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی حکومت مل گئی۔ اور وہ تو مصر کے تخت و

Marfat.com

تاج پر رونق افروز ہو گئے لیکن زلیخا انہیں صحراؤں اور بیابانوں میں تلاش کرتی رہتی۔ زلیخا کے بخت نے یاوری نہ کی اور مصر کا تخت گنوا بیٹھی —— واہ بی بی زلیخا تیرا مقدر! پہلے اپنے باپ طیموس کے شاہی محلات سے نکلی اور پھر مصر کے تخت و تاج کو ٹھکرا کر اپنے محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگی۔

شاہی لباس اتارا اور ٹاٹ کا پھٹا ہوا پیراہن اوڑھ کر جنگل میں جا بیٹھی! —— اور خوبصورت محل کو چھوڑ کر صحرا میں ایک بوسیدہ سی گھاس کی کٹیا میں رہنے لگی!

مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جانگداز حادثہ کی نشان دہی یوں کرتے ہیں!

زلیخا راز تنہائی چو جاں کاست
براہ یوسف ازنی خانہ ساخت

کہ جب زلیخا تنہائی سے گھبرا گئی تو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی گزرگاہ میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنالی! وفادار غم خوار دائی کو ساتھ لیا اور پتھر کے بت کو بغل میں دبایا اور شہر سے نکل گئی!

بحسرت برسر راہش نشستے
خروشاں برگزر گاہش نشستے

اور حسرت ویاس کو اپنے دامن میں لپیٹ کر محبوب کی راہ میں جا بیٹھی —— اور ہر راہ گزر سے یوسف علیہ السلام کا حال پوچھتی۔

آنکھوں کی بینائی ضائع ہو چکی تھی۔ کمر جھک گئی تھی اور جوانی و شباب کے گلشن میں خزاں آ چکی تھی مگر پھر بھی خزاں رسیدہ پتا جب زمین پر گرتا تو اسے اٹھا کر آنکھوں پر لگاتی اور چومتی اور عشق و محبت کی بو سونگھتی

حضرت یوسف علیہ السلام کا معمول تھا کہ وہ ہر روز صہیل گھوڑے پر سوار ہو کر ہزاروں غلاموں کے جھرمٹ میں مصر کے گلی بازاروں میں پھر کر غریبوں اور مسکینوں اور یتیموں کی فریاد سن کر دادرسی فرماتے اور معذور و محتاج لوگوں کو خیرات تقسیم کرتے تھے۔

Marfat.com

سرِ اقدس پر شاہی تاج۔ شاہی چھتر کا سایہ اور دامن میں شاہی خزانہ۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

چو شاہ خود ز مشرق خاور آمد

صہیل ابلق یوسف بر آمد

کہ جس طرح مشرق سے سورج طلوع ہوتا ہے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا صہیل اور ابلق گھوڑا زلیخا کے قریب سے گزرا!

بیروں آمد زلیخا چوں گدائے

گرفت از راہ یوسف خاکپائے

تو زلیخا یوسف علیہ السلام کے گھوڑے کے سموں کی آواز سن کر ایک بھکارن کی طرح اٹھی اور خاک پا کو بوسہ دیا —— آنکھوں پہ لگائی اور سینے پر ملی۔ لطف اندوز ہوئی اور سرور حاصل کیا۔

ماہ کنعان یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا تیز رفتار گھوڑا ہر روز زلیخا کی کٹیا کے قریب سے تیزی سے گزر جاتا تو وہ سموں کی آواز کے پیچھے دوڑتی اور دردناک آواز میں پکارتی ——

ہو جا کھڑا نہ جائیں یوسف گل میری جان کے

ویہہ انصاف نتاریں دودھوں خالص پانی پن کے

میریاں سن فریاداں جائیں میں ول نظرا لاریں

جاندی تیز سواری والیا واگ ذرا کھلیاریں

کئی دن ایسے ہی گزر گئے مگر زلیخا کی فریاد کو مقبولیت حاصل نہ ہوسکی فرشتوں نے سفارش و درخواست کی اے بار الہا زلیخا تیرے ایک لاڈلے اور برگزیدہ پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں فنا ہو کر باپ کے شاہی محلات اور عزیز مصر کے شاہی تخت و تاج کو ٹھکرا کر گھاس کی بوسیدہ سی کٹیا میں اپنے حبیب کے ملاپ و وصل کی امید لئے

Marfat.com

بیٹھی ہے اس وصل کی نعمت نصیب فرمادے۔

جواب آیا —— تم نے درست التجا کی مگر زلیخا محبت تو کرتی ہے یوسف سے اور پرستش کرتی ہے بت کی اسے اس وقت تک یوسف علیہ السلام کا وصل حاصل نہیں ہوگا جب تک یہ اپنے پتھر کے بنائے ہوئے بت کو پاش پاش نہ کردے۔

ادھر ملائکہ بارگاہ رب العزت میں سربسجود ہوکر منت وسماجت کر رہے تھے اور ——

ادھر —— زلیخا کو جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ملاپ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو یہ سمجھ کر کہ جس بت کی میں پرستش کرتی آرہی ہوں شاید یہی کوئی میری مدد کرے اور میری زندگی کی تاریک راتوں میں میرا وہ ماہ کنعان نمودار ہوجائے اور شاید میری تمناؤں اور آرزوؤں کے اجڑے ہوئے گلشن میں پھر تازہ بہار آجائے اور میری یہ گھاس پھوس کی کٹیا پھر خوبصورت محل میں بدل جائے۔

شب سر پیش آں بت برزمیں بود
کہ عمرے در پرستش کارِ ایں بود

کہ ایک رات بے قراری اور بے تابی کے عالم میں میں اٹھی اور اپنا سر حسب معمول بت کے آگے جھکا دیا اور کہنے لگی کہ میں نے ساری عمر تیری پوجا وعبادت میں گزاردی ہے!

بگفت اے قبلۂ جانم جمالت
سرمن در عبادت پائمالت

اور کہا کہ اے میری جان کے قبلہ میرا سر تیری عادت میں پائمال ہوچکا ہے!،

ترا عمریست کز جانمی پرستم
بیروں شد گوہر بینس زدستم

کہ ساری عمر وجان سے تیری عبادت وپرستش میں گزاردی اور میرے دست

Marfat.com

ناتواں سے عقل وہوش کے گرانقدر موتی بھی چھوٹ چکے ہیں۔

آ ـــــ اور میری مدد کر اور مجھے میرا محبوب ملا دے! مگر وہ پتھر کا ایک بے حس و حرکت زلیخا کی کیسے مدد کر سکتا تھا۔

اور جب بت نے بھی کوئی مدد نہ کی اور کوئی جواب نہ دیا تو ایک دوسرا وزنی پتھر اٹھا کر اپنے بت پر مار کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھر رحیم و کریم معبود برحق کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر پکار اٹھی

تضرع کرد و روبرو خاک مالید
بدرگاہِ خدائی پاک نالید

عاجزانہ انداز میں زلیخا نے چہرہ کو مٹی میں ملا خدائے پاک کے حضور بہت روئی ـــــ

بلطف خود جفائے مَن بیامرز
خطا کردم خطائے مَن بیامرز

کہ اے خالق دو جہاں ـــــ تو وحدہ لاشریک ہے اور معبودِ برحق ہے اور تو ہی وہ ازلی اور ابدی مصور ہے جس نے اپنے دست قدرت سے یوسف کی تصویر بنائی۔

اور میں نے تیرے سوا بت کی پرستش کر کے ظلم کیا۔ اور میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں نے ایک پتھر کی پوجا کر کے ناقابل معافی جرم کیا ہے مگر تو اپنے خاص لطف و کرم سے میرے اس جرم و خطا کو معاف فرما دے!

کر منظور بندی دیاں عرضاں بخش غموں چھٹکارے
یارب میل! ملاں اک واری جان میرے غم سارے

التجا قبول اور دعا منظور ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی شاہانہ سواری گزری تو حکم الٰہی آیا کہ آج زلیخا سے مل کر آگے جانا ہے اس لئے کہ اس نے بت کو توڑ کر رب حقیقی کی بارگاہ میں سر جھکا دیا ہے۔

Marfat.com

سواری ٹھہر گئی!

اور فرمایا —— فریاد کرنے والی عورت کو حاضر کیا جائے!

وفادار دائی اور پرانی غمخوار کنیز نے لاٹھی پکڑ کر زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام کے قریب لا کھڑا کیا،

مگر مصر کا عظیم حکمران اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا لختِ جگر اور حضرت راحیل کا نورِ نظر اور زلیخا کا ماہ کنعان زلیخا کو نہ پہچان سکا۔

اس لئے —— کہ —— نہ حسن، نہ جوانی، نہ شباب اور نہ ہی شاہانہ لباس!

زلیخا کو ایک بھکاری عورت سمجھ کر ایک غلام کو حکم دیا کہ اس بھکارن کو خیرات دی جائے!

آگے جانے لگے تو جبریل علیہ السلام نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی —— اور عرض کی۔

ہو جا کھڑا نہ جائیں یوسف اللہ نے فرمایا
فریادی دی اپنی کنیں سن لے دکھ جو پایا

حضرت یوسف علیہ السلام گھوڑے سے اتر آئے اور پوچھا۔

اے بوڑھی عورت —— بتا تو کون؟ اور تیری حاجت کیا ہے؟

محبوب کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو پہلے بے ہوش ہوگئی۔ ہوش آیا تو

چوں گل خنداں شد و چوں غنچہ بشگفت
وہاں پر خنداں بر یوسف دعا گفت

پھر پھول کی طرح کھل اٹھی اور غنچے کی طرح مسکرا اٹھی اور یوسف علیہ السلام کے لئے دعا کرنے لگی!

اور اپنی زندگی کی کتاب کے چند باب یوں بیان کرنے لگی اور اپنا تعارف مختصر الفاظ میں کچھ اس طرح سنانے لگی!

Marfat.com

بگفت آنم کہ چوں روئے تو دیدم
ترا از جملہ عالم برگزیدم

کہ میں وہی ہوں کہ جب میں نے تمہارا خوبصورت چہرہ خواب میں دیکھا تو میں نے دونوں جہان میں سے تجھے اپنے لئے چن لیا تھا۔

فشاندم گنج و گوہر دربہایت
دل وجاں وقف کردم درہوایت

اور پھر میں نے تیرے لئے لعل و جواہرات کے خزانے نچھاور کر دیئے اور تیرے لئے میں نے دل و جان وقف کر دیئے۔

جوانی درغمت برباد دارم
بدیں پیری کہ می بینی فتادم

اور میں نے اے میرے محبوب، اے میرے یوسف اور اے مصر کے حاکم اپنی بھرپور جوانی تیری محبت کے غم میں برباد کر دی —— اور اب اس بڑھاپے میں ہوں جو تو دیکھ رہا ہے —— اور

میں او خدمت گار پرانی ناز اٹھاون والی
کنگھی واہ تیری وچہ زلفاں لعل جڑاون والی
مال خزانے نام تیرے تھیں سب لٹاون والی
ہو اٹھی وچہ راہ تیرے دے کلی پاون ولی

پھر عشق و محبت کا پورا قصہ جسے قرآن مجید نے بھی احسن القصص فرمایا ہے درد و سوز سے بھرے ہوئے انداز و الفاظ میں بیان کر دیا!

اور پھر اشکبار آنکھوں سے اور جدائی کے داغوں کو نمایاں کر کے یوں کہا! کہ

نیناں والیا دھیں پالیا میریا بے پرواہا
اج پچھان نہ سکیوں مینوں دیس مصر دیا شاہا

Marfat.com

اور پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام کو پتہ چل گیا کہ یہی وہ زلیخا ہے کہ جسے میں نے خواب میں اپنے حسن و جمال دکھا کر اپنی محبت کے جال میں پھنسایا تھا اور پھر جس نے مجھے سر بازار خریدا تھا تو اس کا بڑھاپا دیکھ کر —— ٹیڑھی کمر دیکھ کر —— اندھی آنکھیں دیکھ کر اور گھاس کی جھونپڑی دیکھ کر حیران رہ گئے! کیوں کہ! —— وہ زلیخا کا حسن و شباب دیکھ چکے تھے اور اس کی بھرپور جوانی کی بہار ملاحظہ کر چکے تھے!

آخر پوچھ ہی لیا —— اور عجب ہمدادانہ انداز میں پوچھا —— محبت والفت کے قرینہ سے پوچھا اور دلبرانہ حقیقت سے پوچھا ——

بگفتا کو جوانی و جمالت
بگفت از دست شد دور از وصالت
یوسف پچھے دس زلیخا کتھے گئی جوانی
کہے زلیخا عشق تیرے وچہ کر چھڈی قربانی
بگفتا چشم تو بے نور چوں ست
بگفت از بس کے بے تو غرق خوں دست
یوسف پچھے دس زلیخا اکھیں کدھر گیاں
کہے زلیخا ہجر تیرے نے واچھری کڈھ لیاں

اور یہ کہ تیری جدائی میں میری آنکھیں خون کے آنسو بہا بہا کر آنسوؤں کے اس سمندر میں غرق ہو چکی ہیں۔

احسن القصص صفحہ ۴۴۹۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ —— قَالَ یُوسُفُ مَنْ هِیَ یَا جِبْرِیْل —— حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا!

یہ بوڑھی عورت کون ہے؟

جبریل علیہ السلام نے عرض کی گھوڑے سے اتر کر اس سے خود پوچھ لو۔

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام اسی وقت گھوڑے سے اتر کر زلیخا کے پاس گئے اور پوچھا!

مَنْ اَنْتَ ——— اے عورت تو کون ہے؟

زلیخا نے جواب دیا!

کَاَنَّکَ لَا تَعْرِفُنِیْ! ——— گویا کہ تو نے مجھے پہچانا نہیں؟

فرمایا ——— لا ——— نہیں۔

زلیخا نے یہ مایوس اور حیران کن جواب سنا تو دست افسوس ملنے لگی اور سر کے سفید بالوں کو نوچنے لگی کہ سات سال کی عمر سے لے کر اس بڑھاپے اور خستہ حالی تک میں نے جس کے عشق و محبت میں اپنی زندگی کے پر بہار گلشن کو خزاں کے حوالے کر دیا اور باپ طیموس کے تخت سے منہ موڑ کر عزیز مصر کے تاج تک کو میں نے ٹھکرا دیا اور ہر آرائش ——— ہر نمائش اور ہر ستائش کے خوبصورت سامان لٹا چکی ہوں اور جس کے غم و فراق کی آگ میں جلتے ہوئے مصر کے بیابانوں تک پہنچی ہوں وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔

زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اور رکاب کو چوم کر عرض کی اور اپنا تعارف ان الفاظ میں کروایا۔

اَنَا زُلَیْخَا الَّتِیْ خِدْمَتِکَ بِرُوْحِیْ وَبَدَنِیْ.

کہ میں وہی زلیخا ہوں جس نے دل و جان سے تیری خدمت کی۔ تیرے وصل و ملاپ کی امید میں وطن چھوڑ کر مصر آنے والی زلیخا ہوں ——— اور میں وہی زلیخا ہوں جس نے مصر کی معزز خواتین کے طعنوں کا جواب دینے کے لئے ان کی ضیافت کی اور پھر تیرے حسن کا انہیں جلوہ دکھا کر بے ہوشی کے عالم میں ان کے ہاتھ کٹوائے تھے! کیا اب بھی مجھے پہچانا ہے کہ نہیں!

جواب دینے سے پہلے بارگاہ ایزدی سے آواز آئی!

Marfat.com

اَقْضِ حَاجَتَهَا يَايُوسُفُ

کہ اے یوسف۔ زلیخا کی ہر حاجت پوری کر اور اس کی ہر تمنا —— ہر خواہش اور ہر آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے پوچھا!،

مَا حَاجَتُكِ؟

تیری کیا حاجت ہے؟

قالت انی ارید ان اکون لک زوجته ——

جواب دیا! میری پہلی خواہش یہ ہے کہ میں تیری بیوی ہوں اور تو میرا شوہر —— ماہ کنعان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھ سے نکاح کیسے کر سکتا ہوں جب کہ تو ایک اندھی بھکارن۔ بوڑھی اور کافرہ عورت ہے!

آسمان سے فرشتہ نے آواز دی!

اے یعقوب علیہ السلام کے لخت جگر پریشان نہ ہو ——

بے شک زلیخا بوڑھی ہے تو ہم اسے جوان، خوبصورت اور حسین لڑکی بنا دینگے! کیونکہ تیرے ہی انتظار میں جوانی سے بڑھاپے تک پہنچی ہے۔

اور بے شک زلیخا فقیرنی ہے مگر ہم اسے غنی و تونگر کر دیں گے۔

اس لئے کہ اس نے تمام مال و دولت کے خزانے تیرے ہی نام پر لٹائے ہیں!

اور بے شک زلیخا اندھی ہے مگر ہم اسے بینائی عطا کر دیں گے —— کیوں کہ یہ تیرے ہی فراق میں رو رو کر اندھی ہو گئی ہے۔

وَاِنْ كَانَتْ كَافِرَةً" اَنَا اَجْعَلُهَا مُؤْمِنَتَه!

اور اگر چہ زلیخا کافرہ ہے تو ہم اُسے ایمان کی دولت سے مالا مال کر دینگے۔ کیونکہ جو ہم سے بلاواسطہ محبت رکھتا ہے زلیخا اس سے محبت کرتی ہے!

پس پھر کیا تھا —— حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی یا حضرت جبریل علیہ

Marfat.com

السلام نے زلیخا کے بدن کو چھوا تو وہی جوانی لوٹ آئی —— وہی حسن پر نکھار آ گیا۔ کمر سیدھی ہو گئی —— آنکھیں روشن ہو گئیں اور قدموں کی لعل و جواہرات کا خزانہ آ گیا اور زبان پر توحید و رسالت کا ورد جاری ہو گیا اور اس طرح زلیخا کفر کی تاریکی سے نکل کر ایمان کی روشنی میں آ گئی۔

فَعَقَدَ بَيْنَهُمَا يَعْقُوبُ —— اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شرع قانون اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے مقدس دین پر پڑھایا:۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بقانون خلیل و دین یعقوب
برآئین جمیل و صورت خوب

تو —— قارئین محترم —— یہ ہے قرآن مجید کے احسن القصص یعنی سورۃ حضرت یوسف علیہ السلام کی تفسیر کا پہلا حصہ اور محبّ و محبوب کے وصل وملاپ کا پر کیف نقشہ جسے میں نے اپنی کم علمی کے باوجود مستند تفسیروں سے مزین کیا اور اپنی اس عظیم یادگار کو پوری ملت اسلامیہ کے دامن میں ڈال دیا ہے! اور اس طرح زلیخا کو محبوب مل گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کا تخت وتاج!

دونوں کی زندگی کا سفر ایک جیسا تھا اور دونوں کا راستہ دشوار —— ایک پھولوں کی سیج کی بجائے کانٹوں کے بستر پر کروٹیں بدلتا ہوا مصر کے تخت تک پہنچا اور دوسری غم والم کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتی ہوئی مصر کے محل میں آئی۔

اور پھر دونوں کو عشق ومحبت کی منزل ہاتھ آ گئی اور پھر دونوں کی محبت کی پاکیزگی اور حقیقی داستان کو قرآن حکیم نے احسن القصص قرار دے کر یہ ثابت کر دیا کہ دونوں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی ہر طرح کی لغزش اور ہر قسم کی معصیت سے پاک ہو۔

Marfat.com

کیونکہ ــــــ اگر قرآن مجید کے اس مقدس قصہ میں کسی طرف سے بھی کوئی خرابی، کوئی برائی اور فحاشی کا گمان تک بھی ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس قصہ کو کبھی احسن القصص کا نام نہ دیتا!

اے زلیخا ــــــ عشق و محبت کی راہ میں تیری ثابت قدمی اور اس کے پرخطر راستوں میں تیری مستقل مزاجی اور درد والم کی منزلوں میں تیرے عزم و حوصلہ پر صاحبزادہ سید افتخار الحسن تجھے آفرین کہتا ہے کہ تو نے مال و دولت کے خزانے اور مصر کے شاہی محلات اپنے محبوب کے نام پر قربان کر دیئے لیکن اس کے نام کا وظیفہ نہیں چھوڑا اور ساری زندگی حضرت یوسف علیہ السلام کی یاد میں آہیں بھرتی گزار دی مگر اس کی محبت کے رشتہ کو نہیں توڑا۔

اور تو اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں یہاں تک فنا ہوگئی کہ تیری ہر سانس سے یوسف کا نام نکلتا اور تیری ہر آہ میں اسی کی خوشبو پائی جاتی۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے نزدیک تو دونوں کی پاکیزہ زندگی اور ہر قسم کی آلودگی سے پاک زندگی کے باعث ہی احسن القصص کہا گیا ہے۔

وچہ قرآن خدا ایہہ قصہ احسن کر فرمایا!
جیں خود آپ صلاحے خالق رہے نہ جوٹھ رلایا

خون کا رشتہ

اے میرے مسلمان اور صاحب ایمان بھائیو!

آؤ —— ذرا صاحبزادہ سید افتخار الحسن صاحب کی زبانی قرآن حکیم کی سورۃ یوسف کے ہی حوالہ سے بھائیوں کے مقدس اور خونی رشتہ کی حقیقت افروز داستان بھی سن لو —— تاکہ شاید تم اپنے دوسرے مسلمان بھائی کا خون بہانے سے باز آ جاؤ اور شاید تم آپس کی نفرت کی دیوار کو پاش پاش کر کے محبت کا قلعہ استوار کر کے گلشن میں تازہ بہار پیدا کر سکو اور عداوت کے جال کو توڑ کر الفت کے سمندر سے سچے موتی نکال سکو شاید تم آپس میں دشمنی کے خوفناک کالے ناگ کا سر کچل کر اتحاد و یگانگت کی فضا پیدا کر سکو۔

قرآن مجید نے ہمیں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" فرمایا ہے کہ تمام مسلمان و اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

کوئی امریکہ میں رہتا ہو یا افریقہ میں۔ کسی کا بسیرا عرب میں ہو یا چاہے عجم میں اور کسی کا گھر چاہے سندھ میں ہو یا کسی کا مکان بلوچستان میں اور چاہے کوئی سرحد میں رہنے والا ہو یا کوئی پنجاب کا باشندہ ہو! نہ رنگ و نسل میں کوئی امتیاز اور نہ ہی گورے اور کالے میں کوئی فرق ہو!

اس لئے —— کہ مرنے کے بعد قبر کے لئے جتنی زمین کسی دولت منداور سرمایہ دار یا کسی مل کے مالک کو ملتی ہے اتنی ہی زمین کسی مزدور، مفلس، غریب اور گداگر کو ملے

Marfat.com

گی۔

پھر فرق کیسا اور تمیز کیوں۔ پھر تکبر کس لئے اور دولت و سرمایہ داری پر غرور کیوں؟

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلوی شہر سے باہر نکلے۔ دیکھا کہ دو سگے بھائی ایک مرلہ زمین کے لئے لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت خواجہ صاحب کو دیکھا تو عرض کی۔

حضور ہم دونوں حقیقی بھائی ہیں اور یہ ایک مرلہ زمین ہے یہ کہتا ہے کہ زمین میری ہے اور میرا دعویٰ ہے کہ زمین میری ہے۔

آپ فیصلہ کر دیں کہ زمین کس کی ہے آپ کا فیصلہ ہم دونوں بھائیوں کو منظور ہو گا

—— خواجہ صاحب نے اپنا عصا مبارک زمین پر مارا اور فرمایا:

بتا تو کس کی ہے؟

زمین بول اٹھی ——

حضور نہ میں اس کی اور نہ اس کی بلکہ یہ دونوں میرے ہیں۔

فیصلہ سن کر دونوں بھائی حیران بھی ہوئے اور پریشان بھی —— اور زمین کے ٹکڑے کو وہیں چھوڑ کر دونوں نے نفرت کو محبت میں اور عداوت کو الفت میں پھر بدل لیا۔

ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ——

میرے پیارے مسلمان بھائیو!

''اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد''

اور ساتھ ہی اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات تاکہ شاید تمہیں سمجھ آ جائے کہ مسلمان کون ہیں اور ان کے حقوق کیا ہیں۔

مشکوات شریف صفحہ ۴۲۳ بخاری و مسلم شریف کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ——

Marfat.com

کہ فرمایا یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

حق المسلم علی المسلم خمس " رَدَّالسَّلامِ وَعِیَادَۃُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَۃِ وَاَجَابَۃُ الدَّعْوَۃِ وَتَشْمِیْتُا لُعَاطِسَ — کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان بھائی پر پانچ حقوق ہیں۔

☆ ایک دوسرے پر سلام کا تبادلہ کرنا۔

☆ بیمار کی عیادت کرنی

☆ جنازہ میں شریک ہونا

☆ دعوت قبول کرنا

☆ — اور چھینک کا جواب دینا۔ چھینک والا کہے الحمد للہ، دوسرا کہے — یرحمک اللہ، کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔

مشکوات شریف صفحہ ۴۲۲ بحوالہ بخاری و مسلم شریف — حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا — اَلْمُسْلِمُ اَخُوْ الْمُسْلِمُ لایَظْلِمُہ' وَلایُسْلِمُہ' — کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں اور ذلیل نہ کریں۔

اور اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی کوئی حاجت پوری کرے گا — کان اللہ فی حاجتہ — تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرے گا۔

وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللہُ عَنْہُ کُرْبَتَہ مِنْ کَرْبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ —

اور جو مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی کسی مصیبت کو رفع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتیں اس پر رفع یعنی دور کرے گا۔

وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

اور جو مسلمان اپنے دوسرے مسلمان کے کسی عیب کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ

Marfat.com

قیامت کے دن اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرے گا۔

اے میرے مسلمان اور صاحب ایمان بھائیو! آؤ اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہم اس معیار پر پورے اترتے ہیں۔

کیا ہم نے کبھی کسی مریض کی عیادت کی اور کیا ہم نے کسی کے جنازہ میں شریک ہوئے اور کیا ہم نے کبھی مسلمان بھائی کی کسی حاجت کو پورا کیا اور کسی مصیبت کو دور کیا۔ اگر یہ سب کچھ کرتے ہیں تو رحمت خداوندی کے مستحق اور اگر نہیں تو پھر کیسی مسلمانی اور کیسا ایمان۔

''آج ۱۳ جولائی ۱۹۸۸ء بروز بدھ ہے اور آج کے ''نوائے وقت'' کی خبر ہے، کہ ساہیوال کے قریب بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا''۔

سید افتخار الحسن کے نزدیک بھائی کیا ہیں، سچے موتیوں کی لڑی۔ ہیروں کی مالا۔ اور لعل و جواہرات کی ایک تسبیح!

حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت کے غلبہ کے ساتھ ساتھ جب مصر کی سلطنت پر پوری طرح تسلط بھی ہو گیا اور ملک میں ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف نے لے لی اور جب شدید قحط کے زمانہ میں انہوں نے غلہ تقسیم کرنے کا عام اعلان کر دیا تو اور ریاستوں کے علاوہ ملک شام کے غریب اور بھوک کے ستائے ہوئے لوگ بھی مصر کے شاہی دربار سے گزر اوقات کے لئے غلہ لاتے اور واپس کنعان آ کر حضرت یعقوب علیہ السلام کی قیام گاہ کے قریب ٹھہرتے جو ''بیت الحزن'' کے نام سے مشہور تھی۔

وَیَذْکُرُوْنَ مَحَاسِنَهٗ وَیَشْکُرُوْنَ لَهٗ ——— اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبیاں بیان کرتے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ——— اور ان کے کمالات و صفات کو یوں بیان کرتے کہ مصر کے والی نے ہماری بہت ہی عزت کی اور ہمیں زیادہ غلہ دے کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے اور ہماری گزر اوقات کے لئے ہمیں خیرات دے کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔

Marfat.com

وَهُوَ اَحَبَّ اَهْلَ الشَّام ــــ اور اسے یعنی مصر کے حاکم کو شام والوں سے بڑی محبت ہے۔

وَيَعْقُوْبُ يَسْمَعُ وَيَقُوْلُ فِىْ نَفْسِهٖ هٰذَا عَلَامَاةُ الْعَارِفِيْنَ ــــ اور حضرت یعقوب علیہ السلام غلہ لانے والوں کی گفتگو سن کر اپنے دل میں کہتے کہ یہ تمام صفات وعلامات خدا تعالیٰ کو پہچاننے والوں کے ہیں۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

سن سن کے یعقوب پیغمبر دنگ رہے تعریفوں
شاہ عزیز ملی ایہہ نعمت کس دے قرب حضوروں

ارو پھر ارشاد فرماتے ــــ کہ

ایہہ خصائل باجھ پیغمبر مشکل نظری آون
والی مصر پیغمبر ہوسی صفتاں ایہہ فرماون

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔

اِنَّ بِمِصْرِ رَجُلاً صَالِحًا ــــ کہ مصر میں ایک نیک وصالح آدمی ہے جو مصر کا حکم ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا عادل بھی ہے اور رحیم وکریم بھی۔ بڑا غنی بھی ہے اور بڑا سخی بھی۔

تم بھی مصر جاؤ اور دوسرے مفلس وغریب لوگوں کی طرح تم بھی اس کے شاہی دربار سے غلہ لاؤ۔

وَخُذُو الطَّعَامَ ــــ چنانچہ اپنے باپ کے پند ونصائح سن کر اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ کر کے اونٹوں پر روانہ ہو گئے! اور اپنی تیز رفتار اونٹنیوں پر صحرا و بیاباں کو چیرتے ہوئے ریگستانوں کا راستہ طے کرتے ہوئے مصر شہر کے اس دروازہ پر پہنچے جس دروازہ پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی خاطر پہرہ بٹھایا ہوا تھا۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۴۳ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ــــ تفسیر کشاف جلد ۲

Marfat.com

صفحہ ۴۸۴ علامہ جاد اللہ محمد بن عمر الزمخشری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ —— تفسیر کنز الایمان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری امام علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دربان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع دی کہ دس خوبصورت شتر سوار آئے ہیں۔ چہروں پر گرد و غبار اٹا ہوا ہے اور لباس پھٹے ہوئے ہیں بے کسی اور بے بسی کے عالم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور کوئی پونجی بھی ان کے پاس نہیں ہے —— اور پیشانیوں پر غربت و مفلسی کے آثار بھی نمایاں ہیں۔ مگر گفتگو ان کی اچھی اور دلنشین ہے!

اور کہتے ہیں —— نَحۡنُ مِنۡ اَهۡلِ الشَّامِ مِنۡ كِنۡعَانِ —— کہ ہم شام کے شہر کنعان کے رہنے والے ہیں اور ہم یعقوب نبی کے فرزند ہیں اور حضرت اسحاق اور حضرت ابراہیم کے خاندان نبوت کے چشم و چراغ ہیں۔

اور میں نے ان سے جب یہ پوچھا —— اَيۡنَ قَصۡدُكُمۡ —— کہ تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے ہے تو انہوں نے جواب دیا۔

اِلَى الۡعَزِيۡزِ الۡمِصۡرِ —— کہ ہم عزیز مصر کے پاس جانا چاہتے ہیں۔

یعنی یہ مسافر آپ کے خاص مہمان ہیں اگر اجازت ہو تو آپ کے پاس دربار میں پہنچا دوں۔

دربان کی عرضی پڑھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

دربان سے پوچھا ان کے لباس کیسے ہیں؟

جواب دیا پھٹے پرانے ہیں!

پوچھا —— ان کا حال کیسا ہے؟

عرض کی گئی —— پریشان حال ہیں! اور کسی کے چہرہ پر کوئی رونق نہیں بس اداسی

Marfat.com

ہی اداسی چھائی ہوئی ہے۔ ہیں خوبصورت مگر سفر کے گرد وغبار نے ان کے حسن کو چھپا رکھا ہے!

یوسف علیہ السلام کی آہیں نکل گئیں کہ:

چالی برساں بعد بھرواں میں ول پھیرا پایا
نقش پدر دا اکھیں اگے غم دے جوش لیا یا

بھائی آئے ہیں —— مگر لباس پرزے پرزے —— فاقہ کشی کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے! اور افلاس کے جال میں پھنسے ہوئے باپ کے فرزند مگر غم کی تصویریں —— ابراہیم علیہ السلام کے نقوش لیکن چہروں پر غربت وافلاس کی تحریریں اور خاندان نبوت کے چشم و چراغ مگر غمگین واداس!

درباریوں نے پوچھا! —— حضور یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے آپ کو پریشان کر دیا ہے اور آپ کو رلا دیا ہے؟

فرمایا —— میرے بڑے بھائی ہیں!

ان کی عزت کی جائے۔ اچھے بستر بچھائے جائیں۔ اچھے کھانے کھلائے جائیں —— انہیں نہلا دھلا کر ان کے لباس تبدیل کئے جائیں اور عام مسافروں میں نہیں شاہی مہمان خانہ میں انہیں ٹھہرایا جائے۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ آخر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیوں کیا جب کہ وہ ان سے برا سلوک کر چکے تھے اور ظلم وستم کی انتہا کر چکے تھے تو سید افتخار الحسن جواب دیتا ہے۔

کہ آخر —— یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے اور خون کا رشتہ جوش مارنے لگا تھا ——

دربان نے آواز دی —— اے شام کے شتر سوارو چلو عزیز مصر نے تمہیں اپنے دربار میں طلب کیا ہے!

Marfat.com

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی پورے آداب شاہی کو بجا لاتے ہوئے یوسف علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو گئے۔

فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ لَامُنْكِرُوْنَ —— تو یوسف علیہ السلام نے انہیں یعنی بھائیوں کو پہچان لیا اور وہ یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے۔

اور پہچانتے بھی کیسے! اس لئے کہ جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا تھا اور ظلم و ستم کی انتہا کر دی تھی اور کھوٹے سکوں کے عوض بیچ دیا تھا اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمر شریف تیرہ برس کی تھی اور آج چالیس برسوں کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں ان کے روبرو کھڑے تھے۔

اور پھر وہ تو یقین رکھتے تھے کہ ہم نے اسے فروخت کر دیا تھا اور پھر خدا جانے وہ ایک غلام کی حیثیت سے کہاں کہاں اور کتنی بار بک چکا ہوگا۔ مر چکا ہوگا اور اس کا تو نام ونشان تک مٹ گیا ہوگا۔

پھر وہ کیسے پہچان سکتے تھے۔

اور —— اس لئے بھی نہ پہچان سکے —— کہ

لطول العهد —— ولا عتقادهم انه قد هلک —— لمبی مدت گزر چکی تھی۔ اور پھر ان کا اعتقاد تھا کہ وہ یعنی یوسف ہلاک ہو چکا ہے۔

اور انہیں یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ وہ کسی ملک کا شہنشاہ بھی ہو سکتا ہے! لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ہم جس کے آگے غلہ کے لئے ہاتھ پھیلانے اور گداگروں کی صورت میں آئے ہیں یہ وہی یوسف ہمارا بھائی ہے جسے ہم نے اندھیرے کنویں میں پھینک دیا تھا اور پھر کم قیمت اور کھوٹے سکوں کے عوض بیچ دیا تھا —— اور بدن مبارک سے قمیص بھی اتار لی تھی! اور وہ اس لئے کہ نہ پہچان سکے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام سونے کے تخت پر رونق افروز ہوئے تو ان کا شاہی لباس اور شاہی جاہ و جلال کچھ اس طرح سے تھا۔

Marfat.com

يَلْبَسُ ثِيَابَ الْحَرِيْرِ جَالِسًا عَلَى السرير وفى عُنُقِهٖ طوق من ذَهَبٍ وَعَلٰى رَاسِهٖ تَاج —— کہ زرق برق ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کے گلے میں سونے کا ایک قیمتی ہار تھا اور سر پر موتیوں سے جڑا ہوا ایک شاہی تاج تھا۔ بھلا وہ یوسف علیہ السلام کو اس شان وشوکت کے ساتھ دیکھ کر اور مصر کی شہنشائی ملاحظہ کر کے اور ہزاروں کنیزوں، غلاموں اور خادموں کی اطاعت وفرمانبرداری کا نظارا کر کے کیسے پہچان سکتے تھے کیوں کہ انہوں نے کنوئیں میں پھینکتے وقت یوسف کی قمیص بھی اتار لی تھی اور ننگا کر کے اندھیرے کنویں پھینک دیا تھا!

گردنیں جھکائے ہوئے —— آنکھیں شرمائے ہوئے اور دامن پھیلائے ہوئے اپنے چھوٹے بھائی کے سامنے کھڑے تھے!

حضرت یوسف علیہ السلام نے محبت بھرے لہجہ میں پوچھا مَنْ اَنْتُمْ وَمَاشَانُكُمْ —— کہ تم کون ہو اور تمہارا کام کیا ہے۔

جواب دیا! —— ہم ملک شام کے چرواہے ہیں!

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ چرواہے تو اپنے اپنے ریوڑ کی نگہبانی کرتے ہیں مگر یہ کیسے چرواہے تھے کہ اپنے ہی گلہ کی حفاظت نہ کر سکے حالانکہ باپ سے وعدہ کر آئے تھے —— اِنَّالَهٗ لَحَافِظُوْنَ!

حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر فرمایا!

لَعَلَّكُمْ جِئْتُمْ عُيُوْنًا.

کہ کہیں تم لوگ جاسوس تو نہیں ہو کہ ہمارے خفیہ راز کا پتہ کرنے آئے ہو —— بعض تفسیروں میں چور کا لفظ بھی آیا ہے کہیں تم چور تو نہیں ہو؟ جیسا کہ احسن القصص صفحہ ۱۹۶ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

—— پوچھا کیوں آئے ہو؟

جواب دیا۔ قحط کے ستائے ہوئے غلہ لینے آئے ہیں۔

Marfat.com

فرمایا ـــــ نہیں ـــــ بل کذبتم ـــــ بلکہ تم جھوٹے ہو ـــــ لِاَنَّ عَلَیْکُمْ اَثَرَ اللُّصُوْصِ ـــــ

کیوں کہ تمہارے چہروں پر چور ہونے کے آثار نمایاں ہیں۔

اور اس سے یوسف علیہ السلام کی مراد گزشتہ المناک حادثہ اور افسوسناک واقعہ کی طرف تھی۔

المختصر ـــــ پوچھا تم کتنے بھائی ہو؟

جواب ملا ـــــ اثنی عشرہ۔ بارہ تھے۔

فَھَلَکَ وَاحِدٌ مِنَّا ـــــ ایک ہلاک ہو چکا ہے!

فرمایا ـــــ وہ کیسے؟

عرض کی ـــــ اس نے ایک جھوٹا خواب دیکھا تھا۔ کہ میں کس ملک کا بادشاہ ہوں۔ وَنَحْنُ بَیْنَ یَدَیْہِ ـــــ

کَالْعَبِیْدِ ـــــ اور ہم اس کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑے ہیں۔ اور نام اس بھائی کا یوسف تھا!

حضرت یوسف علیہ السلام پردہ و حجاب میں مسکرائے کہ یہ میرے بھائی میری خواب کو جھوٹا کہہ رہے ہیں حالانکہ میری خواب حقیقت پر مبنی اور سچی تھی اور دلیل یہی ہے کہ میں مصر کا بادشاہ ہوں اور یہ غلاموں کی طرح میرے سامنے کھڑے ہیں

پھر پوچھا ـــــ تمہارا کوئی بھائی اور بھی ہے؟

بولے ـــــ ہاں!

کیا نام ہے اس کا؟ ـــــ

عرض کی ـــــ بنیامین!

فرمایا اسے ساتھ کیوں نہیں لائے؟

جواب دیا ـــــ وَھُوَ عند ابیہ یَتَسَلّٰی بہ

Marfat.com

کہ وہ بوڑھے باپ کی خدمت کے لئے وہاں ہے!

کیونکہ جب سے اس کا ماں باپ جایا بھائی مرا ہے باپ اسی سے دل بہلاتا ہے اور تسکین قلب حاصل کرتا ہے؟

آمدم برسر مطلب —— حضرت یوسف علیہ السلام نے پوری فراخ دلی اور وسعت قلبی سے بھائیوں کا ساز وسامان تیار کروایا ہے اور فرمایا —— ائتونی باخٍ لکم من ابیکم کہ جب تم غلہ لینے کی غرض سے میرے پاس آؤ تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لے کر آنا۔

لِاَنِّیْ اُحِبُّکُمْ —— کیوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے۔ مسلمان بھائیو! اور اے اہل ایمان بھائیو دیکھا بھائی بھائی کا ''خون کا رشتہ''

کہ جن بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو اذیت ناک سزائیں دیں اور ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے اور وحشیانہ سلوک کی انتہا کر دی وہی یوسف خونی رشتہ کی عظمت کے پیش نظر آج بھی انہیں بھائیوں سے محبت کا اعلان کرتے ہوئے شفقت سے پیش آرہا ہے!

احسن القصص صفحہ ۲۰۲ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وانی علیٰ دینکم اور میں تمہارے ہی دین پر ہوں۔

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنَ —— اور اگر اپنے اس بھائی بنیامین کو ساتھ نہ لاؤ تو پھر تمہارے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور پھر میرے قریب بھی نہ آنا —— یعنی میرے ملک مصر میں تم داخل بھی نہ ہونا! یہ سب کچھ بھائی بنیامین کی طفیل ہے۔

قارئین گرامی! —— دیکھا آپ نے کہ قرآن مجید نے کس پیارے انداز اور ایمان افروز طریقہ سے خون کے رشتہ کی عظمت کو بیان فرمایا ہے کہ یوسف علیہ السلام

Marfat.com

نے بھائیوں سے یہ نہیں کہا کہ میرے باپ کو ساتھ لے کے آنا —— نہیں بلکہ فرمایا —— میرے بھائی کو لے کے آنا!

من ابیکم جو کہ تمہارے باپ سے ہے کیونکہ ماں راحیل تو فوت ہو چکی تھیں۔

پھر حکم دیا کہ ان کی پونجی اور قیمت غلہ کے لئے لائے ہیں ان کے سامان میں واپس کر دو تا کہ واپس جا کر جب اپنی قیمت واپس کی ہوئی دیکھیں گے تو پھر دوبارہ واپس آئیں گے!

اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی غلہ کی قیمت کئی وجوہات کی بنا پر واپس لوٹا دی

(۱) تَخَوَّفَ اَنْ یَکُوْنَ عَنْدَ اَبِیْہِ مِنَ الْمَتَاعِ مَا یَرْجِعُوْنَ بِہٖ —— کہ یوسف علیہ السلام کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ شاید میرے باپ کے پاس اور پونجی نہ ہو اور اس وجہ سے بھائی دوبارہ مصر نہ آسکیں

(۲) لَمْ یَرَمِنَ الْکَرَمِ اَنْ یَاخُذُ مِنْ اَبِیْہِ وَاِخْوَتِہٖ ثَمَنًا —— کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لطف وکرم نے یہ قبول نہ کیا کہ وہ باپ اور بھائیوں سے غلہ کی قیمت وصول کریں۔ اور اسے اچھا نہ سمجھا۔

(۳) علم ان دیانتھم تحمَلَھُمْ عَلیٰ رد لبضاعتہٖ ! —— کہ یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ ملک شام کے یہ شتر سوار غیور اور امین اور دیانتدار ہیں میری واپس کی ہوئی پونجی کو حلال نہ سمجھیں گے۔ لہذا اسے واپس لوٹانے کے لئے ضرور میرے پاس آئیں گے!

(۴) تفسیر کبیر۔ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ارادبہ التوسعتہ لابیہ —— کہ یوسف علیہ السلام کا ارادہ یہ تھا کہ باپ کو رزق وطعام کو وسعت دی جائے! جائے میرے باپ کے گھر سے تنگدستی وفاقہ کشی دور ہو جائے

Marfat.com

کیوں نہ ہو ——

خون مقدس رشتہ کارفرما تھا

سوال —— کہ یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے سامان میں پونجی چھپا کے کیوں رکھی۔

جواب (۱): اگر ظاہری طور پر واپس کرتے تو بھائی قبول نہ کرتے

جواب (۲): قیمت اس لئے سامان میں نہ رکھی تا کہ راستہ میں ڈاکو نہ لوٹ لیں اور یہ پونجی میرے باپ تک نہ پہنچ پائے؟

بھائی جانے لگے تو فرمایا اپنے میں سے ایک بھائی کو میرے ضمانت کے طور پر چھوڑ جاؤ تا کہ تم بنیامین کو لاسکو۔

انہوں نے قرعہ اندازی کی تو شمعون کا نام نکلا!

میرے مسلمان بھائیو! —— دیکھو —— اور غور کرو اور دل سے تعصب کے گرد وغبار کو جھاڑ کر سوچو اور آنکھوں سے کینہ وبغض کی پٹی اتار کر دیکھو اور اپنے دوسرے بھائی سے نفرت وعداوت کی جڑ کاٹ کر ملاحظہ کرو کہ خون کا عظیم رشتہ کیا کیا رنگ دکھا رہا ہے اور اپنے سرخ دھبوں کے باعث محبت والفت کے چمنستان میں کیسے کیسے پھول کھلا رہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کس کس طرح سے اور کس کس راستہ سے کس کس حیلہ سے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنے پاس لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مگر اس کے مقابلے میں تمہارا خون اتنا سفید ہو چکا ہے کہ تم ایک دوسرے کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور تم اب ایک دوسرے کی شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے اور تم خون کے اس مقدس رشتہ کو عداوت ودشمنی کے باعث اتنا پامال کر چکے ہو کہ اب تم محبت وپیار کی وادی میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر کے شاہی لنگر خانہ سے غلہ کے ساتھ ساتھ مسرتوں کے ڈھیر بھی اپنے سامان کے ساتھ لئے ہوئے جب واپس اپنے باپ

Marfat.com

کے پاس پہنچے —— تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے عزیز مصر کا حال پوچھا!

احسن القصص —— امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

كَيْفَ وَجَدْتُمُ الْعَزِيْزِ —— کہ تم نے عزیز مصر کو کیسا پایا؟

جواب دیا —— منع بِنَافِعْلِ الْكِرَامِ —— کہ ہمارے ساتھ نہایت مہربانی اور لطف و کرم سے عزیز مصر پیش آیا۔

پھر سوال کیا —— عَلىٰ اَىِّ دِيْنٍ —— کہ وہ کس دین پر ہے؟

بیٹوں نے عرض کی —— علی دین الاسلام —— کہ وہ دین اسلام پر ہے!

اور جب ہم نے آپ کے بڑھاپے اور بیت الحزن اور یوسف کی جدائی کے غم میں رونے کا ذکر عزیز مصر سے کیا تو وہ بہت رویا اور آہیں بھرنے لگا۔ اور ہم اس کے دربار میں تنگ دست اور فاقہ مست ہو گئے تھے لیکن اس نے ہمیں غنی کر کے اور غلہ کے کافی بورے دے کر رسد و طعام سے بے نیاز کر دیا ہے! یعقوب علیہ السلام نے پھر پوچھا۔

کیا تم نے اسے دیکھا؟

اولاد نے جواب دیا —— نہیں! —— وہ برقعہ پہنے ہوے تھا!

حضرت یعقوب علیہ السلام سجدہ میں گر گئے اور بارگاہ رب العزت میں عرض کی —— یا اللہ! ہمارے درمیان سے یہ برقعہ کب اترے گا۔ یہ حجاب کب کھلے گا اور باپ بیٹے کے مابین سے ہجر و فراق کا یہ پردہ کب دور ہو گا۔

یعقوب علیہ السلام کی اولاد اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لے کر جب دوسری بار مصر کو روانہ ہونے لگے تو نصیحت فرمائی کہ سنا ہے کہ مصر شہر کے پانچ دروازے ہیں، اکٹھے ایک دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ دو دو ہو کہ داخل ہونا۔ تا کہ تمہارے حسن و شباب۔ تمہارے جاہ و جلال اور تمہاری قوت، تمہاری طاقت اور تمہاری جوانی کو دیکھ کر تمہیں کسی بدخواہ کی نظر نہ لگ جائے۔

Marfat.com

جیسا کہ تمام علمائے حق پرست اور مفسرین کرام نے یہی لکھا ہے۔ خاف علیھم العین! کہ اس خوف سے کہ کہیں انہیں نظر نہ لگ جائے!

کیونکہ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلْعَیْنُ حَقٌّ" —— کہ بری نظر کا لگنا حق ہے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالی کے مطابق بری نظر کا لگنا حق ہے تو کسی مرد درویش اور ولی کامل کی اچھی نظر لگنا بھی برحق ہے۔

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اچھی نظر برہمن کی لڑکی پر پڑی تو اسے کفر کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی حریم نور میں لانے کے ساتھ قرآن پاک کی حافظہ بھی بنا دیا۔

داتا ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اچھی نظر لاہور کے راجہ راؤ پر پڑی تو شرک کی منحوس وادی سے نکال کر اسے توحید کے چمنستان میں لا کر اور مندر سے نکال کر مسجد کے صحن میں لا کھڑا کیا۔ اور پھر جب حضرت خواجہ نواب دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف موہری شریف کی اچھی نظر حافظ منظور احمد صاحب پر پڑی تو انھیں عام تاجروں سے اٹھا کر فیصل آباد کے روٴسا کی صف میں کھڑا کر دینے کے ساتھ ساتھ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور فقر و درویشی کی دولت سے بھی مالا مال کر دیا! جس حقیقت کو شاید عام لوگ نہ جانتے ہوں مگر افتخار الحسن اس راز کو اچھی طرح سمجھ چکا ہے!

اور پھر حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اچھی نظر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری پر پڑی تو قطب زماں اور مرشد لاثانی بنا دیا! اور پھر جب مرشد لاثانی کی اچھی نظر افتخار الحسن پر پڑی تو کبڈی کے میدان اور کشتی کے اکھاڑے سے نکال کر محراب و منبر کی خطابت کے وسیع و عریض میدان میں لا کھڑا کر دیا اور مرشد لاثانی ہی کی نگاہ فیض کا کرشمہ ہے کہ اپنے تو رہے، اپنے بیگانے بھی مجھے افتخار ملت۔ خطیب

Marfat.com

پاکستان اور شہباز خطابت کہتے ہیں اور ہر مکتب فکر کے علماء کرام اور عام لوگ مجھے عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

حضرات محترم! ہمارے اکابر مفسرین کرام اور علماء حق پرست کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ اولاد کو نظر لگ جانے کے خوف سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دروازہ سے اکٹھے مصر میں داخل نہ ہونا۔ مگر سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس طریقہ —— اس حیلہ اور اس حکمت عملی سے دونوں بھائیوں یوسف اور بنیامین کے درمیان جو خون کا رشتہ چالیس سال سے کٹا ہوا ہے پھر آپس میں مل جائے گا۔ کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا لخت جگر یوسف زندہ اور مصر کا بادشاہ ہے۔

بدعقیدہ اور گستاخ لوگوں کی بے عقلی —— کم علمی —— جہالت اور نفرت پر میں حیران ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر یعقوب علیہ السلام کو علم ہوتا کہ میرا بیٹا زندہ ہے اور مصر کا بادشاہ ہے تو چالیس سال اس کے غم و فراق میں روتے ہوئے کیوں گزرتے!

چلو —— سید افتخار الحسن ایک وقت کے لیئے ان لوگوں کے بے ہودہ عقیدہ کو تسلیم کر لیتا ہے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کو پتہ تھا کہ میرا باپ زندہ ہے اور کنعان کے بیت الحزن میں رہتا ہے وہی خط کے ذریعہ یا کوئی قاصد بھیج کر اطلاع دے کرایا حضور —— گھبراؤ مت اور رونا بند کر دو کیونکہ میں تو زندہ ہوں اور مصر کا شہنشاہ ہوں! انھیں علم تو نہیں تو روتے ہیں اور اسے علم ہے تو خاموش ہے!

پاگل —— لوگو —— یہ ایک سربستہ راز تھا!

اس دردناک مقام پر دائم مرحوم نے کیا خوب لکھا ہے کہ

دو دو ہو کے پنجا دروازیاں تھیں چپ چاپ ہو کے لنگھ جاؤناں جے
نیویں نظر کر کے گلیاں وچہ پھرناں تے دھیان نہ اتاں اٹھاؤناں جے

Marfat.com

تے جے تے ملواوس مصر دے شاہ تائیں نال ادب دے سیس جھکاؤناں جے

ابراہیم دی لڑی دے تسی موتی میری جد نوں داغ نہ لاؤناں جے

—— اور قرآن مجید بھی انہیں واقعات کو بیان کرتے ہوئے ایسے ہی بدزبان لوگوں کے متعلق کہتا ہے کہ

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ —— یعنی بے سمجھ اور جاہل لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نصیحت کو نہیں جانتے

تفسیر کشاف جلد۲ صفحہ ۴۸۸:

وَیَکُوْنُ ذَالِکَ اِبْتَلَاءُ مِنَ اللّٰہِ وَامْتِحَانًا لِعِبَادِہٖ —— کہ یہ ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش تھی اور ایک امتحان تھا!

دس بیٹے تو دو دو ہو کر داخل ہو گئے اور بنیامین کو کہہ گئے کہ تم دروازہ پہ ہم میں سے ایک کا انتظار کرو!،

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان المناک اور درد و سوز سے بھرے ہوئے واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

دو دو رل کے اک در تھیں لنگھ گئے دس سارے

بنیامین اکلا باہر غم دیاں آہیں مارے

وہ حیران ہے کہ کہاں جائے —— کس کو آواز دے اور کس کو، اور کس سے پوچھے کہ مصر کے شہنشاہ کا دربار کدھر ہے۔ اس کا محل کہاں ہے اور اس کا ڈیرا کس طرف ہے!، کیونکہ بنیامین کی زبان اور مصر والوں کی بولی اور وہ عبرانی زبان میں گفتگو کرتا اور مصری لوگ قبطی زبان بولتے ——

حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی احسن القصص صفحہ ۲۰۶ —— قُمْ وَالْبِسْ ثِیَابَ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَارْکَبْ نَاقَتَکَ —— کہ اے مصر کے تاجدار اٹھ —— اور غریبوں والا لباس پہن اور اپنی ناقہ پر سوار ہو کر شہر کے فلاں

Marfat.com

دروازہ پر جاؤ ---- لِاَنَّ اَخَاکَ مِنْ اَبِیْکَ وَاُمِّکَ ---- کیوں کہ وہاں تمہارا حقیقی بھائی ماں پیو جایا کھڑا ہے اسے جا کے ساتھ لاؤ۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس پرسوز واقعہ کو یوں لکھتے ہیں۔ کہ

لاہ لباس شہاناں یوسف پہن پرانا جائیں
بنیامین کھلوتا باہر اسنوں نال لیائیں

جبریل علیہ السلام کی زبانی خدا کا پیغام سنا تو یوسف علیہ السلام پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ آنکھیں اشکبار ہوگئیں زخم ہرا ہوگیا۔ دل تڑپ اٹھا اور خون کا رشتہ جوش مارنے لگا۔

شاہی لباس و تاج اتارا ---- پھٹا پرانا لباس زیب تن کیا۔ چہرہ پر نقاب پہنا اور ناقہ پر سوار ہو کر شام کے دروازہ پر آ پہنچے۔

اپنے ماں پیو جائے حقیقی اور سگے بھائی بنیامین کو چالیس سالوں سے بچھڑے ہوئے کو دیکھا تو درد بھری ایک آہ نکلی۔ عبرانی زبان میں پوچھا اور سلام علیک کہا۔ کہ تو کون ہے؟۔ کہاں جانا ہے؟ ---- کہاں سے آیا؟ اور کس کا بیٹا ہے؟ جدائی کے غم میں چالیس سال رونے والے بنیامین نے جواب دیا

میں یعقوب نبی دا بیٹا آیا ہاں کنعانوں
شاہ مصر دے میں ڈیرے جانا دیس پتہ نشانوں

پھر بنیامین نے پوچھا ----

مَنْ اَنْتَ؟

تو کون ہے؟

فَمَا تَکُوْنُ فَهْمُ کَلَامِیْ اَحَدٌ" سِوَاکَ کہ تیرے سوا کوئی بھی میری بات نہیں سمجھتا ----

یوسف علیہ السلام نے جواب دیا ---- کُنْتُ فِی دِیَارِ کُمْ مُدَّۃً" فَتَعلمتُ

Marfat.com

اَلْعِبْرَانِیَّةِ —— کہ میں کچھ عرصہ تمہارے ملک شام کے شہر کنعان میں رہا ہوں اس وجہ سے میں عبرانی زبان جانتا ہوں۔

یوسف کہیار رہیا کنعانے سال کئی میں یارا
تا بولی عبرانی والا میں جانا ول سارا

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ ڈاچی پر بٹھایا اور دوسرے بھائیوں سے ملا دیا۔

فرمایا —— جاؤ اور میرے بھائیوں سے ملو!

فَبَکیٰ بِنْیَامِیْنُ فَقَالَ لَا اُرِیْدُ اَنْ اُفَارِقُکَ ! —— بنیامین نے رو کر کہا —— میں تم سے جدا ہونا نہیں چاہتا —— کیونکہ —— قَدْمَالَ قَلْبِیْ اِلَیْکَ —— کہ میرا دل تمہاری طرف مائل ہو گیا ہے۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ہوتا بھی کیوں نہ ——

خون کا رشتہ تھا ——

اور —— خون اپنا خون پہچان لیتا ہے۔

دستر خوان پر بہترین کھانے چنے گئے اور سرکاری حکم ہوا کہ دو دو بیٹھ کر کھانا کھایا جائے۔ دس بیٹھ گئے تو بنیامین پھر تنہا رہ گیا۔

تفسیر کشاف سورۃ یوسف صفحہ ۴۸۹۔ تفسیر نسفی صفحہ ۱۷۷ جز ۲ تفسیر مظہری تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۸۴۹

فَبَکیٰ —— وَقَالَ —— لَوْ کَانَ اَخِیْ یُوْسُفُ حَیًّا لَا جَلَسَنِیْ مَعَہٗ —— کہ آج اگر میرا بھائی یوسف زندہ ہوتا تو مجھے اپنے ساتھ بٹھا کے کھانا کھلاتا۔

''خون کے رشتہ'' نے رنگ دکھایا اور یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ بٹھالیا۔

وَلَمَّا دَخَلَ عَلٰی یُوْسُفَ فَاوٰیٓ اِلَیْهِ آخَاهُ —— اور جب سارے بھائی

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو محبت سے گلے لگالیا۔ اپنے پاس رکھ لیا اور جمع کرلیا رات کو سونے لگے تو پھر دو دو ہو کے سوئے اور بنیامین پھر اکیلے رہ گئے! تو

بَاتَ یُوسُفُ معه اِلَیهِ وَیَشُمُّ رَائِحته ' حَتّٰی اَصْبَحَ —— کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بنیامین کو اپنے ساتھ سلا لیا اور ساری رات بنیامین کو سینے سے لگا کر اس کی خوشبو سونگھتے رہے اور صبح تک "خون کا رشتہ" بھائیوں کی محبت کا رنگ دکھاتا رہا! اور حضرت یوسف علیہ السلام بار بار بنیامین کو سینے سے چمٹاتے رہے۔

بھائیوں سے فرمایا —— میں کل سے دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا یہ بھائی اکیلا ہے۔ اگر تم مناسب سمجھو تو میں اسے اپنے گھر لے جاؤں!

بھائی رضا مند ہو گئے تو اس طرح حضرت بنیامین بھائی کے شاہی محل میں داخل ہو گئے!

یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو بھائیوں سے علیحدہ کر کے محل کے ایک خفیہ کمرہ میں لے جا کر پوچھا ——

تمہارا وہ بارہواں بھائی یوسف کہاں ہے؟

جواب دیا —— **ھلک** —— وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اور میرے یہ دوسرے بھائی کہتے ہیں اسے بھیڑیا کھا گیا تھا۔ فرمایا:

تفسیر کشاف۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر نسفی و تفسیر مظہری اور کنز الایمان —— اَتُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ اَخَاکَ بَدْلِ اَخِیْکَ الْھَالِکَ —— کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے ہلاک ہونے والے بھائی کے بدلے میں تیرا بھائی بن جاؤں؟

جواب دیا —— کہ ایک بھائی کے لئے اس سے اچھا اور کیا ہو گا کہ ایک بادشاہ کسی کا بھائی ہو —— لیکن

لَمْ یَلِدْکَ یَعْقُوْبُ وَ رَاحِیْلُ —— کہ تم یعقوب اور راحیل کے بیٹے نہیں

Marfat.com

ہو۔

ادھر سے ہاتف غیبی نے آواز دی

یوسف ۔اب سربستہ راز سے پردہ ہٹا کر پوشیدہ حالات کو ظاہر کر کے اور اپنے چہرۂ انور سے نقاب اٹھا کر بنیامین کو بتا دو کہ میں ہی تیرا بھائی یوسف ہوں —— فَبَکیٰ یُوسُفُ وَقَامَ اِلَیہِ وَعَانَقَہ' وَقَالَ لَہ' اِنِّیْ اَنَا اَخُوْکَ —— پس پھر حضرت یوسف علیہ السلام روئے اور بنیامین بھائی کے قریب جا کر اسے گلے لگا لیا اور فرمایا

——

میں ہی تیرا بھائی یوسف ہوں!

گھبراؤ نہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی واضح حکم نہ آئے دوسرے بھائیوں کو یہ بھید نہ بتانا۔

یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے پوچھا کہ بنیامین کا معنہ کیا ہے؟

جواب دیا —— مردہ کا بیٹا۔

کیونکہ جب ان کی ولادت باسعادت ہوئی تو وضع حمل کے وقت ان کی والدہ کی موت ہو گئی تھی جن کا نام راحیل تھا!،

پھر دونوں بھائی چالیس سال کے بچھڑے ہوئے گلے لگ کے دیر تک روتے رہے اور اس ''خون کا مقدس رشتہ'' اپنی پوری رعنائیوں اور رنگینیوں کے ساتھ دونوں کی پیشانیوں پر ستاروں کی طرح سے چمکنے لگا۔

کیونکہ وچوڑے کے اندھیرے چھٹ گئے تھے۔غم فراق کی تاریک راتیں ختم ہو گئی تھیں اور درد ہجر کا علاج ہو چکا تھا؟ اور محبت والفت کے گلشن کی پر کیف بہاروں سے دونوں بھائی لطف اندوز ہو رہے تھے۔

میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب لکھا ہے —— کہ

دلبر جانی وچھڑن جس دم کون رووے پھر تھوڑا

Marfat.com

سب روگاں دا روگ محمد جس دا نام وچھوڑا

برقعہ لاہ رخوں گل ملیا ڈٹھس بنیامینے

وچھڑیاں نوں ملے پیارے ٹھنڈ پئی وچہ سینے

حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت بنیامین سے فرمایا:

یَاحَبِیْبِی وَیَاقُرَّةَ عَیْنِیْ —— کہ اے میرے حبیب و میرے دوست اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک!

اَخْبِرْنِیْ عَنْ وَالِدِیْ —— کہ میرے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال بیان کر اور مجھے ان کی کوئی خبر دو!

حضرت بنیامین روئے کہ دامن آنسوؤں کے قطروں سے تر ہو گیا —— اور جواب دیا ——

قَدْ ذَهَبَتْ عَیْنَاهُ —— کہ ان کی آنکھوں کی بینائی تیرے فراق کے غم میں رو رو کر ضائع ہو چکی ہے!

اور تیرے پیار کی قسم جب سے تم جدا ہوئے ہو باپ نے ایک کمبل کے سوا اور کبھی کبھی نہیں پہنا! اور وہ ہر وقت غم خانہ میں پڑے رہتے ہیں اور ہر وقت ان کی زبان پر تمہارا ہی نام رہتا ہے اور اللہ کے نام کی یاد کے بعد تمہارے نام ہی کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور کمر میں خم آچکا ہے۔ قرآن پاک کے الفاظ یہ ہیں

وَابْیَضَّتْ عَیْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ —— اور روتے روتے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئی ہیں اور آنکھوں کی سیاہی جاتی رہی ہے اور ان کی نظر کمزور ہو چکی ہے۔

كَظِیْم —— غم کے برداشت کرنے والے اور ہمیشہ خاموش رہنے والے اور مصائب و آلام کو ضبط کرنے والے ہیں۔

تفسیر مظہری —— حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت

Marfat.com

یعقوب علیہ السلام کے سینہ میں یوسف علیہ السلام کی جدائی کا غم گھومتا رہتا تھا مگر زبان سے ہمیشہ کلمۂ خیر ہی کہتے تھے یہ ہجر کے سیاہ بادل ـــــ یہ فراق کے گھٹا ٹوپ اندھیرے اور یہ مصائب و آلام کے خوفناک طوفان حضرت یعقوب علیہ السلام پر اسّی برس تک چھائے رہے!

پھر یوسف علیہ السلام نے اپنی پیاری بہن زینب کے بارے میں پوچھا وہ کیسی ہے، اور کس حال میں ہے؟

جواب دیا ـــــ وَانها مَا لَبِسَتْ منذا ربعین سنته ـــــ کہ اے میرے پیارے بھائی۔ جب سے تو اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوا ہے اس دن سے تیری بہن زینب نے نئے کپڑے نہیں پہنے۔

وَهِیَ فِیْ بَیْتِ الحزان ـــــ اور ہر وقت وہ بیت الحزن میں غمگین و اداس بیٹھی رہتی ہے اور نماز کے بعد تیرے ملنے کی دعائیں کرتی رہتی ہ اور نماز والا مصلی سر پر اوڑھ کر بارگاہ رب العزت میں التجا کرتی رہتی ہے کہ اے میرے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی کا واسطہ! حضرت اسحاق علیہ السلام کے صبر و تحمل کا صدقہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں کی ٹھوکر سے مکہ مکرمہ کے پتھروں سے آب زمزم کے چشمہ کے پانی کے طفیل اور اس کی گردن پر چلنے والی چھری کے بدلہ ـــــ میرا ویر یوسف مجھے ملا دے ـــــ سید افتخار الحسن ـــــ

احسن القصص۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ وَاَنَّهَا تَقْعُدُ كُلَّ يَوْمٍ مَفْرِقِ الطَّرِيْقِ ـــــ اور وہ یعنی بہن زنیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر روز سر راہ آن بیٹھتی ہے اور ہر آنے جانے والے مسافر سے تیرا پتہ پوچھتی ہے!

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ بھی ضرور کہتی ہوگی کہ میرے ویر یوسف میں نے تجھے منع کیا تھا کہ بھائیوں کے ساتھ شکار کھیلنے نہ جا ـــــ مگر تو نے میرا دامن جھٹک دیا تھا۔ اور تو نے میری فریاد یہ کہہ کر ٹال دی کہ ـــــ

Marfat.com

بہن پریشان نہ ہو!

یہ میرے بھائی ہیں —— اور میں نے پھر آخری بات تم سے کہی تھی۔ کہ

بازاں نال جو اڈیاں کونجاں پھیر کدوں گھر آیاں
گرگاں نال جو چرن غزالاں اوہناں مار مکایاں

قارئین کرام —— ماہ کنعان کا مصنف صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ حضرت یوسف اور جناب بنیامین کی ملاقات کا وقت جوں جوں قریب آتا گیا توں توں دونوں بھائیوں کے خون کے مقدس رشتہ میں ایک لہر اٹھتی گئی اور دونوں کے دلوں کی دھڑکن تیز ہوتی گئی اور دونوں کی بے تابی بڑھتی گئی اور دونوں بھائی اس نیک ساعت کا شدت سے انتظار کرنے لگے جس کا دونوں کو چالیس سال سے انتظار تھا اور اس پر کیف ملاقات کی تفصیل جناب امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولوی غلام رسول نے اپنی کتاب احسن القصص میں کچھ اس درد بھرے انداز میں لکھی ہے کہ معمولی سا بھی درد دل رکھنے والا انسان بھی اسے پڑھ کر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اور یا پھر دونوں بچھڑے ہوئے بھائیوں کی ملاقات کی کیفیت وہی جان سکتا ہے جو کبھی اس وچھوڑے کی پر خار وادی سے گزرا ہو۔

پہلی ملاقات ہوئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے بازو میں سرخ یاقوت کا بنا ہوا ایک سنہری کنگن باندھ دیا جس کی قیمت خمسین الف دینار —— یعنی پچاس دینار تھی۔

جناب بنیامین مدت کے بعد اپنے بھائی یوسف کی خوشبو پا کر اور بازو میں سنہری کنگن باندھ کر بڑی خوشی اور مسرت سے جھومتا ہوا اپنے بھائیوں کے پاس گیا تو بھائیوں نے پوچھا اس سے پہلے تو تو غم والم کے اندھیرے میں ڈوبا ہوا رہتا تھا اور آج تیرے چہرہ پر خوشی و مسرت کی روشنی کیسے —— اور اس سے قبل تو تیرے لبوں پر تبسم کبھی نہیں آیا تھا اور آج تیرے ہونٹوں پر مسکراہٹ کیوں ہے۔

Marfat.com

قَالَ نَعَمْ —— فرمایا —— ہاں

شاید کہ میری زندگی کی تاریک راتوں میں چاند نمودار ہونے والا ہے ——

کیوں کہ:-

طَابَ قَلْبِیْ بِرَاکِبٍ عَلٰی نَاقَتِہٖ ——

کہ اس شتر سوار نے میرے دل میں خوشی کی ایک لہر پیدا کر دی ہے!

میں ساں وچہ اڈیک تساڈی کردا گریہ زاری

شتر سوار اک ملیا مینوں کر کر شفقت بھاری

وَکَلَّمَنِیْ بِالْعِبْرَانِیَتِہٖ ——

اور پھر اس شتر سوار نے میرے ساتھ عبرانی زبان میں گفتگو کی ہے اور یہ دیکھو اس نے میرے بازو پر ایک خوبصورت سنہری کنگن بھی باندھ دیا ہے۔

اور مجھے اس شتر سوار سے الفت کی بو بھی آ رہی تھی، کوئی بڑا ہی مشفق و شفیق اور نہایت ہی رحیم و کریم دکھائی دیتا تھا اور کسی اچھے خاندان اور کسی عظیم باپ کا لخت جگر معلوم ہوتا ہے۔

بھائی وہ قیمتی اور سنہری کنگن دیکھ کر حیران رہ گئے اور یہودا نے کہہ ہی دیا کہ

یَا اَخِیْ دَعْھُہ —— اس کنگن کو میرے ہی بازو میں رہنے دو کہ کہیں ایسا نہ ہو تو اسے گنوا دے۔

اور پھر شمعون نے کہا۔

اَرِنِیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ —— کہ مجھے بھی دکھاؤ۔

شمعون نے لے کر وہ کنگن اپنے بازو میں پہن لیا —— لیکن

غائب —— وہ کنگن شمعون کے بازو سے بھی غائب ہو گیا۔

جناب بنیامین نے فرمایا —— کہ وہ تو میرے ہاتھ میں آ گیا ہے۔

اور پھر سارے بھائیوں نے وہ کنگن باری باری اپنے ہاتھوں میں اٹھایا لیکن

Marfat.com

معجزانہ طور پر وہ کنگن ہر ایک سے غائب ہو جاتا تھا اور اس طرح بنیامین کے سوا کوئی بھی اس کنگن کو اپنے پاس نہ رکھ سکا۔

جناب امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں ایک عجیب اور دلچسپ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا عطا کیا ہوا کنگن بنیامین کے سوا کوئی بھی اس کنگن کو اپنے پاس نہ رکھ سکا۔

جناب امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں ایک عجیب اور دلچسپ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا عطا کیا ہوا کنگن بنیامین کے سوا حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی بھی جب اسے نہ لے سکا ——

تو —— کَیْفَ تَقْدِر الشیطَّانُ اَنْ یَسْلُبَ الْاَیْمَانَ مِنَ الْمُوْمِنِیْنَ وَھُوَ عَطِیَّۃُ اللّٰہ۔

پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایمان والوں کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایمان شیطان چھین لے۔ اور ایمان والوں سے ایمان سلب کرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے شاہی محل میں ایک ایسا خوبصورت کمرہ بھی بنوا رکھا تھا جسے اپنی غمناک زندگی کی پوری کہانی تصویروں کے ذریعہ مزین کر رکھا تھا۔ اور تصویریں دیواروں پر لٹکا دی ہوئی تھیں۔

مثلاً —— اپنے حاسد بھائیوں کے ساتھ جنگل میں جانا اور پھر ان کا ظلم وستم کرنا بدن مبارک پہ قمیص اتار کر ننگا کرنا۔ اندھیرے کنوئیں میں پھینکنا۔ شمعون کا چھری سے یوسف کو قتل کرنے کا فیصلہ —— یوسف کا آگے دوڑ کر دوسرے بھائی کا مارنا۔

بکری ذبح کر کے قمیص مبارک کو خون میں ڈبونا —— اور پھر فروخت کر دینا —— ایک ایک خاکہ —— ایک ایک حادثہ اور ایک ایک خوفناک پہلو تصویروں کی شکل میں دیکھنے والوں کو دعوت فکر دے رہا تھا۔ وَالْقَصَۃُ مَا کَانَتْ —— اور پورا قصہ جوان کے ساتھ گزرا تھا۔

فَصَوَّرَة" عَلَى الْحَائِطِ —— دیواروں پر تصویریں آویزاں تھیں۔

مصر کے شہنشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے حکم ہوا کہ کنعان کے شاہی مہمانوں کو اس تصویروں والے کمرہ میں کھانا کھلایا جائے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جو شاہی مہمان بن کر مصر کے شاہی دربار میں آئے ہوئے تھے اس تصویروں والے خوبصورت کمرہ میں چلے گئے۔ شاہی دسترخوان پر شاہی کھانے چنے ہوئے تھے۔

کھانے لگے —— تو

فَلَمَّا رَفَعَ رُوهِيْلُ رَاسَه' وَوَقَعَ بَصُرُه' عَلیٰ تِلْکَ الصُّوْرِ —— لیکن جب روبیل نے اپنا سر اٹھایا اور دیواروں پر نظر پڑی اور جب ان عبرت ناک تصویروں کو دیکھا تو ایک سرد آہ بھر اور کھانا کھانا چھوڑ دیا۔

دوسرے بھائیوں نے روبیل سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے —— کھانا چھوڑ بیٹھا ہے اور حیران و پریشان ہوکر خاموش ہوگیا ہے۔

تو یہودا نے کہا بھائیو! تم بھی دیواروں پر تصویریں دیکھو کہ جو کچھ ہم نے حسد کی وجہ سے اپنے بھائی یوسف کے ساتھ کیا تھا وہ سب کچھ ان دیواروں پر نقش ہے۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس اداس و پریشان کن منظر اور سوز و گداز سے بھرپور تصویروں کی تصویر کشی یوں کرتے ہیں —— کہ

کھاون خورش دلیلاں کردے خوشیاں وچہ دلیلے
دیواریں تصویراں لکھیاں نظر پیاں روہیلے
گم گیا حیرانی اندھر بھل گیا سو کھاناں
عمل کمائے نظری آئے خوف وِلے وچہ دھاناں

فَقَالَ یُوْسُفُ اَعْرِضُوْ الطَّعَامَ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ (امام غزالی)

فَاحْضَرُوْا۔

مولوی صاحب۔

ہو یا حکم طعام لیاؤ خادم طاس لیائے
کھاؤ خورش پیغمبر زاد یو یوسف حکم کرائے
صاحبزادیو کھانا کھاؤ یوسف نے فرمایا
کیوں اکھیں تھیں نیر وہائے یاد کہیو کی آیا

بھائیوں نے جواب دیا کہ ہم بھوکے تھے اور کھانے کی خواہش بھی تھی لیکن دیواروں پر یہ تصویریں دیکھ کر ہماری بھوک اڑ گئی ہے۔

اور ـــــ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ صرف بھوک ہی نہیں اڑی تھی بلکہ انہیں اپنی ظالمانہ کرتوتاں دیکھ کران کے ہوش وحواس کے طوطے بھی اڑ گئے تھے۔

درخواست گزاری کہ ہمیں کسی اور کمرہ میں لے جایا جائے۔ اس کمرہ میں ہم سے کھانا نہیں کھایا جائے گا۔

حکم ہوا مہمانوں کو دوسرے خانہ میں لے جایا جائے

دوسرے بھائی تو چلے گئے لیکن بنیامین اسی کمرہ میں بیٹھا رہا ـــــ کیوں کہ

بنیامین جاں یوسف سندی شکل ڈٹھی دیوارے
زخم پرانا اگڑ آیا چلے خون فوارے

اس لئے کہ چالیس سال کی جدائی کے گہرے زخم پر اب وصل کی مرہم رکھنے اور دونوں بھائیوں کی ملاقات کی پٹی اب اس زخم پر بندھنے کا وقت قریب آ رہا تھا۔ بنیامین بھی اپنے ماں باپ جائے یوسف بھائی کی تصویر دیکھ کر آنسو بہاتا ہوا اور لڑکھڑاتا ہوا دوسرے کھانے والے کمرہ میں چلا گیا دوسرے بھائی تو کھانے میں مشغول ہو گئے لیکن بنیامین حیرانی کے عالم میں سر جھکائے بیٹھا رہا۔

فَقَالَ لَهٗ يُوْسُفُ وَهُوَ بِجِنْسِهٖ لِمَ لَا تَاكُلُ

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا کہ اے کنعان کے مہمان تو کھانا

Marfat.com

کیوں نہیں کھاتا اور —— بنیامین حضرت یوسف کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جناب بنیامین نے جواب دیا کہ مجھے اسی دیوان خانہ میں واپس پہنچا دو تا کہ میں اپنے بھائی کی تصویر دیکھ کر اس کے غم فراق میں جی بھر کے رولوں تا کہ شاید میرے آنسوؤں کے قطروں کے باعث میرے یوسف بھائی کی یہ تصویر اصلی حقیقت کا لباس پہن لے! حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ دوسرے مہمان تو دو دو ہو کے کھانا کھا رہے ہیں تو اکیلا ہے۔

بنیامین نے جواب دیا۔

میرا وی اج ویر ہندا تے نال میرے بہہ کھاندا
بحر غماں دا بیڑا میرا تاں کیوں رڑ دا جاندا

پوچھا —— اے بنیامین تیرا مائی جایا کوئی بھائی ہے کہ نہیں

جواب دیا —— ہے مگر چالیس سال سے وہ کہیں غائب ہے اب اسی امید پر زندہ ہوں کہ شاید کہیں وہ مل جائے۔

فرمایا —— جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے؟

عرض کی اے مصر کے والی اگر مجھے پتہ ہوتا کہ وہ کہاں ہے تو رو رو کر اس کے فراق میں میرے آنکھوں کے چشمے خشک نہ ہو جاتے اور میرا تڑپنا ختم نہ ہو جاتا۔

میں تو اتنا ہی جانتا ہوں کہ

ایہناں بھائیاں جنگل کھڑایا موڑ پوچایا ناہیں
کھا گیا بگھیاڑ جنگل دا دتی خبرا سائیں

حضرت یوسف علیہ السلام بھی پردہ میں زار و قطار رو رہے تھے اور فرما رہے تھے میرا بھی ایک بھائی تھا جو کئی سال ہوئے مجھ سے بچھڑا ہوا ہے اس لئے اگر تو اپنے بچھڑے ہوئے بھائی کے فراق میں دن رات آہیں بھرتا رہتا ہے تو اس طرح میں بھی اپنے ماں جائے بھائی کی جدائی میں تڑپتا رہتا ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ تمہارا بھائی

Marfat.com

تجھے مل جائے اور تم دعا کرو کہ میرا بھائی مجھے مل جائے۔

دونوں کی دعائیں قبول ہو گئیں اور دونوں بھائیوں کے ملاپ کا وقت قریب آ گیا۔

جناب بنیامین تصویر خانہ میں واپس چلے گئے اور بھائی یوسف کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر یوں فریاد کرنے لگے —— کہ

''اے رب دہ جہاں وہ کون تھا جس نے میرے ویر یوسف کو دیکھ کر اس کی یہ تصویر بنائی ہے۔

کون کون نقاش تھا کہ جس نے میرے بھائی یوسف کا نقشہ تیار کیا ہے اور وہ کون عکاس تھا جس نے میرے بھائی یوسف کی پوری زندگی کی عکاسی کی ہے۔

اور اے بار الٰہ وہ کون مصور تھا جس نے اپنی قلم کے ذریعہ میرے بھائی کی تصویر میں حقیقت کا رنگ بھر دیا ہوا ہے۔

یا اللہ وہ کون تھا —— جو میرے بھائی کی زندگی سے واقف تھا اور اس نے کتنے پیار سے میرے بھائی کی تصویر بنا کر کنعان سے مصر کے اس شاہی مہمان خانہ میں لے آیا۔

ادھر بنیامین بھائی یوسف کی تصویر دیکھ کر فریاد کر رہا تھا —— تڑپ رہا تھا اور آنسو بہا رہا تھا —— اور اُدھر

جبرائیل سلام لیا یا یوسف نوں درگاہوں
تے پیغام دتا اے یوسف آیا حکم الاہوں

کہ اب چالیس سال کے سربستہ راز کو کھول دو اور چھپی ہوئی حقیقت سے پردہ اٹھا دو اور چہرہ سے نقاب اٹھا کر اپنے بھائی بنیامین کو بتا دو کہ میں ہی تمہارا بھائی یوسف ہوں۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ بنیامین تیری تصویر دیکھ کر اور تڑپ تڑپ کر مرجائے اعلیٰ

Marfat.com

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، کنز الایمان صفحہ ۳۵۱

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ بنیامین اکیلا رہ گیا ہے تو اسے اپنے دستر خوان پر اپنے ساتھ بٹھالیا اور فرمایا کہ تمہارے ہلاک شدہ بھائی کی جگہ اگر میں تمہارا بھائی بن جاؤں تو کیا تم پسند کرو گے،

بنیامین نے جواب دیا کہ آپ جیسا بھائی مل جانا میرے لئے بڑی سعادت ہے لیکن افسوس کہ آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لختِ جگر اور حضرت راحیل کے نور نظر نہیں ہو۔

اپنے بچھڑے ہوئے بھائی بنیامین کا یہ جواب سن کر حضرت یوسف علیہ السلام رو پڑے اور بھائی کو گلے لگالیا، مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی فرمایا —— کہ

جے توں بڑیاں درداں والا میں کد درددوں خالی
وگدے زخم وچھوڑے والے سال گئے ہو چالی
جے تیں یوسف ویر وچھناں میں بھی ویر وچھناں
برقعے دے وچہ نالے یوسف آہیں بھر بھر رناں

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ آخر کار یوسف و بنیامین کی ملاقات کی نیک ساعت آ ہی پہنچی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقاب کشائی کا حکم آ ہی گیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر ظاہر ہونے کا وقت آن ہی پہنچا۔

رب العالمین کا حکم سن کر اپنے بیٹے جناب افرائیم کو حکم دیا کہ تصویروں والے مہمان خانہ میں فوراً جاؤ اور اپنے چاچے بنیامین کو اپنی صورت دکھلا کر اس کے اس زخم پر مرہم رکھو جو آج سے چالیس سال پہلے میرے ہجر و فراق کا اس کے سینہ میں لگا ہوا ہے۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے افرائیم کی جگہ منشا کا نام لکھا ہے۔

Marfat.com

فرمایا بیٹا جاؤ۔

فَقَالَ اِجْلِسْ عِنْدَ عَمِّکَ —— کہ اپنے چاچے کے سامنے جا کر بیٹھ جاؤ

——

اور اگر وہ کوئی تم سے سوال کرے تو عبرانی زبان میں جواب دینا۔

فَاَجَابَہ' بالعِبْرانته وَانْ قَالَ لَکَ مَنْ اَنْتَ فَقُلْ اَنَا اَبْنُ یُوْسُفَ ——

اور اگر وہ تم سے پوچھے کہ تم کون ہو تو کہنا میں یوسف کا بیٹا ہوں۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دل کش ملاقات کا ذکر یوں کرتے ہیں

کہ ——

منشا حاضر سی اوس ویلے یوسف نے فرمایا
زریں خانے جا فرزندا حکم الٰہی آیا
وچہ بولی عبرانی اس نوں میرا پتہ بتائیں
اوہ تڑفدا دیر نہ لائیں جا دیدار کرائیں
ہویا حکم گیا جب منشا ڈٹھا چاچے تائیں
بے ہوشی وچہ پیا تڑفدا چل جان اڈائیں

بنیامین کو ہوش آیا تو۔

منشا دے ول بنیامینے نظر پئی اک واری
جاں یوسف دی صورت ڈٹھی وگی ودھ کٹاری

امام غزالی —— وَکَانَ اِبْنُ یَامِیْنَ تَارَۃً یَنْظُرُ اِلیٰ اَفْرَاثِیْم وَتَارَۃً یَنْظُرُ اِلیٰ الصُّوْرَۃِ فَلَمْ یَفْرِقْ بَیْنَھُمَا ——

کہ جناب بنیامین کبھی افراثیم کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی یوسف علیہ السلام کی صورت کی طرف دیکھتے تھے اور دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں تھا۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

اک واری ول منشا دیکھے اک واری ول مورت
فرق ذرا معلوم نہ ہووے سب یوسف دی صورت

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

فَقَالَ اِبْنُ یَامِیْنُ مَنْ اَنْتَ ——

بنیامین نے پوچھا تو کون ہے؟

مولوی غلامی رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

دنگ رہیا فرماوے لڑکیا دسیں برخوردارا
کون ایہی تو کس دا بیٹا جگر کدے دا پیارا

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

قَالَ اَنَا اِبْنُ یُوْسُفُ الصِّدِیْقُ ——

منشا نے جواب دیا کہ میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

یوسف دا میں بیٹا حضرت منشا آکھ سناوے
بنیامین پیا سن دھرتی رو رو کے فرماوے

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

اُھُھنَا اِنْسَانٌ اِسْمُهٗ یُوْسُفُ صِدِّیْقُ —— کہ یہاں کوئی ایسا انسان نہیں کہ جس کا نام یوسف صدیق ہے۔

قَالَ نَعَمْ نَبِیُّ اللّٰہِ وَ صِدِّیْقُهٗ

کہا —— ہاں —— ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نبی بھی ہے اور اس کا صدیق بھی۔

جناب بنیامین یہ نام یوسف صدیق کا سن کر بہت ہی روئے

منشا یا افرائیم نے پوچھا

لِمَ تَبْکِیْ ھه ——

Marfat.com

اے کنعان کے شاہی مہمان آپ روتے کیوں ہیں؟

بنیامین نے جواب دیا ——

قَالَ اِنَّه' لِیْ اَخ'' اِسْمُه' یُوْسُفُ الصِّدِیْقُ

کہ میرا بھی ایک بھائی تھا جس کا نام یوسف صدیق تھا۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

میرا وی اک پیارا بھائی آہا یوسف ناموں
باپ تیرا وی یوسف ناموں میں قربان کلاموں
ہے یوسف صدیق میرا پیو منشا فیر سناوے
بنیامین ودھیرا رووے زار کرے فرماوے
ہے صدیق تیرا پیو لڑکے نسبت خوب رلائی
سی یوسف صدیق پیارا میرا وی او بھائی

پھر چاچے بنیامین کی آہ وفغاں سن کر منشا کا دل بھی تڑپ اٹھا اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور پھر انتہائی محبت سے پکار اٹھا۔

لَاتَبْکِ اَنَا اِبْنُه' هُوَ اَخُوْکَ —— (امام غزالی)

کہ اے چاچا جان آپ روئیں نہ میں اسی یوسف صدیق کا بیٹا ہوں جو آپ کا بھائی تھا۔

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

منشا کہندا نہ رو چاچا زندہ تیرا بھائی
توں جس دیوچہ غم دے رو ویں میرا باپ اوہائی

بس پھر کیا تھا —— جناب بنیامین نے منشا کو سینے سے لگالیا —— محبت سے پیشانی کو بوسہ دیا —— اور فرمایا ——

برخوردار —— چونکہ تو نے میرے بھائی یوسف کی چالیس سال کے بعد خبر دی

Marfat.com

ہے کہ وہ زندہ ہے اور مصر کا شہنشاہ ہے اس لئے میرا دل چاہتا ہے کہ تیرے قدم چوں لوں —— اور پھر بلند آواز سے پکارا —— یَا قُرَّۃَ عَیۡنِی —— کہ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک جلدی بتاؤ میرا بھائی کہاں ہے۔

منشا نے جواب دیا —— وہی تھا جس نے آپ کو دروازہ سے اپنے ساتھ شتر پر بٹھا کر اور آپ کے بازو میں سنہری کنگن باندھا تھا۔

اور وہی تھا آپ کا بھائی یوسف جس نے آپ کو اپنے ساتھ بٹھلا کر کھانا کھلایا تھا —— اور وہی تھا آپ کا ماں جایا بھائی جس نے آپ سے کہا تھا کہ ——

میرا بھی ایک بھائی چالیس سال سے بچھڑا ہوا ہے۔

بنیامین —— تو پھر اس نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ میں ہی تیرا بھائی ہوں۔ یوسف —— منشا —— اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہیں تھی۔

اور پھر منشا اپنے چاچا کو ساتھ لے کر شاہی محل کے اس مہمان خانہ میں لے گیا جہاں حضرت یوسف علیہ السلام رونق اور جلوہ افروز تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

فَقَامَ یُوۡسُفُ وَرَفَعَ الۡبَرۡقَعَہ عَنۡ وَجۡهِهٖ ——

حضرت یوسف علیہ السلام بھی اس خلوص خلوت خانہ میں آ گئے اور اپنے رخ انور سے برقعہ اتار کر بھائی بنیامین کا انتظار کرنے لگے۔

بنیامین بھی اس خلوت خانہ آ گئے تو بنیامین کو گلے لگا کر بلند آواز سے پکار اٹھے، یَا قُرَّۃُ عَیۡنِی —— یَا اِبۡنُ یَامِیۡنَ اَنَا اَخُوۡکَ یُوۡسُفُ ——

اے بنیامین —— اے میرے بھائی اور اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک میں ہی تیرا بھائی یوسف ہوں!

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

برقعہ لاہ رخوں گل ملیا ڈھٹی بنیامینے
وچھڑیاں نوں ملے پیارے ٹھنڈ پئی وچہ سینے

Marfat.com

القرآن الحکیم ——

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىْٓ اَنَا اَخُوْكَ

اور جب وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کے پاس گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے جناب بنیامین کو علیحدہ خلوت خانہ میں جگہ دی اور اپنے پاس بڑے ہی پیار سے انتہائی محبت سے اور نہایت ہی شفقت سے بٹھلا کر اور اپنے چہرہ مبارک سے برقعہ اتار کر فرمایا —— کہ —— میں ہی تیرا بھائی یوسف ہوں۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ:

میاں محمد بخش مرحوم نے سچ کہا ہے کہ:

باغ بہاراں تے گلزاراں بن یاراں کس کاری
یار ملن دکھ کٹے جاون شکر کراں لکھ واری

حضرات گرامی! پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کیلئے کیا کچھ نہیں کیا اور کون سا حیلہ ہے جسے بروئے کار نہ لایا گیا ہو اور کون سی ایسی تدبیر ہے جس پر عمل نہ کیا گیا ہو سب سے بڑی بات یہ کہ پانی پینے والا خاص پیالہ بنیامین کی چھٹ میں رکھ دیا گیا —— اور الزام بھائیوں پر لگایا۔ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ —— کہ اے مصر کے شاہی لنگر سے طعام وروزی لے کر جانے والو شتر سوارو تم تو چور ہو!

سوال! —— کہ بھائی چور نہیں تھے اور نہ انہوں نے کوئی چوری کی پھر منادی کرنے والے نے انہیں چور کیوں کہا؟

جواب —— كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ —— کہ یہ تدبیر ہم نے یوسف علیہ السلام کو بتائی تھی اور ہمارا بھی ارادہ تھا کہ بنیامین یوسف علیہ السلام کے پاس ہی رہے!

ثابت ہوا کہ خون کے عظیم رشتہ کو خود اللہ تعالیٰ خوبصورت رنگ میں پیش کر کے اپنے مسلمان بندوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ تم آپس میں بھائی بھائی ہو اور خون کے

Marfat.com

لازوال رشتہ کے علاوہ اسلام کے مقدس رشتہ سے بھی منسلک ہو —— دین کی مقدس رسی میں بھی پروئے ہوئے ہو اور سچے موتیوں اور ہیروں کی تسبیح کے دانوں کی طرح سے آپس میں میں جڑے ہوئے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا خون سرد ہو جائے اور تمہاری آپس کی نفرت وعداوت کے باعث تمہارا لہو سفید ہو جائے اور تم دنیا میں ذلیل وخوار ہوتے پھرو۔

دیکھو —— حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت بنیامین کا باپ ایک ہونے کی برکت سے دونوں کا خونی رشتہ قائم ودائم رکھنے کیلئے ہم نے خود یوسف علیہ السلام کو یہ تدبیر بتلائی کہ اپنا شاہی جام یعنی پانی پینے والا پیالہ بھائی بنیامین کے تھیلے میں رکھ دو!

اب قرآن مجید کے اس ارشاد اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی اس تدبیر اور حکمت عملی کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام پر کوئی الزام اور کوئی اعتراض نہیں آتا!

اور حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے یہ اعلان نہیں تھا کہ —— اے قافلہ والو تم چور ہو!

بلکہ کسی منادی کرنے والے نے اپنی طرف سے ایسا اعلان کر دیا تھا —— اسی لئے قرآن پاک کے اعلان کی نسبت یوسف علیہ السلام کی طرف نہیں کی۔

جواب ۲: تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۵۰۔ امام فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر نسفی جلد ۲ صفحہ ۱۷۸۔ الامام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

—— ان المراد انکم لسارقون یوسف من ابیہ —— کہ اس اعلان سے مراد یہ تھی کہ تم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام سے چوری کر لیا تھا۔ اور پھر اسے ظاہر ہی نہیں کیا گیا اور باپ کو بتایا ہی نہیں گیا کہ یوسف کہاں ہے۔

حضرات گرامی! یہ خون کا عظیم رشتہ ہی کی کرشمہ سازیاں تھیں کہ جو میدان کربلا میں رنگ بدل بدل کر خاک کربلا کو سیراب کر رہی ہے اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم

Marfat.com

کے پاک خاندان کے پاک لہو ہی کی دلفریبیاں تھیں کہ جو کربلا کے تپتے ہوئے ریگستان کے ذروں کو رنگین کر رہی تھیں!

اور پھر یہ خون کے رشتے کا ہی اعجاز تھا کہ امام حسین علیہ السلام کی ہمشیرہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھائی کے ساتھ مدینہ منور کی مقدس گلیوں اور نانے پاکؐ کے روضۂ اقدس کی پر کیف فضاؤں کو چھوڑ کر کربلا کے تپتے ہوئے صحرا تک ساتھ گئیں اور پھر خانوادۂ نبوت کی شہادت کے بعد اور حق و باطل کے اس خونیں معرکے سے سرخرو ہو کر رات کی تاریکی میں ایک جلی ہوئی قنات سر پر اوڑھ کر لاشوں کا پہرہ دیتی رہی اور پھر شام کے قید خانہ اور یزید کے دربار تک اپنے "خون کے رشتہ" کی رنگت کو مٹنے نہیں دیا — کسی دردمند شاعر نے خوب کہا ہے — کہ

تڑپی تو ہو گی قبر میں بیٹی رسولؐ کی
زینب نے جب وراثت کربل وصول کی

اور یہ خونی رشتہ ہی کا کمال تھا کہ شہادت کے خون کی سرخی جب غازہ بن کر اکبر جوان کی پیشانی پر، عون و محمد کی جبینوں پر اور قاسم کے ماتھے پر چمکی تو جنت کی حوریں پکار اٹھیں اور فردوس اعلیٰ کے فرشتے جھوم جھوم کر دہائی دینے لگے۔ کہ

حسینؓ محافظ قرآن اور مصطفیٰؐ کی امنگ حسینؓ
نبیؐ کے دین کو خوں سے دیا ہے رنگ حسینؓ

اور مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے بھی اپنا نذرانہ عقیدت یوں پیش کیا ہے —
کہ

اے کربلا کی خاک تو اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشۂ بتولؓ

اور —

مظلوم کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی

Marfat.com

اور ——

رنگین کر گیا تجھے خون رگ رسولؐ

برادران اسلام —— آؤ ہم بھی اس خون کے عظیم رشتہ کے ہیروں کی تسبیح کے دانوں کو جدا جدا نہ ہونے دیں اور اس رشتہ کی زنجیر کو ٹوٹنے نہ دیں اور آپس میں اتفاق و اتحاد کی فضا اور محبت والفت کی فضا پیدا کریں تا کہ اقبال مرحوم کے اس شعر کا مصداق بن کر ہم ہر طاغوتی طاقت اور کفر کی ہر باطل قوت پر فتح و کامرانی حاصل کر کے اس خطۂ ارضی پر ہم مسلمان بھائی بھائی ہونے کے رشتہ کے باعث عزت و وقار سے زندگی بسر کر سکیں اور کوئی سندھی، بلوچی، پٹھان ہونے کا نعرہ نہ لگائے اور کہیں سے بھی چار قومیتوں اور صوبائی تعصب کی آواز نہ اٹھے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

قارئین محترم! —— قرآن مجید اس حقیقت کا گواہ ہے اور اس نے کھل کر اسے بیان کر دیا ہے کہ چالیس سال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اولاد شام کے شہر کنعان سے مصر بھیجی اور پھر باپ کو بیٹا مل گیا اور بھائیوں کو بھائی اور بنیامین کو دل کا چین وقرار یعنی یوسف علیہ السلام اور بہن زینب کو بھی پیارا ویر!

مگر —— سید افتخار الحسن کو اب شہزادہ سید انوار الحسن کہاں سے ملے گا —— وہ تو اب باپ کے دامن اور ماں کی گود کو چھوڑ کر قبر کی آغوش میں آرام کر رہا ہے اور ہمارے لئے اپنی بھرپور جوانی اور اپنے حسن وشباب کا تصور باقی چھوڑ گیا ہے!

بہنیں ہر جمعرات کو اس کی قبر پر جاتی ہیں کہ شاید ہمارا لاڈا ویر ہمیں قبر سے آواز دے!

سید فضل شاہ صاحب اور سید امداد حسین شاہ شہزادہ مرحوم کی تربت پر اس خیال سے جاتے ہیں کہ محلہ کی عورتیں شہزادہ کو پیار سے اس کی بھرپور اور خوبصورت جوانی اور

Marfat.com

اس کے حسن و شباب کو دیکھ کر ''چاند'' کہا کرتی تھیں شاید تربت کی تاریکیوں میں سے ہمارا وہ چاند نکل آئے!

اور سید ابرار الحسن اور سید محمد اویس اپنے بھائی شہزادہ کی دلکش تصویر کو دیکھ کر خود تصویر حیرت بن جاتے ہیں مگر تصویر بولتی نہیں۔ اور شہزادہ مغفور کی ماں اگرچہ حقیقی ماں نہیں ہے مگر پھر بھی اس نے حقیقی ماں سے بڑھ کر اسے پیار دیا اور شفقت کی فضا قائم رکھی اور اسی وجہ سے شہزادہ بھی اس سے انتہائی حسن اخلاق اور مروّت سے پیش آتا تھا اور آج بھی جب کوئی اس کے سامنے شہزادہ کا نام لیتا ہے تو شہزادہ کی موت کا زخم سینہ میں تازہ ہو جاتا ہے اور بے ساختہ ایک درد بھری آہ نکل جاتی ہے!

باقی رہا باپ! —— یعنی سید افتخار الحسن —— تو وہ تو ہر وقت یہ فریاد کرتا رہتا ہے —— کہ

پتر مرن نہ بڈھیاں ماپیاں دے پتر جگ دے وچہ نشان یارو
پتر دیہن پانی مویاں ماپیاں نوں پتر ہووندے نیں نین پران یارو

اور ——

لکھاں خوشیاں کردے ماں پیو جدوں چڑھدے پتر جوانی
تے جاں اوہ جا قبراں وچہ سوندے فِر پٹھ اونہاں زندگانی

اور جب بھی کسی بوڑھے ماں اور باپ کے جوان پتر کی موت کی خبر سنتا ہوں تو جذبات سے مرعوب ہو کر کہہ اٹھتا ہوں ——

کہ —— اگر خدا کا بھی کوئی بیٹا ہوتا تو موت بنا تا ہی نہ!

اور —— یاد رہے کہ سید فضل شاہ صاحب نے حال میں ''شہزادہ مرحوم'' کی ایک رنگین اور خوبصورت تصویر عمر فوٹو گرافر طارق آباد سے بنوائی ہے جو ہمارے لئے زندگی کا قیمتی سرمایہ اور پورے خاندان کے لئے ایک عظیم یادگار کی حیثیت رکھتی ہے!

شاہ صاحب! چونکہ ایک درد دل اور خیر خواہی کا جذبہ رکھنے کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

ہمارے ہر غم میں اور ہماری ہر خوشی میں پورے خلوص کے ساتھ شریک ہونے والے ایک صاحب ذوق انسان ہیں جو ہر وقت ہر کسی کے کام آنے کے لئے تیار رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پورا شہر انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے!

شہزادہ مرحوم کے نام کا وظیفہ پڑھنے کے باعث اور الفت کے گلشن کے پھولوں کے ہار جب شہزادہ کی قبر پر ڈالتے ہیں تو ساتھ ہی سید فضل شاہ صاحب کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں جیسے ان کے اپنے لخت جگر کی آخری آرام گاہ ہو!

حضرات گرامی! دنیا میں ماں باپ کے لئے اولاد نرینہ ایک ایسی دولت ہے اور بہن بھائیوں کیلئے خوشی و مسرت کا ایک ایسا سرمایہ ہوتا ہے کہ انسان چاہے کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو، کتنا ہی سرمایہ دار کیوں نہ ہو اور لعل و جواہرات کے خزانوں کا مالک ہی کیوں نہ ہو اور دو چار ملوں کا سربراہ ہی کیوں نہ ہو اور چاہے وہ خوبصورت بنگلوں اور رنگین کوٹھیوں میں کیوں نہ رہتا ہو لیکن اگر اس کے بنگلہ میں کسی بیٹے کی رونق نہیں ہے تو وہ بنگلہ نہیں جنگلہ ہے!

اور اگر کسی ماں کی گود پتر کی دولت سے محروم ہے تو وہ گود نہیں ایک ویرانہ ہے ——— ہر نماز کے بعد دعائیں، التجائیں اور درخواستیں۔

ایک فرزند کے لئے، ایک بیٹے کے لئے اور ایک پورے خاندان کی رونق کے لئے ——— ہر رات وظیفہ، ہر صبح تسبیح کا شمار اور ہر لحظہ آہ و فریاد ——— کس لئے!

ایک نور نظر کے لئے ——— ایک تسکین قلب و جگر کے لئے اور ایک نیک صالح فرزند کے لئے!

اور یہ دعائیں ——— یہ التجائیں اور یہ درخواستیں صرف عام لوگوں تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ مقتدر انبیاء علیہم السلام بھی اس میدان سے گزرے ہیں قرآن حکیم نے پوری وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہونے کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے خلیل بھی تھے اور جد الانبیاء بھی مگر اولاد نرینہ کے لئے یعنی بیٹے کی رونق سے ان حجرۂ مبارک خالی تھا۔

اور عمر شریف آپ کی اس قابل نہ تھی کہ بچے پیدا کر سکے اور نہ ہی آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی —— مگر ایک دن بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔ التجا کی اور درخواست کی۔

پارہ ۲۳۔ سورۃ والصفات آیت ۱۰۰ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ! —— کہ اے میرے رب۔ اے میرے پروردگار اے اور اے میرے خالق و رازق میری دعا قبول فرما اور میری التجا کو اپنی بارگاہ میں باریابی عطا کرتے ہوئے مجھے ایک نیک اور صالح فرزند عطا کر۔ بے ادب و گستاخ نہیں، فرمانبردار، اطاعت گزار! اللہ کے خلیل کی دعا قبول ہوئی اور ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری سنا دی گئی!

مگر جب آپ کی زوجہ محترمہ کو اس کی اطلاع دی گئی تو وہ پکار اٹھیں کہ میں بھی بوڑھی ہوں اور خاوند یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بوڑھے ہیں تو پھر بچہ کیسے جنوں گی۔ اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود حلیم تھے اس لئے انہیں حلیم اور بردبار بیٹے کی خوشخبری دی گئی۔

مثلاً —— پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۵

اِنَّ اِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ" اَوَّاهٌ" مُنِيبٌ" —— کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام بڑے ہی تحمل والے، بردبار اور نرم دل اور اللہ کی طرف رجوع رکھنے والے تھے —— تو خداوند تعالیٰ نے بیٹا بھی —— حلم والا، بردبار اور تحمل مزاج یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام عطا فرمایا۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لئے دعا کی تھی۔ رب هب لی حکما والحقنی بالصالحین —— کہ اے میرے رب کریم مجھے حکم عطا کر اور مجھے صالحین لوگوں کے ساتھ وابستہ رکھ

Marfat.com

تو بیٹے کے لئے بھی رب ھب لی من الصالحین عرض کی، اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام ایک ہی کے بجائے دو بیٹے عطا فرما دیئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا قبول ہونے اور دو فرزند عطا ہونے پر اللہ کریم کا ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا!

پارہ ۱۳۔ سورۃ ابراہیم۔ آیت ۳۹

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَاعِیْلَ وِاِسْحَاقَ ط ——

کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے!

حضرات محترم —— یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف تقریباً نوے سال کی تھی۔

تفسیر مظہری —— اور ایک سو بارہ سال کی عمر میں حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کا اسم گرامی۔ تارخ تھا۔ آذر نہیں تھا۔ آذر نہیں تھا

تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۷۰، تفسیر نسفی، تفسیر مظہری، تفسیر خازن وغیرہ

محترم حضرات —— غور فرماؤ کہ انسان کے لئے اولاد نرینہ یعنی بیٹا —— فرزند اور پتر کتنی بڑی دولت —— کتنا بڑا خزانہ اور کتنی بڑی مسرت کا باعث ہوتا ہے کہ اپنے نام ونشان کو زندہ رکھنے کے لئے اور اپنی نبوت کے کمالات کو برقرار رکھنے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ایک فرزند ارجمند کیلئے نوے سال کی عمر میں دعا کرنی پڑی۔

اور پھر کیسی لطیف اور کیسی دلفریب حقیقت ہے کہ اللہ کی طرف سے جب اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہوا تو بذریعہ جبریل علیہ السلام حکم نہیں دیا گیا ——

کہ اے جبریل علیہ السلام جاؤ ابراہیم علیہ السلام سے کہو کہ اپنے پیارے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کرو —— نہیں —— کیوں؟

Marfat.com

اس لئے —— کہ جس جبریل نے ابراہیم کو اسماعیل کے پیدا ہونے کی بشارت دی تھی وہی جبریل اب اسی اسمٰعیل کو قربان کرنے کیلئے کیسے کہتا! فطرت الٰہیہ نے براہ راست ایسا کرنا قبول نہ کیا!

بلکہ —— حکم خواب کے ذریعہ دیا گیا —— اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَذْبَحُکَ —— کہ اے میرے لخت جگر بیٹا اسمٰعیل میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے اپنے ہاتھوں سے ذبح کر رہا ہوں!

حفیظ جالندھری نے خوب کہا ہے —— کہ

کہا بیٹا کہ میں نے آج شب اک خواب دیکھا ہے
کتاب زندگی کا اک نرالا باب دیکھا ہے

باپ کا ارشاد سن کر فرمانبردار بیٹا، اطاعت گزار نور نظر، متحمل مزاج لخت جگر اور سعادت مند و صالحین کی زندہ تفسیر فرزند اسماعیل فوراً تعمیل حکم کیلئے تیار ہو گیا —— اور نہ ہی براہ راست خود حکم فرمایا کہ اسمٰعیل کو قربان کرو۔

دوسری بات کہ دنیا والوں کو یہ بھی بتانا مقصود تھا کہ نبی کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے حوالہ ہی سے دوسرا ایمان افروز واقعہ کچھ یوں ہے کہ ——

حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے کفیل بنے جب کہ وہ بیت المقدس کے حجرہ میں ماں کا دودھ پیے بغیر صرف اللہ کریم کی طرف سے بے موسمے اور بے بہارے میوے کھانے پر پرورش پا رہی تھیں! اور حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی مریم پاک کے پاس جاتے تو ہر روز نیا پھل مگر بے موسم کا اور ہر دن نیا میوہ مگر بے بہارا ——

تو پوچھا —— اے مریم یہ بے بہارے میوے اور بے موسمے پھل تجھے کہاں سے ملتے بی بی مریم علیہا السلام نے جواب دیا۔

Marfat.com

قالت ھو من عند اللہ —— پارہ ۳ سورۃ آل عمران —— کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ کیونکہ خالق و مالک اور رازق ہے۔

حضرت مریم کا یہ جواب سن کر حضرت زکریا علیہ السلام کو خیال آیا کہ وہ خدا جو مریم کو بے بہارے پھل اور بے موسمے میوے دے سکتا ہے وہ مجھے بھی اپنی قدرت کاملہ سے بے بہارا اور بے موسما بیٹا عطا کر سکتا ہے۔

کنزالایمان —— اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر شریف اس وقت 98 سال تھی اور بیوی کی عمر پاک ایک سو بیس سال کی تھی —— دونوں پر بڑھاپے کا عالم تھا اور دونوں اس قابل نہ تھے کہ بچہ پیدا کر سکیں —— مگر پھر بھی دیکھنا چاہتے تھے کہ اللہ کریم ہمیں جوان کر کے بیٹا دیتا ہے یا اسی عمر میں دونوں صورتوں میں خدا کی قدرت کا اظہار ہوگا۔ تو —— ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ —— پھر اسی جگہ پر حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی اور اپنے رب کو پکارا!

رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً —— کہ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاک وصاف اور ستھری اولاد عطا کر!

اور تو ہی دعا قبول کرنے والا ہے!

یہ دعا —— یہ التجا اور اس درخواست کے بعد حضرت ذکریا علیہ السلام نے نماز نیت لی تو نماز کی حالت میں ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی۔

دیکھو! حضرات اللہ کریم، اپنے نبیوں کی دعائیں کس حسین اور انوکھے انداز میں قبول کرتا ہے!

کہ ادھر دعا کی اور ادھر بیٹے کی بشارت اور پھر بیٹے کا نام بھی خود ہی رکھ دیا —— وہ بیٹا اللہ کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا۔ سردار ہوگا۔ اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا۔ اور صالحین میں سے ہوگا۔

Marfat.com

یہ بشارت اور خوشخبری بڑھاپے کے عالم میں سن کر حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کی —— یا اللہ مجھے لڑکا کیسے عطا ہوگا جب کہ میں بڑھاپے میں ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ وامراتی عاقر!

یعنی ہم دونوں عمر کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جہاں سے اب اولاد پیدا ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔

جواب آیا!۔ ہمارے لئے ایسا کرنا آسان ہے۔

گرامی قدر! —— حضرات دیکھا آپ نے کہ اولاد نرینہ کی طلب انبیاء علیہم السلام کو بھی رہتی ہے تاکہ گھر کی رونق اور رسالت کے اوصاف وکمالات کا وارث تو کوئی ہو۔ مجھے سید افتخار الحسن کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہزاروں دعاوں کے بعد شہزادہ سید انوار الحسن مرحوم عطا کر کے مجھ پر بڑا احسان کیا تھا۔ مگر پھر اچانک موت کے پنجہ نے اسے جکڑ لیا۔ اور وہ آج قبر کی آغوش میں آرام فرما ہے!

اور پھر یہ دونوں برگزیدہ اور مقتدر انبیاء یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ذکریا علیہ السلام بھی تو بڑھاپے میں بیٹوں کی آرزو رکھتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں اس لئے دعا کرتے ہیں کہ تاکہ ہماری پاکیزہ نسل میں خون کا رشتہ جاری وساری رہے۔

اور قرآن مجید نے خون کے ایک اور مقدس رشتہ کو بہت پیارے اور دردناک انداز میں بیان فرمایا ہے۔

ایمان والو —— ذرا غور سے سنو اور آپس کی نفرت وعداوت کی دیواریں محبت و الفت کے تیشہ سے توڑ کر سنو اور ایک دوسرے مسلمان بھائی کے خلاف تعصب وکینہ اور حسد وبغض کے شعلوں کو انسانیت واخلاق کے پانی سے بجھا کر دیکھو! کہ تمہارا خون کا رشتہ اس معیار پر پورا اترتا ہے۔ اور کیا ہم اس قابل ہیں کہ اپنے خون کے رشتہ کے غازہ کو اپنی اپنی پیشانیوں پر صبح کے ستارے کی طرح روشن کر کے اہل کفر اور اہل باطل کی قوت اور طاقت کو کہہ سکیں کہ ہم ایک ہیں اور ہمارے اس اتحاد کے اسلحہ کے مقابلہ

Marfat.com

ایں تمہارے بمبار طیارے —— تمہارے پہاڑوں جیسے ٹینک اور تمہاری آگ برسانے والی توپیں بھی میدان جنگ میں ناکارہ ثابت ہونگی —— فرعون —— نے اعلان کر دیا کہ

اے مصر والو! —— میں تمہارا رب ہوں غربت وافلاس کی چکی میں پسنے والے عوام نے فرعون کے لعل وجواہرات کے خزانے، سونے چاندی سے مرصع تاج اور سچے موتیوں سے جڑے ہوئے سنہری تخت کو دیکھ کر اسے رب تسلیم کر لیا۔ اور پھر اس کے ظلم و ستم کو دیکھ کر اس کی پرستش بھی شروع کر دی۔

جیسے آج بھی اسلامی جمہوریہء پاکستان کے غریب محتاج لوگ اور گھاس پھوس کی جھونپڑیوں میں بے کسی و بے بسی کی زندگی بسر کرنے والے عوام دولت مندوں کی کوٹھیاں —— سرمایہ داروں کے بنگلے اور امیروں کے پلازے دیکھ کر ان کی پوجا کر کے اپنی غیرت کا جنازہ خود ہی پڑھ لیتے ہیں۔

نجومیوں نے فرعون کو بتلایا کہ اس سال مصر میں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ جس کی نبوت کی خدائی طاقت کے مقابلے میں تیری شاہی قوت مٹ جائے گی۔ اور پھر اسی طرح نہ تیری حکومت رہے گی اور نہ ہی تیری خدائی۔

فرعون —— کڑک کر بولا!

میں رب ہوں!

بچہ پیدا ہی نہ ہونے دوں گا!

قدرت مسکرائی ——

اور پھر مقابلہ شروع ہوا —— جھوٹے رب اور سچے رب کا!

جھوٹے نے کہا۔

میں بچہ پیدا ہی نہ ہونے دوں گا۔

سچے —— رب نے فرمایا۔

Marfat.com

میں اس بچے کو تیری جھولی میں پالوں گا!

اور ــــ پھر فرعون نے دوسرا اعلان جاری کر دیا ــــ کہ ــــ مصر کے کسی گھر میں اگر کوئی لڑکا پیدا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اسے زندہ رہنے دیا جائے! اور اس طرح ہزاروں بچے ذبح کر دیے گئے فرعون کے اس ظالمانہ اعلان سے مصر کے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مگر ــــ خاموش رہے ــــ غصہ کو پی گئے اور غم کے اندھیروں میں ڈوب گئے۔

مگر ــــ اس ظلم کے خلاف کوئی تحریک بھی نہ چلا سکے۔

کیونکہ ــــ اسے رب تسلیم کر چکے تھے!

نجومیوں نے پھر بتایا کہ ــــ

مصر کے فلاں محلّہ میں اور اس نمبر کے مکان میں وہ بچہ پیدا ہو چکا ہے ــــ

تو فرعون نے۔ سی، آئی، ڈی کا ایک درندہ صفت ٹولہ اور پولیس کا ایک وحشی دستہ اس بچہ کی تلاش میں روانہ کر دیا۔

پولیس کا وہ چھاپہ مار دستہ جو رشوت کے ذریعہ سؤر کا گوشت اور خنزیر کا لہو پیتے ہیں شہر کے محلّہ محلّہ ــــ اور گھر گھر چھاپے مارنے لگا۔

آخر اس نورانی گھر اور مقدس مکان پر بھی آن پہنچا جس کی نشاندہی نجومیوں نے کرائی تھی۔

حضرات گرامی! یاد رہے کہ اس بچہ کا اسم گرامی حضرت موسیٰ علیہ السّلام تھا جنہوں نے تنہا فرعون کی بہت بڑی طاقت کے خلاف توحید باری تعالیٰ کی تحریک چلا کر کامیابی حاصل کی تھی اور فرعون کے جادوگروں کا مقابلہ اپنے عصا مبارک کے اعجاز اور اپنی نبوت کی روحانی قوت سے کر کے لاکھوں انسانوں کے سامنے ثابت کر دیا تھا کہ رب ایک ہے!

اور پھر انہیں جادوگروں کو ایک رب کے آگے سجدہ ریز کروا دیا تھا اور وہ اعجاز

Marfat.com

نبوت کے مقابلہ میں اپنی سحر آفرینی اور جادوگری کی جھوٹی کرشمہ سازی کی شکست تسلیم کرکے ---- پکار اٹھے تھے!

اٰمَنَّا بِرَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ---- کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے۔

اور پھر اپنے آپ کو خدا کہلوانے اور اپنی حکومت، بادشاہت اور اپنے تخت و تاج کو بچانے والے اور ہزاروں لڑکوں کو قتل کروانے والا فرعون دریائے نیل کی طوفانی لہروں میں ڈوب کر اور غوطے کھا کھا کر مرا۔

سپاہیوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے پوچھاء

کون ہے؟

جواب ملا!

ہم فرعون یعنی مصری عوام کے رب کے سپاہی ہیں ---- ہمیں پتہ چلا ہے کہ اس گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے!

دروازہ کھولو!

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی ماں نے جو یہ خوفناک آواز سنی تو گھبرا گئی ---- کیونکہ وہ بھی فرعون کا اعلان سن چکی تھی۔

فوراً ---- بارگاہِ خداوندی میں جبین نیاز جھکا دی اور عرض کی۔

اے پروردگار عالم۔ اے زندگی اور موت کے مالک اور اے رحیم و کریم اللہ ---- میرے بچہ ---- موسیٰ کو ان درندوں سے محفوظ رکھ ---- ان بھیڑیوں سے بچالے اور ان وحشی قاتلوں سے پناہ دیدے!

دعا قبول ہوئی ---- اور ہوتی بھی کیوں نہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی جب اسی ہونہار بچہ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ ہی سے فرعون کی جھوٹی خدائی کا طلسم

Marfat.com

اور جادوگروں کی بنائی ہوئی مصنوعی رسیوں کو توڑ کر اپنی ربوبیت کا ڈنکہ بجوانا تھا ——
تو پھر ماں کی دعا قبول کیوں نہ کرتا۔
آواز آئی ——
بزبان مولانا رومی رحمۃ اللہ

در تنور انداز موسیٰ را تو زود
مانگاہ داریم او از نار و دود

کہ —— اے میرے نبی —— میرے پیغمبر اور میرے کلیم کی ماں ——
اٹھ جلدی کر اور اپنے بیٹے کو تنور کی آگ کے بھڑکتے ہوئے انگاروں میں ڈال کر ڈھکنا دے دے اور گھبرا نہ جانا۔
اس لئے کہ ——
آگ تو رہی ایک طرف میں تیرے اس بچہ کو دھواں بھی نہ لگنے دوں گا۔
چنانچہ —— حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ گرامی اٹھی اور بچہ کو تنور کے شعلوں میں ڈال کر اوپر ڈھکنا دے دیا۔
اور پھر دروازہ کھول دیا! ——
سپاہی اندر داخل ہوئے اور پہلے تو قہر آلود نظروں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو دیکھا اور پھر مکان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔
مکان کا کونہ کونہ دیکھا —— بستر ے پھولے اور الماریوں میں تلاش کیا۔ مگر بچہ کا کہیں نام ونشان تک نہ ملا۔
اس لئے —— کہ وہ تصور بھی نہ کر سکے اور ان کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آ سکی کہ کوئی بچہ تنور کے دہکتے ہوئے انگاروں میں بھی چھپ سکتا ہے۔ ماں کی مامتا سہمی ہوئی تنور کے ساتھ کھڑی ہوگئی کہ اگر ان کو پتہ چل بھی گیا کہ بچہ اس تنور میں چھپا ہوا ہے —— اور وہ پکڑنے کے لئے ادھر آئے بھی تو انہیں تنور تک نہ آنے دوں گی!

Marfat.com

وحشی درندے یعنی فرعون کے سپاہی مکان کی پوری طرح تلاشی لے کر واپس چلے گئے تو کلیم اللہ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے تنور سے ڈھکنا اٹھا دیا —— دیکھا —— کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انگوٹھا چوس رہے ہیں۔

—— ماں کے بے قرار دل کو قرار آ گیا اور سجدۂ شکر بجا لائی!۔

سپاہیوں کے چھاپہ مار دستہ نے دربار میں واپس جا کر فرعون کو بتایا کہ ہزار طرح سے تلاشی لینے کے باوجود بھی بچہ اس مکان میں سے نہیں مل سکا۔

نجومی —— کہنے لگے ——

کہ بچہ تو تنور کی آگ کے شعلوں میں چھپا ہوا تھا۔

پاگل فرعون کو پھر بھی سمجھ نہ آ سکی کہ جو بچہ آگ کے انگاروں میں صحیح سلامت رہا ضرور اس کا نگہبان اللہ ہے۔

سید افتخار الحسن —— کہتا ہے کہ لعنت ہے فرعون کے رب کہلوانے پر کہ نجومی کہتے ہیں کہ بچہ ہے —— اور سپاہیوں کو ملتا نہیں اور رب کو پتہ نہیں!

چنانچہ —— ادھر فرعون نے نجومیوں کے بتانے پر سپاہیوں کا ایک دوسرا چاک و چوبند دستہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں روانہ کیا اور ادھر —— وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ (سورۃ القصص پارہ ۲۰ آیت ۷)

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو وحی الٰہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ اپنے لختِ جگر موسیٰ کو دودھ پلا لے —— پس اگر تجھے یہ خوف ہے کہ میرا بچہ پھر نہ پکڑا جائے تو اسے صندوق میں بند کر کے دریائے نیل کی طوفانی موجوں کے حوالے کر دے!

وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ —— اور کوئی حزن و ملال اور کوئی غم و خوف نہ کرنا —— کیونکہ جس رب نے تیرے لختِ جگر علیہ السلام کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں

Marfat.com

سے بچائے رکھا وہ رب تیرے اس فرزند کو دریائے نیل کی خوفناک موجوں سے بھی محفوظ رکھے گا!

اور پھر ہم اپنے خاص لطف وکرم سے تیرے بیٹے کو تیرے پاس واپس لے آئیں گے!

حضرات محترم! ایسی حوصلہ افزا آواز ایسی دلنواز ندا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنی ضروری تھی ——

اسلیئے کہ جس خدائے پاک نے اولیاء کرام کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے اعلان فرما دیا ہے کہ ان مقدس جماعت کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی حزن! تو پھر اپنے عظیم القدر نبی اور لاڈلے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ گرامی کو کیوں نہ یہ فرما کر تسلی دیتا —— کہ

نہ خوف کھا اور نہ حزن کر!،

خداوند دو جہاں کے اس تسلی اور قرار بخش فرمان سن کر کلیم اللہ علیہ السلام کی ماں ایک بڑھئی کے پاس گئی —— اور فرمایا ——

بیٹا —— ایک چھوٹا سا صندوق تو تیار کردے!

بڑھئی نے پوچھا ——

بی اماں —— کیوں؟ کیا کرے گی صندوق کو؟ اور کس لئے؟

مَاتَصْنَعِيْنَ بِهٖ —— تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۴۲۶

کیا کرے گی تابوت کو؟

جواب دیا —— اِبْنٌ" لِیْ اَخْشٰی عَلَیْهِ کَیْدَ فِرْعَوْنَ —— کہ میرا ایک بچہ ہے اسے صندوق میں بند کرکے دریائے نیل میں پھینکنا چاہتی ہوں تا کہ وہ فرعون کے مکر وفریب سے محفوظ ہو جائے اور اس کے ظلم وستم کی تلوار سے قتل ہونے سے بچ جائے۔

Marfat.com

وَمَا عَرَفَتْ اَنَّہٗ اَفْشٰی ذَالِکَ الْخَبَرْ ——

کلیم اللہ علیہ اسلام کی والدہ عالیہ نے نجار سے صندوق تو خرید لیا لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس طرح سے یہ راز فاش ہو جائے گا اور یہ خبر عام پھیل جائے گی! وہ نجار طمع و لالچ کے جال میں پھنسا ہوا ایک بازاری انسان صندوق فروخت کر کے فوراً فرعون کے دربار میں پہنچتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر دے کہ فرعون سے انعام حاصل کر سکے! کیونکہ —— فرعون نے ایسا اعلان کر رکھا تھا!

فَلَمَّا جَاءَ ھُمْ اَمْسَکَ اللّٰہُ لِسَانَہٗ —— کہ جب وہ نجار فرعون اور اس کے شرابی کبابی درباریوں کے پاس پہنچا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خبر دینے لگا —— تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان بند کر دی۔

وَجَعَلَ یَشِیْرُوا بِیَدِہٖ —— اور وہ نجار ہاتھوں کے اشاروں سے بتانے کی کوششیں کرتا تھا۔

جس کی نہ فرعون کو سمجھ آ سکی اور نہ ہی اس کے عیاش درباریوں کو ——

فَضَرَبُوْہُ —— انہوں نے اس نجار کو بری طرح سے مارا پیٹا ——

فَلَمَّا دَعَا اِلیٰ مَوْضِعِہٖ رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ نُطْقَہٗ —— پھر جب وہ نجار اپنی جگہ پر واپس آیا تو اللہ کریم نے اس کی زبان پھر کھول دی۔

اور پھر جب وہ دوسری بار خدائی راز کھولنے کے لئے چلا گیا تو زبان پر پھر مہر لگ گئی۔

اور انہوں نے پھر اسے پیٹا —— اور وہ پھر جب اپنی قیام گاہ پر آیا تو اس کی زبان پھر بولنے لگی۔ حرص و ہوا اور طمع و لالچ نے اس نجار کو اتنا گمراہ اور اندھا کر دیا ہوا تھا کہ وہ پھر تیسری دفعہ انعام پانے کی غرض سے فرعون اور اس کے واہیات حواریوں کے پاس جا پہنچا ——

خدا کی قدرت کی کرشمہ سازی کہ زبان پھر ساکت ہو گئی —— اور تیسری بار بھی

Marfat.com

مار کھا کے واپس لوٹا تو زبان چل پڑی ——

نجار حیران تھا —— کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ شاید وہ نہیں جانتا تھا کہ —— جنہوں رب رکھے اوہنوں کون مارے۔

نجار کو سمجھ آ گئی اور حقیقت حال سے آگاہی حاصل ہو گئی کہ یہ ایک خدائی راز ہے جسے میں فاش کرنا چاہتا ہوں۔

اور وہ نہیں ہوگا ——

اور جب وہ تیسری بار وہاں گیا تو ——

اَخَذَ اللّٰهُ بَصَرَہٗ —— اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کے ساتھ اس کی آنکھوں کی بصارت بھی چھین لی شاید اس لئے کہ اسے فرعون کے دربار کا راستہ ہی دکھائی نہ دے۔

نجار نے سچے دل سے توبہ کی اور معافی طلب کرتے ہوئے یہ عہد کیا کہ اب اگر میری زبان کھل جائے اور آنکھوں کی بینائی واپس آ جائے تو میں اللہ تعالیٰ کے اس راز کو افشا کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔

اور پھر اللہ کریم نے اس بڑھئی کے صدق اور وفا کو دیکھا تو —— رد اللہ بصرہ ولسانہ ——

پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۰ —— وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ —— اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کی بہن سے کہا جس کا نام مریم تھا اور جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ''خون کا رشتہ'' میں منسلک تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی حقیقی بہن تھی۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۲۶ - کنز الایمان)

کہ —— جس صندوق میں تیرا بھائی دریائے نیل کی طوفانی لہروں میں تیرتا ہوا جا رہا ہے تو بھی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا ——

اور اس انداز سے ساتھ ساتھ اور کنارے کنارے جانا کہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ تو کون ہے۔

Marfat.com

فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ!

پس —— حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم ایک اجنبیہ لڑکی کی طرح اپنے بھائی کو دیکھتی چلی جارہی تھی ——

تابوت —— بھائی کا موجوں میں چھپ جاتا تو بہن کا دل ڈوب جاتا تھا اور جب لہروں کے اوپر نمودار ہو جاتا تھا تو بہن کا دل خوشی و مسرت سے اچھل پڑتا تھا

—— کیوں ——

خون کا رشتہ اپنا رنگ دکھلا رہا تھا۔ نیل کی موجوں میں صندوق بہتا ہوا جا رہا تھا اور دریا کے کنارے کنارے خون کا رشتہ اپنی پوری آب و تاب اور اپنی پوری رنگینیوں کے ساتھ دوڑتا جا رہا تھا۔

لختِ جگر کو دریا کے طوفان کے حوالے کر کے ماں گھبرا گئی اور دل پکڑ کر بیٹھ گئی اور عرض کی۔

یا اللہ —— پتر تیرے حوالے

جواب آیا —— فکر نہ کر

پتر اتیرا ہے اور پیغمبر میرا۔

وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ——

چنانچہ —— حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا کے پانی کے تیز بہاؤ میں کبھی پانی کی سطح پر تیرتے اور کبھی موجوں میں ڈوبتے فرعون کے شاہی محل میں جا پہنچے۔

فرعون کی جھولی میں آئے۔ حضرت آسیہ نے بچایا۔

آواز آئی جبریل ——

دیکھو —— میں نے سچ کہا تھا نہ کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے شاہی محل میں کراؤں گا۔

مصر کی تمام دائیاں بلائی گئیں —— مگر موسیٰ علیہ السلام نے کسی کے دودھ کو منہ

Marfat.com

میں نہیں ڈالا —— آسیہ حیران تھی اور درباری پریشان تھے کہ کہیں یہ بچہ پیاس سے بلک بلک کر مر نہ جائے۔

کون سی دائی لائی جائے جس کا دودھ یہ بچہ پی لے۔

کسی غیر کا دودھ کیوں پیتے —— وہ نبی تھے اور نبی پیدا ہوتے ہی دو عالم کی خبر رکھتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی پہچان گئے کہ یہ دودھ میری ماں کا نہیں ہے! —— فرعون کے محل والے سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کیا جائے ——

کہ ان کی بہن مریم چھپتی چھپاتی —— بے چین دل کے ساتھ شاہی محل کا راستہ تلاش کرتی کرتی ایک کونہ سے ظاہر ہوئی —— اور اس طرح بہن بھائیوں کے ''خون کا رشتہ'' دریائے نیل کے طوفان کے ساتھ ساتھ اچھلتا —— کودتا اور جوش دکھاتا ہوا فرعون کے شاہی محل تک جا پہنچا۔

وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ——

فرعون —— آسیہ اور درباری نہ پہچان سکے کہ یہ اچانک محل میں داخل ہونے والی جوان لڑکی کون ہے جس کے دل کی دھڑکن کسی خوف کی وجہ سے تیز ہوتی جا رہی ہے۔

اور جس کے سانس کا توازن کسی ڈر کے مارے پھولتا جا رہا ہے اور جس کی نبض کسی چیز کو حاصل کرنے کیلئے بے قرار ہے۔

بہن مریم نے جب دیکھا کہ بھائی موسیٰ دائی کا دودھ نہیں پیتا تو پکار اٹھی ——

کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی دائی کا پتہ نہ بتاؤں کہ جس کا دودھ یہ بچہ پی لے گا —— مجھے امید ہے!

آسیہ نے کہا —— جلدی بتا!

اور تو اپنا پتہ بھی بتلا کہ تو کون ہے؟

Marfat.com

بہن ــــ ماں کے پاس دوڑتی ہوئی آئی اور کہا ــــ اماں اٹھ اور جلدی چل
ــ بھائی کسی دائی کا دودھ نہیں پیتا ــــ!
کہیں پیاس سے ہلاک نہ ہو جائے!

حضرات قارئین کرام!

جانتے ہو یہ سب کچھ کیوں ہوا ــــ اور قرآن مجید نے اس واقعہ کو ایمان افروز نکات سے کیوں بھرپور فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن دریائے نیل کے کنارے کنارے کیوں دوڑتی رہی تھی ــــ

اور وہ لوگوں کی نظروں سے چھپتے چھپاتے ماں جائے بھائی کے صندوق کے ساتھ ساتھ تابوت پر نظریں جمائے فرعون کے شاہی محل میں کیوں پہنچی؟

صاحبزادہ سید افتخار الحسن ــــ مصنف ''ماہ کنعان'' کہتا ہے کہ صرف اس لئے کہ دریائے نیل کی طوفانی موجود کے ساتھ ساتھ خون کا رشتہ بھی موجزن تھا ــــ

حضرت یوسف علیہ السلام کے خون کے رشتہ ہی نے جوش مارا تھا کہ چھوٹے بھائی حضرت بنیامین کو اپنے پاس بلالیا۔ باپ کو نہیں۔

اور پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے خون کے مقدس رشتہ کو دنیا میں اجاگر کرنے کی خاطر اور مسلمانوں میں اس کی رنگینی کو نمایاں کرنے کی غرض سے اور آپس میں اتحاد و اتفاق کی سعادت سے روشناس کرانے کے لئے اور یکجہتی و یگانگت اور محبت و اخوت کی برکات سے سرفراز فرمانے کی چاہت سے ــــ

کبھی فرمایا ــــ اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ!

(ترمذی - مشکوٰۃ - بخاری و مسلم)

اور کبھی ارشاد ہوتا ہے ــــ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ ــــ اور کبھی زبان حق ترجمان سے حقیقت پر مبنی یہ ہے گوہر افشانی ہوتی ہے ــــ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْن ــــ اور کبھی فرمایا جاتا ہے۔

Marfat.com

فَاطِمَةٌ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ ——

کہ عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں —— اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہے اور میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں —— اور حسین علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں —— اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

قارئین کرام —— اس سے بڑھ کے خون کے رشتہ کی عظمت و توقیر اور قدر و منزلت اور کیا ہوگی کہ خود محبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس رشتہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اپنی قرابت اپنے خون پاک کی وساطت سے اپنی امت کے ہر فرد کو اخوت و محبت کا غیر فانی درس اور حقیقت افروز پیام دیا۔

حضرات —— یاد رہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے خون کے رشتہ کی پہچان کروانے کیلئے باپ کی بجائے چھوٹے بھائی کو پہلے بلوا کر اور اپنے بھائیوں کی معرفت اس خطۂ زمین پر بسنے والے انسانوں کو اور خصوصاً خون کے رشتہ میں ڈوبے ہوئے حقیقی بھائیوں میں اتحاد و اتفاق کے آفتاب کی روشنی پھیلانے اور آپس میں محبت و الفت کے ماہتاب کی چاندنی کی کرنوں سے عداوت و نفرت کے اندھیروں کو مٹانے کی خاطر حضرت یوسف علیہ السلام نے بتا دیا کہ:

ماں جایا بھائی خدا تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہوتی ہے اور پیار کرنا ایک عبادت!

☆----☆----☆----☆

Marfat.com

اختتام

حضرات گرامی! مجھ میں اتنی قابلیت کہاں تھی کہ قرآن حکیم کے ایک لفظ کا بھی صحیح ترجمہ و معنیٰ بیان کرتا، چہ جائیکہ سوہنے قصہ یعنی سورۃ حضرت یوسف علیہ السلام کی تفسیر لکھتا:

اس لئے کہ علم و تحقیق کی کمی۔ عقل و فراست کی نارسائی اور دل و دماغ پر چھائے ہوئے پراگندہ گرد و غبار کے سائے مسلط تھے جنہیں ہٹانا میرے بس کی بات نہ تھی۔

اور پھر —— نہ ہی مجھے تفسیر لکھنے کا سلیقہ اور نہ قرآن مجید کے اسلوب بیان کو کتابی شکل میں لانے کا طریقہ!

اور پھر موضوع اتنا نازک اور پاکیزہ کہ عرش کے فرشتے بھی بیان کرنے سے پہلے کوثر و تسلیم کے پانی سے وضو کریں۔

کیونکہ —— قرآن مجید کے الفاظ و معانی کی خوبصورت ترتیب دینے کا موضوع تھا اور اللہ تعالیٰ کے ایک پیارے نبی —— برگزیدہ پیغمبر اور لاڈلے رسول کا صرف تذکرہ ہی نہیں تھا بلکہ ان کی بے گناہی کا حسین خاکہ بھی ——

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی دردی بھری زندگی کا المناک سفرنامہ بھی تھا جو باپ کی محبت —— بھائی کی الفت اور بہن کے پیار سے شروع ہوکر بھائیوں کے حسد کی بیماری تک ہوتا ہوا کنعان کے اندھیرے کنوئیں کو روشن کرنے تک اور پھر بیس کھوٹے سکوں کے عوض بیع و شرا تک آتا ہے اور پھر وہاں سے کئی خوفناک راستوں سے

Marfat.com

ہوتا ہوا —— کئی خطرناک صحراؤں کو چیرتا ہوا اور کئی مصائب کے طوفانوں سے حوصلہ و پامردی ٹکراتا ہوا مصر کے شاہی تخت و تاج کی زینت بنتا ہے۔ اور پھر اس معصوم زندگی کے ساتھ ساتھ ان کے سفر کی برابر کی شریک بی بی زلیخا کے پاک و صاف عشق کی داستان خوش اسلوبی سے لکھنے کیلئے اچھا انداز بھی چاہئے تھا اور یہی نہیں بلکہ زلیخا کی عصمت کے موتیوں کی حفاظت کرنا بھی ضروری تھا اور تفاسیر کی روشنی میں اس کی بھی پاکدامنی کو احاطۂ تحریر میں لانا بھی میرے ذمہ تھا۔ اور مضبوط دلائل سے ثابت کرنا بھی ایک اہم مرحلہ تھا کہ بی بی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں گرفتار ہو کر کسی معصیت اور فحش کاری کی مرتکب نہیں ہوئی تھی۔

حضرات محترم! —— میں اس قابل کہاں تھا کہ ان تمام واقعات و حادثات کو قلم بند کرتا مگر جونہی میں نے مصمم ارادہ کے ساتھ اپنے ذوق کے پیش نظر قلم اٹھایا تو دل و دماغ پر چھائے ہوئے لغزشوں کے گرد و غبار اور خامیوں کے تصورات کو تہجد کے وضو کے پانی کے قطروں نے مٹا کر میرے حسن ذوق میں طہارت و نفاست کی دولت پیدا کر دی۔

اور پھر جب میں نے قلم کو جنبش دی تو ذہن کھلتا گیا —— دماغ روشن ہوتا گیا اور الفاظ و معانی کا ذخیرہ میرے دل و دماغ میں جمع ہوتا گیا —— اور قلم میں روانی آتی گئی۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ میرے ''مرشد لاثانی'' سرکارِ علی پور سیداں شریف کے ظاہر و باطنی فیوض و برکات کا فیض ہے اور میری ماں کی دعاؤں کی خیرات ہے!

ذہن میں کتاب ماہ کنعان کا ابتدائی خاکہ تیار کرنے اور مضامین کا نقشہ لانے کے بعد میں کتاب کا نام پوچھنے دنیائے سنت کے عظیم مفکر۔ ممتاز مصنف، بلند پایہ مترجم اور صاحب قلب و نظر شاعر جناب صائم صاحب چشتی کے پاس گیا اور نام پوچھا۔

Marfat.com

اس لئے کہ مجھ سے پہلے اس موضوع پر خطیب اہل سنت اور صاحب کمال مدرس جناب مولانا قاری محمد دین صاحب نے ''تاجدارِ مصر'' کے نام سے ایک کتاب شائع کر چکے تھے جو مقبول عام ہو چکی ہے۔

اس لئے کہ قاری صاحب نے خوبصورت انداز میں اس میں اپنی خطابت کے گوہر بھی سمیٹ دیئے ہوئے ہیں۔

تو محترم صائم صاحب نے میری کتاب کا نام ماہ کنعان تجویز کیا —— یعنی ''کنعان کا چاند'' ——

اور یہ نام مضمون کے اعتبار سے ہے بھی موزوں اس لئے کہ ماہ کنعان کی ہر کرن میں صاف ستھرے پیار کی روشنی اور ہر شعاع میں محبت کی چمک دکھائی دیتی ہے۔

اور جس کے اِرد گرد پھیلے ہوئے سنہری حالہ میں یوسف و زلیخا کا —— احسن القصص چھپا ہوا تھا۔

قرآن حکیم نے اس حجاب سے پردہ اٹھا کر سورۃ یوسف کے نام سے زینت بخش دی ہے!،

برادرانِ اسلام —— اس کتاب کو نوک قلم پر لانے کیلئے جو سب سے بڑی رکاوٹ تھی وہ مستند تفسیروں کو نایابی تھی۔

لیکن میں جامعہ نوریہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد کے مہتمم جناب مولانا قاری محمد صدیق صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جنہوں نے میرے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہوئے بڑی خندہ پیشانی' فراخ دلی اور وسعت قلبی سے تفسیروں کا خزانہ میرے حوالے کر دیا۔

قاری صاحب —— ویسے بھی مہمان نواز اور قدردان اور خوش اخلاق ہونے میں مشہور ہیں۔

قارئین کرام! —— پچھلے سال مورخہ ۸۸-۱۹۸۷ء کو میں نے اس سفر کا آغاز

Marfat.com

کیا تھا۔ اگرچہ راستہ دشوار بھی تھا اور منزل کٹھن بھی تھی لیکن بیماری۔ کمزوری نقاہت اور شہزادہ مرحوم کی یاد میں اداسی کی غمگین راتوں میں بھی قدم بڑھتے ہی گئے۔

اور پھر مجھے منزل تک پہنچنے کے لئے کئی کئی راتیں جاگنا بھی پڑا اور ہر صبح کو یہی دھن اور ہر شام کو یہی تمنا —— ہر دن کو یہی آرزو اور ہر رات کو یہی امنگ کہ ماہ کنعان کی روشنی میں میں نے جس منزل کی طرف قدم اٹھایا ہے وہ حاصل ہو جائے!

قرآن مجید کے الفاظ کے مطالب و معانی کی ترتیب —— احادیث مبارکہ کی تحقیق اور مستند کتابوں سے حوالوں کو تلاش کرنا ایک بہت بڑا مرحلہ تھا اور اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے کئی کئی دن گزر جاتے اور کئی کئی راتیں بیداری میں بسر ہو جاتیں۔

مثلاً —— یہ حوالہ تلاش کرتے کرتے پورے بیس دن گزر گئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وہ قمیص مبارک جو بی بی زلیخا کے دست شوق نے پھاڑی تھی وہ کون سی تھی۔

ایسی صورت حال میں کئی بار میرا جی گھبرایا بھی اور کئی دفعہ دل اداس بھی ہوا —— اور کئی بار مایوسی کی دیواریں بھی کھڑی ہوئیں اور کئی بار منزل کو دور سمجھ کر کتاب لکھنے کا ارادہ بھی ترک کرنا پڑا مگر وفادار شریک حیات بیوی نے ایسے پریشان کن حالات کو سنوارنے ایسے پراگندہ خیالات کو سنبھالنے اور ایسے مایوس کن حالات کو بہتر بنانے میں میرا پورا پورا ساتھ دیا اور میرے ساتھ شریک حیات ہونے کے ناطہ سے منزل تک لے جانے میں بھی برابر کی شریک رہی!

رات کو —— کبھی چائے کی پیالی اور کبھی دودھ کا کٹورا —— کبھی ٹھنڈے پانی کا گلاس اور کبھی ''حافظ شفاخانہ'' کا تیار کردہ لذیذ —— اصل اور صحت کے لئے مفید بادام کے شربت کا پیالہ! ساری ساری رات جاگتی! صحت کے لئے دعائیں اور زندگی کی خیرات طلب کرنے کی عرض سے بارگاہ رب العزت میں التجائیں اور کبھی پیر خانہ علی پور سیداں شریف کی حاضری۔

Marfat.com

اور میری تندرستی کے لئے قبلۂ عالم سے فریاد ——

حضرات گرامی قدر —— یاد رہے کہ ماہ کنعان یعنی یوسف علیہ السلام کے سوہنے قصے کی تفسیر لکھنا میرے بس کی بات نہ تھی۔

اس لئے کہ نہ ہی میں شیخ القرآن ہوں اور نہ ہی میں کسی دینی درس گاہ کا شیخ الحدیث و شیخ التفسیر ہوں۔

پھر قرآن مجید کے اس احسن القصص کو نوک قلم پر لانا۔

کہاں تھی مجھ پر اتنی علمی قابلیت۔

مگر پھر بھی تین نسبتوں کے لحاظ سے صاحبزادہ سید افتخار الحسن خطابت کے میدان میں ملک میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔

پہلی یہ —— کہ میں ایک بہت بڑے عالم دین اور مناظر اسلام کا بیٹا ہوں۔

دوسری یہ —— کہ میں ایک بہت بڑے محدث اور صدر الافاضل حضرت علامہ پیر سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شاگرد ہوں۔

تیسری یہ —— کہ میں ایک بہت بڑے ولی کامل —— پیر طریقت —— شہباز لامکانی حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کا مرید اور خلیفۂ مجاز ہوں۔

اس لئے اگر میں نے کچھ بھی نہ پڑھا ہوتا تو پھر بھی ان تین نسبتوں کے باعث میں افتخار ملت اور شہباز خطابت ہوتا۔

اور آج بھی حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد اسماعیل سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کا لطف و کرم مجھ پر سایہ فگن ہے۔

جو فیوض و برکات میں اپنے آباء و اجداد کے صحیح وارث اور صورت و سیرت میں اپنے والد گرامی کی زندہ تصویر —— اخلاق و کردار میں اور مہمان نوازی —— لنگر کی تقسیم اور گفتار و رفتار میں صحیح معنوں میں نقش لاثانی ہیں۔

Marfat.com

احباب کرام ——— سفر طویل بھی تھا اور دشوار بھی مگر اپنی تین نسبتوں کی بدولت ''ماہ کنعان'' کی چاندنی سے راستہ میں آنے والے ہر اندھیرے کو مٹاتا ہوا اس سفر پر گامزن رہا ———

یعنی ——— باپ ——— استاد اور مرشد پاک کی ظاہری و باطنی توجہات کے ساتھ ساتھ میری عالمہ وفاضلہ اور تہجد گزار ماں کی دعاؤں کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔

اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضور قبلۂ عالم صاحبزادہ پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اس فرزند ارجمند ——— لخت جگر اور نور نظر صاحبزادہ کو سن ۱۳۹۶ ہجری میں حج بیت اللہ شریف کے دوران مسجد نبوی کی جنت کی کیاری میں بیٹھ کر اپنے دست حق پرست پر بیعت فرما کر ولایت کے آب حیات سے ان کے سینہ کو لبریز کر دیا۔

چنانچہ ——— اس ناقابل انکار حقیقت کو بیان کرتے ہوئے جناب پروفیسر محمد حسین صاحب آسی یوں لکھتے ہیں۔

کتاب انوار لاثانی صفحہ ۴۱۸

کہ حضور قبلۂ عالم نے اس خوشی میں اپنے ہمراہیوں میں شہر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مٹھائی تقسیم کی۔

یوں تو انہیں ایک فرزند صالح کی طرح آغاز ہی سے حضور قبلۂ عالم سے والہانہ عقیدت تھی مگر بیعت کے بعد گویا فنافی الشیخ ہو گئے مدینہ منور سے دلی لگاؤ ہے بلکہ عشق ہے۔

اپنے برادر گرامی یعنی صاحبزادہ پیر سید عابد حسین شاہ صاحب سے از حد ادب و تعظیم سے پیش آتے ہیں۔

حیران ہوں ——— کہ صاحبزادہ محمد اسماعیل شاہ صاحب کی اتنی تعریف وتوصیف لکھنے کے بعد آج یہی آسی صاحب اور صوفی محمد علی صاحب اس آستانہ عالیہ کے تقدس

Marfat.com

کو مجروح کرنے اور ان دونوں شہزادوں کے درمیان عداوت کی دیوار کھڑی کرنے میں پیش پیش کیوں ہیں۔

"دیکھتے ہی دیکھتے کیسے بدل جاتے ہیں لوگ"

اور پھر میرے لئے یہ سعادت بھی کم نہیں ہے کہ میں نے اچھرہ لاہور میں —— جامعہ رضویہ فیصل آباد کے موجودہ شیخ الحدیث اور شارح بخاری شریف حضرت علامہ غلام رسول صاحب رضوی سے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں —— ملا جلال —— ملا حسن —— میر زاہد —— مطول —— مقامات حریری اور مشکوٰۃ شریف۔

پھر مجھے عوام افتخارِ ملت —— شہبازِ خطابت اور سرمایۂ اہل سنت کیوں نہ کہیں۔

درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے کہ:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

پھر بھی اس طویل سفر میں جو سب سے بڑی رکاوٹیں تھیں اور اس راستہ میں جو ددیواریں حائل ہوئیں وہ جوان اور خوبصورت شہزادہ انوار الحسن مرحوم کی اچانک موت اور چھوٹے بھائی سید مختار احمد مرحوم کی وفات

شہزادہ پر موت کی بجلی بن کر گری اور بھائی نے فیصل آباد کے سول ہسپتال میں میری جھولی میں دم توڑا۔

ہسپتال کے کئی قابل اور ماہر ڈاکٹر بھی ان دونوں پر آنے والے موت کے فرشتہ کو نہ روک سکے۔

کتاب لکھتے لکھتے جب ان دونوں کی موت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا تو قلم رُک جاتا تھا اور کاپی پر آنسوؤں کے قطرے گرنے لگ جاتے تھے۔ بھائی مختار مرحوم اگرچہ ہم سے چھوٹا تھا مگر ذوق میں بڑا —— تاریخ عالم کا حافظ معلومات عامہ کا خزانہ۔

Marfat.com

ہر گھڑی زندہ دلی کا مشاہرہ اور ہر وقت خوش مزاجی کی لہر ——

اپنی دھن میں مست —— صابو وشاکر ہر حال میں۔

سورج و چاند کی منزلوں سے لے کر ستاروں کی گردش تک جاننے والا بھائی —— آسمان کے برجوں اور کہکشاؤں کی تعداد کا علم رکھنے والا بھائی۔

موضوع سیاسی ہو یا مذہبی —— بحث تاریخی ہو یا ادبی اور گفتگو معاشی ہو یا اقتصادی اور روئے سخن کسی شاعر کی شاعری پر ہو یا اس کے اشعار پر ان پر پوری دسترس رکھنے والا حقیقت افروز تبصرہ کرنے والا حقیقت شناس بھائی ——

اور سب سے بڑی بات یہ کہ محلّہ منصورہ آباد کی پانچ چھ گلیوں میں سے گزر کر جامع مسجد قادریہ میں پانچ وقت کی نماز پڑھنے والا بھائی ——

ساری زندگی ریلوے کی ملازمت کرتا رہا لیکن ایک دن کے لئے بھی ریلوے کی سرکاری وردی نہیں پہنی۔

کیونکہ —— اس میں پتلون ہوتی ہے۔

زندہ دل —— خوش مزاج صاحب ذوق اور حسن اخلاق کی دولت اور انسانیت کا خزانہ اور شرافت کا سرمایہ اپنے دامن میں رکھنے والا اور اپنی خوبصورت اور بھرپور جوانی کا پھولوں کی طرح سے پاک وصاف رکھنے والا اور اپنی نگاہوں کو پاکیزہ اور فحاشی کی آلودگیوں سے دور رکھنے والا فرشتہ سیرت بھائی —— ''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں''

افسوس کہ —— وہ بھی شہزادہ مرحوم کی طرح سے قبر کی آغوش میں جالیٹا ——

''گویا کہ میرا ایک بازو کٹ گیا''

کسی نے سچ کہا ہے کہ:

''بھائیاں باجھ نہ جوڑیاں تے پتراں باجھ نہ ناں''

حضرات گرامی! —— خون کے مقدس رشتہ کی بندھن میں ہم چائی بھائی تسبیح کے

Marfat.com

دانوں کی طرح پروئے ہوئے تھے جن کے امام ہمارے بڑے بھائی حضرت صاحبزادہ پیر سید محمود الحسن شاہ صاحب ہیں۔

جن کا مختصر سا تعارف کچھ اس طرح ہے کہ تقسیم ہند سے قبل پورے ہندوستان میں ان کی خطابت و وجاہت کا طوطی بولتا تھا۔

شاہانہ زندگی —— شاہی لباس —— نوابی ٹاٹھ، آتش بیان خطیب، خوش الحان واعظ اور حقیقت شناس مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ قائداعظم کے ساتھی —— لیاقت علیہ کے دست راست نواب ممدوٹ کے ہم نشین مولانا ظفر علی خاں کے دوست —— اقبال کے بیلی، اس کے الہامی کلام کے مفسر اور تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد اور مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے مخلص کارکن —— اور ہزاروں مریدوں کے مرشد، مگر زمانہ کے تغیرات کی یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ ہماری ضیاء حکومت اور نواز شریف کی وزارت نے جب تحریک پاکستان کے غازیوں کو تمغے دینے کا اعلان کیا تو ایسے لوگوں کو نوازا گیا کہ جن میں ایسے لوگوں کے نام نام بھی شامل کئے گئے جو تحریک پاکستان کے زمانہ میں ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

اور —— آج کل حضرت صاحب دنیا کی بے ثباتی اور قوم کی بے وفائی سے دلبرداشتہ ہو کر عبداللہ پور فیصل آباد میں گوشہ نشین اور تنہائی پسند ہو گئے ہیں۔

اور، اب جوں جوں قلندری غالب آتی جا رہی ہے اور فقر و درویشی کا روپ نکھرتا جا رہا ہے جاہ و جلال بڑھتا جا رہا ہے کسی کو دم مارنے اور دروازہ کھٹکھٹانے کی بھی جرأت نہیں ہے۔

اور —— سب سے بڑی بات یہ کہ والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد انہوں نے ہمارے سروں پر دست شفقت رکھا اور پھر آج تک ان کے دست شفقت کا سایہ ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے۔

ان سے چھوٹے بھائی سید محمد یعقوب شاہ صاحب ہیں جن کا تعارف میں کتاب

Marfat.com

کے انتساب میں کر چکا ہوں۔

اور —— ان سے چھوٹا میں ہوں —— یعنی صاحبزادہ سید افتخار الحسن خطیب جامع الفردوس، منصور آباد۔ فیصل آباد

اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علمی خزانہ کے وارث، وسیع دستر خوان کا محافظ اور تسبیح و مصلے کا مالک۔

حضرات گرامی! —— یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے والد گرامی حضرت مولانا سید محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الہڑوی اپنے زمانہ کے ایک ممتاز عالم دین۔ عظیم محدث۔ اور بلند پایہ خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ مناظر اسلام بھی تھے اور انہوں نے اپنی زندگی میں تقریباً ساٹھ مناظرے کئے جن میں عیسائی۔ مرزائی۔ اہل حدیث اور آریہ شامل تھے۔ عیسائیوں کی طرف سے پادری عبدالحق امرتسری، مرزائیوں کی طرف سے مولوی اللہ دتہ جالندھری شیعہ فرقہ کے مجتہد مرزا احمد علی نارووال کے —— اہل حدیث کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور آریہ کی طرف سے پنڈت رام داس انبالوی مدمقابل آیا کرتے تھے۔

مگر —— مناظرہ کے ہر میدان میں والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فتح و کامیابی حاصل ہوتی اور انہیں مناظروں کے سبب اندازاً بارہ ہزار غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

آخری مناظرہ ضلع جالندھر کی تحصیل پھگواڑہ میں آریہ مذہب کے پیروکار اور بہت بڑے تجربہ کار مبلغ پنڈت رام داس سے ہوا لیکن اللہ کریم کے فضل و کرم اور مرشد لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کے فیوض و برکات کے صدقہ مخالف دوسری تقریر نہ کر سکا۔ اور اسلام کی صداقت و حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے وہ بھی کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر اسلام و توحید کی روشنی میں داخل ہو گیا۔

اور پھر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام بابا خلیل داس رکھا اور پھر پورے

Marfat.com

ہندوستان میں اس کا تعارف اور دورہ کروایا۔

وہ ہمارے گاؤں الہر میں بھی سالانہ جلسہ میں تشریف لائے اور میرے ایک بھائی کا نام انہوں نے ہی محمد خلیل رکھا۔

اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے پہلے قادیان میں جا کر ختم نبوت کے مقدس موضوع پر تقریریں کیں اور مرزا محمود کو مباہلہ کی دعوت دی۔

احباب کرام —— یہ میرے باپ کے مقدس خون ہی کا اثر ہے کہ جب سے میں نے خطابت کے میدان میں قدم رکھا ہے مرزائیت و قادیانیت اور مرزا غلام احمد کی انگریزی اور جھوٹی نبوت کے خلاف میرے اندر عداوت کی آگ کے بھانبڑ بلدے رہندے نیں!

اور جب بھی کوئی اس کفر و باطل کا نام لیتا ہے تو میرا خاندانی خون کھولنے لگ جاتا ہے۔

اور حضرات —— سب سے بڑی بات کہ والد صاحب غوث زماں، قطب دوراں، شہباز لامکاں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پور سیداں شریف کے خلیفۂ مجاز بھی تھے۔

اور ان کے چشمۂ فیض و ولایت سے فیض یافتہ بھی تھے۔

اور اب اسی خاندانی وراثت کو قائم و دائم رکھنے کیلئے عرصۂ چالیس سال سے مرزائیت و قادنیت کے منحوس لباس کو تار تار کرتا چلا آ رہا ہوں اور مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کے کفر کے قلعہ کی دیواروں پر ضرب کاری لگاتا چلا آ رہا ہوں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک سال کی قید ہوئی۔

اور پھر فیصل آباد کی جیل کی چار دیواری اور بوسیدہ سی کوٹھڑی سے نکل کر اور غلیظ اور بدبودار پھٹے پرانے اور مچھروں سے بھرے ہوئے کمبلوں سے نجات حاصل کر کے

Marfat.com

میانوالی جیل کی پھانسی کی تنگ وتاریک چکی میں بند کر دیا گیا۔

اور آج تک کبھی چنیوٹ میں دریائے چناب کے کنارے اور کبھی ربوہ کی پہاڑیوں کے دامن میں تخت وتاج ختم نبوت کے فلک شگاف نعروں سے فضائے آسمانی کو گرماتا چلا آ رہا ہوں۔ اور عرش عظیم کے فرشتوں کو بھی یہ مسحور کن اور ایمان افروز نغمے سناتا چلا آ رہا ہوں۔

اور یہ اسی نام کی برکت ہے کہ ملک کے تمام مکاتیب فکر کے علماء کرام مجھے شہباز خطابت، افتخار ملت اور سرمایۂ اہل سنت کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

اور پھر اسی مقدس نام کی ہی کرشمہ سازی ہے کہ فیصل آباد کے دیوبندی اور اہل حدیث حضرات کی ایک مشہور ومعروف انجمن شبان اہل سنت کی طرف سے کمپنی باغ کے ایک عظیم الشان اجتماع میں مجھے ایک سپاسنامہ دیا گیا جس میں مرزائیت کے خلاف میری تندوتیز کارروائیوں کی تعریف کی گئی ہے اور میری ولولہ انگیز سرگرمیوں اور تقریروں کو سراہا گیا ہے! اور میں نے اہل خانہ سے کہہ دیا ہے کہ میری موت کے اس سپاسنامہ کو میری لحد میں رکھ دیا جائے تاکہ اس گنہگار افتخار الحسن کی بخشش ونجات ہو جائے۔

حیران ہوں —— کہ مجھے یہ سپاسنامہ اپنے عقائد ومسلک کے سنی اور بریلوی حضرات کی کسی انجمن یعنی انجمن غوثیہ، انجمن محبان رسولؐ —— انجمن فدایان رسولؐ اور انجمن غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں دیا گیا اور نہ ہی کسی مذہبی و دینی تنظیم نے میری حوصلہ افزائی کی ہے! اس لئے کہ ہمارے سنی و بریلوی عوام تو ملک کی ایک آوارہ گرد اور عیش پرست پارٹی یعنی پیپلز پارٹی میں شامل ہو کر اپنے علمائے کرام —— مذہبی رہنماؤں اور خطیب حضرات کے اتنے بے ادب اور گستاخ ہو چکے ہیں کہ ان کی داڑھیوں کو جھاڑیاں کہتے ہوئے بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ پارٹی اسلام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش، مذہب کے خلاف نفرت کا ایک سیاہ جال اور مذہبی رہنماؤں کے خلاف عداوت کا ایک خوفناک محاذ ہے!

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں انہیں بے وفا سنیوں نے ملک کے ایک جادو بیان خطیب مولانا محمد شریف نوری کو لاہور سے پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں ہرایا۔

اور دنیائے سنت کے ایک عظیم رہنما اور حق پرست خطیب جناب مولانا صاحبزادہ سید محمود احمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی ننگ دین پارٹی کے مقابلہ میں گجرات سے شکست دی۔

اور سرگودھا سے اپنے ہی ایک نامور اور خوش الحان خطیب جناب صاحبزادہ سید حامد علی شاہ صاحب کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

اور قصور کے حلقہ سے حضرت پیر میاں جمیل احمد صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے ان سنیوں نے صاف آنکھیں پھیر لیں۔

حالانکہ اس علاقہ میں میاں صاحب کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

اور آج انہیں کے صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کو بھی ووٹ نہ دیئے اور اپنے روحانی رشتہ کی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اور اب ۱۹۸۸ کے الیکشن میں بھی دیکھ لیا گیا ہے کہ بے وفا — سنیوں بریلویوں نے ایک بازاری اور دین کی باغی پارٹی کے مقابلہ میں اپنی اکثریت پر ناز کرنے والوں نے فیصل آباد سے مناظر اسلام حضرت علامہ محمد سعید احمد صاحب اسعد کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

اور — حافظ آباد سے مقبول عرب وعجم اور خوش بیان خطیب سید شبیر حسین شاہ صاحب کو شکست دلوائی اور کامونکی کے حلقہ سے دن رات سنیت کا پرچار کرنے والے سحر بیان خطیب جناب مولانا محمد اکرم صاحب رضوی کو پنجاب اسمبلی تک نہ جانے دیا۔

اور — پھالیہ سے ایک دینی رہنما — روحانی پیشوا اور عظیم خطیب جناب مولانا پیر سید محمد یعقوب شاہ صاحب کی قومی اسمبلی کی کرسی پر نہ بیٹھنے دیا۔

اور — ملتان سے حضرت غزالی زمان — رازی دوراں اور مفسر قرآن اور

Marfat.com

ولی کامل حضرت علامہ پیر سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ سید حامد علی شاہ صاحب کی شکست کا باعث بن کر اور اپنی پیشانی پر بے وفائی کا سیاہ داغ لگوا کر پاکستان کے ازلی دشمن اور سنیت و بریلویت کے سب سے بڑے مخالف مولانا فضل الرحمٰن کو برسرعام یہ کہنے کا موقعہ فراہم کر دیا —— کہ بریلویو! کہاں گئی تمہاری اکثریت —— اور میں نے اکثریت کا دعویٰ کرنے والوں کو پچھاڑ دیا ہے۔

اور —— سب سے بڑا المیہ ان بے ادب اور اسلام کے نام نہاد ٹھیکیدار سنیوں نے دنیا کو یہ دن دکھایا —— کہ

کراچی سے جمعیت العلماء پاکستان کے صدر جناب مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی دستار فضیلت کو بھی پھاڑ دیا۔

اب میں —— صاحبزادہ سید افتخار الحسن، ان رسولؐ کے عاشقوں —— غوث الاعظم کے محبوں —— اہل بیت کے نام لیواؤں اور اولیاء کرام کے شیدائیوں سے پوچھتا ہوں —— کہ

کہاں گیا تمہارا یہ نعرہ —— کہ

حق وصداقت کی نشانی

مولانا شاہ احمد نورانی

ان افسوسناک حالات کے پیش نظر میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے سنی اور بریلوی عوام کی اپنے مولویوں کے ساتھ عقیدت صرف میت کو غسل دینے —— مردہ کو جنازہ پڑھوانے —— کفن پر الفی لکھوانے اور پھر مرنے کے بعد قل اور چہلم شریف کا ختم دلوانے اور مرنے والے کیلئے بخشش کی دعا کروانے تک ہی محدود ہے۔

اور —— یہ لوگ اتنے بے حس اور بے وفا ہو چکے ہیں کہ اپنے امام کے پیچھے

Marfat.com

نمازیں، عیدیں پڑھتے ہیں —— علماء کرام کے حق میں نعرے بھی لگاتے ہیں اور خطیب حضرات کے ہاتھ پاؤں بھی چومتے ہیں مگر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس برگزیدہ جماعت کو ووٹ نہیں دیتے۔

حالانکہ خدا تعالیٰ نے نسل انسانی کی ہدایت —— نیابت —— سیادت —— صدارت اور حکمرانی کے لئے ایک عالم دین یعنی حضرت آدم علیہ اسلام کو ہی منتخب فرمایا تھا۔

اور فرشتوں کے مقابلہ میں تو اللہ تعالیٰ کا انتخاب ایک عالم دین تھا مگر جب پاکستان میں انتخابات ہوتے ہیں تو وہ مسلمان ووٹر علمائے دین کے مقابلہ میں جاہل چوہدریوں، عیاش جاگیرداروں، اور دین و اسلام کی اقدار سے بیگانہ سرمایہ داروں کو اپنے قیمتی ووٹ دے کر اپنا نمائندہ منتخب کر لیتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ الٹ پلٹ کیوں ہوتی ہے تو سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ملک کے چوہدریوں نے —— دولت مندوں نے بڑے بڑے سرمایہ داروں نے مل مالکوں نے ملکی سیاست کو اتنا مہنگا بنا دیا ہے کہ انتخاب صوبائی ہو یا قومی ہر امیدوار پچاس لاکھ سے ایک کروڑ روپے تک خرچ کر دیتا ہے اور ووٹروں کے ضمیر کو خرید لیتا ہے مگر عالم دین اور مولوی کے پاس تو کتاب خریدنے کے لئے بھی پیسے نہیں ہوتے اور یہ سرمایہ دار چوہدری، دولت مند خان اور جاگیردار ملک اور مل مالک شیخ الیکشن پر تو لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں مگر کسی مسجد کے لئے ایک صف یا دو لوٹے اور یا کسی مولوی کو ایک کتاب لے کر نہیں دے سکتے۔

حضرات محترم! —— میں نے اپنی کتاب ''ماہ کنعان'' کی کتابت کے لئے اپنی ہی خاندان کے ایک عزیز سید شبیر حسین زیدی کو اس لئے منتخب کیا کہ میرے خاندان کے تین امتیازی نشانات رہتی دنیا تک اس خطۂ زمین پر سورج کی طرح چمکتے رہیں گے۔

Marfat.com

خطابت۔ طبابت اور کتابت

نہ ہی میرے خاندان جیسا کوئی خطیب اس دھرتی نے پیدا کیا ہے اور نہ ہی کوئی طبیب حکمت وطبابت کے میدان میں آگے بڑھا ہے اور نہ ہی کوئی کتابت میں ہم جیسی خوبصورتی اور دل کشی پیدا کر سکتا ہے۔

زریں رقم، سید محمد اشرف علی زیدی صاحب، نفیس رقم سید انور حسین زیدی صاحب، شبیر رقم سید شبیر حسین زیدی صاحب یہ تینوں یہ فن خطاطی کے ماہر اور میدان کتابت کے شہسوار مانے جاتے ہیں۔

ان کی کتابت رسالے، اشتہار اور کتابیں لکھنے تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ عربی، حجازی، مصری اور عراقی رسم الخط میں قرآن پاک لکھنے میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں ہے یہاں تک کہ نفیس رقم سید انور حسین زیدی صاحب نے اپنے فن خطاطی کی ماہرانہ صلاحیت کی بناء پر حکومت پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل بھی حاصل کر چکے ہیں۔

اور شبیر رقم سید شبیر حسین زیدی بھی میرے ہی خاندان کے آسمان کے ایک روشن ستارہ کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ صحافی، ایک صاحب ذوق شاعر اور ایک نامور کالم نویس بھی ہیں۔

جو اپنی قلم کے ذریعہ کتاب میں ایسی خوبصورتی اور رنگت پیدا کر دیتے ہیں کہ کتاب پڑھنے والا انسان کتاب کے مضمون کی بجائے ان کے فن کتابت پر تحسین و آفرین کے پھول نچھاور کرنے لگ جاتا ہے۔

گویا کہ سید شبیر حسین زیدی صاحب نے میری کتاب ''ماہ کنعان'' کی کتابت میں اپنے فن خطاطی کا کچھ اس طرح سے بھرپور مظاہرہ کیا ہے کہ کتاب کی ایک سطر میں چاند کی سنہری کرن دکھائی دیتی ہے۔ اور ایک ایک لفظ میں سچے موتیوں کی چمک نظر آتی ہے۔

اور یہ اپنے خاندان سادات الہڑ شریف ضلع سیالکوٹ کا ایک دانشمند اہل نظر، اہل

Marfat.com

دل اور صاحب ذوق فرزند ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی خوش اخلاق، ملنسار، خوش مزاج اردو اور پنجابی زبان کا عظیم شاعر بھی ہے جو دور دور تک کے مشاعروں میں اپنے پرمغز اور پرکیف کلام کی داد وصول کر چکا ہے آپ بھی اس کے حسنِ کلام کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

یاراں پچھے خون وی بہانا پیندا اے
کدی جند نال جند نوں وٹا نا پیندا اے
نئیں تے گلاں جھوٹھیاں نیں یاری والیاں
نئیں تے سولی اتے چڑھ کے وکھانا پیندا اے

سمجھ نئیں آوندی میں کس گل تے ہساں یا فیر روواں
اک دل میرا لکھاں غم نیں کدھر کدھر ہواں
جیہڑے دعویٰ پیار دا کردے اوہو ڈاکو نکلے!
ہتھیں اپنے لٹ کے لے گئے پیار دیاں خوشبواں

یا رب مجھے سکون دے صبر و قرار دے
سر سے میرے بلاؤں کا خطرہ اتار دے
سرخ آندھیوں کا موڑ دے رخ اے میرے خدا
اس پاک سرزمین کا جوبن نکھار دے

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ اس کی دین و دنیا سنوارے۔

*****..............................*****

Marfat.com

خصوصی معاونین حضرات

قارئین محترم —— پورے پاکستان میں میرے مخلص مریدوں کے علاوہ بہت سے میرے ایسے وفادار عقیدت مند اور جانثار احباب کرام بھی ہیں جو میرے دُکھ سکھ کے ساتھی اور میری خوشی وغمی میں برابر کے شریک ہونے کے ساتھ ساتھ میری مالی امداد بھی کرتے رہتے ہیں اور آئین وفا کے پیش نظر اور آدابِ دوستی کے تحت ہر مشکل و مصیبت کے وقت میرے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کا بھرپور مظاہرہ بھی کرتے ہوئے میرے قریبی رشتہ داروں کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔

مثلاً —— دو سال ہوئے مجھ پر بیماری کا شدید حملہ ہوا کہ موت وحیات کی کشمکش تک نوبت آن پہنچی تو ہماری گلی کے ایک زندہ دل اور ہونہار نوجوان عزیزم خالد اقبال نے کمال دانشمندی اور ذہنی فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے مجھے سول ہسپتال میں داخل کروادیا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ خالد اقبال ایک صالح، خوش اخلاق اور حلیم الطبع نوجوان ہے اور جب کبھی بن ٹھن کر گھر سے نکلتا ہے تو لکھنو کا شہزادہ معلوم ہوتا ہے، ہماری گلی کی رونق اور عزت بھی ہے اور ہر ایک کے دُکھ درد میں شریک ہو کر ہمدردی وخیر خواہی کے بھرپور جذبہ سے سرشار ہے اور اپنے والد گرامی صوفی محمد اقبال مرحوم جو واقعی ایک صوفی منش انسان تھے ان کی وفات کے بعد اس خوبصورت اور خوش مزاج نوجوان نے گھر کا انتظام اس خوش اسلوبی سے سنبھال رکھا ہے کہ کسی بہت بڑے گھر کا معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

میرا دل و جان سے ادب و احترام کرتے ہوئے میری بات کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔

مصیبت —— مشکل اور بیماری کے وقت بھرپور تعاون کے جذبہ کے پیش نظر ہی مجھے سول ہسپتال لے گیا تھا۔

حضرات محترم —— آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ جب یہ خبر شہر میں پھیلی تو میرے مریدوں، مقتدیوں اور دوستوں کا ہسپتال میں ایک میلہ سا لگ گیا اور جب میں شام کے وقت ہسپتال میں داخل ہوا تو میری جیب میں صرف بتیس سو روپے تھے اور جب صبح کی نماز پڑھی تو میز پر علاج کی دوائیوں —— گولیوں اور شیشیوں کے علاوہ ۳۴ ہزار کی کثیر رقم بھی پڑی تھی۔

اور ہسپتال کے بوچڑ خانہ میں ایئر کولر بھی مہیا کر دیئے گئے تھے —— اور ایک ہفتہ کے بعد جب میں گھر آیا تو مکان میں ایئر کنڈیشنر بھی لگا ہوا تھا۔

یہ کون لوگ تھے ان کا ذکر آگے آئے گا۔

انشاء اللہ العزیز

اور پھر جامع الفردوس منصور آباد کی انتظامیہ کمیٹی کے تمام ممبران اور میرے ہزاروں مقتدی عید کی نماز ہو یا جمعۃ المبارک کا خطبہ —— والدہ مرحومہ کا سالانہ ختم شریف ہو یا شب برأت کا جلسہ تقریر کے دوران جھوم جھوم کر نذرانوں کی صورت میں ہزاروں روپے نچھاور کر دیتے ہیں۔

مرزا محمد اسحاق صاحب صدر، حاجی محمد اسحاق صاحب نائب صدر، چودھری عطا محمد صاحب کونسلر —— حاجی غلام رسول صاحب، حاجی محمد ایوب صاحب خادم حسین صاحب بھٹی، حاجی محمد ذوالفقار صاحب، محمد اسلم صاحب واپڈا والے محمد فیاض صاحب ڈپو والے، محمد بھولا دکاندار، شیخ محمد سعید صاحب، چوہدری محمد سعید صاحب، محمد ریاض بھٹی سیکرٹری، حاجی نصیر، حاجی جان محمد، بھائی محمد حسین، عزیز محمد یٰسین ان وفادار دوستوں

Marfat.com

کے علاوہ مسجد کے پہلے سیکرٹری اور خزانچی جناب شیخ گلزار احمد صاحب مرحوم جو کہ ایک صاحب ذوق انسان تھے اور میرے ساتھ انتہائی عقیدت رکھتے تھے اور اپنی خوش حالی کو میری دعاؤں کا نتیجہ سمجھتے تھے اور ہر وقت میری خدمت کا جذبہ رکھتے تھے وہی مسجد کے تمام انتظامات نہایت ہی احسن طریقہ اور دینی فریضہ جان کر بڑی خوش اسلوبی سے اٹھارہ سال مسجد کا انتظام چلاتے رہے۔ وہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمت کی چادر کا سایہ رکھے۔ آمین!

حضرات گرامی! اس مطلب پرست دنیا اور اس مفاد پرست زمانہ اور اس خود غرضی کے دور اور سرمایہ داری کے کاروبار حیات میں جب کہ بے رحم تاجر سفاک مل مالکان اور ظالم چوہدری اپنے مفاد کی خاطر غریب و مفلس اور مزدوروں کے منہ سے روٹی کا آخری ٹکڑا بھی چھین لیتے ہیں اور ناجائز تجاوزات کا بہانہ بنا کر غریب لوگوں کے کھوکھے بھی گرا دیتے ہیں اور مفلس و بے سہارا مزدوروں کی جھونپڑیاں تک ڈھا دیتے ہیں اور اپنی دولت کے نشہ میں بدمست ہو کر بیوہ عورتوں کے سر سے شرم و حیا کی چادر بھی کھینچ لیتے ہیں ہ

اور پھر دینی رہنماؤں۔ مذہبی پیشواؤں اور حق پرست علمائے کرام کے خلاف پیپلز پارٹی کی طرف سے پھیلائی ہوئی نفرت و عداوت کے منحوس دور میں میرے ساتھ مقتدیوں اور عوام کی طرف سے اتنا اچھا سلوک۔ اتنی عقیدت اور اتنی وفاداری قدرت کی ایک کرشمہ سازی ہی ہے۔

یا میرے مرشد لاثانی کا فیض اور یا ماں کی دعاؤں کا اثر ——

لیکن —— اس مکر و فریب کی دنیا میں مفاد پرستی کے زمانہ اور نفس پرستی اور خود غرضی کے دور میں ایسے حق پرست انسان بھی ابھی زندہ ہیں جو محبت و عقیدت اور یاری دوستی کی لاج رکھنے کی خاطر اپنی جان کی بازی تو لگا دیتے ہیں مگر آئین وفا اور آداب دوستی کی توہین نہیں ہونے دیتے۔

Marfat.com

اور ایسے ہی حق شناس —— حق بین اور حق پرست آدمیوں اور میرے مخلص عقیدت مند آدمیوں اور وفادار دوستوں کی فہرست میں پہلا نام جناب محترم حافظ منظور احمد صاحب کا آتا ہے۔

جو یاری لگانا بھی جانتے ہیں اور اسے نبھانا بھی! اور جو آئین وفا سے بھی واقف ہیں اور آداب دوستی سے بھی آشنا ہیں۔

حضرات گرامی! یاد رہے کہ ہمارے دوستی کا رشتہ بہت پرانا ہے اور انشاء اللہ الکریم ہم دونوں کی دوستی و محبت کا سورج کبھی غروب نہیں ہوگا اس لئے کہ ہم دونوں آپس میں پیر بھائی بھی ہیں اور یہ روحانی رشتہ تو جنت کی بہاروں تک قائم رہتا ہے۔

اس لئے کہ نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں —— اور برادرِ طریقت ہونا کوئی معمولی نسبت نہیں ہے۔

اور یہ رشتہ اس طرح ہے کہ میں شہباز لامکانی حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ عالیہ کا مرید اور خلیفہ مجاز ہوں اور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ کو آستانہ عالیہ چورہ شریف کے خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چشمۂ فیوض و برکات اور مرکز فقر و درویشی سے روحانی فیض حاصل تھا اور محترم حافظ منظور احمد صاحب مرید ہیں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف موہری شریف کے جو کہ اپنے زمانہ کے جلیل القدر ولی کامل تھے اور خواجہ نواب الدین صاحب خلیفہ اعظم تھے۔ خواجۂ عصر۔ مرد درویش اور دریائے حقیقت و معرفت کے شناور جناب خواجہ عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف راولپنڈی کے۔ اور جناب خواجہ عبدالکریم کے سر پر بھی خلافت کا تاج حضرت منبع روحانیت، چشمۂ طریقت اور مرکز نقشبندیت جناب خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آستانۂ عالیہ چورہ شریف نے ہی رکھا تھا۔

غرضیکہ میرا دادا پیر خانہ بھی چورہ شریف ہے اور حافظ منظور احمد صاحب کا دادا پیر

Marfat.com

خانہ بھی ایک وسیلہ سے چورہ شریف ہی بنتا ہے تو اس ایمانی اور روحانی نسبت سے ہم دونوں پیر بھائی بھی ہیں پھر ہم دونوں کی دوستی کا رشتہ مستحکم اور محبت و الفت کا ناطہ پائیدار کیوں نہ ہو۔

احباب کرام! یہ بھی یاد رہے کہ جناب حافظ منظور احمد صاحب یکم مارچ ۱۹۶۲ء میں شیخ المشائخ حضرت خواجہ نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر ان کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن پر پہن لیا اور پھر آہستہ آہستہ مرشد کامل کی لطف و کرم کی نگاہ نے حافظ صاحب کے سینہ میں روحانیت کی شمع روشن کر دی اور ساتھ ہی خلافت کے گلشن کے خوبصورت اور مہکتے ہوئے پھولوں کا ہار حافظ منظور احمد صاحب کے گلے میں ڈال دیا۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ مرشد کامل ہو اور مرید طالب صادق ہو تو پھر مرشد پاک کی ظاہری اور باطنی توجہات کے ذریعہ طریقت و روحانیت کی منزلیں طے کرنی آسان ہو جاتی ہیں اور پیر کامل کی ایک نگاہ ہی سے سلوک کے راستوں پر چل کر مخلص مرید اپنی منزل کو پالیتا ہے۔

اسی لئے درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم اعلان کرتا ہے —— کہ

نگاہِ فقر میں شان سکندر کیا ہے
خراج کی جو گدا ہے وہ قیصری کیا ہے

اور ——

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

اور ——

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

Marfat.com

اور پھر خواجہ صاحب کی نظر لطف و کرم اور نگاہِ التفات و عنایات نے حافظ منظور احمد صاحب کو فقر و درویشی کی اس منزل پر پہنچا دیا کہ جہاں ایک حق شناس انسان کو اپنے محبوب حقیقی کے سوا اور کوئی شے نظر نہیں آتی۔

اور آج کل حضرت خواجہ نواب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد ان کے سجادہ اور مصلیٰ کے صحیح وارث اور جانشین حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب کی باطنی توجہ اور فیوض و برکات کی نگاہ حافظ صاحب پر اسی طرح ہے جس طرح حضرت خواجہ نواب الدین صاحب کی تھی۔

ادھر سے وہی عقیدت اور ادھر سے وہی شفقت اور ادھر سے وہی ارادت اور ادھر سے وہی عنایت —— اور ادھر سے وہی غلامی کی زنجیر اور ادھر سے وہی بدلتی ہوئی تقدیر۔

گویا کہ —— کہ سب آستانہ عالیہ موہری شریف ہی کا فیض ہے کہ جب سے حافظ منظور احمد صاحب کے دامن میں فقر و درویشی کی دولت آئی ہے تب سے ان کے دل میں نہ کسی سے نفرت، نہ سینہ میں کسی سے عداوت اور نہ ہی دماغ میں کسی سے حسد و بغض بلکہ دل آئینہ کی طرح صاف اور سینہ شیشہ کی طرح شفاف

اور پھر غریبوں —— مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور دکھی انسانوں کی اعانت و امداد کے لئے ان کی کوٹھی کا دروازہ دن رات کھلا رہتا ہے۔

احباب کرام —— یہ بھی یاد رہے کہ جناب حافظ منظور احمد صاحب کے والد گرامی جناب میاں محمد سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محترم جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے اور مخلص و جانثار مریدوں میں شمار ہوتے تھے۔

اور حافظ صاحب کے دادا جناب حکیم غلام محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانہ کے طب یونانی کے عظیم معالج اور حکمت مشرق کے جالینوس مانے جاتے تھے اس لئے

Marfat.com

کہ دست شفار کھتے تھے!

اور پھر ان کمالات کے ساتھ ساتھ طریقت و معرفت کے میدان کے بھی شہسوار تھے۔

اور حافظ صاحب کا شجرۂ نسب کئی واسطوں سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے! ۱۹۵۱ء میں عبداللہ پور میں پرنٹنگ فیکٹری لگا کر اپنے کاروبار کا آغاز کیا جو کہ میری معلومات کے مطابق —— لائکپور —— فیصل آباد میں یہ پہلی فیکٹری تھی۔

اور پھر حافظ صاحب آہستہ آہستہ اپنی ذہنی قابلیت کی وجہ سے شہر کے بااثر اور تاجر پیشہ لوگوں کی صف میں شامل ہو گئے —— اور پھر انہوں نے زمین کی خرید وفروخت کا وسیع کاروبار شروع کر دی اور پھر جوں جوں ان کے کاروبار میں وسعت اور برکت پیدا ہوتی رہی توں توں اس کے ساتھ درویشی اور غریب پروری کا سورج بھی پوری آب و تاب سے چمکتا رہا۔

اقبال مرحوم کہتا ہے۔

مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے

اور ——

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر اور فقر ہے شاہوں کا شاہ

محترم جناب ڈاکٹر محمد بشیر احمد صاحب بٹالہ کالونی والے بیان کرتے ہیں کہ میں بیعت ہونے کے بعد حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے گیا تو گیارہ دن تک منبر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا رہا۔

گیارہ دن کے بعد شہنشاہ اقلیم رسالت —— آفتاب سماء نبوت اور تاجدار ختم نبوت کی زیارت پاک سے مشرف ہوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی

Marfat.com

ساتھ تھے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ پاکستان واپس جاؤ تو حافظ منظور احمد سے مل کر ان سے روحانی فیض حاصل کرنا کیوں کہ ہمارے دفتر ولایت میں ان کا نام روشن ہے اور فقر و درویشی کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے۔

اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے ـــــ کہ

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

حضرات محترم! ـــــ اسی لئے لوگ جناب منظور احمد صاحب کو اب اس لئے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ یہ بہت بڑے تاجر۔ دولتمند اور سرمایہ دار ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ یہ عوام میں بھی اور شہر کے ممتاز مذہبی رہنماؤں سماجی کارکنوں اور تبلیغی انجمنوں کے سرکردہ لوگوں میں قابل اعتماد و قابل احترام مانے جاتے ہیں کہ حافظ منظور احمد صاحب دین و مذہب کی نشر و اشاعت کی رفاہِ عامہ کے کاموں میں پوری فراخ دلی سے حصہ لیتے ہیں اور پابند صوم و صلوٰۃ کے ساتھ ساتھ عجز و انکساری جیسی طبیعت بھی رکھتے ہیں اور دل میں اولیاء کرام کی محبت ـــــ درویشوں کی الفت اور بزرگان دین سے عقیدت بھی موجزن رہتی ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے مرشد پاک کے عطا کردہ روحانی فیض کو عام کرنے کیلئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو فروغ دینے کی غرض سے ہر مہینہ کی دوسری جمعرات کو حضرات بابا نور شاہ ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار پر ذکر و فکر اور مراقبہ کی ایک مجلس منعقد کرتے ہیں اور ان صفات و کمالات کے ساتھ محترم حافظ صاحب نے اسی دربار پر ہی ایک دینی درس گاہ جامعہ انوار القرآن کے نام سے قائم کر رکھی ہے جس کے چشمہ سے شراب ہونے کے لئے دور دور سے تشنگان علم و معرفت آ کر اپنی پیاس بجھاتے

Marfat.com

رہتے ہیں اور آفتاب قرآن کے انوار سے اپنے سینوں کو منور کرتے رہتے ہیں۔

قارئین محترم —— جناب حافظ منظور احمد صاحب کے اس مختصر تعارف کے بعد اب میرے ساتھ ہر روز اور ہر وقت ہمدردی و خیر خواہی اور محبت کے متحکم جذبات اور فراخدلی اور کشادہ دلی سے گراں قدر خدمات بھی ملاحظہ فرمائیں جنہیں پڑھ کر آپ ضرور محسوس کریں گے کہ یہ مرد حق پرست اور مرد درویش یعنی حافظ منظور احمد صاحب صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے لئے ایک پرائیویٹ بینک کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مثلاً —— ابھی چند دن ہوئے میں ان سے ملنے کے لئے گیا حسب عادت بڑے ہی تپاک سے ملے کہنے لگے کسی مست درویش کی کوئی بات سناؤ —— تو میں نے انہیں دہلی کے شیخ حسن مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق دلچسپ حکایت سنائی جسے شیخ عبدالحق محدث و محقق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں لکھا ہے۔

کہ حضرت شیخ حسن مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصبہ ریری کے رہنے والے تھے لیکن اکثر دہلی شہر کے گلی کوچوں میں گشت کرتے رہتے تھے اور اپنی مجذوبیت کی عجیب و غریب حرکات سے عوام کی نگاہوں کا مرکز بنے رہتے تھے!

دہلی کے فرمانروا سلطان سکندر لودھی پر ان کے عدل و انصاف اور ان کی رحم دلی اور سخاوت کے سبب ان پر عاشق تھے۔

سلطان نے کئی مرتبہ انہیں جیل خانہ میں قید کر کے پاؤں میں آہنی زنجیریں پہنا دیں مگر وہ اپنی کیف و مستی کی حالت اور اپنی مجذوبی کیفیت میں سرشار ہو کر جب یہ مستانہ نعرہ لگاتے تو پاؤں کی زنجیریں ٹوٹ جاتی تھیں اور جیل خانہ کے دروازے خود بخود کھل جاتے تھے اور اب پھر دہلی کے بازاروں میں چکر لگاتے لوگوں کو دکھائی دیتے تھے —— مستانہ نعرہ یہ تھا۔

او سلطان سکندر

Marfat.com

تو سلطان ہے اور میں حکمران ہوں
تو سکندر ہے اور میں قلندر ہوں۔

اور ساتھ ہی میں نے علامہ اقبال مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ دیئے ملاحظہ فرمایئے۔

قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا
اور فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

اور ——

مہرو ماہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

اور ——

قلندرانہ ادائیں سکندرانہ جلال
یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں

محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزید لکھا ہے کہ:

''ایک دن سلطان سکندر لودھی اپنے شاہی دربار میں بڑے جاہ وجلال کے ساتھ تخت پر بیٹھا تھا کہ شیخ حسن مجذوب اچانک دربار میں آ گیا۔''

سلطان نے پوچھا۔

کیوں آیا ہے دربار میں؟

مجذوب نے جواب دیا!

میں تیرا عاشق ہوں —— تجھے دیکھنے کے لئے آیا ہوں!

سلطان نے غصہ میں آ کر کہا —— اچھا! آج تیری مجذوبیت دیکھتا ہوں! سلطان کے پاس کوئلوں کی بھری ہوئی انگیٹھی رکھی تھی جس سے آگ کے انگاروں کے شعلے نکل رہتے تھے سکندر نے حسن مجذوب کا سر پکڑ کر اس انگیٹھی میں رکھ دیا اور اوپر

Marfat.com

ڈھکنا دے دیا۔

دس منٹ کے بعد سکندر لودھی نے جب ڈھکنا اٹھایا تو حسن مجذوب نے مسکراتے ہوئے انگیٹھی سے سر باہر نکال لیا۔

اور پھر درباریوں نے دیکھا کہ حسن مجذوب کے سر اور بدن پر آگ کا کوئی اثر و نشان نہیں تھا۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن پر دوزخ کی بھی آگ حرام ہے!

میں نے یہ ایمان افروز حکایت بیان کی تو پھر کیا تھا —— حافظ صاحب تڑپ گئے اور جھوم اٹھے پھر میں نے دوران گفتگو اپنی کتاب "ماہ کنعان" کا ذکر کیا تو فوراً پانچ ہزار روپے میری جیب میں ڈال دیئے۔

اور کہا ——

صاحبزادہ صاحب —— آپ جس خوبصورت انداز میں شان رسالت اور شان ولایت بیان کرتے ہیں یہ اس کا انعام ہے۔

میری طرف سے کتاب کی اشاعت میں یہ میرا حصہ شامل کرلو۔ خیال تو دو ہزار کا تھا لیکن پھر خیال آیا کہ چلو پنجتن کے نام پر ۵ ہزار کردوں۔

(۲) نو جنوری ۱۹۶۳ء کو پورے مغربی پاکستان کے گورنر ملک امیر محمد خاں مرحوم آف کالاباغ کے خلاف میں نے بجلی گھر کی وسیع گراؤنڈ میں رمضان شریف کے مقدس مہینہ میں ایک دھواں دھار تقریر کی —— اور کہا! —— کہ —— گورنر کی مونچھوں سے تو بغاوت ہوسکتی ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں سے بغاوت نہیں ہوسکتی۔

"مجھے گرفتار کر کے لاہور کے شاہی قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔"

جناب حافظ منظور احمد صاحب نے گھر پیغام بھیجا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں انشاء اللہ ہر چیز گھر پہنچتی رہے گی۔

اور پھر ایک لاکھ روپے لے کر جناب چوہدری غلام مرتضٰی کے ساتھ پنجاب کے

Marfat.com

ہوم سیکرٹری شہزادہ عالمگیر سے ملے اور اسے کہا کہ یہ رقم لے لو اور صاحبزادہ صاحب کو رہا کر دو۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر رقم لینے سے انکار کر دیا کہ یہ معاملہ میرا نہیں ہے بلکہ براہ راست گورنر صاحب کا ذاتی معاملہ ہے۔

(۳) سکندر مرزا کا دور سیاہ تھا اور یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے جب صدر محمد ایوب مرحوم نے ملک میں مارشل لاء لگا کر خود عنان حکومت سنبھال تھی۔

سکندر مرزا کی ملکی سالمیت کے خلاف درپردہ کارروائیوں اور ان کی بے اعتدالیوں اور شیعہ حضرات پر کرم نوازیوں کو دیکھتے ہوئے میں نے طارق آباد کی جامع مسجد نور میں جمعۃ المبارک کے خطبہ میں اس کے خلاف ایک ولولہ انگیز تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

"یہ سکندر مرزا اس غدار خاندان کے میر جعفر سے تعلق رکھتا ہے جس نے بنگال کے شہنشاہ سراج الدولہ کے خلاف انگریزوں کے ساتھ مل کر غداری کی تھی اور سراج الدولہ کی لاش کو خاک وخون میں تڑپایا تھا۔

جس کے متعلق علامہ اقبال مرحوم بھی پکار اٹھا۔ کہ

جعفر از بنگال صادق از دکن
ننگ قوم و ننگ دیں ننگ وطن

اور غداری کا خون انسان کی رگوں سے پانچ سو سال تک نہیں جاتا۔ لہٰذا یہ سکندر مرزا بھی پاکستان کا غدار ہے!

مجھے حکومت کا باغی قرار سمجھ کر گوجرانوالہ کی جیل میں قید کر دیا گیا۔

چند دنوں کے بعد مجھے پتہ چلا کہ حافظ منظور احمد صاحب فیصل آباد کی ایک ممتاز شخصیت اور سماجی کارکن جناب سید فضل شاہ کو ساتھ لے کر گوجرانوالہ جیل میں میری ملاقات کے لئے گئے تھے اور معقول رقم میرے کھاتہ میں جمع کروا گئے ہیں۔

احباب کرام —— یہ یاد رہے کہ جیلوں کے اخلاقی قیدیوں کی ملاقات تو ہفتہ

Marfat.com

میں ایک بار ضرور ہو جاتی ہے یہاں تک ڈکیتی و قتل کے گھناؤنے اور خطرناک مجرموں کے لئے بھی یہ رعایت حاصل ہے مگر سیاسی اور مذہبی اسیروں کے لئے جیل کے قوانین میں ایسی کوئی رعایت نہیں ہے۔

اسی وجہ سے ان دونوں وفادار دوستوں کی مجھ سے ملاقات نہ ہو سکی مگر گوجرانوالہ کی خفیہ پولیس نے لائلپور کی پولیس کو غلط رپورٹ دیدی کہ حافظ منظور احمد اور سید فضل شاہ کی گوجرانوالہ جیل میں صاحبزادہ سید افتخار الحسن سے دو گھنٹے ملاقات کی ہے۔

یہ دونوں حضرات واپس آئے تو لائلپور کی پولیس انہیں گرفتار کرنے کیلئے جگہ جگہ چھاپے مارنے لگ گئی لیکن جب پتہ چلا کہ گوجرانوالہ پولیس نے غلط رپورٹ دی ہے تو ان کی جان چھوٹی۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگر میرے یہ دونوں جانثار عقیدت مند گوجرانوالہ جیل کے ظالم عملہ اور سفاک پولیس کو کچھ نذرانہ پیش کر دیتے تو ان کے خلاف غلط رپورٹ نہ دی جاتی۔

سید افتخار الحسن مزید انکشاف کرتا ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہوا کہ ان دونوں پر خیر گزری ورنہ اس ملک میں تو پولیس کی غلط رپورٹ پر کئی بے گناہ لوگ تختۂ دار تک جا پہنچتے ہیں۔

اور حافظ صاحب کی یہ وفاداری صرف یہیں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ہر عید، ہر شب رات اور ہر عرس و میلاد پر ان کی دریا دلی کا ایسا ہی مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے۔

محترم حضرات —— دیکھا آپ نے کہ حافظ صاحب کی میرے ساتھ وفاداری —— جانثاری، فراخ دلی اور وسعت قلبی کس کس انوکھے انداز اور کون کون سے نرالے راستوں پر کیسے کیسے محبت بھرے طریقوں سے بھرپور اور خصوصی معاون کے طور پر میری حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں جو آج تک جاری ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم بادشاہ صاحب ہر سال رمضان المبارک کے مقدس مہینہ کی

Marfat.com

آخری جمعرات کو مری کے فلک بوس پہاڑوں پر جشن نزول قرآن کا اہتمام بڑے ہی تزک واحتشام سے کرتے ہیں جو اس مردحق پرست کا ایک لازوال اور عظیم کارنامہ ہے۔

اس لئے کہ جن پہاڑوں پر ہر وقت ضلالت وگمراہی کی تاریکیاں چھائی رہتی ہیں اور خصوصاً گرمیوں میں عیاش سرمایہ داروں کے باعث عیاشی وفحاشی کا اڈا بن جاتے ہیں وہاں خواجہ صاحب کا جشن نزول قرآن کے ذریعہ نیکی وشرافت کا اجالا کرنا اور عوام کو رشد وہدایت کا پیغام دینا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرنے کے مترادف ہے۔

اور اس نورانی اجتماع میں جہاں ملک کے ممتاز مشائخ عظام اور سرکردہ علمائے کرام کا ایک جم غفیر دکھائی دیتا ہے وہاں پاکستان کی نامور شخصیات بھی نظر آتی ہیں جن میں گورنر، وزیر، سفیر اور سول اور فوجی افسران بھی کثیر تعداد میں شریک ہو کر فقیر و درویشی کی اس پاکیزہ محفل کے چشمۂ فیض سے فیضیاب ہوتے ہیں اور پھر آخر میں جب شمع محمدی کے پروانوں اور مرشد پاک خواجہ محمد معصوم صاحب کے دیوانوں کا وجد آفرین جلوس خواجہ صاحب کی قیادت میں اس نحوست ویبوست کے پراگندہ ماحول میں کیف و مستی میں جھومتا ہوا سڑکوں پر نکلتا ہے تو حق اللہ کے فلک شگاف نعروں سے پہاڑوں کے پتھر بھی جھوم اٹھتے ہیں اور پھر ہر شجر وحجر سے بھی یہی آواز سنائی دیتی ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عملی مظاہرہ اس لئے بھی قابل تعظیم ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی نبوت کا اعلان مکہ مکرمہ کے ایک پہاڑ یعنی کوہِ فاران کی چوٹی پر چڑھ کر کیا تھا۔

دوسرے خطیب حضرات کی طرح میں بھی اس جشن میں ہر سال خواجہ صاحب کی طرف سے خصوصی دعوت پر حاضر ہوا کرتا تھا۔ دو سال ہوئے میں بیماری کے باعث وہاں شریک نہ ہو سکا۔ جناب خواجہ صاحب کو میری بیماری کا پتہ چلا تو میری عیادت کیلئے

Marfat.com

کوہِ مری سے چلے اور حافظ منظور احمد صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچے اور پھر حافظ صاحب انہیں ساتھ لے کر میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئے۔

حضرت خواجہ صاحب نے عیادت اور بیمار پرسی کے اصولوں کے مطابق علاج معالجہ کے لئے نذرانہ پیش کیا اور صحت کے لئے دعا بھی فرمائی اور ساتھ ہی حافظ صاحب نے بھی دوا دارو کے لئے کثیر رقم میری جیب میں ڈال دی۔

حضرات محترم! —— ان مسلمہ حقائق کی روشنی میں سید افتخار الحسن سچ کہتا ہے کہ جناب حافظ منظور احمد صاحب میرے ایک پرائیویٹ بینک کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اور پھر یہ بھی انتہائی خوشی کی بات ہے کہ اس عیاشی اور فحاشی کے بھیانک اور خطرناک دور اور بد اخلاقی کے زمانہ اور غنڈہ گردی کے تباہ کن ماحول میں جب کہ ہر نوجوان اپنے آپ کو غنڈہ اور اوباش کہلوانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ حافظ صاحب کے صاحبزادگان ایسے گندے معاشرہ سے کوسوں دور رہتے ہیں۔

اور یہ میرے دیکھنے کی بات ہے کہ ان میں بھی اپنے باپ جیسی شرافت جھلک ان کی پیشانیوں پر دکھائی دیتی ہے۔

اور اپنے باپ کی طرح ہر ایک سے حسن سلوک اور ہر مہمان کے ساتھ حسن اخلاق اور ہر دکھی انسان سے ہر ہمدردی و خیر خواہی کا جذبہ ——

اور ہر محتاج و تنگدست آدمی کے ساتھ فراخ دلی اور خندہ پیشانی کا مظاہرہ ——

اور ہر وقت اور ہر حال میں اپنے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری ان کی عادت اور ان کے ہر حکم کی تعمیل ان کا شیوہ بن چکا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی پاک وصاف، اطاعت گزار اور فرمانبردار بیٹے کے لئے ہی دعا فرمائی تھی اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی من الصالحین بیٹے کی آرزو کی تھی کہ یا اللہ مجھے نیک، صالح اور حق پرست بیٹا عطا فرمادے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے ان دونوں برگزیدہ رسولوں کی دعائیں قبول کرتے

ہوئے ان کی تمنا اور آرزو کے مطابق انہیں ایسے ہی بیٹے عطا فرما دیئے۔

جناب حافظ منظور احمد صاحب کی اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہوگی کہ انہیں بھی انہیں صفات کے صاحبزادے اللہ کریم کی طرف سے ایک عظیم نعمت کی صورت میں عطا فرمائے گئے۔

بزرگان دین! —— یہ یاد رہے کہ صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے نزدیک کسی مسلمان مریض بھائی کی عیادت اور بیمار پرسی کرنا کسی محتاج و تنگدست بھائی کی حاجت پوری کرنا —— کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا —— کسی بھوکے مسلمان بھائی کو کھانا کھلانا —— کسی کی مشکل اور مصیبت کے وقت کام آنا اور کسی قیدی کو رہا کروانا یہ محض ایک حسن عمل اور کار ثواب ہی نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ ایک مقبول عبادات کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔

بزرگان دین —— بہت دور آ کر "ماہ کنعان" یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت پاک کا ایک نہایت ہی ایمان افروز اور روح پرور پہلو یاد آیا ہے کہ وہ بھی جب مصر کے قید خانہ میں تھے تو قیدی ہونے کے باوجود ان تمام اعمال حسنہ پر عمل پیرا رہتے تھے۔ اور جیل کے ساتھیوں نے ان سے کہا تھا۔

اِنَّا نَرٰاکَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ

کہ ہم تجھے اے یوسف نیکوکار اور احسان کرنے والوں میں سے دیکھتے ہیں۔

اور وہ احسان مندرجہ ذیل تھے۔

اِنَّہٗ کَانَ اِذَا مَرَضَ رَجُل" مِّنْھُمْ قَامَ اِلَیْہِ

کہ جب مصر کی جیل کا کوئی قیدی بیمار ہو جاتا تھا تو اس کی عیادت کرتے اور جب تک وہ مریض شفایاب نہ ہو جاتا اس کی تیمارداری میں لگے رہتے تھے

وَاِذَا اَضَافَ وَسَعَ لَہٗ

اور جب کوئی قیدی تنگدست ہو جاتا تھا تو حضرت یوسف اس کی تنگدستی کو دور کر

Marfat.com

دیتے تھے

وَاِذَا اَحْتَاجَ جَمَعَ لَهٗ

اور جب کوئی قیدی محتاج ہو جاتا تھا تو اس کی دستگیری کیا کرتے تھے۔

وَاِنَّهٗ کَانَ یُعْطِی الْفَقِیْرَ مِنْهُمْ.

اور فقیر کو کچھ عطا کرتے!

وَیَعُوْدَ الْمَرِیْضَ!

اور بیمار کی عیادت کرتے تھے!

وَیسقی العطشان!

اور پیاسوں کو پانی پلاتے تھے۔ بلکہ سید افتخار الحسن تو کہتا ہے کہ مصر کے شاہی دسترخوان سے خصوصی —— رنگ برنگے اور پر تکلف کھانے جو بی بی زلیخا اپنے محبوب حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے قید خانہ میں بھیجا کرتی تھی وہ کھانے بھی قیدیوں کو کھلا دیا کرتے تھے۔

اور پھر ایسی ہی اعلیٰ صفات کے باعث حضرت یوسف علیہ السلام جیل کے تمام قیدیوں اور افسران کے محبوب اور من المحسنین بن گئے تھے۔

حضرات گرامی! —— جناب حافظ منظور احمد صاحب کے علاوہ اور میرا مرید نہ ہونے کے باوجود جناب ''محمد مشتاق'' صاحب کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ جو مجھ سے بے پناہ عقیدت رکھنے کے ساتھ ساتھ انتہائی خلوص سے اپنی فراخ دلی اور فیاضی کا مشاہرہ کرتے ہوئے میری حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں

اور ان کی طرف سے یہ فیاضی اور مالی امداد مجھ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ انسانی ہمدردی کے جذبہ سے سرشار ہونے کے باعث ہر محتاج اور ہر دکھی انسانیت پر ان کی دولت کی پیٹی کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے۔

اور یہ غربت و مفلس لوگوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کی لگن اس لئے بھی ہے

Marfat.com

کہ سرمایہ کے لحاظ سے ملک کی ایک بہت بڑی پریمیئر انشورنس کمپنی فیصل آباد کے ایک دیانت دار، محنتی اور با اعتماد اعلیٰ افسر ہونے اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ رکھنے کے باوجود بھی نہ دل ودماغ میں تکبر وغرور کے جراثیم اور نہ ہی قلب ونظر میں نفرت وعداوت کے کیڑے اور نہ ہی جان وجگر میں حسد وبغض کی بیماری اور نہ ہی سینہ وذہن میں عناد وتعصب کی مرض —— اور پھر یہ بھی مشتاق محمد صاحب کا کمال ہے کہ تقدیر یزداں کا بہانہ بنا کر حوصلہ نہیں ہارتے بلکہ اپنی زندگی کو خوشحال اور پروقار بنانے کیلئے اپنے مقدر کے چمنستان کی حنا بندی کرنے کی خود کوشش کرتے ہوئے درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم کی اس دل کش رباعی کے مصداق بن جاتے ہیں...... کہ

تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے

اور —— پھر اقبال مرحوم کا یہ شعر بھی میرے وفادار دوست محمد مشتاق پر پوری طرح صادق آتا ہے —— کہ

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسن معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

اور —— یہی نہیں بلکہ اپنے من کی دنیا کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر محبت و اخوت کے سچے موتی انسانیت وشرافت کے گراں قدر گوہر اور وفا ومروت کے لعل و جواہر نکالنے کی پوری صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

مردِ قلندر علامہ اقبال مرحوم بھی مردِ مومن کو پیام دیتے ہوئے کہتا ہے —— کہ

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

Marfat.com

اور ——

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں!
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا دھن

اور جناب محمد مشتاق صاحب بھی اس مطلب پرست دنیا —— مفاد پرست زمانہ اور خودغرض اور تن پرست دور میں اپنے من کی دنیا کی حفاظت کرتے ہوئے ایک پکے اور سچے مردمومن کی طرح دل میں درد و سوز کی دولت —— سینہ میں آئین وفا کا خزانہ اور آنکھوں میں آداب دوستی کا نور رکھنے کے ساتھ ساتھ حسن اخلاق اور اسرار خودی کے شعور سے بھی اپنا دامن بھرا رکھتے ہیں

کیوں کہ وہ اقبال مرحوم کے فلسفۂ خودی اور حقیقت افروز قلندرانہ جاہ وجلال پر پورا یقین رکھتے ہیں —— کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اور ——

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

اور پھر میرے اس مخلص دوست اور وفادار عقیدت مند کے حسن اخلاق اور خندہ پیشانی سے میل ملاپ کے سبب اور ان کی فراخ دلی اور فیاضی کے باعث ان کے دفتر میں فیصل آباد اور بیرون شہر کے بڑے بڑے تاجروں —— ممتاز صنعت کاروں —— سرکردہ مل مالکوں اور سرمایہ دار چوہدریوں کا ایک میلہ سالگا رہتا ہے۔

اور پھر پریمیئر انشورنس کمپنی میں محمد مشتاق صاحب کے آنے سے پہلے کمپنی کا

Marfat.com

سرمایہ لاکھوں تک محدود تھا مگر اب ان کی دن رات کی کوشش، صبح و شام کی محنت اور کمپنی کو عروج پر پہنچانے کی لگن کی وجہ سے کمپنی کا سرمایہ کروڑوں تک جا پہنچا ہے۔

اقبال مرحوم نے کیا ہی حقیقت افروز بیان کیا ہے —— کہ

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق
ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

اور اسی حسن اخلاق اور خندہ پیشانی اور اپنی دریا دلی کے باعث عوام و خواص میں ایک شریف النفس انسان اور ایک حلیم الطبع آدمی کے حوالہ سے عزت و احترام کا بلند مقام رکھتے ہیں۔

قارئین کرام —— یہاں پر جناب محمد مشتاق صاحب کی طرف سے میرے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا پرانا قصہ بھی یاد آیا ہے۔

وہ یوں ہوا کہ آج سے کوئی بیس سال پہلے یہ دی ایسٹرن فیڈرل یونین انشورنس کمپنی فیصل آباد میں ملازم تھے اور اسی دفتر میں جو کہ طارق آباد محلّہ میں قائم تھا۔ عزیز القدر صوفی اقبال صاحب مرحوم بھی کام کرتے تھے جو کہ صحیح معنوں میں صوفی منش اور زندہ دل انسان تھے۔

اور اسی عملہ کے ایک پراگندہ ذہن اور مردہ ضمیر رکھنے والے محمد شفیق بھی رکن تھے۔ شفیق صاحب نے مجھے سبز باغ دکھلا کر اور چکنی چپڑی باتیں سنا کر ۲۲۷ روپے سالانہ کی قسط پر سترہ سال کے لئے میری پالیسی کا فارم پر کروا کر مجھ سے پہلے قسط کی مذکورہ رقم تو لے لی مگر میری پالیسی کا اندراج کمپنی کے کاغذات میں نہ کروایا اور میری رقم خود ہڑپ کر گیا! تین سال تک جب کمپنی کی طرف سے مجھے کوئی رسید نہ ملی تو فکر ہوا۔

اور پھر ایک سال تک بددیانت اور خائن شفیق احمد سے پوچھتا اور پتہ کرتا رہا۔ مگر

Marfat.com

وہ عقیدت کے پردے میں مکروفریب سے کام لیتا رہا۔ اور اس وقت کے معزز مینجر سے بھی میں نے شکایت کی اور انہوں نے بھی بالوضاحت بابو شفیق سے کہا مگر چکنے گھڑے پر بوندی پڑی اور پھسل گئی والی بات ہے۔

محمد مشاق صاحب سے ان دنوں نہ میری دوستی تھی اور نہ ہی خوش گوار تعلقات بس سلام و پیام تک ہی محدود تھے۔ لیکن ان میں انسانیت کی جھلک دکھائی دی اور ان میں انسانی ہمدردی کا جذبہ نظر آیا تھا تو میں نے انہیں اپنی بپتا سنائی تو پھر اس انسان دوست انسان کی کوشش کے باعث کمپنی کے کاغذات میں میری پالیسی کا اندراج ہو گیا مگر پھر ایک مشکل اور پیدا ہوگئی کہ جب سترہ برس کے بعد رقم کی واپس کا مرحلہ درپیش آیا، ایسٹرن فیڈرل انشورنس کمپنی کے کلرکوں اور اعلیٰ افسروں نے مجھے انتہائی پریشان کرنا شروع کر دیا۔

کبھی لاہور کے دفتر میں فریاد اور کبھی فیصل آباد کے بددیانت ملازمین کے پاس التجا لیکن چھ مہینوں تک پوری کوشش اور پوری دوڑ دھوپ کے باوجود بھی رقم واپس لینے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

اور پھر آخر ہر طرف سے ناامید ہو کر آخر کار انسانی ہمدردی کا جذبہ رکھنے اور کسی کی مشکل حل کرنے کا شوق رکھنے والے مشتاق محمد صاحب کو اپنی پریشانی اور دکھ بھری داستان سنائی تو انہوں نے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہوئے کوششیں شروع کر دیں۔

حضرات محترم! —— یاد رہے کہ اس عرصہ میں ہماری دوستی کی پتنگ فضائے آسمانی میں اڑنے لگی تھی اور دونوں طرف سے محبت والفت کا سورج پوری آب و تاب سے چمکنے لگا تھا۔ اور عقیدت و پیار کے چمنستان میں وفا و خلوص کے پھول مہکنے لگے تھے۔

پھر انہوں نے لاہور ٹیلیفون پر کمپنی کے افسران بالا سے بات چیت کی اور عزیز القدر خالد اقبال کے سپرد کیا کہ صاحبزادہ سید افتخار الحسن صاحب کا یہ کام فوراً کر دو۔

Marfat.com

اور پھر خالد اقبال نے کمال ہنرمندی، دانش مندی اور ہوش مندی سے میری اس مشکل کو حل کرنے میں دلچسپی لینی اور کوشش کرنی شروع کر دی اور پھر چند دنوں کے اندر ہی میری مشکل حل ہوگئی اور مجھے میری رقم واپس مل گئی۔

میاں محمد بخش صاحب مرحوم عارف کھڑی شریف نے ایسے ہی مخلص ساتھیوں —— وفادار دوستوں اور جانثار یاروں کے متعلق اپنی مایہ ناز اور مشہور زمانہ کتاب سیف الملوک میں حقیقت افروز اشعار لکھے ہیں:

باغ بہاراں تے گلزاراں بن یاراں کس کاری
یار ملن دکھ کٹے جاون شکر کراں لکھ واری
اچی جائی نیوں لگایا بنی مصیبت بھاری
یاراں باجھ محمد بخشا کون کرے غم خواری

اور بابا سید وارث شاہ مرحوم نے بھی اپنی مقبول عام کتاب ہیر میں یاری اور دوستی کے خوبصورت پہلو کے متعلق کیسا ہی سبق آموز شعر لکھا ہے —— کہ

دوست سو جو بپت وچہ بھیڑ کٹے
یار سو جو جان قربان ہووے
خیر خواہ جو دکھ وچہ بنے ساتھی
عزت یار دی دا نگہبان ہووے

یعنی مخلص دوست، جانثار یار اور وفادار ساتھی وہی ہے جو اپنے دوست کی دوستی کی لاج رکھتے ہوئے اپنے یار کی مشکل حل کرے اور مصیبت میں کام آنے کے ساتھ ساتھ اپنے دوست کی عزت و آبرو کا محافظ اور نگہبان بھی ہو۔ اور پھر صاحبزادہ سید افتخار الحسن ان حقائق کے ساتھ اس بات پر بھی خوش ہے کہ مشتاق محمد صاحب کے اہل خانہ ان کا پوری وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ان کی زندگی کے ہر پہلو کو خوشگوار بنانے میں مشغول رہتی ہیں۔ اور اپنے اندر وہی اچھی عادات اور پاکیزہ خصائل کی وارث بن چکی

Marfat.com

ہیں کہ جن اچھی عادات کی دولت اور پاکیزہ خصائل کے خزانہ سے مشتاق صاحب کا دامن ہمیشہ بھرپور رہتا ہے۔

اور پھر اور بھی انتہائی مسرت کی بات یہ بھی ہے کہ ان کے صاحبزادے اپنے باپ کی طرح خوش اخلاقی کے پیکر —— خوش مزاجی کے مجسمہ اور خندہ پیشانی کے مظہر دکھائی دیتے ہیں۔

اور ان عیاشی وفحاشی کی تاریکیوں میں بھی شرافت وہدایت کی روشنی سے مالا مال ہیں۔ جوانی بے عیب، دل میں حق وصداقت کی دولت اور آنکھوں میں شرم وحیا کے موتی۔

ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری پر کمربستہ اور دوسرے بزرگوں کا ادب و احترام کرنا ان کا شیوہ۔

اقبال مرحوم نے بھی اسی لئے اپنے بیٹے محمد جاوید کو ایک درس عمل دیا تھا —— کہ

خودی کے ساز میں ہے عمر جاوداں کا سراغ
خودی کے سوز سے روشن ہیں اُمتوں کے چراغ
حیا نہیں ہے زمانہ کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی رہے تیری بے داغ

اور ——

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

محترم قارئین! —— صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی مندرجہ بالا مسلمہ حقائق کے پیش نظر انتہائی فخر محسوس کرتا ہے کہ اس خود غرضی کے دور اور مفاد پرستی کے زمانہ میں بھی میرے ایسے مخلص ساتھیوں —— وفادار دوستوں اور جانثار عقیدت مندوں کی کمی نہیں ہے جو کہ ہر معاملہ میں میری اعانت کرتے رہتے ہیں اور میرے ہر مشکل وقت میں

Marfat.com

بھرپور تعاون کا عملی مظاہرہ کرنے کے ساتھ ساتھ میری زندگی کے گلشن میں تازہ بہار لانے کے لئے اپنا خونِ جگر تک دیتے کو تیار رہتے ہیں۔

اس لئے کہ:

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروت حسن عالمگیر ہے مردانِ غازی کا

اور اسی حقیقت کے پیش نظر مجھے جب بھی کبھی کسی چیز کی ضرورت پیش آتی ہے تو میں جناب میں محمد مشتاق سے السلام علیکم جالیتا ہوں۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جشن میلاد ہو یا جشن نزول قرآن حکیم —— والدہ مرحومہ کا سالانہ ختم شریف ہو یا شہزادہ انوار الحسن مرحوم کے لئے ایصال ثواب کی محفل۔

اور یا میری کوئی ذاتی ضرورت محمد مشتاق صاحب کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

احباب کرام —— یہ بھی یاد رہے کہ اس مطلب پرستی کے دور —— مفاد پرستی کے زمانہ اور نفس پرستی کی دنیا میں میرے یہ حق گو، حق بیں اور حق پرست دوست جہاں دین اسلام سے پیار۔ احکام الٰہی سے محبت اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن اپنے دل میں رکھتے ہیں وہاں اپنی سیاسی بصیرت کی بناء پر ملک وملت کے غداروں دین و اسلام کے باغیوں اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

محترم حضرات —— جب میرے پاس ایسے وفادار دوست —— مہربان ساتھی اور جانثار احباب کرام موجود ہیں تو پھر صاحبزادہ سید افتخار الحسن یہ کہنے میں بقول اقبال مرحوم حق بجانب ہے کہ:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

Marfat.com

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب میر راز داں اور بھی ہیں

میرے ایسے ہی وفادار عقیدت مندوں اور مخلص مقتدیوں میں ایک ایسا معزز اور شریف انسان جناب صوفی محمد اقبال بھی ہے جو مجھ سے انتہائی انس رکھنے اور میرے ساتھ بے پناہ عقیدت رکھنے کے باعث جب بھی مجھے سر راہ یا جامع مسجد الفردوس میں ایک مقتدی کی حیثیت سے مجھے ملتے ہیں تو ہنستے ہوئے چہرہ اور بے شکن پیشانی کے ساتھ ملتے ہیں کہ دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

اور اللہ جانے —— کہ یہ صوفی محمد اقبال صاحب کے حسن اخلاق کا کرشمہ ہے کہ یا کسی پیر فقیر کی دعاؤں کا اثر کہ شہر میں اخباروں کی تقسیم کے معمولی سے کاروبار میں اتنی برکت۔ اتنی وسعت، اتنی کشادگی ہے کہ دن رات اپنی ہمت سے بڑھ کر صدقہ و خیرات کے بے انتہا شوق میں گم رہتے ہیں اور جب بھی اور جہاں بھی کسی بیوہ عورت کے ننگے سر اور کسی یتیم کے ننگے بدن کو دیکھتے ہیں تو اس عورت کے سر پر حیاء کی چادر اور یتیم کے بدن پر شفقت کا لباس پہنا دیتے ہیں۔

اور صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس حسد و بغض اور کینہ و تعصب کے ماحول اور نفرت و عداوت کے پراگندہ دور میں کسی سے بغیر طمع و لالچ اور بغیر مفاد و مطلب پرستی کے خندہ پیشانی اور خوش روئی اور ہنستے ہوئے چہرہ سے ملنا ہی سعادت مندی اور خوش قسمتی ہوتی ہے

ان کے نام ساتھ صوفی کا لقب پہلے نہیں تھا بلکہ یہ صرف محمد اقبال تھے مگر جب سے ان کے دل میں میری عقیدت کا جذبہ موجزن ہوا ہے اور جب سے میں نے انہیں صوفی محمد اقبال کے نام سے پکارنا شروع کر رکھا ہے اب ہر ایک کی زبان پر صوفی محمد اقبال صاحب ہیں اور یہ صوفی کا لقب ان کے حق میں ہے بھی صحیح۔

اس لئے کہ تصوف سے لگاؤ رکھنے والے صاحب بصیرت لوگوں کے نزدیک صوفی

Marfat.com

اسے کہا جاتا ہے کہ جس کا دل نور ایمانی سے منور اور محبت رسولؐ سے لبریز ہونے کے ساتھ ساتھ بزرگان دین سے بھی عقیدت کی شمع روشن ہو۔

اور صوفی وہ ہوتا ہے جو تنگی و فراخی میں اللہ کا شکر گزار رہے اور حسد و بغض کی بیماری اور کینہ و تعصب کی مرض سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔

اور صوفی محمد اقبال صاحب میں یہ تمام خوبیاں موجود ہیں اور ان کا سب سے بڑا کمال یہ بھی ہے کہ جب بھی کبھی مجھے کہیں بھی دیکھ لیتے ہیں تو اپنا ہاتھ جیب میں ڈال لیتے ہیں اور پھر مسکراتے ہوئے چہرہ سے میری عزت افزائی کر جاتے ہیں۔

اور پھر یہ بھی ان کے حسن اخلاق۔ حسن عمل اور عقیدت و محبت کی کرشمہ سازی ہے کہ ان سے جب کوئی ان کی زندگی کے گلشن میں بہار —— رزق میں کشادگی اور ان کے مزاج میں شگفتگی اور طبیعت میں خوش ذوقی اور چہرہ پر خوبصورت داڑھی کے ساتھ ہنسی کے متعلق پوچھتا ہے تو یہ میرا وفادار عقیدتمند یعنی صوفی محمد اقبال صاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ صاحبزادہ سید افتخار الحسن کی کرم نوازی کا نتیجہ ہے۔

اور جمعۃ المبارک میں ان کی ایمان افروز تقریر سن لیتا ہوں تو دوسرے جمعہ تک دل میں سرور رہتا ہے۔ اور کیف و مستی میں ڈوبا رہتا ہوں۔

میری دعا ہے کہ میرے اس جانثار معاون اور مخلص عقیدت مند کو اسلامی اقدار اور نظام مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لگن کے صدقہ ان کے دین و دنیا سنوارنے اور ہر پریشانی اور غم والم سے محفوظ رکھے اور مرشد لاثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مزار پر انوار کی بارش کے طفیل ان کی عزت اور ان کے احترام میں اور بھی اضافہ فرمائے ——
(آمین)

قارئین کرام —— یہ تو میرے ان مخلص عقیدت مندوں اور وفادار معاونین حضرات کا ذکر خیر تھا جو کہ میرے مرید نہ ہونے کے باوجود بھی میرے دکھ سکھ اور ہر خوشی و غمی میں شریک ہو کر اور میرے ہر معاملہ میں پورے خلوص سے میری اعانت کرتے

Marfat.com

رہتے ہیں اور ہر وقت میری خدمت کی لگن رکھتے ہیں۔

اور —— اب میرے ان جانثار مریدوں کا تذکرہ بھی سنیئے کہ جو اپنے مرشد کی رضا جوئی اور اپنے پیر کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ اور گریز نہیں کرتے۔ اور ان وفادار مریدوں کے دفتر میں پہلا نام احسان یوسف ملز فیصل آباد کے مالک حاجی سیٹھ محمد یوسف صاحب کا آتا ہے جس کا ذکر اس کتاب میں اس لئے ضروری ہے کہ ایک تو حضرت یعقوب علیہ السلام کا لخت جگر وہ یوسف علیہ السلام تھے جو اپنی زندگی کے سفر کی ہر منزل پر رنج والم کو برداشت کرتے ہوئے اور پھر کنعان کے اندھیرے کنوئیں سے لے کر بھائیوں کے ہاتھوں فروخت ہونے اور پھر مصر کے بازار میں بکنے تک ہزاروں مصائب اور لاکھوں مشکلات کو بڑے ہی صبر و سکون اور جوانمردی اور حوصلہ مندی سے مقابلہ کرتے ہوئے مصر کے تخت وتاج کے وارث بنے اسی طرح میرا بھی یہ یوسف تقسیم ہند کے خونیں معرکہ اور مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے قتل و غارت اور خون خرانہ کے دنوں میں ضلع امرتسر کے کسی اجڑے ہوئے گاؤں کی یاد اپنے دل میں لئے ظالم سکھوں کی کرپانوں، بے رحم مرہٹوں کی تلواروں اور جلاد گورکھوں کے نیزوں سے بچتے بچاتے اپنے معزز اور شریف والدین اور چھوٹے چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ ہجرت کر کے لائلپور پہنچا۔

میں ان دنوں محلہ طارق آباد کی جامع مسجد ''نور'' میں خطابت کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا اور میرا یہ جانثار مرید یعنی محمد یوسف اپنے والد گرامی مرحوم کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے اور جمعتہ المبارک کا فرض ادا کرنے آیا کرتا تھا۔

حضرات گرامی! یہ یاد رہے کہ یوسف اور اس کے ماں باپ مرحوم پانچ وقت کے پکے نمازی تھے اور ان ہی کی تربیت اور آغوشِ مادر کا اثر ہے کہ یہ سارا گھرانہ نماز روزہ کے پابند ہیں۔

طارق آباد میں ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لے لیا جس میں میاں فیروز دین

Marfat.com

صاحب بھی بمعہ اپنے بال بچوں کے رہتے تھے اور آج اسی خوش قسمت کنبہ کا ایک جوان اعلیٰ تعلیم کے باعث پاکستان کے محکمہ واپڈا میں ایک دیانت دار اور خوش اخلاق اور خوش مزاج اعلیٰ اور ذمہ داری افسر کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔

اور جو میرے ساتھ انتہائی عقیدت رکھتے ہوئے پورے شوق سے میری خدمت کرتا رہتا ہے اور جب مجھے کوئی خصوصی ضرورت پیش آتی ہے تو یہ بھی خصوصی طور پر وہ ضرورت پوری کرنے آ جاتا ہے۔

اور ان سارے بھائیوں کی محبت رسول کا یہ عالم ہے کہ ہر سال گلی نمبر ۱۰ کی جامع مسجد میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف بڑی ہی عقیدت اور شان وشوکت سے مناتے ہیں اور پھر دل کھول کر خرچ بھی کرتے ہیں۔

نام اس جوان کا چوہدری منظور احمد ہے جس کے بھائی محمد اکرام کپڑے کا وسیع کاروبار کرتے ہیں، ہاں تو محمد یوسف کو خدا جانے کیا شوق چرایا اور دل میں کیسی لگن پیدا ہوئی کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد کہنے لگا۔

حضور مجھے اپنا مرید کرلو۔

میں نے اسے اور اس کے پورے گھرانے کو پابند صوم وصلوٰۃ پایا تھا اس لئے میں نے جواب دیا کہ اپنے والدین سے اجازت لے لو پھر تجھے اپنے مریدوں کے حلقۂ ارادت میں داخل کرلوں گا۔

اور پھر اس محمد یوسف نے میرے مریدوں کے رجسٹر میں اپنا نام لکھوا کر اپنے دوسرے دو بھائیوں محمد یونس اور محمد یعقوب کے ساتھ مل کر کپڑے کی رنگائی کا معمولی سا کام شروع کر دی اور پھر آہستہ آہستہ اس رنگائی کے کام میں ایسی رنگت اور اتنی برکت پیدا ہوتی گئی اور ان کی دن رات کی محنت۔ ماں باپ کی دعاؤں اور لوگ کہتے ہیں کہ میری توجہات کے باعث صبح وشام ترقی ہوتی گئی اور اس کی قسمت کا ستارہ جو ہجرت کے سبب اور ترک وطن کے باعث چند دنوں کے لئے گردش میں آ گیا تھا پھر اپنی پوری

Marfat.com

آب وتاب سے چمکنے لگا۔

ان کے غربت وافلاس کے اندھیرے چھٹتے گئے اور امارت اور دولت قدم چومنے لگی اور پھر جوں جوں اس رنگائی کے کام میں وسعت پیدا ہوتی گئی توں توں زندگی کے گلشن میں بہار آتی گئی اور مقدر کا سورج اپنی سنہری اور روشن کرنوں سے ان کی تنگدستی اور محتاجی کی ظلمتوں میں اجالا کرتا چلا گیا اور پھر آج ملک کی ایک بہت بڑی کپڑے کی مل کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے عظیم اور ممتاز صنعت کاروں میں ان کا شمار ہونے لگا ہے! اور آج دنیا کے کسی شہر کسی قصبہ اور کسی گاؤں میں چلے جائیں اور تمام ممالک کی سیر کریں تو آپ کو احسان یوسف مل کے بنے ہوئے خوبصورت بیڈشیٹ کے علاوہ مندرجہ ذیل لانیں خوشنما رنگوں، دلکش ڈیزائینوں، دل پسند پھولوں اور آنکھوں میں سما جانے والی رنگین دھاریوں میں قدرت کے ایک قیمتی شاہکار کی صورت میں دکھائی دیں گی۔

سندس لان، سنگم لان، کرشمہ لان اور بے مثال لان جوان کی دن رات کی محنت کا پھل اور ان کی ہوش مندی۔ ذہنی فراست اور سادگی کا نتیجہ ہونے کے ساتھ ساتھ پابند صوم صلوٰۃ ہونے اور تکبر وغرور سے اپنے آپ کو دور رکھنے اور والدین کی خدمت، اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر ان کی دعاؤں کا اثر ہے۔

اور پھر خوشی اس بات کی ہے، دولت کی فراوانی! سرمایہ کی ریل پیل، کئی خوبصورت کوٹھیوں، چار پانچ قیمتی کاروں اور کپڑے کی بہت بڑی مل کے مالک ہونے کے باوجود مزاج میں انکساری وسادگی، دل میں انسانیت وشرافت کے چراغ سینے میں رشد وہدایت کی قندیل اور آنکھوں میں عشق رسول کی جھلک۔

نہ تکبر، نہ غرور، نہ کوئی عیاشی نہ کوئی بری عادت۔ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ اولیائے کرام سے محبت، بزرگان دین سے الفت اور اہل بیت کرام سے دلی لگاؤ رکھنے کے ساتھ ساتھ حضرت صاحبزادہ پیر سید نقش لاثانی جناب علی حسین

Marfat.com

شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف سے بے پناہ عقدت رکھتے ہوئے اب ان کے ہی فرزند ارجمند اور سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف سے دلی لگاؤ رکھتے ہیں، پچھلے دنوں صاحبزادہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کی پرتکلف دعوت کی اور معقول نذرانہ پیش کیا اور آپ کے درویشوں کو بھی محروم نہ رکھا۔ اور ساتھ ہی جناب مولانا محمد سلیم صاحب نقشبندی کا بھی پوری فراخ دلی سے احترام کیا اور ایک ہوش مند مرید ہونے کی حیثیت سے میری بھی عزت افزائی کی۔

حضرات گرامی! —— یہ بھی یاد رہے کہ حاجی محمد یوسف تو مجھ سے روحانی تعلق رکھتا ہے اور میرا زندہ دل مرید ہے اور اس کی بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں۔

اور جہاں یوسف صاحب اپنی سخاوت و خیرات میں مشہور ہیں وہاں ان کی بیگم صاحبہ بھی خدا ترسی اور غریب پروری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ گویا کہ —— حاجی محمد یوسف حسن اخلاق کا ایک سورج ہے اور بیگم اس کی ایک شعاع ہے۔ یوسف رحمدلی اور غریب پروری کا ایک دریا ہے اور بیگم اس کی ایک موج ہے۔ حاجی صاحب خیرات و سخاوت کا ایک سمندر ہے اور بیگم صاحبہ اس کی ایک لہر ہے۔

بلکہ یوں سمجھئے کہ حاجی محمد یوسف صاحب نیکی و شرافت کے ایک مجسمہ ہیں اور بیگم صاحبہ بھی ان کا پیکر ہیں۔

اور پھر بیگم صاحبہ کی نیکی کی لگن اور قرآن پاک سے محبت اور کیا ہوگی کہ انہوں نے فیصل آباد شہر میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم قرآن کے لئے پچاس لاکھ روپے کی لاگت سے سنگ مرمر کے خوبصورت پتھروں کا ایک دینی مدرسہ بنا رکھا ہے جس میں تین قرآن مجید کی حافظہ استانیوں کے زیر تعلیم بہت سی شہری اور غیر شہری لڑکیاں دن رات قرآن پاک کی نورانی اور ایمانی تعلیم سے سرفراز ہوتی رہتی ہیں اور ان کے خور و نوش کا انتظام استانیوں کی تنخواہوں کا بوجھ بھی بیگم صاحبہ نے خود اٹھا رکھا ہے۔

Marfat.com

اور پھران کی اس سے بڑی سعادت اور کیا ہوگی کہ ہر سال دو تین عورتوں کو اپنے ساتھ حج مبارک کو لے جاتی ہیں۔ اور مدرسہ کے ساتھ ہی خوش نما محراب و ممبر والی مسجد بھی تعمیر کررکھی ہے۔ کیوں کہ یہ دونوں میاں بیوی ہر سال عمرہ شریف کو سرزمین مکہ مکرمہ اور دیار مدینہ منور جاتے ہیں اور رمضان المبارک کے روزے مدینہ شریف کے شہر میں رکھتے ہیں اور ہر نماز مسجد نبوی میں پڑھتے ہیں اور ہر روز گنبد خضراء کا ایمان افروز نظارہ کرنے کے ساتھ ساتھ روضہ انور کی سنہری جالی کو بھی چومتے ہیں۔

دو سال ہوئے میں بیمار ہو گیا اور پھر بیماری نے اتنا طول پکڑا کہ موت وحیات کی کشمکش تک لے آئی، حاجی محمد یوسف صاحب بمعہ بیگم صاحبہ کے بیماری پرسی اور میری عیادت کو آئے تو عیادت کے شرعی اصول کے پیش نظر علاج معالجہ کیلئے پانچ ہزار روپے حاجی صاحب نے دیئے اور تین ہزار روپے بیگم صاحبہ نے میری جیب میں ڈال دیئے۔

اور پھر اگلے دن میرے اس طالب صادق اور مخلص و جانثار مرید یعنی محمد یوسف نے اپنے مرشد یعنی مجھے گرمی کے گرم تھپیڑوں اور تپیدہ وتپش سے بھرپور ہواؤں سے بچانے کیلئے میرے مکان پر اے، سی (ایئر کنڈیشنر) بھی لگوادیا۔

اور پھر اہل خانہ کے لئے کبھی بیڈشیٹ کا نذرانہ اور کبھی سنگم اور سندس لان کے تحفے اور کبھی والدین مرحومین کے سالانہ ختم شریف کے موقعہ پر بھرپور تعاون اور پھر یہ سلسلہ سارا سال چلتا رہتا ہے۔

حاجی صاحب کی مل کی بنی ہوئی خوبصورت سنگم لان اور ان کی بیگم صاحبہ اور میری اہلیہ محترمہ کا بھی آپس میں اچھی بہنوں جیسا ہی سنگم ہے —— یعنی میل ملاپ ہے۔

اور دوسری طرف حاجی محمد یوسف صاحب کے کارخانہ کی تیار کردہ قدرت کے حسین شاہکار جیسی بے مثال لان ہے ویسے ہی پیر و مرید یعنی صاحبزادہ سید افتخار الحسن اور حاجی محمد یوسف صاحب کا تعلق اور روحانی رشتہ بھی بے مثال ہے۔

غرضیکہ —— حضرت یعقوب علیہ السلام کا نور نظر اور لخت جگر بیٹا حضرت

Marfat.com

یوسف علیہ السلام کنعان کے اندھیرے کنوئیں سے نکل کر اور کبھی بھائیوں کے ظلم وستم کو برداشت کرتے ہوئے اور کبھی فروخت ہونے کے رنج والم کو نہایت ہی صبر وتحمل سے سہتے ہوئے اور کبھی یمن کے سوداگر کی آہنی زنجیروں کا بوجھ اٹھاتے ہوئے اور کبھی مصر کے بازاروں میں اپنی قیمت سوتر کی ایک اٹی دیکھ کر حیران و پریشان ہوتے ہوئے اور پھر شاہ مصر کے سونے اور چاندی کے ڈھیروں اور لعل وجواہرات کے خزانوں سے بھی زیادہ اپنی قیمت دیکھ کر اور ''کرشمہ لان'' کی طرح قدرت کا کرشمہ سازی کو سمجھ کر اور پھر آخر کار سات سال یا بارہ سال مصر کے ہی قید خانہ کی سختیاں جھیل کر مصر کے ہی تخت و تاج کے وارث و مالک بنے تھے میرا یوسف بھی تقسیم ہند اور پاکستان کے بن جانے پر ضلع امرتسر کے ایک اجڑے ہوئے اور اندھیرے گاؤں سے نکل کر اور پھر ہندوستان کی سرحد عبور کرنے اور پاکستان کی سرزمین میں قدم رکھنے تک سینکڑوں مصائب اور ہزاروں مشکلات میں سے گزرتے ہوئے اور مشرقی پنجاب کے وحشی درندوں اور ظالم اور بے رحم سکھوں کی کرپانوں اور گورکھوں کی شمشیروں کے سایوں میں سے بچتے بچاتے ہوئے، ان کا یہ لٹا ہوا قافلہ لائلپور کے مشہور محلہ طارق آباد میں آکر ٹھہر گیا اور پھر دوسرے مہاجرین کی طرح تنگدستی اور زبوں حالی کے جال میں چند دن پھنسے رہے!

محمد یوسف صاحب نے اپنے دوسرے دو بھائیوں محمد یونس اور محمد یعقوب کے ساتھ مل کر کپڑے کی رنگائی کا کام شروع کر دیا۔

بس پھر کیا تھا —— محنت ان کی —— اور قدرت خدا کی —— کام میں برکت ہوتی گئی —— تنگدستی دور ہوتی گئی اور زبوں حالی کا جال بھی ٹوٹ گیا —— غربت و افلاس کے اندھیرے بھی چھٹ گئے اور خوش حالی و فارغ البالی کے چراغ جل اٹھے اور پھر زندگی کے سفر کی ہر مشکل کا مقابلہ بڑے ہی صبر وسکون سے کرتے ہوئے آج اسی لائلپور شہر یعنی —— فیصل آباد میں دولت کے تخت، عزت کے تاج اور شہرت کے گہوارہ کے وارث بنے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اور حاجی محمد یوسف صاحب کا علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر پر بھی پورا پورا یقین ہے —— کہ

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

اور حاجی صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی سخاوت و خیرات کا حسن عمل ہی ان کے صاحب درددل ہونے کا ثبوت ہے۔

کیونکہ جب تک کسی انسان میں دوسرے انسانوں کا درددل نہ ہو اور اس انسان کے سینے میں جب تک بندہ پروری اور رحم دلی کا جذبہ کارفرما نہ ہو اس وقت تک کوئی آدمی کسی گداگر کے خالی دامن کو بھرپور نہیں کرسکتا اور نہ کسی محتاج آدمی کی جھولی میں کچھ ڈال سکتا۔

دروازہ پر کسی فقیر گداگر نے آواز دی کہ بھوکا ہوں روٹی دو، ننگا ہوں کپڑا چاہئے اور جوان لڑکی کی شادی کرنی ہے، کچھ امداد کرو، بس پھر ادھر سوال کی فریاد اٹھی اور ادھر مسلمان کے دل میں درددل نے انگڑائی لی اور رحم دلی کے جذبہ نے جوش مارا اور پھر ایک دولت مند انسان سوالی کا ہر سوال پورا کر دیتا ہے۔ اور گداگر اور محتاج آدمی کے لئے اپنی تجوری کا منہ کھول دیتا ہے۔

اور حضرات یاد رکھئے کہ یہ یعنی دردِدل کی صفت بھی ان دونوں میاں بیوی میں موجود ہے!

کسی نے خوب کہا ہے کہ:

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو!
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرد بیاں

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے وہاں —— انسان کی تخلیق کا مقصد یہ بھی تھا کہ ایک انسان انسانیت کی دولت سے مالا مال

Marfat.com

ہو کر اور ''درددل'' کے ذریعہ دوسروں کے درد کا علاج کرے۔ دوسروں کے دکھ کا مداوا کرے اور دوسروں کے رنج والم کو مٹانے کی خاطر اپنی زندگی کے چند لمحات وقف کر دے۔

ورنہ اگر انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت واطاعت ہی ہو تو اس کے لئے تو جن وملائک کچھ کم نہ تھے۔ اور حاجی صاحب میں یہ کمال بھی موجود ہے اور وہ ''درددل'' کے سچے موتیوں کا خزانہ رکھتے ہوئے دوسروں کے درددکھ میں ایسے شریک ہوتے ہیں کہ گویا ان کا اپنا ہی درداور دکھ ہے۔ اور حاجی صاحب صرف ''درددل'' ہی کی دولت سے سرفراز نہیں ہیں بلکہ اسلام کا درد بھی ان کے دل میں موجزن رہتا ہے اور دین کی تڑپ بھی ان کے سینہ میں نجم سحر کی طرح روشن رہتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تعلیم قرآنی کے لئے ایک عظیم الشان مدرسہ کی بنیاد، خوبصورت مسجد کی تعمیر اور کئی یتیم خانوں کی مالی امداد کے علاوہ اور بہت سے رفاعی اداروں کی سرپرستی بھی درددل کی بدولت قبول کئے ہوئے ہیں! صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ کربلا کے حق وباطل کے خونیں معرکہ میں عباس کے بازو اس لئے قلم کئے گئے اور اکبر کی لاش پر گھوڑے اس لئے دوڑائے گئے اور اصغر کے حلق پر تیر اس لئے چلایا گیا اور امام حسین کا گلا خنجر سے اس لئے کاٹا گیا کہ وہ ظالم جلاد اور ملعون یزیدی درددل کی دولت سے محروم ہو چکے تھے۔ اور اگر ان یزید کے عیاش چیلوں —— ابن زیاد کے سفاک حواریوں اور شمر کے بے رحم فوجیوں میں درددل کی ایک رائی بھی ہوتی تو سیدہ زینب کے خیموں کی آگ نہ لگاتے!

حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانہ کے ایک مرد درویش اور جذب ومستی کے دریا میں ہمیشہ ڈوبے رہنے والے ایک مست —— الست اور قلندر فقیر تھے وہ بھی بارگاہ ربوبیت سے درددل کی دولت کا سوال کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

کفر کافر را ودیں دیندار را
قطرۂ دردِ دل عطار را

کہ رب دو جہاں میں تجھ سے مال و دولت کے ڈھیر طلب نہیں کرتا۔ سونے اور چاندی کے ذخیرے نہیں مانگتا۔ لعل و جواہرات کے خزانے نہیں چاہتا اور مجھے تخت و تاج اور لشکر و سپاہ نہیں چاہیے۔

بس میرے مولا —— تو اپنی رحمت کے سمندر سے درد دل کا ایک قطرہ عطا کر دے۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن جناب حاجی محمد یوسف صاحب کا پیر و مرشد کہتا ہے کہ درد دل کی دولت اگر نصیب ہو جائے تو پھر غیر فانی سبق پر عمل پیرا ہو کر انسان خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کر کے قیامت کے دن حوض کوثر کا پیالہ پینے اور جنت کی پر کیف فضاؤں میں فرشتوں کے ساتھ اگلی زندگی بسر کرنے کا سزاوار بن جاتا ہے۔ وہ غیر فانی سبق یہ ہے —— کہ

مرناں حق تے سچ جہاں اندر
پر دین واسطے مریں تے تاں جاناں
درد اپنا جھب سمیٹ لینیں
دکھ غیراں دے جریں تے تاں جاناں
اپنی ذات لئی لکھاں دا خرچ کرنیں
پر —— جھولی کسے یتیم دی بھریں تے تاں جاناں
کسے ڈبدے نوں بنے لان خاطر
اودھے نال جے تریں تے تاں جاناں

حضرات محترم —— میں نے حاجی محمد یوسف کی زندگی کے سفر کے ہر موڑ پر یہ تمام خوبیاں دیکھی ہیں اور مہاجر ہونے کی حیثیت سے ان کی تنگدستی سے لے کر آج خوش حالی اور دولت کی فروانی اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ اور نوابی بود و باش ان ساری صفات سے متصف ہیں اور درد دل کا یہ غیر فانی سبق بھی انہیں اچھی طرح یاد ہے اور ہر وقت

Marfat.com

اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

احباب کرام —— یہ بھی یاد رہے کہ حاجی صاحب کے دونوں صاحبزادوں احسان احمد اور محمد اکرم کے نام بھی میرے رکھے ہوئے ہیں۔ اور اب ہمیشہ کے لئے یوسف کے نام سے پہلے احسان کا نام آتا رہے گا۔ اور یہ انتہائی خوشی کی بات ہے کہ والدین کے فرمانبردار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے کاروبار کو اور بھی وسیع کرنے کی خاطر دن رات اپنے ماں باپ کے ساتھ مشغول رہتے ہیں اور اس عیاشی اور فحاشی کے دور اور گندے معاشرے میں بھی شرافت کے پیکر —— بری مجلس سے دور رہنے کی عادت اور انکساری اور عاجزی کے مجسمہ نظر آتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اس گھرانے کا نام رہتی دنیا تک ہمیشہ روشن رہے اور حاجی صاحب کی فیاضی اور ان کی بیگم صاحبہ کی فراخ دلی کے باعث غریب و مفلس لوگ یتیم و بے سہارا آدمی اور محتاج و بے کس بیوہ عورتیں ان کے دروازے پر اپنی اپنی حاجتیں پوری کرتی رہیں۔

میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا پر اپنے اس مخلص —— وفادار اور جانثار مرید کی زندگی کی کہانی ختم کرتا ہوں —— کہ

سدا بہار رہے اس باغے کدی خزاں نہ آوے
ہوون فیض ہزاروں تائیں ہر بکھا پھل کھاوے

(آمین)

محترم دوستو! —— آؤ میں آپ کو اپنے دو زندہ دل مریدوں کا تعارف بھی کراؤں جن کے چہروں پر کبھی اداسی، غمگینی اور پریشانی ظاہر نہیں ہوتے اور جو ہر وقت اور ہر حال میں اپنے آپکو خوش رکھنے کے عادی ہیں۔ آج سے چھے سال پہلے ۱۱ ربیع الاول شریف کو ہر سال کی طرح میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جشن پوری شان وشوکت سے رات تین بجے مرکزی جامع مسجد الفردوس منصور آباد میں منایا جا رہا تھا

Marfat.com

ملک کے نامور نعت خواں اور ممتاز خطیب اور سر کردہ علماء کرام جشن پاک کو رونق بخشنے اور مسجد کی ساری انتظامیہ کمیٹی اور شہر اور مضافات شہر کے معزز اور صاحب ذوق حضرات محفل پاک کو زینت سے آراستہ کرنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔

جشن بہاراں کا سماں تھا۔آسمانوں کے فرشتے بھی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے جشن پر تحسین و آفرین کے پھول برسا رہے تھے ——

اس لئے نسل انسانی کا محسن عاصی اور مجرموں کا شافع —— یتیموں اور بیکسوں کا حامی —— بے سہارا اور بے آسرا لوگوں کا وارث اور رحمت دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی منائی جا رہی تھی —— وفادار امتیوں کی طرف سے نذرانہ عقیدت پیش کیا جا رہا تھا۔

درود و سلام کا ورد جاری تھا اور اکیس گولوں کی سلامی دی جا رہی تھی اور ہر مسلمان کی زبان پر یہی ترانہ تھا —— کہ

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
تیرے آنے سے رونق آ گئی گلزارِ ہستی میں
شریک حالِ قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی

اور ——

صاحبزادہ سید افتخار الحسن بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ نذرانہ وعقیدت پیش کر رہا تھا —— کہ

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

Marfat.com

اچانک میری نظر اٹھی تو میں نے خوبصورت اور رنگ برنگی جھنڈیوں اور گلاب کے پھولوں کے ہاروں اور بجلی کے دل کش اور رنگین قمقموں میں سے ان دونوں زندہ دل مریدوں کو بہترین لباس میں خراماں خراماں آتے دیکھا —— ہاتھوں میں نوٹوں کے خوبصورت ہار اور مٹھائی کے ڈبے اور چہروں پر خوشی و مسرت کی جھلک۔

دوسرے صاحب ذوق حاضرین اور مداح رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر وجد میں آنے والے اور خوشی سے جھومنے والے سامعین کے ساتھ بیٹھ گئے۔

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایمان افروز محفل پاک ختم ہوئی تو ان دونوں یعنی میاں محمد اشرف —— اور —— چوہدری محمد حنیف نے پوری عقیدت سے میرے آگے دامن پھیلائے اور نوٹوں کے ہار میرے گلے میں ڈالتے ہوئے اپنی تمنا اور اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے یہ التجا کی —— کہ

''حضور ہمیں بھی اپنی غلامی میں داخل کرلو''

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن —— انوار و تجلیات کی بارش۔ کیف و مستی میں ڈوبا ہوا ماحول اور صبح کا سہانا سماں اور پھر ایمان افروز ساعت اور روح پرور منظر میں ان دونوں کی التجا قبول اور نیک آرزو کو پورا کرتے ہوئے ان دونوں کو اپنے مریدوں کے رجسٹرڈ میں شامل کرلیا!

دونوں کا ایک ہی ذہن، دونوں کی ایک ہی برادری اور دونوں کا ایک ہی کاروبار ہے۔

میاں محمد اشرف ''صداقت ٹمبر سٹور'' کے مالک ہیں —— اور چوہدری محمد حنیف ''غازی ٹمبر سٹور'' کے نگران اور پھر ان دونوں زندہ دل مریدوں کی عقیدت و محبت آہستہ آہستہ عشق کی منزل تک آن پہنچی ہے۔

میں جب کبھی اداس ہوتا ہوں اور میری طبیعت جب کبھی موجودہ گندی سیاست —— غلیظ ماحول عیاش معاشرہ اور مسلمانوں میں نفرت و عداوت اور قتل و غارت کو

Marfat.com

دیکھتے ہوئے اچاٹ ہو جاتی ہے تو ان دونوں کو بلا لیتا ہوں اور پھر یہ دونوں میرے زندہ دل مرید اپنی خوش مزاجی اور رنگین گفتگو سے میری اداسی کے خزاں رسیدہ گلشن کو تازہ بہار سے ہم کنار کر دیتے ہیں۔

اور میری طرح سے ملک میں مذہبی کشیدگی ——— سیاسی ناہمواری ——— مرکز اور صوبہ کے درمیان بے ہودہ کش مکش اور ملک کی آزادی کو خطرہ میں دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتے ہوئے اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں ——— انسانیت اور شرافت کی چار دیواری میں رہ کر اپنے کاروبار میں صبح و شام مگن رہتے ہیں۔ اور لطف اور مزہ کی بات یہ ہے کہ جس طرح پاکستان کا ہر فرقہ میری پر جوش اور نکتہ آفرین خطاب کا محتاج ہے۔ اسی طرح ہر امیر و غریب۔ ہر شاہ و گدا اور ہر مل کا مالک اور مزدور اور ہر چوہدری اور ہر مزارع ان دونوں کی تعمیراتی لکڑی کا دستِ نگر ہے۔

دس لاکھ کا بنگلہ ہو یا دو ہزار کی کٹیا، اور پچاس لاکھ کی کوٹھی ہو یا پانچ ہزار کی کلی، ان دونوں کے ٹمبرون سے دیار۔ کیل، پڑتل اور صندل مارکیٹ اور بازار سے سستی لکڑی خریدنے والوں کا ہجوم رہتا ہے۔

حلیم اور نرم دل اتنے کہ اپنے دشمن اور مخالف سے انتقام لینے کا تصور بھی نہیں کرتے اور بہادر ——— جوانمرد اور حوصلہ مند اتنے کہ پہاڑوں سے بھی ٹکرا جائیں۔

میرے یہ دونوں زندہ دل مرید جب سے میری بیعت کی لڑی میں پروئے گئے اس دن سے میری خدمت اور میرے ہر حکم کی تعمیل کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

اسلام کا درد ——— دین کی تڑپ ——— نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو اور ملک و ملت سے ہمدرد و خیر خواہی ان دونوں کی زندگی کا مقصد اور غریب پروری ——— بیمار پرسی اور کسی مریض کی عیادت کرنا صرف کارِ ثواب ہی نہیں بلکہ عبادت سمجھ کر بھرپور تعاون کرنے کے عادی ہیں۔ اور اگر کسی مریض کی جان بچانے کیلئے خون کی بھی بر ضرورت ہو تو اپنا خون دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

Marfat.com

ابھی چند دن ہوئے ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل علی پور کا ایک گھرانہ اپنی بیمار بچی کو لے کر فیصل آباد آ گیا۔

چونکہ وہ گھرانہ میرا عقیدت مند تھا۔ اس لئے میرے پاس وہ لوگ آئے اور اپنی مشکلات اور ہسپتال کے اخراجات کا ذکر کیا۔

سرگودھا روڈ پر جمیل بھٹو ہسپتال میں بچی داخل تھی میں نے انہیں تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں انشاء اللہ العزیز ہر چیز بروقت آپ کو ملتی رہے گی۔

اور میں پندرہ دن تک ناشتہ —— دوپہر کا کھانا، شام کا کھانا اور گھریلو ضروریات مہیا کرتا رہا، ایک دن میں نے میاں محمد اشرف سے اس کا ذکر کیا تو وہ اپنے ایک جگری دوست خالد گجر کو ساتھ لے کر ہسپتال پہنچ گئے اور اس دن کی تمام دوائیں اور کچھ نقد رقم بھی انہیں دے آئے جب کہ ان کے ساتھی نے بھی دو سو روپے بیمار پرسی کے اصل مقصد کے پیش نظر دیئے اور کوئی ایک ہزار کے قریب ان کی امداد کی۔

میں دو سال ہوئے بیمار ہو کر فیصل آباد کے سول ہسپتال یعنی بوچڑ خانہ میں داخل ہو گیا۔ بوچڑ خانہ اس لئے کہ اس میں نہ کوئی صاف ستھرا کمرہ اور نہ کسی پرائیویٹ کمرہ میں "اے سی" پرائیویٹ کمرہ دے دیا گیا جو کسی سبزی فروش کا کھوکھا معلوم ہوتا تھا۔

شدید گرمی اور رمضان المبارک اور مقدس مہینہ —— شہر میں میری بیماری اور پھر سول ہسپتال میں داخلہ کی خبر پھیل گئی تو ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مند ہسپتال پہنچ گئے۔

ان دونوں مخلص اور جانثار مریدوں کو بھی پتہ چلا تو گھبرائے ہوئے ہسپتال پہنچ گئے، انہوں نے جب دیکھا کہ کمرہ میں اے، سی نہیں ہے تو ڈاکٹروں سے کہا کہ ایئر کولر کا ہی انتظام کر دو —— مگر بوچڑ خانوں میں یہ سہولت کہاں ——

ہم دونوں بھاگم بھاگ گئے اور شہر سے دو ایئر کولر لا کر نحوست و یبوست سے بھرپور کمرہ میں لگا دیئے۔

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے علاج شروع کر دیا جو واقعی ایک قابل اعتماد اور شریف

Marfat.com

النفس ڈاکٹر ہیں۔

اسی سول ہسپتال میں ایک ڈاکٹر محمد نعیم صاحب بھی ہیں جو ہر وقت ایک تجربہ وڑ قصائی کی طرح غریب و مفلس مریضوں —— بے سہارا و بے اسرا بیماروں اور بستر مرگ پر تڑپنے والے دکھی انسانوں سے بھی ہر روز دوسو روپے بطور فیس کے چھین لیتے ہیں

چنانچہ وہ ظالم ڈاکٹر میرے ساتھ بھی یہی بے انصافی اور زیادتی کرتا رہا۔

شام چار بجے آتا —— اور پیٹ پر دو ٹھونگے مار کر اور یہ پوچھ کر ہر روز دوسو روپے چھین کر لے جاتا —— کہ

شاہ صاحب کیا حال ہے؟

غرضیکہ —— میرے یہ دونوں زندہ دل اور مخلص مرید اپنے کاروبار میں ہمہ وقت مصروف رہنے اور زندگی کی دوسری ذاتی مصروفیات کے باوجود بھی ان کا دھیان میری خدمت کی طرف لگا رہتا ہے۔

اور جب بھی لکڑی لینے کے لئے سوات جاتے ہیں تو خالی ہاتھ واپس نہیں آتے، کبھی صوفہ سیٹ، کبھی چائے کا سیٹ، کبھی کھانے کا سیٹ اور کبھی قیمتی دوشالہ اور کبھی بہترین اور خوبصورت ٹیپ ریکارڈر لے کے آتے ہیں۔ اور ان تحائف کے علاوہ بھی اپنا سارا مال و متاع مجھ پر نثار کرنے کو کمر بستہ رہتے ہیں۔

میاں محمد اشرف —— شادی کے بعد کئی سال تک اولاد نرینہ سے محروم رہنے کے بعد —— ایک دن بڑے ہی معصومانہ انداز اور نہایت ہی مایوسانہ لہجہ میں مجھ سے کہنے لگا۔

حضور —— اولاد نرینہ کے لئے دعا فرمائیں۔

میں نے کہا —— محرم پاک میں امام حسین علیہ السلام کی مقدس بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک مجلس پاک کا انتظام کرو، انشاء اللہ العزیز اولاد نرینہ

Marfat.com

کی آرزو پوری ہوگی۔

چنانچہ —— میرے اس زندہ دل مرید نے جامع مسجد حبیبیہ نگہبان پورہ میں اہل بیت رسول کی شان وعظمت کے موضوع پر ایک پروقار —— پرسوز اور ایمان افروز محفل اقدس کا انتظام کر دیا۔ چوہدری محمد حنیف بھی اس کارِ خیر میں اس کے معاون تھے۔

پہلے مولانا قاری ریاض احمد صاحب نے نہایت ہی پیارے انداز میں خطاب کیا جو اس مسجد کے خوش الحان اور قابل قدر خطیب ہیں اس کے بعد میں نے تقریر کے بعد بارگاہ خداوندی میں دعا کی ——

کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نوے سال کی عمر میں حلیم بیٹے اسمٰعیل کی خوشخبری سنانے والے رب دو جہاں اور حضرت ذکریا علیہ السلام کو سو سال کے بعد یحیٰی علیہ السلام بیٹا عطا کرنے والے خالق کائنات اور لفظ کن سے عدم کے اندھیروں میں ہست و بو کا اجالا کرنے والے رب غفور رحیم اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا صدقہ اور میرے مرشد پاک شہباز لامکانی حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی سرکار علی پور شریف کا واسطہ میرے وفادار اور زندہ دل مرید محمد اشرف کو فرزند ارجمند عطا فرما دے۔

دعا قبول ہوگئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے محمد اشرف کو خوبصورت اور چاند سے مکھڑے والا بیٹا عطا فرما دیا۔ اور اب یہ محفل پاک ہر سال ہونی قرار پائی ہے۔

اللہ کریم کے اس خاص لطف وکرم کے باعث محمد اشرف کی اداس اور مایوس زندگی کے اندھیروں میں خوشی ومسرت کا اجالا ہو گیا اور اس کی زندگی کی تاریک راتوں میں چمکتا ہوا چاند نکل آیا اور اس کی زندگی کے گلشن میں تازہ بہار آ گئی۔

اور جہاں تک چوہدری محمد حنیف کے صبر وتحمل اور بلند حوصلہ کا تعلق ہے وہ بھی دیکھا جائے تو اس کی مثال نہیں ملتی۔

Marfat.com

دو سال ہوئے کسی دشمن نے اس کے ٹمبر یعنی عمارتی لکڑی کے سٹور میں آگ لگا دی جس سے بہت سی لکڑی جل کر راکھ بن گئی اور لاکھوں کا نقصان ہو گیا لیکن محمد حنیف کے چہرہ پر نہ کوئی ملال کا نشان تھا اور نہ ہی دل میں کسی افسوس اور پریشانی کی لکیر —— وہی صبر و شکر اور وہی تقدیر پر راضی اور —— سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ میرے اس وفادار اور زندہ دل مرید کے صبر و شکر اور اس کی زندہ دل کا ہی نتیجہ ہے کہ چند ہی دنوں میں نئی عمارت بھی کھڑی ہو گئی اور ٹمبر پر وہی چہل پہل دکھائی دینے لگی۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ مجھے ایسے زندہ دل اور وفادار مریدوں پر فخر ہے۔

حضرات مکرم! —— آؤ آپ کو ایک ایسے پیارے اور فداکار مرید کی پہچان بھی کراؤں جس پر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مصرعہ پوری طرح صادق آتا ہے —— کہ

دل دریا سمندروں ڈوہنگے کون دلاں دیاں جانے ھو

نام اس جانثار مرید کا حاجی عبدالغفور ہے جس کی فیاضی، مہمان نوازی اور دریا دلی کا یہ عالم ہے کہ ہر روز اس کی دریا دلی کے دریا سے ہزاروں لہریں اٹھتی رہتی ہیں اور ہر رشتہ دار —— ہر برادری اور ہر چھوٹے بڑے مہمان کو وسیع دستر خوان سے کئی قسم کے لذیذ اور پر تکلف کھانوں سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اور حاجی عبدالغفور کی رشتہ داری، برادری اور دوستوں کا دائرہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور پھر اس کی دریا دلی صرف اپنے رشتہ داروں —— بہنوں اور دوستوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ سال میں چار مذہبی تقریبات پر بھی ہزاروں روپے خرچ کر کے اپنی فیاضی —— دریا دلی اور سخاوت کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔

(۱) مثلاً —— ہر سال دس محرم پاک کو اپنے خوبصورت بنگلہ میں ''شہدائے کربلا'' کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے پوری عقیدت محبت اور پوری ارادت

Marfat.com

سے ایک ایمان افروز محفل پاک کا انتظام بڑی شان وشوکت سے کرتے ہیں۔
جس میں سردار محمد سردار کے علاوہ ممتاز خطیب حضرات کے علاوہ میرا بھی بیان
ہوتا ہے اور پھر بھی میں وسیع لنگر، حاضرین وسامعین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۲) اور پھر ہر سال سترہ رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد میں ایک نورانی محفل پاک اور افطاری کا روح پرور اور دل کش اہتمام کر کے اپنی دریا دلی کی عقیدت ومحبت کی موجوں کے ذریعہ افطاری کے ثواب سے اپنا دامن بھر لیتے ہیں ہ

اور اس محفل پاک کی سب سے بڑی سعادت، برکت اور خوش قسمتی یہ ہوتی ہے کہ اس کو رونق، زینت بخشنے اور اسے دربار رسالت اور ازواج مطہرات کے حضور قبول کروانے کے لئے حضرت قبلۂ عالم نقش لاثانی۔غوث صمدانی صاحبزادہ پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلوہ افروز ہوتے رہے ہیں۔

مسند نشین آستانۂ عالیہ علی پور سیداں شریف

اور —— اب انشاء اللہ العزیز حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پاک کے بعد آپ کے صحیح جانشین اور فرشتہ سیرت صاحبزادہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب حاجی عبدالغفور کی اس نورانی اور ایمانی محفل اقدس میں رونق افروز ہوتے رہیں گے۔

(۳) اور پھر مذکورہ بالا دینی۔مذہبی اور خالص روحانی محافل کے علاوہ ہر سال سات اپریل کو اپنے والدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے —— ان کی قبروں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اور ان کی قبروں کو نور ایمان سے منور کرنے کے لئے اور قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت وبخشش کی چادر کا سایہ کروانے کے لئے اپنی دریا دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت ہی پیارے اور خوبصورت انداز میں ختم شریف کا انتظام کرتے ہوئے نعت خوانی اور قرآن خوانی کے ساتھ علمائے کرام

Marfat.com

کی تقریروں کا بھی پروگرام بنا کر اور پر تکلیف لنگر کا بھی انتظام کر کے اپنے ماں باپ کو اور دنیا والوں کو بتا دیتے ہیں کہ جس طرح حاجی عبدالغفور ان کی زندگی میں ان کی اطاعت۔ فرمانبرداری اور خدمت کرتا رہتا ہے وہ ان کے مرنے کے بعد آج بھی اسی طرح سے اطاعت شعار —— فرمانبردار اور خدمت گزار ہے۔

(۴) اپنے والدین کے سالانہ ختم شریف کے علاوہ ہر مہینہ گیارہویں شریف کا ختم پاک بھی دلانا حاجی صاحب کی عادت بن چکی ہے۔

اور پھر ان کے علاوہ ہر سال قربانی کے موقعہ پر ۲۵ ہزار روپے کی قربانی کر کے بھی اپنی دریا دلی کا ثبوت مہیا کرتے رہتے ہیں۔ قربانی کے جانور یہ ہوتے ہیں۔

ایک اونٹ، ایک گائے، چا دیسی بکرے اور چار چھترے

قارئین کرام —— یہ سارا سلسلہ اور یہ وسیع سالانہ پروگرام یعنی نورانی محفلیں، —— والدین کا ختم —— گیارہویں کا ختم شریف اور قربانی کا قیمتی نذرانہ صرف حاجی عبدالغفور تک ہی محدود نہیں بلکے ان سارے کارہائے ثواب میں ان کی اہلیہ بھی برابر کی شریک ہوتی ہے اور ہر وقت مہمان نوازی میں مصروف رہتے ہوئے اپنی خوش خلقی —— خوش مزاجی اور دھیمی طبیعت رکھنے کے باعث اپنی ساری برادری میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ نہ کسی سے دکھ نہ ویر نہ پیشانی پر بل اور نہ ماتھے پر شکن —— ہر رشتہ دار کی خدمت کی لگن اور مہمان کی مہمان نوازی میں مگن!

بس یوں سمجھئے کہ حاجی عبدالغفور میرا ایک دریا دل مرید ہے اور ان کی اہل خانہ اس دریا کی ایک زندہ دل موج ہے جو اپنی اس زندہ دلی کی وجہ سے اپنی ساری برادری کے ساتھ نہایت ہی پرتپاک انداز اور بڑے ہی احسن طریقہ سے میل ملاپ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہر ایک سے حسن سلوک اور حسن اخلاق کا بھرپور کردار ادا کرتی رہتی ہے۔

ہمارے ساتھ حاجی صاحب کی اس زندہ دل اہلیہ کی عقیدت کی انتہا یہ ہے کہ اب پیروی اور مریدی کی منزل سے گزر کر میری بیوی کو اپنی ماں سمجھتی ہے اور مجھے اپنا باپ

Marfat.com

تصور کرتی ہے۔

اور پھر لطف اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اس عیاشی اور فحاشی کے ماحول میں جہاں اولاد اپنے والدین کی نافرمانی ہو چکی ہے وہاں حاجی عبدالغفور کے بچے اس گندے ماحول سے دور رہتے ہوئے اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ اپنے وسیع کاروبار میں اپنے باپ کا ہاتھ بٹاتے رہتے ہیں اور مجھے دیکھ لیتے ہیں تو خوشی سے اچھل پڑتے ہیں!

اور جہاں تک حاجی عبدالغفور کے والدین مرحوم کی ذات کا تعلق ہے ان کے والد صاحب حاجی نور محمد صاحب مرحوم ایک پکے اور سچے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ پیروں فقیروں کی خدمت اور سیوا کرنی اپنے لئے ذریعۂ نجات سمجھتے تھے اس لئے کہ وہ خود بھی شریف النفس، حلیم الطبع اور فقیر منش انسان تھے اور وہ اپنے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی شمع جلائے رکھتے تھے!

اور حاجی صاحب کی والدہ مرحومہ کی خیرات وسخاوت کا یہ حال تھا کہ وہ ہر روز پیسے اپنی جیب میں رکھ لیتی تھیں اور پھر دروازہ پر آنے والے ہر بھکاری کی خواہش پوری کر دیتی تھیں۔

مجھ پر ان کی شفقت اور میرے ساتھ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ میری بھینس نے دودھ دینا چھوڑ دیا تو میں حاجی صاحب کو ملنے گیا اور بھینس کے دودھ نہ دینے کا ذکر کیا ——

حاجی صاحب کی والدہ نے سنا تو کہا ——

بابو —— اپنی بھینس کھول کر شاہ صاحب کے گھر چھوڑ آؤ۔

بس پھر حاجی صاحب کی ماں کی اطاعت وفرمانبرداری دیکھ کہ اسی وقت ماں کے فرمان کو پورا کر دیا۔

حضرات گرامی! یہ بھی یاد رہے کہ میری غلامی کی زنجیر میں گرفتار ہونے سے پہلے

Marfat.com

ان کی صرف آٹھ دس پاور لومز تھیں اور ایک ناہموار مکان تھا۔

مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور خدا جانے کس مرد درویش کی دعاؤں کے نتیجہ میں ایک سو سے زائد لومز اور ایک خوبصورت، کشادہ اور خوشنما اور بنگلہ نما مکان کے مالک ہیں۔ اور اپنے وسیع کاروبار کے ساتھ ساتھ میرا مختصر سا لومز کا کاروبار بھی پوری دیانت داری۔ دیکھ بھال اور احسن طریقہ سے چلارہے ہین اور پھر اس کی آمدن سے مجھے ہر سال مندرجہ ذیل اشیاء مہیا کرتے رہتے ہیں۔

گندم کے لئے تین ہزار روپے

قربانی کے لئے چار ہزار روپے

ہر مہینے ایک ہزار روپے

آخر میں حاجی صاحب ''عبدالغفور صاحب'' کی عقیدت، وفاداری اور دریا دلی کی ایک مثال بھی ملاحظہ ہو کہ ۱۹۷۹ء میں اہل ایمان حضرات حج بیت اللہ شریف —— دیار حبیب خدا یعنی مدینہ منورہ کے شوق سفر اور زیارت روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درخواستیں دے رہے تھے کہ ایک جمعتہ المبارک کے خطبۂ مبارکہ میں ہیں بیت اللہ شریف اور مدینہ منور کے فضائل کے مقدس موضوع پر تقریر کررہا تھا کہ اچانک آنکھوں کے سامنے مدینہ شریف کا حسین نقشہ اور گنبدا خضراء کا خوبصورت تصور آگیا اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور پھر عقیدت کے جذبات میں ڈوب کر میری زبان پر یہ شعر آگیا اور رب دو جہاں کی بارگاہ میں التجا کی —— کہ

اک واری مدینہ توں وکھا دے تے پھیر بھانویں جان کڈھ لیں

میرے دل دی پیاس توں بجھا دے تے پھیر بھانویں جان کڈھ لیں

اگلی صبح ہوئی تو حاجی صاحب بمع اپنی اہلیہ کے حاضر ہوئے اور نہایت ہی ایمان افروز اور دل کش انداز میں کہنے لگے۔

سرکارؒ —— چلو حج مبارک کی درخواست دے آئیں۔

Marfat.com

پھر میرے ساتھ اپنی بھی درخواست دے آئے۔

اور پھر یہ قدرت کے فیصلے اور مدینہ پاک سے بلاوے کی بات ہے کہ ان کی درخواست تو منظور نہ ہو سکی اور میری درخواست نے شرف قبولیت پالیا اور پھر اللہ کریم کے لطف و کرم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور بندہ پروری کی شان دیکھ کر حکومت پاکستان کی طرف مجھے امیر الحجاج بنا کر حج بیت اللہ شریف کے لئے بھیجا گیا۔

حضرات گرامی!

یہ بھی یاد رہے کہ پچھلے سال میں ناروے کے ایک ماہ کے تبلیغی دورہ سے واپس آیا تو صاحب صاحب نے میرے استقبال اور میری واپسی کی خوشی میں حاجی صابر حسین کے تعاون سے عام لنگر کا انتظام کر رکھا تھا!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کو ایسے وفادار، جاں نثار اور دریا دل مریدوں پر ناز ہے۔

قارئین کرام —— حاجی عبدالغفور صاحب کے ساتھ ہی میرے دو اور نیاز مند اور وفادار فرمانبرداری کے پیکر مرید عبدالمجید اور محمد رفیق بھی ہیں جو اتنے بڑے دولت مند تو نہیں مگر عقیدت و اطاعت کے کوہ گراں ہونے کے ساتھ ساتھ سرفروشی کے جذبہ سے بھی بھرپور ہیں اور اپنی سادہ مزاجی اور طبیعت کی تازگی کے باعث ہمیشہ اور ہر حالت میں خوش و خرم رہنے کے ساتھ ساتھ میری عزت اور خدمت کے گلشن میں تازہ پھولوں کی طرح سے مہکتے رہتے ہیں۔

اور میرے مقام اور احترام کو دل و جان سے سمجھنے کے پیش نظر میرے مرید ہونے پر فخر کرتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ کریم ان دونوں کے کاروبار میں برکت دے اور ان کے رزق میں کشادگی عطا فرمائے۔ آمین

محترم بزرگو —— آؤ آپ کو ملتان کے اپنے ایسے حقیقت شناس اور حق پرست

Marfat.com

مریدوں کے ایک ٹولے کا تعارف کراؤں کہ جنہیں مسکینوں کا ٹولہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔

نام ان کے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱-محمد حسین ۲-محمد اسحاق ۳-محمد اسلم ۴-محمد شفیق ۵-محمد رفیق ۶-غلام رسول ۷-عمر دین اور ۸-عبدالرحمٰن

عمر دین مرید تو حضرت خطیب پاکستان جناب غلام حسین صاحب آف گوجرہ کا ہے مگر میرے ساتھ دل و جان سے عقیدت رکھنے کے ساتھ ساتھ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کا شوق بھی رکھتا ہے۔

ملتان کی میری ساری خط وکتابت اسی کی معرفت ہوتی ہے لیکن یہ میری محبت میں اتنا گم اور سرمست ہے کہ کبھی کسی کا خط کسی اور کو دے دیتا ہے اور کسی اور کا لفافہ کسی اور کو ——محمد حسین ان کا رنگ ماسٹر ہے۔

یہی حال عبدالرحمٰن کا ہے کہ میرا مرید نہ ہونے کے باوجود بھی میری عقیدت کی سونے کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے اور میری خدمت کے جذبہ سے بھی سرفراز ہے

اور ان میں سے کوئی بھی کسی بڑے کاروبار سے تعلق نہیں رکھتا صرف محنت کش مزدوروں کی طرح اپنی گزراوقات کرتے ہیں۔

اور ملتان کے میرے مریدوں کا یہ رنگین ٹولہ اور فرمانبردار گروہ اپنی مالی حالت کی کمزوری کے باوجود بھی اپنے دلوں میں میری محبت وعقیدت کے پہاڑ رکھتے ہیں اور میں جب بھی ملتان جاتا ہوں تو سارا سارا دن میری خدمت اور میرے ہر حکم کی تعمیل کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

اور سب سے بڑی بات اور سب سے بڑی خوبی میرے ان مخلص و جانثار مریدوں میں یہ ہے کہ اس عیاشی وفحاشی کے دور اور غلیظ اور گندے ماحول میں انسانیت وشرافت کے موتی اپنے اپنے دامن میں رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ طریقت

Marfat.com

کے بھائیوں کی طرح محبت، انس اور پیار کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔

حضرات —— یاد رہے کہ اس خوش مزاج اور رنگین ٹولہ میں محمد حسین کا نام سرفہرست آتا ہے۔ جو "علی ٹیکسٹائل ملز ملتان" کی ایک بہت بڑی اور مشہور و معروف دکان میں ملازم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنا مال و متاع مجھ پر نچھاور کردینے کو بھی تیار رہتا ہے اور پیرو مرشد کے آداب کے پیش نظر اگر کسی بے ادب اور گستاخ کی زبان سے میرے متعلق کوئی نازیبا الفاظ بھی سن لیتا ہے تو پھر مرنے مارنے پر اتر آتا ہے۔

حضرات گرامی!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی —— کہتا ہے کہ اگرچہ میرے مریدوں کا جانثار ٹولہ غریب ہے تو بھی خوش قسمت ہے اور اگرچہ یہ مفلس ہے تو بھی خوش نصیب ہے اور اگر فقیر ہے تو بھی خوش بخت ہے اس لئے کہ درود تاج میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت ہی ایمان افروز القابات میں یہ بھی ہیں۔

محبت الفقراء والغرباء والمساکین۔

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فقروں غریبوں اور مسکینوں سے محبت کرنے والے ہیں۔

سید افتخار الحسن زیدی مزید کہتا ہے کہ ہر فقیر۔ ہر غریب اور ہر مسکین مسلمان کو اپنے فقیر ہونے پر —— اپنے غریب ہونے پر اور اپنے مسکین ہونے پر فخر کرنا چاہیے —— کیونکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں ان الفاظ میں دعا کی ہے کہ:

یا اللہ —— "مجھے زندہ رکھو تو مسکینوں میں —— مجھے موت دو تو مسکینوں میں اور مجھے روز حشر اٹھاؤ تو مسکینوں میں۔"

تو ——

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم آپؐ نے یہ دعا کیوں کی ہے تو رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

'ان الغرباء یدخلون الجنته قبل الاغنیاء اربعین."

کہ غریب —— فقیر اور مسکین لوگ امیروں سے دولت مندوں سے اور سرمایہ داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

اور پھر ارشاد نبوت ہے۔

طوبی للغرباء

کہ غریبوں کے لئے خوش خبری ہے۔

کس کی ——

سید افتخار الحسن کہتا ہے

جنت کی ——

اور پھر فرمایا:

بدء الاسلام فی الغرباء وسیعود فی الغرباء کہ ——

اسلام غریبوں میں آیا —— غریبوں میں رہے گا۔ اور غریبوں میں ہی لوٹ کر واپس جائے گا۔

درویش لاہوری اقبال مرحوم بھی کہتا ہے۔

جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آراء تو غریب
اور زحمت روزہ جو کرتے ہیں گوارا تو غریب
اور نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا تو غریب
اور پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب
اور امراء نشہ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملت بیضاء غرباء کے دم سے

Marfat.com

محترم قارئین! ——— آؤ ذرا میں آپ کو اپنے تین ایسے عقیدت مندوں کی جان پہچان بھی کراتا چلا جاؤں جو میرے حلقہ مریدین میں شامل نہ ہونے کے باوجود بھی میرا ادب واحترام اسی طرح سے کرتے ہیں جیسے ایک مخلص اور وفادار مرید اپنے پیرو مرشد کا کیا کرتا ہے اور میرے ساتھ اسی انداز میں محبت اور عقیدت رکھتے ہیں جس انداز میں ایک نیاز مند انسان اپنے کسی بزرگ پیشوا کی عزت اور خدمت کا جذبہ رکھتا ہے یہ تینوں بھائی یعنی میاں محمد نعیم، میاں محمد اعظم اور میاں محمد ناصر چنیوٹ کی مشہور اور سرمایہ دار شیخ برادری سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ نیک اور صالح ماں باپ کے نور نظر بھی ہیں اور تینوں سوتی اور سلکی لومز کی فیکٹریں کے مالک ہونے کے باوجود ہر ایک کی پیشانی پر سادگی کی لکیریں ——— ہر ایک کے چہرے پر انسانیت کی جھلک اور ہر ایک کے ماتھے پر انکساری کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔

اور جو پاکستان کے لٹیرے سرمایہ داروں، عیاش چوہدریوں اور بے رحم مل مالکوں کی طرح نہیں ہیں جو غریبوں اور مفلسوں کی جھونپڑیوں کو مسمار کر کے اپنے پلازے تعمیر کرتے رہتے اور لنگڑے اور اپاہج لوگوں کے کھوکھوں کو ڈھا کر اپنی اپنی کوٹھیوں پر ان فاقہ کشوں کے خون سے رنگین کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنی دولت کے نشہ میں بدمست اور گمراہ ہو کر اپنے مزدوروں کے ساتھ ظلم وستم کرنے کے ساتھ ساتھ بے کس و بے سہارا عورتوں کی غربت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے سروں سے شرم وحیاء کی چادریں بھی چھین لیتے ہیں۔

نہیں ——— بلکہ یہ تینوں بھائی تو اپنی اپنی سوتی اور ریشمی فیکٹریوں میں تیار ہونے والے کپڑے سے محتاج لوگوں اور بے سہارا اور بیوہ عورتوں کے ننگے سروں کو ڈھانپنے اور ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے ہر سال ہزاروں گز کپڑا تقسیم کر دیتے ہیں۔

حضرات گرامی ——— یاد رہے کہ دنیا کی ہر نعمت سے مالا مال ہونے اور امیرانہ

Marfat.com

ٹھاٹھ باٹھ اور خوبصورت کوٹھیوں میں رہنے اور دولت —— جوانی اور بھرپور شباب رکھنے کے باوجود میرے ان تینوں عقیدت مندوں میں کوئی بری عادت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ نیک اور صالح والدین کی اچھی تربیت اور خصوصاً ماں کے پاک دودھ کا اثر بھی ہے۔

میاں محمد اعظم اور میاں محمد ناصر ہر سال رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں میری اور میرے اہل خانہ کی پرتکلف اور پرذوق افطاری اور خورد ونوش کا اعلیٰ انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ کئی قسم کے تحائف بھی نذرانہ کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اس سال تو گھریلو سامان اور اعلیٰ قسم کے کپڑوں کے ساتھ انہوں نے ماہ کنعان کتاب کے لئے ایک ہزار روپے نقد بھی پیش کر کے بھرپور تعاون کا مظاہرہ بھی کیا!

اور یہی حال میاں محمد نعیم کا ہے جو نہایت ہی ادب واحترام اور پوری عقیدت سے میرے آگے سر جھکا کر اپنی عقیدت اور نیاز مندی کا اظہار کرنے کا عادی ہے۔ کبھی نقد نذرانہ اور کبھی کپڑے کے تھان کی پیشکش اور یہ تینوں بھائی ہیں اور گہرے دوست بھی ہیں ایک ہی گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کے ساتھ ساتھ آپس میں اتحاد —— یگانگت اور محبت کی دولت سے بھی مالا مال ہیں اور صرف اعلیٰ نسل کے گھوڑوں اور نیزہ بازی کا شوق رکھتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ میاں اعظم اور ناصر کے والد گرامی میاں محمد سلیم مرحوم اور میاں قمر نعیم کے ماں باپ مرحوم کی قبروں پر اللہ کریم اپنی رحمت کی چادر کا سایہ رکھے

میاں محمد نعیم صاحب کی یہ انتہائی خوش نصیبی ہے کہ ان کے والدین آخری دم تک ان کے پاس رہے اور یہ ان کی خدمت کرتے رہے اور والدین کی بیماریوں پر لاکھوں روپے خرچ کر دیئے لیکن موت کے فرشتہ کا راستہ نہ روک سکے۔

ان تینوں کا راز دان اور میرا درباری نعت خوان خلیفۂ مختار ان تینوں کی زندگی کا ایک باعتماد اور وفادار ساتھی ہے۔

Marfat.com

یوسف پچھے دس زلیخا کدھر گئی جوانی
کہے زلیخا عشق تیرے وچہ کر دتی قربانی
کہے زلیخا ایہو ویلا دل دے راز کھلن دا
یوسف کہے اوہ اوکھا ویلا وقت اعمال تلن دا

میں اپنی اس کتاب ''ماہ کنعان''، یعنی تفسیر سورۃ یوسف علیہ السلام کا پہلا حصہ ان دعاؤں پر ختم کرتا ہوں۔

اے پروردگار عالم!

دلوں کو مرکز مہر و وفا کر
حریم کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر
عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لایحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

سید افتخار الحسن
تہجد کے وقت
سید محمد یعقوب

Marfat.com

گزارش

حضرات گرامی —— مجھ جیسا کم علم۔ کم عقل اور کم فہم انسان بھلا، قرآن کریم کے احسن القصص یعنی سوہنا قصہ۔ یعنی تفسیر حضرت یوسف علیہ السلام بھلا کیسے لکھ سکتا تھا۔

اور دن رات اپنے لخت جگر شہزادہ انوار الحسن زیدی مرحوم کے غم میں آنسو بہانے والا آدمی اور پھر پاکستان کو تخریب کاری کی زد میں دیکھ کر پریشان رہنے والا اور طویل علالت کے باعث کانٹوں کے بستر پر کروٹیں بدلنے والا صاحبزادہ سید افتخار الحسن اس مقدس اور پاکیزہ موضوع پر بھلا کیسے قلم اٹھا سکتا تھا۔

مگر باپ کے خون۔ ماں کی دعاؤں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض اور جناب شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب کے لطف و کرم کے باعث علم دین کا خزانہ حاصل کرنے میں کامیاب ہونے کے ساتھ ساتھ خطابت کے میدان میں شہسوار بھی بن گیا۔

اور پھر میں نے انہیں حضرات کے صدقہ و طفیل قلم اٹھایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی تفسیر کا پہلا حصہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مرشد لاثانی کی ظاہری و باطنی توجہات کے باعث نہایت ہی خوش

Marfat.com

اسلوبی' سے اختتام کو پہنچا۔

اب میری قارئین کرام کی خدمت عالیہ میں گزارش ہے کہ اگر میری اس کتاب ''ماہ کنعان'' میں کوئی لغزش اور کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو اسے معاف کر دیں اور میری صحت کاملہ کے لئے خاتمہ بالایمان کے لئے دعا کریں۔

سید افتخار الحسن

آغاز ۱۸-اگست ۱۹۷۷ء

اختتام ۱۵-فروری ۱۹۸۹ء

Marfat.com

علماء خطباء اور طلباء کیلئے بہترین جامع اور مدلل مجموعۂ وعظ

نورانی مواعظ

از: اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا نور محمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مختصر تعارف

حصہ اول

تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، والدین کریمین کا اسلام، ولادت باسعادت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل و خصائل، حلیہ مبارک اور اخلاق حسنہ

حصہ دوم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بچپن اور عہد شباب، مکہ میں دعوت و تبلیغ کا آغاز اور کفار و مشرکین کے مظالم، واقعہ معراج کی شان و عظمت اور حکمت و فلسفہ مدینہ میں اسلام کی اشاعت، ہجرت، مواخات اور تعمیر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حصہ سوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان پرور معجزات، عقیدۂ ختم نبوت اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق شفاعت قرآن و حدیث کی روشنی میں آیاتِ متشابہات سے شبہات کا ازالہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وصال۔

حصہ چہارم

فضائلِ اہل بیت، سیدۂ کائنات، ازواج مطہرات، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات اور فضائل و مناقب، یزید کے احوال اور واقعہ کربلا کا مفصل بیان۔

حصہ پنجم

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن و حدیث کی روشنی میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا مولا علی اور سیدنا امیر معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالاتِ زندگی اور فضائل و مناقب کا بیان۔

حصہ ششم

اولیاء کرام کی شان و عظمت قرآن و حدیث کی روشنی میں امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات زندگی، رتبۂ علم و ولایت، اخلاق اور کرامات و فضائل کا بیان۔

ناشر: مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے، فیصل آباد

Marfat.com

علماء و خطباء اور عوام الناس کے لئے مفید اور نایاب سلسلہ

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد دین چشتی گولڑوی صاحب کی مایہ ناز تصنیف

کنز الخطیب

ماہ محرم الحرام	حصہ اول	محرم الحرام شریف سے متعلق بارہ خطبوں پر مشتمل
ماہ صفر المظفر	حصہ دوم	ولایت کا تعارف اور ماہ صفر میں وصال پانے والے چند اولیاء اللہ کے حالات پر مشتمل بارہ وعظ
ماہ ربیع الاول شریف	حصہ سوم	میلادِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل بارہ وعظ
ماہ ربیع الثانی	حصہ چہارم	علامات محبت اولیاء اللہ اور حضور شیخ عبد القادر جیلانی کے حالات پر مشتمل بارہ وعظ
ماہ جمادی الاولیٰ	حصہ پنجم	مقصد تخلیق اور نماز پر مشتمل بارہ وعظ
ماہ جمادی الاخریٰ	حصہ ششم	جمادی الاخریٰ کا تعارف اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے پہلوؤں پر مبنی بارہ وعظ
ماہ رجب المرجب	حصہ ہفتم	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ اجمیری و دیگر موضوعات پر مبنی بارہ وعظ
ماہ شعبان المعظم	حصہ ہشتم	فضائل شعبان، فضائل زکوٰۃ، تحویل قبلہ اور امام محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد اور دیگر موضوعات پر مشتمل بارہ وعظ
ماہ رمضان المبارک	حصہ نہم	فضائل رمضان، فضائل قرآن، فضائل لیلۃ القدر کے علاوہ حضرت علی اور سیدہ فاطمہ اور جنگ بدر جیسے موضوعات پر مشتمل بارہ وعظ
ماہ شوال المکرم	حصہ دہم	فضائل عید الفطر، فضائل صدقہ کے علاوہ حقوق والدین، زوجین کمالات موت، مومن کی موت اور ایصال ثواب جیسے اہم موضوعات پر مشتمل بارہ وعظ
ماہ ذیقعدہ	حصہ یازدہم	فضائل ذیقعدہ، فضائل مدینۃ المنورہ، تعمیر کعبۃ اللہ، عمرہ اور دیگر موضوعات پر مشتمل بارہ وعظ
ماہ ذی الحجہ	حصہ دوازدہم	فضائل ذی الحجہ، فضائل و مسائل حج، عید الاضحی، شہادت سیدنا حضرت عثمان غنی، شہادت حضرت عمر اور دیگر موضوعات پر مشتمل بارہ وعظ

قرآن و حدیث اور تاریخ و تفسیر کی معتبر و نادر کتب کے حوالہ جات سے مزین ایک نایاب و منفرد سلسلہ

آج ہی اپنے قریبی کتب خانے سے طلب فرمائیں

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

Marfat.com

اِنشاءاللہ! عنقریب آپکے پاس

ذوقِ خطیب

حصہ چہارم

تصنیفِ لطیف، خطیبِ پاکستان، علامہ قاری فیض المصطفےٰ عتیقی صاحب

امام الانبیاء علیہم السلام کی وفات شریف، وفات کے بعد مدینہ شریف کے حالات، صحابہ کرام پر کیا گذری، وفات شریف ہوئی کیسے، حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر اپنوں اور غیروں کے دلائل، علماء، خطباء، عوام کے لئے انمول خزانہ، خوبصورت عربی، فارسی، اردو، پنجابی اشعار جو آپ کی من پسند کتاب پڑھ کر دل باغ باغ ہو۔ انشاءاللہ۔

ملنے کے پتے: مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد فون ٦٢٦٠٦٤ ۔ ۱۱ گنج بخش روڈ لاہور فون۔

عتیقی کتب خانہ عزیزیہ مسجد واٹر سپلائی روڈ سرگودھا فون نمبر: ٧٠٠٤٠٥

انشاءاللہ! عنقریب مارکیٹ میں دستیاب ہو گا۔

عتیقی قاعدہ

تصنیف: علامہ قاری فیض المصطفےٰ عتیقی صاحب

تجدید قرأت پر بہترین مختصر اور آسان قاعدہ جو کہ ہر بچے کی سمجھ میں آجائے، سوال جواب کی شکل میں قرأت کے قوانین، قرأت کا فن سیکھنے کے لئے ہر صاحب کی ضرورت۔

فون رابطہ: ٧٠٠٤٠٥

Marfat.com

کنز الخطیب کی بے پناہ مقبولیت اور عوام و خواص میں اس کتاب کی انتہائی پذیرائی کے بعد حضرت علامہ محمد دین چشتی دامت برکاتہم کی مفردات قرآن کے صرفی نحوی اور لغوی مباحث پر مشتمل ایک منفرد اور شاندار پیشکش

کنز العرفان
فی
شرحِ مفرداتِ القرآن

تشنگانِ علومِ قرآنِ حکیم

کے لیے ایک

بیش قیمت

اور

نایاب تحفہ

خصوصیات

- اس کتاب میں کلمات و تراکیب کا انتخاب پورے قرآن حکیم میں سے کیا گیا ہے۔
- کلمات و مرکبات کو قرآن حکیم کی سورتوں اور انکی آیات کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے
- کلمات و تراکیب قرآن حکیم کے نحوی سیاق و سباق کو واضح کرنے کے لیے ان سے متصل متعلقات و عوامل کو بھی اکثر و بیشتر درج کر دیا گیا ہے۔
- کلمات قرآنیہ کے مباحث کو نو عدد کالموں کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔
- آخری کالم میں زیر بحث کلمے کا اردو زبان میں استعمال مفرد یا مرکب شکل میں بیان کیا گیا ہے۔
- کنز العرفان میں مفردات القرآن کے صرفی و نحوی اور لغوی مباحث کو جس انداز میں یکجا کیا گیا ہے اس کی مثال کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتی۔
- کتاب ہذا کی ترتیب و تدوین چونکہ ترجمہ و تفسیر کے متعلم کی بہت سی ضرورتوں کو انتہائی جامعیت و اختصار کے ساتھ پوری کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اس لئے اس کی شہرت اور طلب اسکی اشاعت سے پہلے ہی بہت زیادہ ہو چکی ہے۔
- "کنز العرفان" واقعتاً مفردات قرآن کے عرفان کا ایک بیش بہا خزانہ ہے لہٰذا یہ کتاب اسم بامسمیٰ ہے۔ چنانچہ یہ سکول کالج اور یونیورسٹی اور مدارس عربیہ کے اساتذہ اور طلبہ کے لئے ایک نایاب تحفہ ہے۔

مکتبہ نوریہ رضویہ

Marfat.com